انوکھی جیت

بقلم ہما وقاص

مکمل ناول

ملتان کے ایک متوسط علاقے کی اینٹوں سے بنی گلی میں موجود گھروں میں سے ایک گھر کا زنگ آلودہ لوہے کا آدھ کھلا گیٹ ، چھوٹی سی راہداری سے آگے سرخ اینٹوں کا صحن اور صحن میں کھڑا نیم کا گھنا درخت اور گھنے درخت کے نیچے لگی لکڑی کی کرسیوں پر بیٹھے تین نفوس میں سے تیس سالہ سرمد جوش سے کرسی پر سے اٹھا ۔

"دماغ ٹھیک نہیں اماں اس کا اب مہتاب سر نے انتظام کر دیا ہے جاب کا تو یہ نخرے دکھا رہا ہے "

سرمد نے تیوری چڑھائے ایک کرسی پر پریشان صورت لیے بیٹھی صالحہ کو دیکھ کر کہا ۔ صالحہ اب چھبیس سالہ موحد کی طرف دیکھ رہی تھیں جس پر اس کا بڑا بھائی کھڑا برس رہا تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

"ارے امی ۔۔۔ لاہور میں نوکری کو تو ترستے ہیں لوگ اور ایک یہ ہے کہ جانے کو راضی نہیں "

سرمد نے غصے سے ایک ہاتھ پینٹ سے نکالے ہوا میں معلق کیا ، موحد نے جھکا سر اوپر اٹھایا ۔

"ہاں اور وہاں جا کر گدھے مینڈک کھا کر پھر گھر کو اور گھر کے کھانے کو بھی ترستے ہیں "

موحد نے خفت سے کہا اور ناگواری سے سر کو ہوا میں جنبش دی ۔ نہیں جانا چاہتا تھا وہ لاہور یہ بات تو کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی بس اس کی بے روزگاری اب سرمد بھائی کی برداشت سے باہر تھی ۔

"اور یہاں کل کھانے کے لالے پڑے ہوں گے تب۔۔۔ تب کیا کرے گا ، تو بھی کما میں بھی کماتا ہوں تین بہنیں ہیں گھر بیٹھی کیسے بیاہیں گے یار کچھ تو خیال کر ؟ "

سرمد تو اپنے موقف سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا ، یہ ہی بحث تین دن سے گھر کے ماحول کو سرد بنائے ہوئے تھی ۔

" تو بھائی یار مل ہی جائے گی ملتان میں بھی جاب آپ لوگ صبر کر لیں تھوڑا تلاش کر تو رہا ہوں میں "

موحد نے کوفت زدہ لہجے میں کہا پر سرمد تو اس کی بات پر اور اکھڑ گیا ۔

"ہاں --- ہاں مل گ ئی تجھے تو، سال بھر سے جوتے چٹخاتا پھر رہا ہے مل ہی تو گ ئی تجھے
"

سرمد کے لہجے سے ٹپکتی حقارت اب سب ارادے ٹھس ہوتے دکھا رہی تھی ، اور پھر ہر پانچ منٹ کے وقفے سے جو وہ صالحہ کو اس بات کے لیے قائل کرنے کے لیے اکسا رہا تھا وہ تو موحد کا یہاں رکنا سو فیصد ناکام بنانے کو تھا

"اماں میں کہہ رہا ہوں بہت اچھی سیٹ ہے اچھی تنخواہ ہے یہ بھی ہاتھ سے جائے گی ابھی جائے تو وہاں پھر میں کوشش کر کے ملتان ٹرانسفر کروا لوں گا اسکا"

سرمد اب پھر صالحہ کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا اور پھر صالحہ جو لگاتار موحد کی طرف دیکھ رہی تھیں باوجود کوشش کے موحد کی نگاہ ان کے چہرے پر پڑ ہی گ ئی

" موحد بیٹا مان جا نا"

مسکین صورت اور التجا ، بس یہ آخری وار تھا اس کے بعد تو وہ یہاں نہیں رک سکتا تھا۔

دس سال پہلے اپنے شوہر عالمگیر کی وفات کے بعد صالحہ نے پانچ بچوں کو بمشکل پالا تھا سب سے بڑی بیٹی ثانیہ اس سے چھوٹا سرمد ، پھر علیزہ ، اس کے بعد موحد اور سب سے چھوٹی تانیہ تھی ثانیہ کی شادی بمشکل اپنے رشتہ داروں میں ہوئی جو گھریلو ناچاقی اور لڑکے کے بد دماغ ہونے کی وجہ سے زیادہ عرصہ نا چل سکی اور وہ دو سال بعد ہی پھر سے گھر میں واپس آ

گ ئی ۔

سرمد بی ۔ اے کے بعد سے ہی ایک نجی کمپنی میں ملازمت کرتا تھا چھوٹے بھائی کو پڑھاتا رہا اب جب اس کی تعلیم مکمل ہوئی تو اس کی ملازمت کا ذمہ بھی اپنے سر لے لیا ، اپنی ہی کمپنی کی لاہور میں موجود شاخ میں وہ موحد کی ملازمت کا بندوبست کروانے میں کامیاب ہوا اور اب یہ صحن میں گول میز کانفرنس اسی سلسلے میں تھی جس میں سرمد جیت چکا تھا ۔

موحد نے ایک نظر صالحہ پر ڈالی اور خاموشی سے اٹھ کر کمرے میں آ گیا ، ثانیہ گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی ۔ اس کا چھ ماہ سے کچھ ایسا ہی حال تھا ۔

"آپی ـــ بس کریں ایسے رونے دھونے سے کچھ نہیں ہو گا ، وہ شخص آپ کے قابل نہیں تھا "

ثانیہ کے قریب بیٹھ کر اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھے نرمی سے کہا ، اس نے آہستگی سے سر اوپر اٹھائے اپنے چھوٹے لاڈلے بھائی کو دیکھا ۔

" جا رہا ہوں پرسوں لاہور "

اداس چہرے کے ساتھ کہتا ہوا وہ اب ثانیہ کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

" فکر نا کر لگ جائے گا دل تیرا وہاں بھی "

ثانیہ نے مسکرا کر دیکھا اور پھر قریب ہو کر اسے گلے سے لگا لیا ۔

*****

موحد کو لاہور آئے اور "ردا" میں جوائی نگ دیے تین دن ہی ہوئے تھے ردا کپڑے کی مل تھی جس کی ایک شاخ ملتان میں تھی ،جہاں سرمد ملازمت کرتا تھا موحد نے ہومین ریسورسز میں ایم بی اے کیا تھا ۔ مہتاب ملک کی سرمد کے ساتھ کافی اچھی دوستی بھی تھی لیکن ملتان میں موحد کے معیار کی اور ایچ آر ڈیپارٹمنٹ میں سیٹ نا ہونے کے باعث اس نے یہاں ملازمت دے دی تھی ۔

ملازمت کے تیسرے دن شام کو واپسی پر تھکے تھکے قدموں سے چلتے ہوئے وہ کمپنی کی راہداری سے کچھ آگے بنی ٹک شاپ پر عدنان کے ساتھ کھڑا تھا ۔ عدنان نا صرف یہاں اس کے ساتھ ملازمت کرتا تھا بلکہ موحد نے اسی کے ساتھ اسکے چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں رہائی ش رکھی تھی ۔

وہ دوکان سے قلفی لیے کھاتے ہوئے معمول کی گفتگو میں مگن تھے جب اچانک کمپنی کے گیٹ کے بلکل سامنے لوگوں کے ہجوم اور شور کی وجہ سے دونوں اپنی اپنی قلفی تھامے اس طرف چل دیے ۔ لوگوں کے ہجوم سے گردنیں گھساتے وہ تھوڑا آگے ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر موحد کی آنکھیں حیرت سے اپنا حجم بڑھا گیں ۔ سامنے جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس لڑکی کسی لڑکے کو بری طرح مار رہی تھی ۔

موحد حیرت زدہ تھا ہوتا بھی کیوں نا ایسا کہاں دیکھا تھا ان نگوڑی آنکھوں نے آج سے پہلے جو اب دیکھ رہی تھیں ۔ مار کھاتے لڑکے پر ترس آ گیا ، مویا نڈھال ہو چلا تھا پر اس ماجے کی جٹی کے سر پر تو جیسے بھوت سوار تھا

" کیا ہے یہ سب عدنان "

قلفی کو زبان پر پھیرتے ہوئے حیرت سے وا منہ کے ساتھ پاس کھڑے عدنان سے سوال کیا ، جس کے چہرے کے تاثرات یکسر مختلف تھے ، وہ دلچسپی سے سامنے کے منظر کو دیکھ رہا تھا شائد اس کے لیے یہ نیا نہیں تھا ۔

" موٹی بولے کوئی تو ایسے ہی مارتی ہے "

عدنان نے موحد کی طرف دیکھے بنا جواب دیا ۔

"تو کوئی جھوٹ تھوڑی کہتا ہے موٹی تو۔۔۔۔"

موحد نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور آواز عدنان کی سرگوشی کی نسبت کچھ زیادہ اونچی تھی ۔

"ارے آہستہ بول بھئی بڑے پھرے دماغ کی ہے پلٹ کر تم پر جھپٹ پڑی تو "

عدنان نے تھوک نگلا

" ہیں کیا ایسا کرتی ہے ؟"

موحد نے حیرت سے مزید آنکھیں نکالیں ۔

"ارے نا پوچھ اس سے برا کرتی ہے ، کراٹے چیمپ ئی ین ہے یہ---- ٹانگ گھماتی ہوا میں اور سیدھی سامنے کھڑے کی گردن میں لگتا ہے پاؤں "

عدنان نے ہاتھ کو لہراتے ہوئے جواب دیا تو موحد کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گ ئی ین ۔

ایسی بھی ہوتی ہیں کیا لڑکیاں

" ایسا کیا ؟"

خفیف لہجے میں عدنان سے تصدیق چاہی جیسے یقین اب تک نا آیا ہو۔ کوئی بھی اس جنگلی لڑکی کو مارنے سے نہیں روک رہا تھا ایسا بھی کیا جرم کر دیا تھا اس لڑکے نے جو وہ یوں پاگلوں کی طرح اسے مار رہی تھی ۔ اور باقی سب تماشہ دیکھ رہے تھے کیا غنڈا راج تھا اس لڑکی کا

"تیری قلفی پگھل رہی ہے"

عدنان نے موحد کی قلفی کی طرف اشارہ کیا۔ جو پگھل کر اب اس کے ہاتھ پر گر رہی تھی، موحد نے قلفی عدنان کے ہاتھ میں تھمائی اور جوش سے آگے بڑھا

" ایکسکیوزمی !!! بس کریں کیوں مار رہی ہیں اسے "

موحد نے لڑکی کے کندھے کو تھام کر جھٹکے سے اپنی طرف گھمایا ، وہ سرخ چہرے کے ساتھ موحد کی طرف مڑی ، بھاری بھرکم وجود کے ساتھ اونچے قد کاٹھ کی لڑکی تھی سفید دودھ جیسی

رنگت تیکھے خوبصورت نقوش اور گھنگرالے بال پسینے کے باعث اب گردن اور گالوں سے چپکے ہوئے تھے اور وہ اب موحد کو خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی ۔

" کیوں مار رہی ہیں اس بچارے کو ایسا بھی کیا جرم کر دیا اس نے ؟"

موحد نے تیوری چڑھائے پوچھا لڑکی اب پوری طرح موحد کی طرف متوجہ تھی اور اس کی جرأت پر شائد حیران تھی ۔ مار کھاتے لڑکے نے لڑکی کا دھیان ہٹنے کو موقع غنیمیت جان کر وہاں سے اپنے بچاؤ کے لیے دوڑ لگا دی ۔

" میں پوچھ سکتی ہوں آپ کون ہیں اور میرے کام میں یہاں کھڑے ہو کر اپنی دونوں کی دونوں ٹانگیں کیوں گھسیڑ رہے ہیں ؟"

لڑکی نے کمر پر ہاتھ رکھے دانت پیستے ہوئے موحد سے سوال کیا

" ٹانگ گھسیڑ رہا ۔۔۔ ارے او بی بی مر جائے گا وہ بچارا جس پر آپ اپنے کراٹے آزما رہی ہیں باقی سب تو بت بن کر کھڑے دیکھ رہے ہیں میں ان جیسا نہیں ہوں "

موحد نے ناگوار نظر اردگرد کھڑے لوگوں پر ڈالی اور ہاتھ اوپر اٹھائے ہوا میں فخر سے گھمایا

" اچھا تو تم حاتم طائی ہو یہاں کی ، "ردا " میں ملازم ہو ؟ "

لڑکی نے بھنویں سکیڑے حقارت سے جائزہ لیتے ہوئے سوال کیا ، سادہ سی لائننگ ڈریس شرٹ کے نیچے ڈریس پینٹ پہنے سلیقے سے ایک طرفہ مانگ نکالے آنکھوں پر چشمہ ٹکائے وہ

بہت ہی کوئی شریف النفس مگر اکڑو قسم کا لڑکا تھا ۔

" ہاں ---- "

موحد نے ہنوز تیوری چڑھائے جواب دیا وہ تو اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے بلی چڑھانے سے پہلے بکرے کو دیکھا جاتا ہے ۔

" آں --- ہاں تو پھر تم سے یہاں بحث بے کار ہے ، دیکھ لوں گی تمہیں تو میں "

لڑکی نے ایک جھٹکے سے اپنے کندھے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا اور آگے بڑھ گ ئی وہ جیسے جیسے آگے جا رہی تھی لوگ پیچھے ہو کر اسے راستہ دے رہے تھے ۔ اس کے جاتے ہی عدنان تقریباً بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا تھا ۔ جب کہ موحد اب سامنے سیاہ بڑی سی گاڑی میں لڑکی کو بیٹھتے دیکھ رہا تھا ۔

"اوئے پاگل انسان --- کس سے پنگا لے لیا تو نے پتا بھی ہے تجھے ؟ "

عدنان نے موحد کے کندھے پر زور سے ہاتھ مارا اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں ۔

" کیوں کیا ہوا ؟ "

موحد نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا اس کا یوں پریشان ہو جانا حیران کر رہا تھا کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق وہ نا تو اس پر جھپٹی تھی اور نا ہی اس کی گردن پر وار کیئے تھے پھر

عدنان اتنا گھبرا کیوں رہا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا ۔

" یہ ہے وہ ---- "

عدنان نے اپنے دنوں ہاتھوں سے اس کی گردن کو موڑا اور کمپنی کی عمارت پر گے بڑے حروف میں لکھے "RIDA" کے نام کی طرف اشارہ کیا

" مطلب ؟ "

موحد کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی

"مطلب یہ میرے باپ ---کہ اس کمپنی کے اونر ملک جہانزیب کی اکلوتی بیٹی ہے وہ ردا ملک ہے ۔ے۔ے۔ے "

عدنان نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا جبکہ موحد کے آبرؤ اب اوپر کو چڑھ گئے تھے ۔

" ملک جہانزیب کی بیٹی اکلوتی تو مہتاب ملک ؟ "

سوالیہ نظروں سے عدنان کی طرف دیکھا

" وہ ملک جہانزیب کی سگی اولاد نہیں ہے اسے ایڈاپٹ کیا تھا اور یہ بعد میں پیدا ہوئی جنگلی بلی سب اس کے ماتحت ہے ، کہنے کو انٹرنشپ کر رہی ہے اپنے ہی باپ کی کمپنی میں پر رعب مالک والا ہے بھئی ، اب تیری خیر نہیں تجھے دماغ میں بیٹھا گ ئی ہے تو --- تو گیا سمجھ "

عدنان نے ہوا میں ہاتھ چلاتے ہوئے افسوس کیا

"ابے نا کر یار مروائے گا کیا بھائی تو گھر میں بھی نہیں آنے دیں گے "

موحد نے تھوک نگلتے ہوئے پریشان صورت بنائی کیا کر بیٹھا تھا وہ

"تجھے کس نے کہا تھا جا کر ہیرو گیری دکھا اب میں کیا کر سکتا ہوں "

عدنان نے ہاتھ ہوا میں مارا اور ہتھیار پھینک دیے

" ارے یار۔ر۔ر۔ کچھ کر روک نہیں سکتا تھا کیا مجھے ، جانتا ہی ہو گا کیا کرتی ہے یہ پھر ؟"

موحد نے ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے ہاتھ سے پیشانی مسلتے ہوئے پوچھا

" فائر کرتی ہے سیدھا نوکری سے اور کیا کرتی ہے "

عدنان نے بجھے سے لہجے میں جواب دیا

" او تیری ۔۔۔۔ یعنی گیا میں تیسرے ہی دن کام سے "

موحد نے دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑا آسمان بھی سر پر گھومتا ہوا محسوس ہوا ۔ پرسوچ نگاہیں سامنے سڑک پر جمائے وہ پریشان حال کھڑا تھا ۔

****

ملک ہاؤس کے وسیع عریض ڈائی نگ ہال میں گے لمبے چوڑے کھانے کے میز پر اہتمام سے رات کا کھانا سجا تھا ۔ تابندہ بیگم نے گھور کر سامنے بیٹھی اپنی بائیس سالہ بیٹی کی طرف دیکھا

جو کہیں سے بھی بائی پس کی نہیں لگ رہی تھی ۔ وہ بھر بھر کر چاولوں کی بھری ڈش میں سے چاول اپنی پلیٹ میں ڈالنے میں مگن تھی وہ یہ پلیٹ دوسری دفعہ بھر رہی تھی ۔

"بس کر جاؤ اب سلاد کھاؤ صرف "

تابندہ بیگم نے ردا کے آگے سے پلیٹ کو ہٹاتے ہوئے گھور کر کہا تو اس نے لاڈ سے ساتھ بیٹھے ملک جہانزیب کی طرف شکایتی نگاہوں سے دیکھا ۔ تابندہ بیگم اب اس کے سامنے سلاد کی پلیٹ رکھ رہی تھیں

" ارے تابندہ دے دیں بچی ہے کھانے دیں "

جہانزیب سے بیٹی کی ایسی صورت کہاں دیکھی جاتی تھی

" ملک صاب بس کریا کرو تسی وی ، بچی کوئی نئی جے ہن اہے ، کسے نے ویاوی نئی یوں کرنا اس نال "

"ملک صاحب بس کریں آپ بھی ، بچی نہیں ہے اب یہ کسی نے شادی بھی نہیں کرنی اس کے ساتھ "

تابندہ بیگم نے اپنے مخصوص پنجابی لہجے میں ایک غصیلی نگاہ اپنی بیٹی پر ڈالتے ہوئے ملک جہانزیب سے کہا وہ اکثر ملک جہانزیب کے ساتھ غصے میں پنجابی میں بات کرنے لگتی تھیں ۔

" مما کوئی کیسے نہیں کرے گا ؟ مجھ سے تو جس نے شادی کرنی ہے ایسے ہی کرنی پڑے

گی ، رتی بھر بھی خود کو نہیں بدلوں گی میری پلیٹ واپس کریں ، بہت بھوک لگی ہے "

ردا نے پیشانی پر ناگواری سے شکن ڈالے اپنی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا

" موٹی لڑکیوں سے آجکل کے لڑکے شادی نہیں کرتے ، سب کو ماڈل جیسی لڑکی چاہیے سمارٹ سی صرف شکل خوبصورت ہونے سے کچھ نہیں ہوتا اور خیر سے یہ ڈبل چِن جو بنا رکھی ہے اس سے شکل کا بھی بیڑا غرق کر رکھا ہے تم نے "

تابندہ بیگم نے افسوس کا اظہار کیا ، ہر سہولت ہونے کے باوجود ردا اپنے بڑھتے موٹاپے کی کوئی فکر نہیں کرتی تھی وہ کھانے پینے کی بے حد شوقین تھی

" تو آپ کو کس نے کہا کوئی لڑکا مجھے پسند کرے گا ، وہ تو میں لڑکے کو پسند کروں گی کیوں بابا ؟"

ردا نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے ساتھ بیٹھے ملک جہانزیب کو دیکھا اور پھر تابندہ بیگم کے کھلے منہ کو دیکھ کر دونوں بے ساختہ قہقہ لگا گئے تھے ۔

"ہنس لو تسی ملک صاب ، کوئی فکر کرو اس کی اپنی عمر نالو وی وڈی لگ دی اے کڑی تواڈی "

" ہنس لیں ملک صاحب ، کوئی فکر کرلیں اس کی اپنی عمر سے بھی بڑی لگتی ہے لڑکی آپکی "

تابندہ نے پریشانی سے ملک جہانزیب سے کہا جبکہ وہ ہاتھ کو ہوا میں اٹھائے ہمیشہ کی

طرح اسے چپ رہنے کا اشارہ کر رہے تھے ۔ وہ اسی طرح کرتے تھے ہمیشہ ردا کو کوئی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا اور وہ اسی لاڈ پیار اور بے تحاشہ دولت کی وجہ سے بگڑ چکی تھی

کھانے کے میز پر پڑے ردا کے کے فون پر گھنٹی بجتے ہی وہ چمچ منہ میں ڈالتے فون کی طرف متوجہ ہوئی اور پھر خوشی سے چہک اٹھی

" بھا کا فون بابا "

ردا نے چہک کر ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کی طرف دیکھا ، تابندہ بیگم کے چہرے پر سنجیدگی بڑھ گ‌ئی جبکہ ملک جہانزیب مسکرا دیے ، ردا فون کو کان سے لگائے فوراً کھانے کے میز سے اٹھی ۔

"بھا کیسے ہیں ؟ پتا ہے پورے ہفتے بعد کال کی ہے آپ نے "

ردا نے خفت سے مہتاب سے شکوہ کیا ۔

"سوری --- سوری گڑیا بس مناہل کی وجہ سے تھوڑا پریشان تھا "

مہتاب نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا

"بھا کیا ہوا میری گڑیا کو "

ردا نے پریشانی سے پوچھا

" کچھ نہیں بورڈنگ میں سیٹ نہیں ہو پا رہی ابھی "

www.classicurdumaterial.com

مہتاب نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا، مہتاب کی زوجہ نائلہ کو گزرے تین سال ہو چکے تھے اور مناہل مہتاب کی چار سالہ بیٹی تھی جسے وہ اب بورڈنگ میں ڈال چکا تھا

" بھا آپ کیوں نہیں مانتے کہا تو ہے میں سنبھال لوں گی اس کو آپ میرے پاس بھیج دیں اسے "

ردا نے اداس سی صورت بنائے شکوہ کیا

" نہیں تم تو جانتی ہو مما --- خیر چھوڑو تمہیں ضروری کام سے فون کیا ہے میں نے "

مہتاب نے فقرے کو ادھورا چھوڑ کر گہری سانس لیتے ہوئے کہا

" کیا ضروری کام بھا ؟ "

ردا نے بھنویں اچکائے پوچھا وہ ڈائی نگ ہال سے نکل کر لاؤنج میں پڑے لکڑی کے جھولے پر آ بیٹھی تھی ۔

" وہ آج کمپنی کے باہر ایک لڑکے نے تم سے بدتمیزی کی تھی "

مہتاب کی بات سنتے ہی ردا نے آبرؤ چڑھائے اور جھولا ایک دم سے رکا ،

" ہاں وہی بکواس کر رہا تھا ، اسے تو بہت مارا میں نے "

ردا نے فوراً جواب دیا

" نہیں --- نہیں --- وہ نہیں بعد میں جو لڑکا اسے بچانے کو آیا تھا اس کی بات کر رہا ہوں "

www.classicurdumaterial.com

مہتاب نے اس کی بات کی تردید کی تو ردا نے فوراً لب بھینچے اور اس چشمش لڑکے کا سراپا آنکھوں کے آگے گھوم گیا ۔

" جی یاد آگیا بھا ، اکڑ دکھا رہا تھا مجھے اسے تو ۔۔۔ "

ردا نے دانت پیستے ہوئے آنکھوں کو سکوڑا

" ارے ارے نہیں بھئی ، معاف کر دے اسے جانے دے نیا ہے تمھارا پتا نہیں تھا ادھر ملتان سے آیا ہے ، میرے دوست کا بھائی ہے ، بابا سے کوئی بات نا کرنا اس کے متعلق پلیز "

مہتاب نے پیار سے پچکارا تو وہ جو پیشانی پر بل ڈالے بپھری بیٹھی تھی کندھے ڈھیلے کئے ۔

" اوکے ،آپ کی وجہ سے صرف ہاں ، نہیں تو صبح اس کا کام تمام کرنے والی تھی میں "

ردا نے لاڈ سے جتایا

" جی میری گڑیا جانتا ہوں ، بس میرے لیے اسے معاف کر دو "

مہتاب نے پھر سے درخواست کی تو وہ کھلکھلا دی

" بھا ، بس کریں اب اتنی بھی منت سماجت نا کریں اور بتائیں لاہور کب آ رہے ہیں "

ردا نے لہجے کو خوشگوار کرتے ہوئے پوچھا اور باہر نکل گئی ۔ لان میں ٹہلتے ہوئے وہ اب مہتاب سے باتیں کر رہی تھی ۔ مہتاب سے اس کا پیار ایسا ہی تھا ۔ کچھ سال پہلے ہونے

والے سانحے کی باعث وہ اب گھر نہیں آتا تھا لیکن ردا سے اس کی محبت کم نہیں ہوئی تھی

۔

ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کو شادی کے پانچ سال گزرنے کے بعد بھی جب اولاد نا ہوئی تو انہوں نے مہتاب کو یتیم خانے سے گود لیا تھا ، مہتاب کے آنے کے دو سال بعد ہی اللہ تعالیٰ نے تابندہ بیگم کی گود بھی ہری کر دی اور گھر میں ردا پیدا ہوئی ، ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کی محبت مہتاب کے لیے رتی بھر بھی کم نہیں ہوئی تھی لیکن چند سال پہلے جب مہتاب نے تابندہ بیگم کی بھانجی سے شادی کرنے کے بجائے اپنی ہم جماعت نائلہ سے شادی کرنے کا مطالبہ کیا تو سارا معاملا ہی الٹ گیا ، نائلہ سے شادی تو کروا دی ملک جہانزیب نے پر تابندہ بیگم نے غصے میں مہتاب سے علیحدہ رہنے کا مطالبہ کر دیا وہ عام سے گھرانے کی لڑکی نائلہ کو کسی صورت بھی اپنی بھانجی کی جگہ پر گھر میں گھومتی ہوئی برداشت نہیں تھی

۔

خدا کی کرنی ایسی ہوئی شادی کے ایک سال گزرنے کے بعد ہی نائلہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئی پر مہتاب کے ساتھ ناچاقی تابندہ بیگم ختم نا کر سکیں ۔یہی وجہ تھی وہ ملتان سے بہت کم لاہور آتا تھا ۔

****

www.classicurdumaterial.com

عدنان کے بار بار اٹھانے کے باوجود اس کی آنکھ نہیں کھلی تھی یہی وجہ تھی وہ آفس آج دیر سے پہنچا تھا ، ایک تو سر بھاری ہو رہا تھا کل رات اس وقت تک پریشان رہا جب تک سرمد بھائی کا فون نہیں آگیا ۔ اس نے سرمد کو اپنی غلطی کے بارے میں سب بتا دیا تھا اور پھر سرمد نے مہتاب کے ذریعے بات کو سنبھالا اور رات گیارہ بجے اسے فون کیا کہ ردا کچھ نہیں کرے گی اس کے خلاف وہ آرام سے صبح آفس جا سکتا ہے ۔

اب وہ لفٹ کا بٹن دبائے نیچے پارکنگ سے آتی لفٹ کا انتظار کر رہا تھا ، جیسے ہی لفٹ اوپر آئی تو عجلت میں اس نے بٹن دبایا ، لفٹ کا دروازہ کھلا اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر موحد ٹھٹھک گیا

ردا جینز کے اوپر ٹی شرٹ پہنے سن گلاسز کو سر پر ٹکائے ،چھوٹے سے بیگ کو کندھے پر لٹکائے کھڑی تھی ، اگر موحد اسے دیکھ کر ٹھٹھکا تھا تو وہ بھی آنکھیں سکوڑے اب اسے گھور رہی تھی ۔ ایک سکینڈ لگا تھا اسے موحد کو پہچانے میں لیکن یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی کہ کل والی اکڑ اس میں موجود نہیں تھی چہرے پر اڑتی ہوائیاں ردا کو سکون دے گ ئی یں ، موحد نے لفٹ میں قدم رکھنے کے لیے قدم آگے بڑھایا ۔

"آؤٹ --- یوز دا سٹیرز"

"باہر نکلو --- سیڑھیاں استعمال کرو"

ردا نے سخت لہجے میں حکم صادر کیا، موحد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا وہ لب بھینچے سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی ۔

موحد کے یوں دیکھنے کا جیسے اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا Rida آٹھ منزلہ عمارت تھی اور اسے پانچویں منزل پر جانا تھا پر یہ کیا مزاق تھا؟؟ نہیں سامنے کھڑی لڑکی سے اس کا قطعاً کوئی مزاق والا سلسلہ نہیں تھا، وہ سنجیدہ ہی تھی اس وقت اور اسے لفٹ میں آنے سے منع کر چکی تھی ۔

اس کے باپ کی ہے کیا لفٹ ۔۔۔ دانت پیس کر سوچا، ویسے کہہ تو ٹھیک رہی ہے، ہے تو اس کے باپ کی ہی موحد نے کڑھ کر سوچا

صبح صبح اسی لڑکے کو دیکھ کر کل شام والا سارا منظر ذہن میں گھوم گیا کس طرح اس نے آ کر بلاوجہ کا رعب جھاڑا تھا اس پر، آیا بڑا انسانیت کا علمبردار، موحد پر ایک خونخوار نگاہ ڈال کر وہ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے لفٹ کا بٹن پریس کر چکی تھی لفٹ اب بند ہو رہی تھی ۔

منہ پر ایک طمانچے کی طرح لفٹ بند ہونے کے بعد جب اوپر کو چڑھنے لگی تو جیسے اس کو ہوش آیا وہ پہلے سے ہی بہت دیر سے پہنچا تھا آج ، یہ خیال ذہن میں آتے ہی وہ برق رفتاری سے اوپری زینے کی طرف بھاگا تھا ٹائی گردن میں جھول رہی تھی اور تقریباً بھاگتا ہوا زینہ پھلانگتا اوپر چڑھ رہا تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

یوز دا سٹیرز --- بار بار ردا کے تضحیک آمیز فقرہ ذہن میں ہتھوڑے برسا رہا تھا ۔

بھینس کہیں کی ، ارے بھئی کہہ نہیں سکتا تھا بی بی پریشان نا ہو آ جاؤں گا تمھارے ساتھ پورا ، اتنی لمبی چوڑی لفٹ ہے اس میں تو اس جیسی تین موٹیاں اور بھی میرے ساتھ باآسانی کھڑی ہو سکتی تھیں ۔ اکیلی تو ایسے کھڑی تھی جیسے وہ اسے کوستا ہانپتا ہوا تیسرے فلور پر پھر سے لفٹ کو دیکھنے کے لیے لفٹ کی طرف بڑھا اور اس دفعہ لفٹ مل ہی گئی ۔

اب کی بار کہیں بھی دِکھی اور یوں انسلٹ کی تو جو دل میں آیا بول دوں گا --- موحد نے غصے سے ٹائی کی ناٹ کو گھمایا ۔

موحد --- مہتاب نے کہا ہے اس کے بعد اگر کبھی بھی ایسا کوئی ای شو بنا وہ تمہیں سپورٹ نہیں کریں گے ، اور اگر تم یہ جاب چھوڑ کر گھر آئے تو یہ جان لو میں اب تمہیں گھر گھسنے نہیں دوں گا ، کیونکہ تم اپنے بل پر تو ایسی اچھی پوسٹ اور سیریلی والی جاب ڈھونڈنے سے رہے ۔ سرمد کے الفاظ ذہن کی دیواروں سے ٹکریں مارتے ہوئیں اسے آئینہ دکھا رہے تھے ۔ کہ اکڑ کا اور عزت نفس کا گلا گھونٹ دو یہ دولت مند لوگ کیڑے مکوڑوں سے بھی کم حثیت پر رکھتے ہیں ہم جیسے لوگوں کو ۔

گردن جو کچھ دیر پہلے اکڑاہٹ کا شکار ہوئی تھی وہ ڈھلک گئی تھی ، بے دل سا لفٹ سے اتر کر وہ اپنی نشست کی طرف بڑھ رہا تھا ۔

****

"مے آئی کم ان سر"

ملک جہانزیب کے آفس کے دروازے پر آہستگی سے دستک دینے کے بعد وہ دروازہ تھوڑا سا کھول کر سر کو اندر کیئے اجازت طلب کر رہا تھا، ملک جہانزیب کرسی کو دوسرے مخالف سمت گھمائے ہوئے تھے، جہاں پوری دیوار میں نسب شیشہ نیچے کا منظر دکھا رہا تھا۔

گھومتی کرسی میں تھوڑی سی جنبش ہوئی تو وہ کچھ قدم آگے بڑھا۔

"سر یہ کچھ انٹرویوز کنڈیکٹ کرنے تھے تو آپ سے شیڈول ڈسکس کرنا تھا تاکہ ان کو کالز کی جا سکیں"

وہ اپنے آنے کا سبب بتاتے ہوئے اب بلکل میز کے سامنے مؤدبانہ کھڑا تھا۔ کرسی گھومی اور کرسی پر بیٹھی ردا کو دیکھ کر وہ تھوڑا سا بوکھلایا وہ استہزائیہ مسکراہٹ لیے بغور اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ آج یہ دوسرا ٹکراؤ تھا اس کا بس منحوس وہ تین دن دکھی تک نہیں اور اب ہر جگہ نظر آ رہی تھی۔

"سر نہیں میم، ایچ آر ڈیپارٹمنٹ سے ہو"

ردا نے مغرورنہ بھنویں اچکائے اسے باور کروایا اور ہاتھ کے اشارے سے فائل میز پر رکھنے کا حکم دیا

www.classicurdumaterial.com

" جی ایچ آر ڈیپارٹمنٹ فنکشن مینجمنٹ اینڈ انٹرویوز کنڈیکٹر "

موحد نے حد درجہ تحمل سے جواب دیا اور فائل میز پر اس کے سامنے رکھی وہ بڑے انہماک سے کرسی کو دھیرے سے دائیں بائیں گھماتی فائل کا جائزہ لے رہی تھی ۔

آتا جاتا کچھ ہونا چاہیے موحد نے اس کے جھکے سر کو نفرت سے گھورا ۔ردا نے اچانک سر اوپر اٹھایا تو موحد نے فوراً چہرے کا زاویہ درست کیا ۔

لمبے قد کا خوبرو لڑکا تھا وہ جسکی آنکھوں پر ٹکا چشمہ اسکے ذہین ہونے کی چھب دے رہا تھا ، ردا کو اس کے چہرے پر نظر آتی اکڑ سے چڑ ہو رہی تھی ، وہ اس کے چہرے پر بھی وہی ڈر اور احترام دیکھنا چاہتی تھی جو اس کے لیے Rida میں کام کرنے والے ہر ملازم کے چہرے پر تھا ۔

" کل اگر مہتاب بھائی کی کال نہیں آتی تو تم یہاں دکھائی نہیں دیتے آج ، یو نو دس "

وہ ہاتھ میں پکڑے قلم کو دونوں انگلیوں کی پوروں سے ٹکا کر گھماتی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے موحد کو اس کی اوقات باور کروا رہی تھی ۔

" جی "

موحد نے تحمل سے مختصر جواب دینے پر اکتفا کیا ۔ کیا اب اس بات کو چھوڑے گی نہیں یہ موحد دل مسوس کر رہ گیا ۔

" واٹ جی ۔۔۔ یو ڈونٹ تھنک دیٹ یو سے سوری ٹو می ؟ "

ردا نے ایک دم سے آگے ہوتے ہوئے میز پر کہنیاں ٹکائی یں اور رعب سے پوچھا ، موحد کی پیشانی پر شکن در آئے ۔

" فار واٹ ؟ وہ سب انجانے میں ہوا میں آپ کو جانتا نہیں تھا میم "

موحد نے لہجے کو حد درجہ مدھم رکھتے ہوئے کندھے اچکائے

" مطلب !!!! اگر میں ردا نہیں ہوتی ، تو تم اس وقت رائیٹ تھے ، تم یہ کہنا چاہتے ہو ۔۔۔"

ردا نے طنزیہ سوال کیا جس پر وہ گڑبڑایا ، کیا چیز تھی یہ اب کیا پاؤں پکڑوں اس موٹی کے ، عجیب مصیبت ہے میں نے تو کبھی گھاس تک نہیں ڈالی اس طرح کی شوخی ، دولت مند اور سر چڑھی لڑکیوں کو

" نو ۔۔۔ نو میم میرا یہ مطلب نہیں تھا "

دل کے خیالات کے بلکل برعکس مؤدبانہ جھوٹ بولا ، ضبط سے پیشانی کے شکن کم کیئے

"اوکے ۔۔۔ دن سیے سوری "

ردا نے کندھے اچکائے ، سامنے کھڑے شخص کے الفاظ اس کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہے تھے ردا کو تسکین بخش نہیں لگا

www.classicurdumaterial.com

تیری تو یہ سامنے پڑا پیپر ویٹ اٹھا کر سر میں دے ماروں ، سوری کی کچھ لگتی معافی آج تک میں نے کسی سے مانگی تک نہیں

" سوری میم "

تھوک نگل کر ہاتھ نیچے باندھے پڑے احترام سے کہا جس پر ردا کی مغرور مسکراہٹ میں اضافہ ہوا ۔

" بی ک ئی یر فل نیکسٹ ٹائی م "

بڑے باور کرواتے لہجے میں کہتی وہ فائی ل کو میز پر اس کی طرف سرکا چکی تھی ۔

" جاؤ اب بابا نہیں آئے ہیں آج کل آئی یں گے پھر اوکے کریں گے سب "

ردا نے سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے مصروف انداز میں کہا ، تو فائی ل تو ایسے پکڑی تھی محترمہ نے جیسے یہی فائی نل کر دیں گی

" جی۔۔۔ "

بمشکل الفاظ ادا کیے اور پھر ناک پھلائے کمرے سے باہر آ گیا دروازہ بند کرنے کے بعد تیوری چڑھائے دروازے کو ایسے گھورا جیسے وہ یہ گھوری دیکھ رہی ہو گی ۔

****

چائے کی ٹرے تھامے وہ میز کے پاس آیا تھا ، جہاں عدنان میز پر کہنیاں ٹکائے موبائی ل پر

نظریں جمائے بیٹھا تھا، آفس میں لنچ بریک تھی ، یہ Rida کا کیفے ٹیریا تھا جہاں اس وقت سب لوگ لنچ کے بعد چائے اور کولڈ ڈرنک سے لطف اندوز ہو رہے تھے ۔

چند ایک سگریٹ سلگائے بیٹھے گپوں میں مصروف تھے ، کچھ لوگ اپنے گھروں سے لنچ باکس لے کر آتے تھے ان کو اب کھانا کھانے کے بعد بند کر رہے تھے ۔

موحد نے چائے کا ایک کپ اٹھا کر عدنان کے سامنے رکھا اور خود کرسی کو پیچھے دھکیلتا اس پر براجمان ہوا ، پیشانی پر شکن نمایاں تھے ۔ جو آج دو دفعہ ردا کے ہاتھوں ہو جانے والی عزت افزائی کا منہ بولتا ثبوت تھے ۔

" انتہائی کوئی بد دماغ لڑکی ہے "

موحد نے چمچ کو چائے میں گھماتے ہوئے ناگواری سے سر کو ہوا میں جنبش دی ، اس کی بات سن کر عدنان نے موبائل سکرین پر جھکی نگاہ اٹھا کر سوالیہ نظروں سے سامنے دیکھا ۔

" ارے یار لفٹ میں نہیں آنے دیا ، نواب زادی نے "

موحد نے شکل بگاڑتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا ، عدنان بے ساختہ اس کی حالت زار پر ہنس دیا ، چائے کا کپ اٹھایا

"ایگزیکٹلی ایسی ہی ہے "

بھنویں اچکا کر تائید کی جب کے لب ابھی بھی مسکرا رہے تھے ۔

" ارے ملک جہانزیب انتہائی سلجھے ہوئے انسان ہیں یہ کس پر ہے ، اور ہاں آج ایچ آر کی فائی ل پکڑ کر بیٹھ گ ئی آتا جاتا کچھ ہونا چاہیے "

موحد نے استہزایہ مسکراتے ہوئے ردا کے فائی ل کا جائی زہ لینے والی بات بتائی جس پر عدنان نے سر کو نفی میں جنبش دیتے ہوئے فوراً تردید کی

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں جناب آکسفورڈ سے پڑھ کر آئی ہیں محترمہ "

چائے کا کپ پھر سے منہ کو لگایا اور موبائی ل کی سکرین بند کیئے اسے ایک طرف میز پر رکھا موحد اس بات سے بھی رتی بھر متاثر نہیں لگ رہا تھا ۔ عدنان اس کی صورت دیکھ کر تھوڑا اور آگے ہوا مقصد آواز کو دھیما رکھنا تھا ۔

"بڑے لوگوں کے چونچلے ہیں ، میرے اور تم سے زیادہ ہی جانتی ہو گی وہ سب ، تو بس میرا بھائی بچ کے رہیو اس سے سنا ہے باولی سی ہے "

عدنان نے رازدانہ کہا جس پر موحد نے دلچسپی ظاہر کی اور کرسی کھسکاتا آگے ہوا وہ دونوں اس وقت چغل خور عورتوں کے مترادف لگ رہے تھے

" مطلب کیا سنا ہے "

موحد نے پر تجسس پوچھا جس پر عدنان نے بھی آبرؤ چڑھائے اردگرد جائی زہ لیا کہ کوئی ان کی گفتگو کا گواہ نا بن جائے ۔

www.classicurdumaterial.com

"ارے بڑے قصے ہیں ، یہ اپنا ثاقب ہے نا ، اس کی کلاس فیلو تھی سکول میں شائیدد، قصے سناتا ہے اکثر اس کے "

عدنان کے رازدانہ انداز پر موحد کی دلچسپی عروج پر پہنچی ،آنکھیں چشمے کے پیچھے سکڑیں جن میں چمک سی ابھری

"کلاس کے لڑکوں کی بینڈ بجا دیتی تھی شروع سے اونچے دماغ کی ہے ، کوئی موٹی کہتا تھا تو دماغ کی پھرکی گھما لیتی تھی ، پھر اسکی خیر نہیں ہوتی جیسے اس دن وہ بے چارا "

عدنان نے انجان لڑکے پر افسوس کا اظہار کیا، محترمہ خود کو سمجھتی کوئی توپ چیز ہے اس بات کا اندازہ وہ باخوبی لگا چکا تھا ، پر وہ جو زیر اعتاب آ چکا تھا یہ بات ٹھیک نہیں تھی خیر میں اس سے ویسے بھی دوری بنا کر رکھوں گا وہ چائے کے سپ لیتا ہوا اپنی سوچوں میں گم تھا۔

" کن سوچوں میں گم ہے ، چل جانا نہیں ہے "

عدنان اپنا موبائل جیب میں رکھتے ہوئے کھڑا ہوا لنچ بریک ختم ہو چکی تھی ۔

****

ملک صاحب جاگنگ سے واپسی پر اخبار ہاتھ میں پکڑے لاونج کے درمیان میں پہنچے تو نظر سامنے سے آتی تابندہ بیگم پر پڑی جو دوپٹے کو کمر کے گرد باندھے ، پاؤں میں جوگرز پہنے لاونج کی طرف آ رہی تھیں ۔

"بھئی آپ کہاں کی تیاری اتنی صبح ؟ "

ملک صاحب نے ان کے حلیے کا دلچسپی سے جائزہ لیتے ہوئے خوشگوار لہجے میں سوال کیا

" ملک صاب ، تھانوں تے کوئی فکر نی جے ، اس دا کس پاسے رشتہ کرنا جے کہ ن ئی کوئی ارادہ تھاڈا ؟ "

" ملک صاحب ، آپکو تو کوئی فکر نہیں ہے ، اسکا کہیں رشتہ کرنا ہے کہ نہیں آپکا کوئی ارادہ پھر ؟ "

تابندہ نے تیوری چڑھائے اپنی فکر سے آگاہ کیا جس پر وہ ہنس پڑے جب کہ وہ خفگی سے گھور رہی تھیں

" تو ملکانی صاحبہ آپ کیا صبح صبح جوگرز پہن کر اس کے رشتے کی تلاش میں نکل رہی ہیں "

ملک جہانزیب نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے مزاق کیا جس پر وہ تنک کر گویا ہوئی یں

" تُسی وی نا بس ، ردا نو ٹھالاں اُٹھے میری نگرانی وچ کرے واک شاک ہاں "

"آپ بھی نا بس ، ردا کو جگاؤں اٹھے اور میری نگرانی میں واک کرنے جائے "

وہ اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ کو جھلاتی آگے بڑھیں ، ملک جہانزیب اتنے سالوں میں تابندہ بیگم کی سادگی اور پنجابی نہیں بدل سکے وہ ان کی چچا زاد تھیں اور چچا گاؤں کے بہت بڑے جاگیردار تھے بس گاؤں کی سادگی پر شہری چکا چوند نہیں چڑھ سکی تھی ۔

" چلیں اس بہانے آپ بھی سمارٹ ہو جائیں گی "

ملک جہانزیب نے شریر لہجے میں پھر سے تابندہ کو چھیڑا تو وہ جو ردا کے کمرے کی طرف قدم بڑھا رہی تھیں تلملا کر رک گئیں ۔

" میری خیر اے ملک صاب میری گزر گئی اے ، تی دی کوئی کر لو ہن فکر جیڑی اپنی عمر نالو وی وڈی لگ دی اے "

" میری خیر ہے ملک صاحب ، میری تو گزر گئی ہے ، بیٹی کی فکر کریں جو اپنی عمر سے بھی بڑی لگتی ہے "

وہ پیشانی پر پریشانی کے شکن نمودار کرتیں کہہ رہی تھیں ، ملک جہانزیب کے چہرے پر طمانیت بھری مسکراہٹ بکھری ، کیا کچھ نہیں تھا ردا کے پاس اس کا اپنا چھوٹا سا فرنیشڈ جم تھا گھر میں الیکٹرک ٹریک تھا پر وہ کھانے کی اتنی شوقین تھی کہ یہ سب اگر کرتی بھی تو کوئی اثرات واضح نہیں ہوتے تھے ۔

"کوئی بڑی نہیں لگتی شیر ہے وہ میرا ما شا اللہ ، اور یہ سب اللہ کے معاملات ہیں جی ، اللہ نے بنایا ہو گا میری بیٹی کا بھی کہیں نا کہیں کوئی جوڑ "

تسلی آمیز لہجے میں کہتے ، ملک جہانزیب اخبار کو کھولے صوفے پر براجمان ہوئے۔

" بس فلسفے شروع "

تابندہ افسوس سے سر کو جھٹکتے ردا کے کمرے کی طرف بڑھیں دراوازہ کھولا تو وہ اوندھے منہ لیٹی سو رہی تھی ، ایک طرف لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا کافی کا مگ بیڈ کے اطراف میں گے میز پر پڑا تھا کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ، تابندہ بیگم اس کے اوندھے منہ لیٹنے پر بڑبڑاتی ہوئی یں آگے بڑھیں کمرے کے پردے جھٹکے سے پیچھے کیے سورج کی روشنی کھڑکی میں گے شیشے سے چھن کر کمرے کو روشن کر گ ئی پر وہاں بیڈ پر لیٹی ردا پر کمرے کا رات سے دن میں بدل جانا کوئی تبدیلی نا لا سکا ۔ تابندہ بیگم اب اس کے سر پر کھڑیں کمفرٹر کو ہٹا رہی تھیں ۔

" ردا ، اٹھو "

تھوڑے رعب سے اٹھنے کے لیے کہا جبکہ باخوبی جانتی تھیں وہ کسی کے رعب میں آنے والی ہرگز نہیں تھی ۔

" مما کیا ہے ؟ "

تابندہ بیگم کے دو تین بار کندھا ہلانے پر ردا نے کسلمندی سے آنکھیں کھولے بیزار سی صورت بنائے کہا ، جس پر ان کی پیشانی پر ناگواری کے شکن ابھرے

" اٹھو مارنگ واک پر چلیں "

غصے سے کہا اور پھر سے اس کے کندھے کو ہلایا وہ ٹس سے مس نا ہوئی تابندہ بیگم نے ایک

جھٹکے سے کمفرٹر کو اس پر سے ہٹایا تو وہ جھنجلا کر اٹھ بیٹھی

" مما ! ! یہ اب کیا ڈرامہ ہے "

روہانسی ہوتی ہوئے سوال کیا

"ڈرامہ نہیں ہے یہ اٹھو دیکھو کہاں کہاں چربی چڑھی ہے "

تابندہ بیگم نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لے کر کہا

" مما اب آپ گاؤں میں کسی جاگیر دار کی بیٹی نہیں بہت بڑے بزنس مین کی وائف ہیں ،

بھئی مت کیا کریں میرے رشتے کی اتنی فکر آج اشتہار ڈالوں یہ لمبی لائن لگ جائے گی "

ردا نے اپنا مخصوص جواب دہرایا جو وہ تابندہ کے یوں عام ماؤں کی طرح اس کے رشتے کے لیے پریشان ہونے پر دیتی تھی ۔

تابندہ بیگم اس کے پاس بیڈ پر بیٹھیں اور اس کے چہرے کو محبت سے اپنے ہاتھوں کے حصار میں لیا ۔

" پر مجھے ایسا نہیں چاہیے نا اپنی تی (بیٹی) کے لیے جو اس کی دولت سے محبت کرتا ہو اس سے نہیں "

بڑے پیار سے اس کو قائل کرنے کی کوشش کی وہ چاہتی تھیں وہ یہ سستی کاہلی چھوڑے اور خود کو دبلی پتلی سی لڑکی میں تبدیل کر لے کیونکہ ان کے خیال میں اس کی

صورت کی ساری خوبصورتی اس کے بے جا موٹاپے کی وجہ سے ماند پڑ جاتی تھی

" مما تو اس محبت کا بھی کیا میں اچار ڈالوں گی جو میرے پتلے پن سے ہو گی میرے دل سے نہیں "

ردا نے ان کے دونوں بازو پکڑ کر ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے دو ٹوک لہجے میں جواب دیا

" بس میں کچھ نہیں جانتی مجھے تو ایسے اچھی نہیں لگتی "

تابندہ بیگم نے خفگی سے کہا اور پہلو بدل کر خفگی کا اظہار بھی کیا

"نہیں میں بلکل نہیں جاؤں گی جائیں نا ضد نا کریں "

ردا بھی اپنے نام کی ڈھیٹ تھی ان کے پاس سے کمفرٹر کو اٹھائے خود پر پھر سے تان لیا ،

تابندہ نے گھورا اور پھر غصے میں اٹھ کر دروازے کی طرف چل دیں یکدم پیچھے مڑیں ۔

" میرے نال گل نا کریں اج تو بعد "

مجھ سے بات نا کرنا آج کے بعد "

خفگی اور غصے کا اظہار کیا

"کوئی بات نہیں میں منا لوں گی ، اک چومی ای تے دینی ہوندی اے تہانو (ایک بوسہ ہی تو دینا ہوتا آپکو) "

ردا نے مسکراتے ہوئے شریر لہجے میں پنجابی بولی ، تابندہ بیگم کی اور ننھال کی وجہ سے وہ بہت

حد تک پنجابی بول لیتی تھی، تابندہ بڑبڑاتی ہوئی یں کمرے سے باہر نکل گ ئی یں ۔

اور بیڈ پر وہ پھر سے اسی حالت میں سو گ ئی ۔ یہ صبح اٹھنا ، جاگنگ کرنا ، میک اپ کرنا بننا سنورنا ، یہ سب اس کے بس کی بات نہیں تھی جینز ٹی شرٹ پہنے کندھے سے نیچے آتے بالوں کی اونچی سی پونی ٹیل بنائے یا پھر گھنگرالے بالوں کو کندھوں پر کھلا چھوڑے وہ اسی طرح کے حلیے میں پائی جاتی تھی ۔

****

بس سے نیچے اتر کر Rida تک کا فاصلہ وہ پیدل طے کرتا تھا اور اب بھی فون کان سے لگائے علیزہ سے بات کرتے ہوئے وہ Rida کی طرف ہی جا رہا تھا ۔

علیزہ اسے ثانیہ کے بارے میں بتا رہی تھی جو آج بھی اپنے سابقہ شوہر راحیل کو یاد کرتی رہتی تھی ، راحیل سے اس کی شادی دونوں کی پسندیدگی کی بنا پر ہوئی تھی پر راحیل کا غصہ اور بدماغی سب پر پانی پھیر گ ئی ۔

" بھائی آپ کریں نا آپی کو فون ان کو سمجھائی یں بس کرے اب اس شخص کو یاد کرنا جس نے قدر نہیں کی ان کی "

علیزہ کے لہجے میں پریشانی جھلک رہی تھی جو اس بات کی گواہ تھی کہ ثانیہ اب بھی اسی طرح روتی ہے جیسے وہ مہینہ پہلے چھوڑ کر آیا تھا ۔

" اچھا میں کروں گا فون بلکہ اس ہفتے سوچ رہا ہوں کہ چکر لگا ہی لوں ملتان کا "

موحد نے اردگرد چلتی ٹریفک کو دیکھتے ہوئے جواب دیا وہ Rida کے مین گیٹ پر پہنچ چکا تھا

-

"اچھا ہے آ جائیں اداس ہو رہے ہم سب بھی "

علیزہ کی آواز میں کھنکتی خوشی وہ واضح محسوس کر سکتا تھا

" ٹھیک ہے لگاتا ہوں چکر چلو آفس پہنچ گیا ہوں "

موحد نے عجلت میں کہتے ہوئے فون بند کیا اور موبائل فون کو پینٹ کی جیب میں رکھتے ہوئے آگے بڑھا ، گیٹ پر بیٹھے گارڈ کو مسکرا کر سلام کرتا وہ اندر داخل ہوا اور روز کے معمول کے مطابق لفٹ کی جانب بڑھا ۔ اسے اب Rida آتے ہوئے مہینہ ہو گیا تھا ، اس دن کے بعد اسے ردا ملک ایک دو دفعہ نظر آئی بھی تو وہ نظر بچا کر ادھر اُدھر ہو گیا ۔

پر آج جیسے ہی لفٹ کھلی وہ سامنے کھڑی تھی ، اور اس دفعہ اس کی نگاہیں ہی موحد کو سمجھا چکی تھیں کہ یوز دا سٹیرز

موحد نے ضبط سے قدم پیچھے موڑے اور پھر بڑبڑاتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا ۔

ایڈیٹ ردا نے بالوں کو جھٹکا اور اس کو جاتا دیکھ کر لفٹ کا بٹن پھر سے دبا دیا ۔

******

"ویلڈن مسٹر موحد ۔۔۔"

ملک جہانزیب نے فائل پر سے نگاہ اٹھا کر سامنے بیٹھے موحد کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا ۔ وہ اس وقت ان کے آفس میں بیٹھا تھا

" موحد عالمگیر سر "

موحد نے شائستگی سے ان کے ادھورے فقرے کو مکمل کیا ، ہلکے نیلے رنگ کی ڈریس شرٹ اور سیاہ ڈریس پینٹ میں ملبوس ، وہ Rida کے سالانہ تقریب کے انتظامات کے متعلق بنائی گئی فائل لے کر ملک جہانزیب کے پاس آیا تھا ، اس دفعہ اس نے تمام پرانے انتظامات میں ردوبدل کیا تھا جو ملک جہانزیب کو متاثر کر گیا تھا۔

" ہمم گڈ نیم موحد عالمگیر ، بہت یونیک سٹریٹجیز ہیں آئی یم امپرسڈ "

ملک جہانزیب نے سراہا ، موحد نے انگلی سے گلاسز درست کیے سینہ ایکدم سے حجم بڑھانے لگا

"تھنکیو سر "

مسکرا کر مؤدبانہ کہا

" اس دفعہ کا فنکشن بہت اچھا ہونے جا رہا ہے اس کا مطلب ہے "

وہ سر ہلاتے ایک دفعہ پھر سے فائل کا جائزہ لے رہے تھے ، آفس کا دروازہ اچانک کھلا

اور ردا لاپرواہی سے اندر داخل ہوئی ۔ سرخ رنگ کی ڈھیلی سی فراک جو گھٹنوں تک آتی تھی اس کے نیچے جینز پہنے وہ اب دروازے سے اندر داخل ہو چکی تھی ۔

" بابا --- "

اندر داخل ہوتے ہی ملک جہانزیب کو پکارتی آفس کی میز تک پہنچی اور پھر موحد کو دیکھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا ۔

" اوہ ردا ، کم ہیر ، لک کیا آئیڈیاز ایڈ کئے ہیں اس لڑکے نے اس دفعہ کے فنکشن کے لیے "

ملک جہانزیب نے پرجوش لہجے میں ردا کو پاس آنے کا کہا اور پھر فائل میز پر اس کی طرف سرکا دی ، وہ بھنویں چڑھائے آنکھیں سکیڑے فائل کا جائزہ لے رہی تھی ۔ پھر سر اوپر اٹھا کر موحد کی طرف دیکھا ۔

"ہمم اچھے ہیں ، بابا وہ فارنرز گیسٹ کے لیے گفٹس لینے میں خود جاؤں گی مجھے کار لے کر جانی ہے امجد نہیں ہے وہ چھٹی پر ہے "

ردا نے کندھے اچکا کر سرسری لہجے میں موحد کے کام کو سراہا اور پھر پوری طرح ملک جہانزیب کی طرف متوجہ ہوئی

"نو نو --- ، تم بہت ریش ڈرائیونگ کرتی ہو ، بلکل نہیں آج رہنے دو "

ملک جہانزیب نے سر کو نفی میں ہلایا ، ردا نے خفا سی صورت بنائے دیکھا

"بابا اٹس ناٹ فئیر"

اس کا لہجے سے بھی خفگی جھلک رہی تھی ، موحد نے ملک جہانزیب کی طرف دیکھا شائد وہ اسے جانے کا اشارہ کریں پر وہ اس وقت ردا کے ساتھ گفتگو میں مگن تھے ۔

"فئیر ہی فئیر ہے ، سنو تم موحد کے ساتھ مل کر فنکشن کے ارینجمینٹس دیکھو میں چاہتا ہوں یہ بہت بیسٹ ہونا چاہیے"

ملک جہانزیب نے اچانک موحد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے

"اس کے ساتھ ؟"

ردا نے ناگواری سے تیوری چڑھائے موحد کی طرف دیکھا ، رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی موحد نے دل میں ورد شروع کر دیا وہ ہر گز بھی اس بد دماغ مغرور لڑکی کے ساتھ کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا

"یس بہت قابل ہیں یہ اور پھر کچھ تمھارے ایڈیاز اور اس کے کمال ہو جائے گا"

ملک جہانزیب بڑے پرجوش تھے اس سال کی اینویل تقریب کے بارے میں ، وہ Rida کا ایک نیا آرٹیکل لانچ کرنے والے تھے جس کے لیے باہر کے ممالک سے بھی بہت سے

مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

"اوکے ، پر ابھی مجھے جانا ہے ، میرا موڈ ہے آج شاپنگ کا تو سوچا ساتھ گفٹس بھی ہو جائیں گے "

ردا نے لاپرواہی سے حامی بھری ، اور لاڈ سے ان سے پھر گاڑی کی چابی کا مطالبہ کیا

" نہیں اکیلے تو ہرگز نہیں جانے دوں گا میں تمہیں ، اوہ موحد آپکو ڈرائیونگ آتی ہے کیا ؟ "

ملک جہانزیب نے اچانک موحد کی طرف دیکھ کر سوال کیا ، لو جی گئی بھینس پانی میں موحد نے تھوک نگلا پر ملک جہانزیب کی نظروں میں آنے کا یہ اچھا موقع تھا اس طرح وہ ردا کے ڈر سے محفوظ ہو سکتا تھا۔

" بابا ----"

ردا نے دانت پیس کر گھورا اور آنکھوں کے اشارے سے منع کیا پر ملک جہانزیب نے بے اعتنائی برتتے ہوئے پھر سے موحد کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھا۔

موحد ابھی ہاں یا نا کی کشمکش میں ہی تھا کہ ملک جہانزیب خود ہی اندازہ لگا چکے تھے کہ وہ ڈرائیونگ جانتا ہے

"آپ جائیں ردا کے ساتھ اور پھر آپ بھی پاکستانی گیسٹس کے گفٹس کا ارینج کر لیجئے گا جو بھی آپ نے سوچا ہے "

ملک جہانزیب نے اس کا جواب جانے بنا ہی حکم صادر کر دیا ۔ ردا نے پیشانی پر بل ڈالے کچھ کہنا چاہا

" کوئی آرگیو نہیں جائیں اس کے ساتھ "

ملک جہانزیب نے اسے بولنے سے روک کر اشارہ کیا اس دفعہ ان کے لہجے میں رعب تھا

" موحد یہ کیز ابھی لے جائیں ردا کو "

ملک جہانزیب نے کار کی چابی موحد کی طرف بڑھائی جو اس نے جھجکتے ہوئے پکڑی جبکہ ردا خفگی سے ملک جہانزیب کو دیکھ رہی تھی ۔ وہ ردا سے بہت پیار کرتے تھے اس کی تمام جائز ، ناجائز خواہشات بھی پوری کر جاتے تھے پر ایسی نہیں جس میں اس کی جان کو خاطرہ ہو ۔

ردا غصے میں اب موحد کو اٹھنے کا اشارہ کر رہی تھی ، موحد نے اجازت طلب نظروں سے جہانزیب کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیے ۔

موحد اب گاڑی کی چابی پکڑے ردا کے پیچھے چل رہا تھا ۔

****

" میں ڈرائیو کروں گی "

ردا نے موحد کے ہاتھ سے چابی کھینچی تو وہ جو گاڑی کے قریب ہی پہنچا تھا چونک گیا ۔

" میم وہ ۔۔۔ لیکن "

بے ربط سے الفاظ ادا کیے وہ تو ڈرائیونگ سیٹ کی طرف کا دروازہ کھول بھی چکی تھی ۔

" بیٹھو ساتھ "

ردا نے ناگواری سے سر کو ہلا کر اشارہ کیا اور سن گلاسز آنکھوں پر چڑھائے ۔

وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکی تھی ، گاڑی میں بیٹھ کر پھر سے حیرت زدہ سے کھڑے موحد کو فرنٹ مرر سے اندر بیٹھے کا اشارہ کیا اس دفعہ پیشانی پر شکن کا اضافہ ہو گیا تھا ۔

ایسے ہی اس کو میرے سر پر مسلط کر دیا بابا نے ۔ ردا نے دانت پیستے ہوئے سوچا ، موحد تیزی سے آگے بڑھا اور بیٹھنے کے بجائے کھڑکی سے چہرہ اندر کیا ۔

"میم سر ناراض ہوں گے کائنڈلی مجھے ڈرائیو کرنے دیں "

موحد نے مؤدبانہ گزارش کی ، ردا نے چشمہ اوپر اٹھا کر آنکھوں کو سکوڑ کر گھورا

" تو سر تو تب ناراض ہوں گے جب ان کو یہ پتا چلے گا کہ گاڑی میں نے ڈرائیو کی ہے "

ردا نے تیکھے لہجے میں معنی خیز جواب دیا ۔ موحد نے بے چارگی سے دیکھا کہاں پھنس گیا تھا وہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ نہیں آتی مجھے ڈرائیونگ

یہ مروائے گی مجھے پاگل کہیں کی ، ابھی بول دوں اسے کہ مجھے نہیں جانا تمھارے ساتھ وہ کشمکش تھا ۔

" بیٹھو گے یا میں جاؤں "

ردا نے تیوری چڑھائی ، موحد نے چارو ناچار کار کا دروازہ کھولا اور بیٹھ گیا وہ اب چیونگم منہ میں رکھ رہی تھی ، آنکھوں پر سیاہ چشمہ درست کرتے ہوئے وہ پارکنگ آئی یریا سے گاڑی باہر لا چکی تھی ۔

گاڑی تو بڑی مہارت سے چلا رہی ہے ، پھر ملک صاحب کیوں اتنے پریشان ہو رہے تھے ، ردا کے نفاست سے گاڑی کو پارکنگ آئی یریا سے باہر نکالنے پر وہ متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا ۔

گاڑی اب Rida کے مین گیٹ سے باہر نکل رہی تھی ، جیسے ہی گاڑی سڑک پر پہنچے کچھ پل گزر گے ، ایکدم سے موسیقی کی آواز اور گاڑی کی رفتار بڑھنا شروع ہوئی ، گاڑی میں انگلش موسیقی کان پھاڑ رہی تھی ، وہ چیونگم چباتی مگن سی کار کی رفتار کو مزید بڑھا رہی تھی ۔

موحد نے کار کی رفتار زیادہ بڑھتے دیکھ کر دانت پیسے ، پاگل کہیں کی خود تو شائد جان پیاری نہیں اس کو ضبط ختم ہو تو وہ بول پڑا

" میم --- میم سپیڈ سلو کریں پلیز "

موحد نے موسیقی کی وجہ سے آواز کو اونچا رکھتے ہوئے کہا ۔ ہر کار اور بائیک سے کار ٹکراتے ہوئے بمشکل بچ رہی تھی ۔

" اوہ شٹ اپ ، کچھ نہیں ہو گا "

ردا نے اس کی طرف دیکھے بنا ناگواری سے کہا ، موحد نے کھا جانے والی نگاہ اس پر ڈالی ۔ مار

دے گی --- یہ مار دے گی موٹی کہیں وہ بار بار کبھی ردا کے سٹرینگ پر موجود ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا اور کبھی سامنے سڑک پر دل تو چاہ رہا تھا ایک جھانپڑ رسید کرے اور کہے ابے اتر ---- اتر میں دکھاتا ہوں اتنی مہنگی پیاری اور خوبصورت کار کیسے چلائی جاتی ہے ۔

پر یہ سب دل چاہ سکتا تھا اور دماغ صرف سوچ ہی سکتا تھا ۔ وہ اسی اضطراب کی کفیت میں بیٹھا تھا جب رفتار شاپنگ مال پر پہنچ کر کم ہوئی تھی موحد کی اٹکی سانس بحال ہوئی ۔ یہ لاہور کا بہت بڑا مال تھا ۔

" اترو کہ اب انویٹیشن بھیجوں تمہیں "

کار پارکنگ میں پارک کرنے کے بعد وہ طنزیہ اسے کہتے ہوئے اتری تو وہ بھی اس کے پیچھے جلدی سے اترا ۔

****

مہتاب ملک کرسی پر بے چین سا بیٹھا تھا اور نگاہیں سامنے داخلی دروازے پر مرکوز تھیں ، سامنے میز کے دوسری طرف بیٹھی خاتون ناک کے آخری نقطے پر عینک ٹکائے نیچے پڑے کاغز پر کچھ لکھنے میں مصروف تھی ۔

مناہل کو بورڈنگ میں ڈالنے کے بعد یہ اس کا دوسرا چکر تھا ، وہ اس وقت بہاولپور کے بہت مقبول بورڈنگ سکول کے آفس میں بیٹھا تھا ۔ اس دفعہ مناہل بہت بیمار ہو گ ئی تھی اور

اس قدر بضد ہوئی کہ بورڈنگ سکول والوں کو اسے بلوانا پڑا۔

"بابی۔ی۔ی۔ی۔ی"

مناہل آفس کے داخلی دروازے سے ہی خوشی میں چیختے ہوئے اس کی طرف بڑھی اور تقریباً بھاگتی ہوئی آ کر اس کے ساتھ چپک گ ئی۔

" بابی --- مجھے یہاں نہیں رہنا ہے "

خفا سے لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کے سینے میں سر چھپا رہی تھی ، مہتاب نے بے اختیار اس کے سر پر بوسہ دیا ان تین ہفتوں میں وہ بے تحاشہ کمزور اور زرد ہو گ ئی تھی آنکھیں بھی اندر کو دھنسی ہوئی یں معلوم ہوتی تھیں۔

"بابی مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے ، مجھے یہاں نہیں رہنا"

وہ اب سسک رہی تھی ، مہتاب کا دل پر جیسے کسی نے منوں بوجھ رکھ دیا ہو محبت سے اس کا چہرہ اوپر اٹھائے اس کے ماتھے پر بوسہ لیا۔

" سر وی ٹرائی اؤ ور بیسٹ بٹ یور ڈاٹر --- (جناب ہم نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی پر آپ کی بیٹی) "

سامنے بیٹھی خاتون نے دونوں ہاتھوں کو ملائے ٹھوڑی کے نیچے رکھا ، ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی پائی تھی کہ مہتاب نے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے ان کو ہاتھ کے اشارے

سے بات کرنے سے روک دیا ۔

" شائی د چھوٹی ہے ابھی ، میں اس کو کچھ دن کے لیے ساتھ لے جاتا ہوں ، آئی ہوپ کچھ دن میرے ساتھ رہے تو ٹھیک ہو جائے میں سمجھاؤں گا اسے "

مہتاب ملک نے شائی ستگی سے سامنے بیٹھی خاتون سے کہا تو وہ بھی مسکرا کر تائی یدی سر کو جنبش دے گ ئی ۔

"آپکی بیٹی کو بھرپور توجہ چاہیے سر "

خاتون نے نگاہیں مناہل پر مرکوز کیں

" ایک مشورہ دی نا چاہتی ہوں ، آپ کچھ عرصہ سارے کام چھوڑ دیں اور اپنی بچی پر بھرپور توجہ دیں "

وہ بڑے ملائی م لہجے میں مہتاب کو نصیحت کر رہی تھیں ۔

"جی میں کوشش کرتا ہوں ، تو ابھی میں اسے ساتھ لے جا سکتا ہوں "

مہتاب نے اجازت طلب نظروں سے سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھ کر پوچھا

" جی ش ئی یور ، میں اس کا سامان منگوا دیتی ہوں "

خاتون نے پاس پڑے فون کا ریسور اٹھایا

****

موحد بے زار سی صورت بنائے ردا کے پیچھے چل رہا تھا ، ایک ہاتھ تھکنا شروع ہوتا تو کچھ شاپنگ بیگز وہ دوسرے ہاتھ میں کر لیتا ۔

عجیب ظالم عورت ہے ، ایک لیگج ٹرالی بھی نہیں لے سکی محترمہ اور شاپنگ ایسے کر رہی ہے جیسے میں اس کے باپ کا ملازم ہوں ، اس نے دانت پیس کر سوچا ، ویسے اس کے باپ کا ملازم تو ہوں ۔

اپنے آگے شان سے چلتی ردا کو دیکھ کر ناگواری سے ناک چڑھائی ۔ اتنا بڑا پیکجز مال تھا اور نواب زادی نے گھما گھما کر پاگل کر دیا تھا ، خود تو اپنے پرس سے کبھی چاکلیٹ نکال کر کھاتی اور کبھی کچھ ۔

موحد نے دانت پیستے ہوئے تھپڑ کی شکل میں ہاتھ تان کر ہوا میں اس کے سر کے بلکل پیچھے معلق کیا ایسے جیسے ابھی ایک زور دار تھپڑ اس کے سر میں مار ہی دے گا ، دل کی شدید خواہش تھی جس پر وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوا

ہاتھ اسی طرح اٹھائے ابھی وہ اس کے سر کے قریب گیا ، کہ وہ اسی ملحے پیچھے مڑی موحد نے ہڑبڑا کر ہاتھ گردن کے پیچھے کیا اور بوکھلا کر اردگرد دیکھا جبکہ وہ باخوبی اس کا ہاتھ تھپڑ کی صورت اوپر اٹھا اور اس کے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھ چکی تھی ۔

" تھپڑ مارنے گے تھے آپ کے ہیزبینڈ آپکو "

کچھ دور کھڑی چھوٹی سی بچی نے چہک کر کہا اور ہنسی چھپانے کی خاطر منہ پر ہاتھ رکھا ، ردا نے جھٹکے سے گردن گھما کر بچی کی طرف دیکھا اور پھر منہ کھولے ، مٹھیاں بھینچ کر خونخوار نگاہ حواس باختہ کھڑے موحد پر ڈالی اس کی تو روح پرواز کرنے جیسی حالت تھی ۔

" میم --- میم نو ، بیٹا کیوں جھوٹ بول رہی ہو "

بوکھلاہٹ میں بے ربط الفاظ ادا کرتا ہوا وہ بچی کی طرف بڑھا ۔

" اتنی سی بچی کو کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی ، تم مجھے پیچھے سے تھپڑ دکھا رہے تھے یہ سچ ہے "

ردا نے مٹھیاں بھینچ کر ضبط کرتے سرخ چہرے کے ساتھ کہا ، اسے تو ویسے بھی موحد کی اکڑ سے چڑ تھی اور آج تو اس نے حد ہی کر دی تھی ۔

ردا کی صورت کے بدلتے زاویے دیکھ کر وہ گڑ بڑا کر واپس اس کی طرف آیا ۔

" میم -- میم میرا یقین کریں ، گرمی بہت ہے وہ میں پسینہ صاف کر رہا تھا "

بوکھلاہٹ میں جو جھوٹ جتنی جلدی گھڑ سکا وہ بول دیا ،

اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ اب اس بات کو کیسے گھمائے ، پر ردا کے تیور باور کر گئے کہ وہ اس کی باتوں کے چکر میں آنے والوں میں سے نہیں ہے ۔

" یہ ملتان کا کوئی بند بازار نہیں ہے جس میں گرمی لگ رہی ہے تمہیں یہ پیکجز مال ہے ،

یہ گرمی تمہیں بہت بھاری پڑے گی دیکھا نا تم اب "

ردا نے انگلی اٹھا کر دانت پیستے ہوئے دھمکی دی ، اور قدم لفٹ کی طرف بڑھا دیے دماغ اس بات پر ایسا گھوما تھا کہ وہ اب ایک سیکنڈ بھی یہاں رکنا نہیں چاہتی تھی ۔

"میم یہ غلط بات ہے ،آپ میری نہیں ایک پاگل سی بچی کی بات پر یقین کر رہی ہیں "

موحد اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔

"جسٹ شٹ اپ۔پ۔پ۔پ "

وہ غصے سے مڑی اور سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ غرائی ۔قدموں کی رفتار اور تیز کر دی ۔

" میم پلیز میم ایسا کچھ نہیں تھا ،آپ اس بچی کی باتوں میں مت آئیں پلیز "

موحد اس کے پیچھے تیزی سے لفٹ میں گھسا تھا ۔

" تمہیں ایک بات سمجھ نہیں آئی تھی شائد ، میں نے تمہیں کہا تھا بی کیئر فل فور نیکسٹ ٹائم "

ردا نے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑے گردن کو اکڑاتے ہوئے کہا موحد نے زور سے پیشانی پر ہاتھ مارا ۔ وہ لفٹ سے نکل کر تیزی سے کار کی جانب بڑھ رہی تھی موحد بیگز کو سنبھالتا ہوا بمشکل اس کے پیچھے تیز تیز قدموں میں پیروی کر رہا تھا ۔

یہ یاد رکھنا میں تمہیں گھر نہیں گھسنے دوں گا ، ۔۔۔ سرمد کی آواز اس کے ذہن کی دیواروں سے

www.classicurdumaterial.com

ٹکرائی ۔

موحد بیٹا علیزہ کی شادی مانگ رہے اس کے سسرال والے ایڈوانس مانگ لے اپنے آفس سے

--- صالحہ کی بازگشت ذہن میں گونجی ۔

" میم --- میم پلیز "

موحد نے کار کی بیک کھولتی ردا کا پاس جا کر پھر سے التجا کی پر وہ ناک پھلائے دنیا جہان کی

کی سختی چہرے پر سجائے ہوئی تھی ۔

" سامان رکھو گاڑی میں "

لہجے میں بھی کم سختی نہیں تھی ۔ وہ اب ڈرائیورنگ سیٹ کی طرف جا رہی تھی۔

"میم سوری --- نیور اگین میم "

موحد نے پھر سے التجا کی ، ردا نے خونخوار نگاہوں سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا جہاں ضبط

واضح تھا وہ جو الفاظ کا ساتھ ہرگز نہیں دے رہا تھا۔

" سامان رکھو ۔و۔و۔و۔ سنائی نہیں دیا کیا "

اب کی بار وہ اونچی آواز میں چیخی ، حالت ایسی تھی جیسے وہ بمشکل ضبط کر رہی ہے اسے

موحد نے شاپنگ بیگز گاڑی کی بیک میں رکھے ، ابھی وہ بیگز رکھے گاڑی کی بیک کو بند کر رہا

تھا کہ ردا نے گاڑی چلا دی ۔

www.classicurdumaterial.com

مطلب وہ اسے گاڑی میں ساتھ لے کر نہیں جا رہی تھی ۔ موحد تیزی سے کار کے قریب پہنچا اور گاڑی کے شیشے پر ہاتھ رکھا ۔

"میم لِسن "

گاڑی کا شیشہ بجایا پر وہ تو کچھ بھی سننا نہیں چاہتی تھی گاڑی کے ٹائر چرچرائے کی ، زور کا ہارن دیتی وہ طیش کے عالم میں وہاں سے نکلی۔

" میم ---"

موحد نے پیچھے سے آواز لگائی اور پھر ہارے ہوئے جواری کی طرح سر پکڑ کر کھڑا رہ گیا ۔کیا ہے غصہ قابو میں کیوں نہیں رکھ سکتا میں ۔ ایک ہاتھ کا مکا زور سے دوسرے ہاتھ پر مار کر خود کو کوسا ۔

****

ثانیہ نے آہستگی سے سر اوپر اٹھایا اور سامنے بیٹھی صالحہ کی طرف دیکھا ، علیزہ کے سسرال والے اس سال شادی لینے پر بضد تھے ، پر صالحہ بیگم ثانیہ کی وجہ سے پریشان تھیں کتنے ہی رشتے دیکھ لیے پر کوئی عمر میں بہت زیادہ ہوتا تو کسی کا کچھ اور مسئلہ ہوتا ہے ۔

"امی آپ علیزہ کی شادی کر دیں میری وجہ سے اس کو کیوں گھر بیٹھا کر رکھنا "

ثانیہ نے سرمد کی موجودگی کی وجہ سے نظریں چراتے ہوئے کہا اگرچہ وہ اس سے سال چھوٹا تھا

پر گھر کے تمام افراد عالمگیر کے بعد اسے گھر کے سربراہ کی جگہ دیے ہوئے تھے ۔

"پر پہلے تمھارا کہیں ہو جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا "

صالحہ نے پھر سے بچارگی سے وہی بات دہرائی جو وہ تقریباً آدھے گھنٹے میں بیسوں بار دہرا چکی تھیں ۔

"امی مجھے شادی نہیں کرنی ، میں جاب کرنا چاہتی ہوں "

ثانیہ نے دو ٹوک کہا ، سرمد جو تب سے خاموش بیٹھا تھا اس کی جاب والی بات پر سپاٹ نگاہیں ثانیہ پر جمائی یں

"کوئی ضرورت نہیں ہے آپی تینوں میں سے کسی ایک کو بھی جاب کرنے کی میں اور موحد ہیں نا "

سرمد کا لہجہ سخت تھا ۔

"بھائی میں بوجھ نہیں بننا چاہتی اور نا اب شادی ---"

وہ ابھی بات مکمل نہیں کر پائی تھی کہ سرمد غصے میں گویا ہوا ۔

" اچھا بس آپی مانا آپ بڑی ہیں ہم سب میں پر مجھے یہ گوارا نہیں اور رہی آپ کی شادی کی بات بہت اچھی جگہ آپ کی بھی شادی کروائی یں گے ان شا اللہ "

سرمد ہاتھ کو بھی ہوا میں ثانیہ کے سامنے تانے ہوا تھا ۔ گھر بھر کی ذمہ داری نے اسے بہت

تلخ بنا دیا تھا ۔

" سرمد لیکن میں گھر میں یوں بیٹھے بیٹھے ایک ذہنی مریضہ بنتی جا رہی ہوں ، باہر جانا چاہتی ہوں مصروف رہنا چاہتی ہوں "

ثانیہ روہانسی ہوئی ، وہ تھک چکی تھی اپنے ماضی اپنی غلطی پر رو رو کر اب خود اپنے قدموں پر کھڑا ہونا چاہتی تھی ، اس کی تعلیم گو کہ ابھی صرف بی اے تھی اس لیے کوئی اچھی جاب ملنا تو مشکل تھا پر وہ مصروفیت کی خواہاں تھی۔

"تو پھر کسی سکول میں دیکھ لیں وقت گزاری کے لیے "

سرمد نے گہری سانس انڈیلتے ہوئے حامی بھری ، ایک طرح سے وہ صیح کہہ رہی تھی اسے سوچوں کے بھنور سے نکلنے کے لیے مصروفیت کی اشد ضرورت تھی ۔

" ہاں یہی سوچا ہے میں نے اپنی کچھ دوستوں سے کہا ہے "

ثانیہ نے سرمد کو جواب دے کر پریشان حال بیٹھی صالحہ کی طرف مسکرا کر دیکھا پر وہاں اس مسکراہٹ کا کوئی اثر نہیں تھا ۔

****

غصے میں کپڑے اٹھا اٹھا کر وہ بیگ میں پٹخ رہا تھا ، عدنان آفس جا چکا تھا پر وہ کس منہ سے جاتا آفس یقیناً وہ بد دماغ موٹی کل والی ساری روداد ملک جہانزیب کے گوش گزار کر چکی ہو گی

بس اسی خیال کے زیر اثر وہ اب ملتان واپسی کی تیاری کر رہا تھا۔

بھائی سے کیا کہوں گا ---- سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھا، اور امی --- ان کو کیسے سمجھاؤں گا وہ تو ویلے بھی میرے غصے کو میری ہر مصیبت کی جڑ کہتی ہیں اور اس دفعہ تانیہ کو جو اس کی سال گرہ پر لیپ ٹاپ کا دلانے کا وعدہ کیا تھا ---اوہ میرے خدا ، پاس پڑا کشن اٹھا کر زور سے دیوار میں دے مارا۔

موبائی ل فون کی گھنٹی پر بے دلی سے جیب سے موبائی ل نکالا کوئی انجان نمبر جگمگا رہا تھا۔

فون اٹھا کر کان کو لگایا۔

"ہیلو"

غصے سے کہا اسے اس وقت ہر چیز ، ہر آواز بری لگ رہی تھی ، جلا بھنا بیٹھا تھا۔

"آج آئے کیوں نہیں آپ آفس ؟"

دوسری طرف سے نسوانی آواز میں بڑے رعب سے پوچھا گیا، وہ جو پہلے سے تپا بیٹھا تھا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا۔

" مرضی میری آپ کون ہیں "

غرا کر بدتمیزی سے جواب دیا، کون تھی یہ ضرور آفس کی کوئی لڑکی ہوگی اسے ابھی میرے فائی ر ہونے کا علم نہیں ہوا ہوگا۔ سوچتے ہوئے پیشانی پر ناگواری کے شکن در آئے

www.classicurdumaterial.com

" ردا ملک "

دوسری طرف سے دانت پیستے ہوئے جواب آیا ۔ وہ جو پیشانی پر شکن سجائے بیٹھا تھا ایک دم پھر سے گڑبڑا گیا فون ہاتھ سے چھوٹتے بمشکل بچا ۔

"میم -- میم آپ --- وہ --- "

فوراً لہجے کو اپلے قابو کیا اور سمجھ نہیں آیا کیا کہے ۔

" فوراً آفس پہنچو اور فنکشن ارینجمینٹ فائ‌ل دکھاؤ آ کر "

ردا نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے غصے سے حکم صادر کیا ۔

" میم اس کا مطلب ہے --- اس کا مطلب آپ نے جاب سے فائ‌ر نہیں کیا مجھے ؟ "

موحد کی تو باچھیں کھل گ‌ئ‌ی‌ں ، کچھ دیر پہلے گھر کی پریشانیوں اور سرمد کے غصے کو سوچ سوچ کر جو دماغ پھٹ رہا تھا اس کو جیسے طمانت ملی ۔

" کیوں تم چاہتے ہو کہ کر دوں تمہیں فائ‌ر ؟ "

ردا نے طنزیہ پوچھا

" نو --- نو --- میم "

موحد نے گڑ بڑا کر جواب دیا ۔ کیا چیز تھی وہ پر اس وقت نوکری بچانے کے لیے گدھے کو باپ بنانے کے مترادف تھا سب کچھ ۔

" تمھاری بہت منت سماجت پر سوچا ایک موقع اور دے دیتی ہوں تمہیں "

ردا کے مغرورانہ جواب پر وہ دل مسوس کر رہ گیا ۔

" اب آفس پہنچو کام ہے بہت "

رعب سے حکم صادر کیے وہ فون رکھ چکی تھی ۔ موحد نے سرد آہ بھری ایک نگاہ کپڑوں سے لدے سفری بیگ پر ڈالی اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا واش روم میں گھسا ۔

****

" یہ کیا ؟ ریحا کیوں ؟ میں نے تو زرداد ہارون کا کہا تھا ؟ ؟ "

ردا نے حیرت سے چہرہ اوپر اٹھائے اپنے سامنے میز کی دوسری اطراف پر کرسی پر براجمان موحد کی طرف دیکھ کر سوال کیا ۔

اس دفعہ کی سالانہ تقریب میں ردا پاکستان کے مشہور اور اپنے پسندیدہ گلوکار زرداد ہارون کو بلوانے کا کہہ چکی تھی پر وہاں گلوکارہ کا نام دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے ۔

" میم وہ بجٹ آؤٹ ہو رہا ہے انہیں بلوانے پر ، زرداد ہارون کی ڈیمانڈ زیادہ ہے باقی پھر مینج کرنا مشکل ہوگا ---"

موحد نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے زرداد ہارون کی جگہ ریحا کے متبادل کی وضاحت دی پر ردا کے چہرے کے بدلتے زاویے اسے صاف سمجھا گئے کہ وہ اس کے اس فیصلے سے ہر

گز خوش نہیں ہوئی ۔

موٹی بھی پورے پاکستان کی طرح زرداد کی فین نکلی موحد نے کن اکھیوں سے اس کا جائزہ لیا ۔ ریحا اتنی خوبصورت ہے اس کو کیا تکلیف ہے جلتی ہو گی اس کی سمارٹنس سے دل میں قہقہ لگایا ۔

"میں کچھ نہیں جانتی مجھے زرداد ہارون ہی چاہیے فنکشن پر ، بات کرو اس سے جتنا مانگتا ہے اتنا دیں گے اسے "

ردا نے گھورتے ہوئے مغرورنہ کہا ۔

زرداد ہارون کی کچھ لگتی پتا ہے وہ کتنا مہنگا سنگر ہے ، باپ کا پیسہ اڑا رہی موٹی بھینس کیا ہے گانا ہی تو گانا ہے ، موحد نے اس کے مغرورنہ پن پر جل کر سوچا ۔

" میم لیکن اس سے سب اپ سیٹ ہو گا بجٹ کو دیکھ کر میں نے یہ فیصلہ لیا تھا "

کہنیاں میز پر ٹکائے بڑے تحمل کا مظاہرہ کیا ، اب کل والی غلطی وہ ہر گز پھر سے دوہرانا نہیں چاہتا تھا ۔ دل کی تو ان گنت خواہشات تھیں پر بس تقریب ہونے تک اسے ردا کو برداشت کرنا تھا تو اس میں کیا مشکل تھا ۔

وہ لاہور میں ہی کہیں اور ملازمت کی کوشش کا سوچ چکا تھا تب تک بس یہ سب جھیلنا تھا ۔

" اونر تم ہو یا میں ؟ ، اپنے مفید مشورے اپنے تک رکھو تو بہتر ہے ، یہ کیا میڈل کلاس

لوگوں کی طرح بجٹ بجٹ لگا رکھی ہے "

ردا کے لہجے میں حد درجہ ناگواری تھی ، وہ میز کے نیچے انگلیاں کراس شکل میں بنا چکا تھا اور دل دماغ کو ٹھنڈا رہنے کی تلقین کر رہا تھا ۔

" جی میم "

مختصر جواب دیا اور سر تسلیم خم کیا ۔

" جتنا بھی آؤٹ ہو گا اس سے پے ہو جائے گا "

ردا نے کندھے اچکائے ۔

"اوکے میم "

ضبط سے لب بھینچے سر کو اثبات میں ہلایا ۔ وہ اب فائل کا اگلا ورق پلٹ چکی تھی ۔

"اور یہ اوپن سب رکھ دیا ہے ویدر فارکاسٹنگ رپورٹ کہاں ہے "

ردا نے پھر سے تلخ لہجے میں سوال کیا ، بھنویں چڑھائے وہ موحد سے پھر سے سوال کر رہی تھی ۔ اس بار تو وہ واقعی گڑبڑا گیا ، موسم کے بارے میں تو جاننے کی کوشش ہی نہیں کی اس نے ۔

" میم وہ --- "

گڑبڑا کر تھوڑا سا آگے ہوا ، وہ اتنی گہرائی میں جا کر سب جج کرے گی اس بات کا قطعاً علم

www.classicurdumaterial.com

نہیں تھا اسے ۔

" عجیب انسان ہیں آپ اوپن فنکشن ارینجمنٹ رکھ رہے ہیں ، اگر اس رات بارش ہو گئی تو ؟
"

ردا نے فائل پر ہاتھ دھرے استہزائیہ سوال کیا ۔ وہ ٹائی درست ہی کرتا رہ گیا ، ابے یہ کہاں سوچا میں نے ۔

" مسٹر موحد عالمگیر ، یہ Rida کا اینول فنکشن ہے ، گرینڈ فنکشن کوئی معمولی تقریب نہیں ہے "

ردا کے لہجے میں پھر سے حقارت در آئی جو اس کے دماغ کی رگیں کھینچ دیتی تھی۔

" پہلے ویدر فارکسٹنگ لیں اس کے بعد دیکھتے ہیں اوپن ہو گا یا ہال "

ردا نے ناگواری سے فائل کو بند کرتے ہوئے حکم صادر کیا اور فائل میز پر اس کی طرف سرکائی ۔

کیا مصیبت ہے؟ ؟ باپ نے کہا تھا مجھ سے کچھ سیکھے گی یہ تو سکھا رہی ہے ۔ دانت پیستے ہوئے باہر نکل گیا ۔اس کے نکلتے ہی ردا نے دروازے کو گھور کر دیکھا ۔

عجیب تھا ، مطلب بابا نے تعریف کیا کر دی خود کو کوئی اعلیٰ و ارفع ہستی گرادنیں گے محترم ہن-ہ-ہ-ہ- ردا نے ناک پھلائے سوچا کرسی دھیرے دھیرے گھوم رہی تھی ۔

****

ملک جہانزیب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے سامنے آدھی دیوار پر چھائی فلیٹ پینل سکرین پر نظریں جمائے انہماک سے خبرنامہ دیکھ رہے تھے جب عقب سے تابندہ بیگم کی پریشان حال آواز ابھری ۔

" ملک صاب ویکھ لو ہن فئیر (ملک صاحب دیکھ لیں اب پھر)"

وہ موبائل ہاتھ میں تھامے غصے میں بھری ان کے پیچھے سے گھومتے ہوئے آگے آئیں ۔ چہرے پر غم و غصے کے آثار تھے ۔

" کیوں ایسا کیا ہو گیا اب ؟ "

ملک جہانزیب نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کی آواز آہستہ کرتے ہوئے پوچھا ۔

" ردا فون نئی چک رئی ی بھئی رات ویکھو کنی ہو گئی جے ، آئی ایم سو اپ سیٹ "

(ردا فون نہیں اٹھا رہی ہے بھئی ، دیکھیں کتنی رات ہو گئی ہے میں بہت پریشان ہوں)

تابندہ نے پریشان کن لہجے میں کہتے ہوئے فون میز پر رکھا ۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے اور ردا اپنے دوستوں کے ساتھ باہر تھی ۔

" ارے آپ کیوں ہو رہی ہیں پریشان ، آجکل بچے یونہی گھومتے پھرتے ہیں اور وہ باہر سے پڑھ کر آئی ہے بہت سمجھدار ہے سب اچھا برا جانتی ہے "

www.classicurdumaterial.com

ملک جہانزیب نے تسلی آمیز لہجے میں پریشان بیٹھی تابندہ کو سمجھایا۔ ردا جیسی بھی تھی پر اس معاملے میں بہت محتاط تھی ملک جہانزیب یہ بات باخوبی جانتے تھے انہیں اپنی بیٹی ہر پورا بھروسہ تھا۔

لیکن تابندہ بیگم کی سوچ ان ست یکسر مختلف تھی وہ ردا کی اتنی آزادی اور خود سری کے حق میں نہیں تھیں انہیں تو سر جھکائے جی جی کرتی گاؤں کی لڑکیاں یاد آ جاتی تھیں۔

"کج اچھا برا ن ئی یں جان دی اوہو، باولی اے پوری" (کچھ اچھا برا نہیں جانتی ہے وہ، پاگل ہے پوری)

تابندہ بیگم نے فوراً غصے میں ان کی بات کی تردید کی پیشانی کے شکن اور ابھرے۔

" اج آئے تے دو ٹوک گل کرو اس نال، رات نوں دیر تک بار رہنا بند اس دا " (آج آئے تو دو ٹوک بات کریں اس کے ساتھ رات کو دیر تک باہر رہنا بند ہے اس کا)

انگلی کھڑے کرتے ہوئے گھور کر ملک جہانزیب سے کہا جو پرسکون بیٹھے تھے۔

" جی آپ غصہ نا کریں جی ابھی کرتا ہوں فون اسے "

ملک جہانزیب نے سامنے میز پر رکھا فون اٹھایا ناک پر رکھا چشمہ تھوڑا نیچے کیا اور پھر موبائل سکرین پر انگلیاں ٹپٹا کر کان سے لگایا۔

کچھ گھنٹی بجنے کے بعد ردا فون اٹھا چکی تھی۔

" جی بیٹا جی کہاں ہیں آپ ؟ "

ملک جہانزیب نے تحمل سے سوال کیا تابندہ بیگم کے کان کھڑے ہوئے ۔

" کیوں کیا ہوا مما کا پنجابی موڈ آن ہے کیا ؟ "

ردا نے ہلکا سا قہقہ لگا کر سوال کیا پیچھے سے موسیقی کی آواز اور لڑکے اور لڑکیوں کی باتوں کا شور سنائی دے رہا تھا ۔

" فل بیٹ پر "

ملک جہانزیب نے چور سی نگاہ تابندہ بیگم پر ڈالی اور مسکراہٹ دبائی ۔

" بابا ارحم کے ساتھ ہوں اس کی برتھ ڈے ہے سب فرینڈز اکٹھے ہیں تو آج آپ کو سنبھالنا ہو گا سب "

ردا نے اپنے ہم جماعت کا بتایا جو آکسفورڈ یونی ورسٹی میں بھی اس کے ساتھ پڑھتا رہا تھا۔

" بیٹا ابھی تو میں ہینڈیل کر لوں گا پر صبح آپ کو کرنا ہو گا "

جہانزیب نے آہستگی سے کہا تابندہ بیگم بھنویں سکیڑ کر متجسس قریب ہوئیں انہیں سنائی نہیں دے رہا تھا وہ کیا کھسر پھسر کر رہے تھے ۔

" اوہ ڈونٹ وری پاپا کر لوں گی ، لو یو سو-و-و-و مچھ "

ردا کا انداز عجلت لیے ہوئے تھا۔

" لو یو ٹو "

ملک جہانزیب نے گہری سانس لیتے ہوئے فون بند کیا ۔

"ہاں کیدو تک آرئی ی ئی اے ؟ "

(ہاں کب تک آ رہی ہے ؟)

فون بند ہوتے ہوئے تابندہ نے لب بھینچ کر پوچھا وہ جانتی تھیں کہ باپ بیٹی نے کوئی منصوبہ بنا لیا ہوگا ۔

" بس کچھ دیر تک ، ارے آپ فکر نا کریں امجد ہے نا ساتھ ، چلیں آپ سو جائی یں اب "

ملک جہانزیب نے اپنے قابل بھروسہ ڈرائی یور کا نام لیتے ہوئے ٹی وی بند کیا اور اپنی جگہ سے اٹھے ۔

" ملک صاب ڈک لو کڑی نوں۔ں۔ں۔ں۔ میں سمجھا رئی یی آں " (ملک صاحب بند کر لیں لڑکی کو میں سمجھا رہی ہوں)

تابندہ نے پرشکوہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے خبردار کیا ۔ ملک جہانزیب بے ساختہ مسکرا دیے ۔

" ارے بھئی لڑکی ہے مرغی نہیں ، چلیں آ جائی یں "

محبت سے اپنا بازو ان کے گرد حائی ل کرتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھے ۔ وہ مسلسل بڑ بڑا رہی تھیں ۔

****

سامنے پڑے کمپیوٹر سکرین پر نظریں جمائے موحد تیزی سے کی بورڈ پر انگلیاں چلاتے ہوئے ٹائپنگ میں مصروف تھا ۔ جب ردا کے اس کے سر پر آ کر کھڑی ہوئی ۔

" چلیں ؟ "

رعب سے پوچھا ، وہ کافی دیر تک موحد کا اپنے آفس میں انتظار کرتی رہی ان کو آج تقریب کے مینیو کو فائنل کرنے جانا تھا اور جب وہ نا آیا تو وہ تنگ آ کر خود اس کے پاس آ گئی

" کہاں ؟ "

موحد نے سر جھکائے ٹائپنگ کرتے ہوئے مصروف لہجے میں سوال کیا اس کو بلکل اندازہ نہیں تھا ردا یوں خود چل کر آ جائے گی ۔

" ڈیٹ پر "

ردا نے میز پر ہاتھ مارا اور چڑ کر کہا ۔ موحد نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا ۔

" جی ۔۔۔ "

موحد نے اُس کی طرف حیرت سے دیکھا، ہلکی نیلی ٹی شرٹ پر بلیک لیدر جیکٹ ، نیلی جینز اور گلے میں سکارف لیے استہزائیہ مسکراہٹ سجائے گھور رہی تھی ۔

ایڈیٹ ۔۔۔ گھونچو کہیں کا یہ تیاری مکمل کرے گا تقریب کی بابا بھی پتہ نہیں کس کس کی

www.classicurdumaterial.com

بلاوجہ تعریف بگارنے لگتے ہیں ۔

" یاد نہیں کیا مینویو فائی نل کرنے جانا ہے آج ؟ "

ردا نے دانت پیستے ہوئے یاد دلایا ، موحد کو ایکدم سے یاد آیا وہ واقعتاً بھول گیا تھا کہ آج انہیں تقریب کا مینیو فائی نل کرنے جانا تھا جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا ۔

" اوہ جی بلکل ، آپ پہنچیں ہوٹل امجد کے ساتھ میں بس آ رہا ہوں پیچھے "

چشمے کو انگلی سے درست کیا ، اپنی بائی ک کی چابی اٹھائی اور موبائی ل کو جیب میں رکھتے ہوئے عجلت میں کہا ۔

"ایکسکیوزمی !!!!!آپ میرے ساتھ جائی یں گے "

ردا نے کار کی چابی اس کی آنکھوں کے آگے لہراتے ہوئے باور کروایا ۔ موحد کے ساتھ اس کے یہ مزے ہو گئے تھے کہ ملک جہانزیب آرام سے اس کے حوالے کار کر دیتے تھے ۔

اوہ تیری ---- آج پھر اس موت کے کنویں میں گاڑی چلانے والی کے ساتھ صبر آزمائی کرنا ہو گی موحد کی آنکھیں جھولتی چابی کے ساتھ دائی یں بائی یں سفر کر رہی تھیں ۔

" اور --- "

کھوئی سی آواز میں پوچھنا شروع ہی کیا کہ وہ جھٹ سے گویا ہوئی ۔

" اور کار میں ڈرائی یو کروں گی "

دانتوں کی مصنوعی نمائش کی اور پھر ناک پھلائے غصے سے اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

موحد نے تھوک نگلا اتنی گندی گاڑی ڈرائیو کرتی تھی وہ اس دن وہ کلمہ کا ورد کرتا رہا اور ضروری نہیں کہ آپ کا ہر دن اچھا ہی ہو۔

" میم ---"

موحد نے بچارگی سے التجا کرنے کے لیے ہاتھ اوپر اٹھایا جبکہ وہ اب دھمکی کے انداز میں گھور رہی تھی۔

" شرافت سے چلو اب ---"

گھورتے ہوئے رعب سے کہا اور وہ بائیک کی چابی خاموشی سے جیب میں رکھتا ہوا پیچھے چل پڑا

****

مناہل مہتاب کی گود میں بیٹھی اپنی گڑیا کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی، یہ ملک مہتاب کا اعلیٰ شان بنگلا تھا جس کے وسیع عریض لاؤنج میں اس وقت سرمد مہتاب کے سامنے بیٹھا تھا ملک مہتاب دو دن سے آفس نہیں آ رہا تھا، اور سرمد آج اس کے کہنے پر ہی آفس کے کچھ کام لے کر اس کے بنگلے پر پہنچا تھا۔

ملک مہتاب اب سرمد کو اپنے نا آنے کی وجہ بتا رہا تھا، وہ پوری توجہ مناہل کو دے رہا تھا۔

جس کی وجہ سے وہ آفس نہیں آ سکتا تھا۔

" تو آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اسکا یہیں ایڈمیشن کروا دیں ، اور گھر میں میڈ رکھ لیں جیسے پہلے رکھی ہوئی تھی "

سرمد نے فائل کو بند کرتے ہوئے مخلصانہ مشورہ دیا ، مہتاب نے دستخط کرنے والے قلم کو گہری سانس لیتے ہوئے بند کیا۔

" یہ تو بہت بار میں نے بھی سوچا ہے پر اب ساجدہ اماں جیسی کوئی قابل اعتبار ہو تو سوچوں "

مہتاب نے پیار سے گود میں بیٹھی مناہل کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ نائلہ کے گزر جانے کے بعد تین سال تک مناہل کی نگہداشت ساجدہ نامی آیا نے کی تھی وہ کافی عمر رسیدہ تھیں پر بے حد قابل اعتبار اور مخلص تھیں ، ملک مہتاب ان پر آنکھ بند کیے بھروسہ کرتا تھا لیکن ایک سال پہلے ان کے انتقال کے بعد سے وہ بے حد پریشانی کا سامنا کر رہا تھا۔

" ایک کام کرو ، تم دیکھو کوئی ایسی ہو جو بہت قابل اعتبار ہو اچھی ہو "

کچھ دیر سوچنے کے بعد اچانک مہتاب نے سرمد کے سر یہ کام سونپ دیا۔ سرمد نے ایک پل کو سوچا اور پھر مسکرا کر تائید میں سر ہلاتے ہوئے گویا ہوا۔

"آپ فکر نا کریں میں دیکھتا ہوں "

سرمد نے ایک نظر پریشانی کے باعث مرجھائے سے مہتاب پر ڈالی اور پھر چارسالہ مناہل پر جو باپ کے سینے سے چپکی ہوئی تھی ۔ اچانک اسے یاد آیا کہ صالحہ نے مہتاب کے لیے کھیر بھیجی تھی ۔

" یہ امی نے آپ کے لیے کھیر بھیجی ہے "

اپنی ایک طرف پڑے ٹفن کو اٹھا کر مہتاب کی طرف بڑھایا ۔ وہ اور مہتاب یونیورسٹی کے زمانے سے دوست تھے اور تب بھی جب صالحہ کچھ بھی سرمد کے لیے بناتی تھیں مہتاب بہت شوق سے کھاتا تھا ۔

اسی لیے اب بھی گاہے بگاہے صالحہ اس کے لیے کچھ نا کچھ بنا کر بھیجتی رہتی تھیں ۔

مہتاب ملک کے ان پر بہت احسانات تھے جسے وہ خود ہرگز احسانات نہیں گردانا تا تھا ۔

" ارے واہ ، کیسی ہیں آنٹی آؤں گا کسی دن ملنے ان سے "

مہتاب نے خوش دلی سے کھیر کے ٹفن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" جی ضرور آئیے گا ، امی بلکل ٹھیک ہیں "

سرمد نے مسکرا کر جواب دیا ۔

" دیٹس گڈ ، موحد کیسا جا رہا ہے پھر تو کوئی پرابلم نہیں ہوئی اسے "

مہتاب نے بے تابی سے ٹفن کو کھولتے ہوئے پوچھا ، اور کچھ دوری پر رکھی کھانے کی رولنگ

ٹرالی سے پلیٹ اور چمچ اٹھایا۔

" نہیں نہیں کوئی پرابلم نہیں ہوئی ، بس اگرملتان آ جاتا تو "

سرمد نے بات کو ادھورا چھوڑا کیونکہ وہ جانتا تھا موحد لاہور میں خوش نہیں ہے اور اس بات کا اندازہ وہ اس سے ایک دو دفعہ بات کرنے سے ہی لگا چکا تھا۔

" ہم۔م۔م۔م پر سرمد ملتان میں اسے وہ پیکج دے نہیں سکوں گا میں ، تم جانتے ہو فائیننس بابا ہینڈل کرتے ہیں سارا اور میں اب ---"

بات کو ادھورا چھوڑے وہ اداس ہوا تھا۔ سرمد اس کا اداس چہرہ دیکھ کر فوراً گویا ہوا

" نہیں کوئی مس ئی لہ نہیں"

ہاتھ سے تسلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا ، مہتاب نے پلیٹ سرمد کی طرف بڑھائی۔

****

عدنان تمام انتظامات کو ستائیشی نگاہوں سے تکتا ، کچھ دور فون کان کو لگائے کھڑے موحد کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ Rida کی اینول تقریب کے لیے لاہور کے بہترین ہوٹل کے وسیع عریض لان میں اوپن انتظامات کیے گئے تھے ۔

لان میں دیدہ زیب سجاوٹ آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں ۔ ہر چیز نفاست اور دلکشی کا منہ بولتا ثبوت تھی ایک طرف سٹیج تھا برقی قمقموں اور پھولوں کے ملاپ سے پورا لان جگمگا رہا تھا جو ایک

مسحورکن ماحول پیش کر رہا تھا ۔ سجاوٹ کی ہر چیز سے موحد کی تین ہفتوں کی محنت جھلک رہی تھی ۔

موحد تو صبح سے ہی آج انتظامات میں مصروف تھا اور عدنان اب شام کو تقریب سے کچھ گھنٹے پہلے پہنچا تھا ۔ موحد کے پاس پہنچا تو وہ ایکدم سے اسے دیکھ کر ہوائیاں اڑے چہرہ لیے اس کی طرف بڑھا ۔

" بہت مس ئی لہ ہو گیا ہے یار ۔ر۔ر۔ر "

موحد نے پریشان سے لہجے میں فون کو ہتھیلی پر مارتے ہوئے کہا ۔ اس کی پیشانی پر شکن تھے اور ابھی تک وہ عام سے ٹراوزر اور ٹی شرٹ میں ملبوس تھا ۔

مطلب ابھی تک وہ تقریب کے لیے تیار نہیں ہوا تھا۔

" کیوں کیا ہوا اتنا پریشان کیوں ہو رہا ہے ، سب ٹھیک تو ہے اے ون تیاری ہے "

عدنان نے اردگرد دیکھتے ہوئے اس کی پریشانی کا جواز طلب کیا ۔ اسے بظاہر تو کوئی کمی نظر نہیں آ رہی تھی پھر موحد کیوں اتنا حواس باختہ تھا ۔

" یار زرداد ہارون کے پی۔ اے کی کال تھی آج شام کا Rida کے ساتھ کانٹریکٹ کینسل کر دیا اس نے "

موحد نے کمر پر ہاتھ دھرے اپنی پریشانی کا سبب بتایا ، زرداد ہارون ایک ہفتے کے لیے حیدر آباد

چلا گیا تھا اور اس نے اپنے سارے کانٹریکٹ کینسل کر دیے تھے ، سب کو دوگنا ایڈوانس واپس کر کے بولتی بند کر دی تھی سب کی ۔

" یہ کیسے کر سکتا ہے وہ ایڈوانس لیا ہے اس نے "

عدنان نے بھنویں چڑھائے پوچھا ۔

" ایڈوانس دو گنا واپس کر دیا اس نے ، اسکا اپنا کوئی پرسنل اشو ہے حیدر آباد بیٹھا ہے "

موحد نے موبائل جیب میں رکھا اور پیشانی پر آئے بالوں کو ہاتھ سے تھام کر پیچھے کرتے ہوئے جواب دیا ۔

" چلو۔و۔و۔وو اب کیا ہو گا ؟ "

عدنان کو اب جا کر اس کی پریشانی کا اندازہ ہوا

" ہونا کیا ہے ، وہ ہے نا چڑیل موٹی اس کے ہاتھوں ہو گی میری وہ بھی کراری "

موحد نے ناگواری سے ناک چڑھاتے ہوئے اپنی اصل پریشانی کی وجہ بتائی ۔

" ابھی تک بتایا نہیں اسے "

عدنان نے تعجب سے پوچھا ۔

" ارے یار کہاں کوشش کر رہا تھا بار بار زرداد کے پی ۔ اے سے بات کرنے کی ، کہ وہ آ جائے چاہے کچھ دیر کے لیے ، پر وہ نہیں مان رہا "

موحد نے چڑ کر جواب دیا ۔ اور پھر اسی طرح اضطراب میں اردگرد دیکھا ۔

" کسی اور سے بات کر لے زرداد نے جو دوگنا بھیجا ہے وہ اسے دے دینا "

عدنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی آمیز مشورہ دیا ۔

" کچھ گھنٹے باقی ہیں اب ، پھر بھی کوشش کرتا ہوں "

موحد نے مایوسی سے کہا اور جیب سے فون نکالے ایک طرف چل دیا ۔ ابھی صرف Rida کا سٹاف ہی پہنچ رہا تھا ۔ ردا خود بھی ابھی تک نہیں پہنچی تھی ۔اور موحد کی کوشش تھی وہ اس کے آنے سے پہلے تک زرداد کا متبادل انتظام کر لے ۔

****

سرمد نے ایک نظر بلکل خاموش غیر مرئی نقطے پر نگاہیں مرکوز کیے ثانیہ کی طرف دیکھا پھر گہری سانس لیتا ہوا گھوم کر اس کے بلکل سامنے آیا ۔

وہ ثانیہ کو مناہل کی دیکھ بھال کے لیے راضی کر رہا تھا ، اگر مہتاب اس کے ساتھ مخلص تھا تو وہ بھی مہتاب کی پریشانی میں اتنا ہی مخلص ہو کر سوچ رہا تھا ۔ تین دن مسلسل سوچنے کے بعد اسے ثانیہ سے زیادہ قابل اعتبار کوئی نہیں لگی تھی جو مناہل کی دیکھ بھال کر سکتی اور اب وہ اسی بات کے سلسلے میں صالحہ اور ثانیہ کو لے کر الگ کمرے میں بیٹھا تھا ۔

"آپی آپ کا بھی دل لگا رہے گا اور پھر آپ کو جاب تو کرنی ہی تھی "

سرمد نے التجائی لہجے میں اسے قائل کرنے کی کوشش کی جو اداس صورت بنائے پتا نہیں کن سوچوں میں گم تھی ۔

" بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے سرمد اور بن ماں کی بچی ہے نیکی ہی ہے ، اگر تو اس کی دیکھ بھال کرے گی "

صالحہ نے پوری طرح سرمد کا ساتھ دیا ، مہتاب سے تو ویسے بھی گھر بھر بہت محبت کرتا تھا اس کے کم احسانات نہیں تھے پہلے سرمد کو اپنی کمپنی میں اچھی پوسٹ پر رکھنا اور پھر موحد بھی اب اسی کی بدولت اچھا خاصہ کما رہا تھا اب ۔

اور صبح میرے ساتھ جائیں گی آپ اور شام کو آپکو میں وہاں سے پک کر لیا کروں گا "

سرمد اسے آنے جانے کی سہولت سے بھی آگاہ کر رہا تھا ۔ ثانیہ ہنوز اسی حالت میں گم سم بیٹھی تھی ۔ پھر آہستگی سے سر اوپر اٹھائے سرمد کی طرف دیکھا ۔

" ٹھیک ہے ، صبح لے جانا مجھے ساتھ "

پرسکون لہجے میں کہا تو صالحہ اور سرمد دونوں کے لبوں پر ایک ساتھ مسکراہٹ بکھر گئی

" تھنکیو ۔۔۔ آپی آپ نے تو مسئلہ ہی حل کر دیا میرا ، ابھی کال کرتا ہوں مہتاب سر کو "

سرمد خوشی سے کہتے ہوئے جلدی سے فون پر مہتاب کا نمبر ملانے لگا اور وہ صالحہ کی طرف دیکھتے ہوئے اداس سی اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئی ۔ صحن میں تانیہ زور شور سے پڑھنے

میں مصروف تھی اور علیزہ ایک طرف چند بچیوں کو لے کر بیٹھی تھی جو اس سے ٹیوشن لیتی تھیں ۔

علیزہ کی شادی کی تاریخ رکھ دی گ ئی تھی ۔ اور اچھا ہی تھا اسے بھی جاب ملازمت مل گ ئی تھی اس طرح وہ بھی گھر کا کچھ خرچ اور علیزہ کی من پسند چیزیں اسے لے کر دے سکتی تھی جو سرمد نے اس کی جہیز کی لسٹ میں سے کٹوا دی تھیں ۔ ثانیہ نے برآمدے کے ستون سے سر ٹکائے پرسکون سانس خارج کی

******

موحد مگن سا سامنے سٹیج پر ہونے والی انعامات اور شیلڈز کی تقسیم دیکھ رہا تھا ، Rida کمپنی ہر سال کے اختتام پر اپنے ملازموں کو ان کی بہتر کارکردگی پر ایوارڈز ، اور بونس وغیرہ تقسیم کرتی تھی ۔

"موحد --- زرداد ہارون کیوں نہیں پہنچا ابھی تک ؟"

عقب سے ردا کی تیکھی تشویش ناک آواز پر اس نے چونک کر گردن کو خم دیا وہ بلکل پیچھے کھڑی تھی ۔ سیاہ رنگ کے ستاروں سے مزین خوبصورت گاؤن کو زیب تن کیے جاذب نظر مدھم سا میک اپ کیے وہ خلاف معمول بہت دلکش لگ رہی تھی۔

" میم وہ --- "

موحد جو کچھ دیر کے لیے زرداد والی بات کو بھول کر تقریب سے لطف اندوز ہو رہا تھا ایکدم سے یاد آ جانے پر بوکھلا کر کھڑا ہوا ۔

" کیا ہوا ہے ؟ چپ کیوں ہو بتاؤ گے مجھے پرائی زز ختم ہونے والے ہیں "

ردا نے پیشانی پر بل ڈالے اس کے چپ رہنے کی وجہ پوچھی

" میم وہ --- زرداد ہارون تو کچھ گھنٹے پہلے ایڈوانس ریٹن کر چکا ہے اور کینسل کر چکا ہے آنا "

موحد نے آہستگی سے جواب دیتے ہوئے ردا کے سر پر بمب پھوڑا ، اور جیسا سوچا تھا ویسا ہی ہوا سامنے کھڑی ردا اس خبر پر آگ بگولہ ہو گئی تھی ۔

" واٹ --- یہ کیا بکواس کر رہے ہو ؟ ، کب کیا اس نے ایسا ؟ اور تم ہو کے مجھے اب بتا رہے ہو "

ردا پیشانی پر پریشانی کی شکن ڈالے چیخ رہی تھی اس پر ، موحد نے ضبط کرنے کے لیے لب بھینچ کر ایک پل کے لیے آنکھیں موندیں ۔

" سب سپوئی ال ہو گیا ، سارا مزہ خراب اب کیا انٹرٹینگ ہے فنکشن میں "

وہ چیخ چیخ کر اپنا سارا غصہ اس پر اتار رہی تھی ۔ اس نے بہت محنت سے سب سے مہنگے بینڈ کا انتظام کیا تھا جو زرداد کے معیار پر پورا اترتے ۔

" تم مجھے دو فون ، میں بات کرتی ہوں اس سے ، ایسے کیسے منع کر دیا ؟ "

ردا نے آفس موبائ‌ل اس کے ہاتھ سے کھینچا اور کال لسٹ میں سے زرداد کے پی۔ اے کا نمبر ملایا پر دوسری طرف نمبر بند تھا۔

" تم مجھ سے بات نہیں کروا سکتے تھے ایڈیٹ جب کال آئی تھی "

ردا نے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ جھاڑا اور فون موحد کی طرف بڑھا دیا موحد نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ خاموشی سے ہاتھ بڑھا کر اس سے موبائ‌ل پکڑا جو اس وقت طیش کے عالم میں اسے گھور رہی تھی۔

" اب لگاؤ جا کر کوئی میوزک ایسے کھڑے میرا منہ کیوں تک رہے ہو "

حقارت سے وہ خاموش کھڑے موحد کو حکم صادر کرتی پیر پٹختے ہوئے آگے جا رہی تھی۔

اس کے حوالے زرداد ہارون والا کام مجھے لگانا ہی نہیں چاہیے تھا مجھے یہ خود کرنا چاہیے تھا بہت غلط کیا میں نے کہ اس پر چھوڑ دیا سب۔

وہ دل میں موحد کو کوستی بے دل سی اب مینیو کو جانچنے جا رہی تھی۔ جب عقب سے مردانہ دلکش آواز کانوں میں پڑی کوئی بہت ہی خوبصورت آواز میں گانا گا رہا تھا۔

" دیکھ تیرا کیا رنگ کر دیا ، خوشبو کا جھونکا تیرے سنگ کر دیا ہے "

ردا چونک کر پیچھے مڑی ، موحد سٹیج پر مائ‌ک تھامے گا رہا تھا۔ حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اس

www.classicurdumaterial.com

پر ۔ سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ بڑے اعتماد کے ساتھ مسکرا کر گاتا ہوا سب کو اپنی طرف متوجہ کر چکا تھا ۔

وہ صرف خوبرو اور ذہین ہی نہیں بہت ہی خوبصورت آواز کا مالک تھا ۔ وہ میوزک کی بیٹ کے اتار چڑھاؤ کے عین مطابق گا رہا تھا جس کی وجہ سے آواز زیادہ سریلی لگ رہی تھی ۔

"تیرے پاس یادوں کا میلا رہے گا ، تو لوگوں میں رہ کر اکیلا رہے گا"

سب لوگ اس کی آواز سے لطف اندوز ہونے گے تو موحد کے اعتماد میں مزید اضافہ ہوا۔ وہ اور جوش میں گانے لگا تھا ۔پورے لان میں سب لوگ تالیاں بجانے گے تھے ۔

" دیکھ تیرا کیا رنگ کر دیا ہے خوشبو کا جھونکا تیرے سنگ کر دیا ہے"

ردا نے حیرت سے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا جو دھیرے سے گانے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے زمین پر ٹپٹپانے گے تھے ۔ اور پھر اس نے پرسکون سانس باہر انڈیلی تھوڑے دیر پہلے تنے اعصاب اب مکمل طور پر سکون میں تھے ۔

****

تقریب میں موجود سب لوگ کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے اب مدھم سی موسیقی پورے لان کے ماحول کو مسحورکن بنا رہی تھی ۔ ردا اپنا کولڈ ڈرنک کا گلاس تھامے مختلف مہمانوں کے پاس باری باری جا رہی تھی۔

سب لوگ موحد کی آواز کی تعریف کر رہے تھے کچھ تو اس کو کوئی گلوکار ہی سمجھ رہے تھے ۔

سب لوگوں نے اس کی تعریف کی صرف وہی تھی جس نے اسے یوں سب سنبھال لینے پر سراہا نہیں تھا ۔ اور اب دل میں یہ بات کھٹک رہی تھی ۔

ارد گرد متلاشی نگاہیں دوڑائی یں ساتھ ساتھ قدم بھی بڑھ رہے تھے ۔ وہ بہت کم ہیل پہنتی تھی یہی وجہ تھی اب سج سج کر لان میں قدم دھرتی گاؤن کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالتی آگے بڑھ رہی تھی ۔

یوں ہی ارد گرد دیکھتے ہوئے آخر کار وہ اور عدنان اسے ایک کونے میں کولڈ ڈرنک کے ساتھ سگریٹ سلگائے کھڑے نظر آئے ۔ بالوں کو جھٹکا دیتے وہ اب ان کی طرف بڑھ رہی تھی ۔

****

"سب نے تعریف کی ، ایون دیکھا وہ ستار صاحب کتنے خوش ہو رہے تھے اور ملک جہانزیب تو گلے لگا گئے مجھے ، اگر نہیں کی تو اس موٹی نے نہیں کی تعریف "

موحد نے عدنان کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑ کر ایک کش لگایا جبکہ وہ دوسرے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کا گلاس تھامے ہوئے تھا ۔ وہ سگریٹ پیتا نہیں تھا لیکن کبھی کبھی یونہی دوستوں کی سگریٹ بانٹ لیتا تھا ۔

" ارے یار چھوڑ دفعہ کر اس سے کیا کرنا تھا تو نے تعریف لے کر مجھے تو ڈر ہی بہت لگتا اس

سے "

عدنان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اسے تسلی دی جو صرف ردا کے نا تعریف کرنے پر شکوہ کر رہا تھا ۔

" ہاں دفعہ ہی ہے بھئی ، میں تو ویسے ہی کہہ رہا ہوں ، پتا ہے کیا ایسے لوگ ایکچولی کسی کی تعریف کر ہی نہیں سکتے "

موحد نے کولڈ ڈرنک کا سپ لے کر ہوا کو ہاتھ میں ہلاتے ہوئے پاس کھڑے عدنان سے کہا ۔ وہ لوگ باقی لوگوں سے کافی دور ذرا سنسان سی جگہ پر کھڑے تھے اس لیے اس کی آواز سرگوشی سے ذرا اونچی تھی ۔

"ایسے مطلب ؟"

عدنان نے سگریٹ کا کش لیا اور پھر سے سگریٹ اس کی طرف بڑھائی ۔

" ایسے مطلب ۔۔۔ مغرور نک چڑھے جیسی یہ ہے ، بے چاری احساس کمتری کا شکار ہے "

موحد نے عدنان کے سگریٹ تھامے ہاتھ کو دیکھ کر نفی میں ہاتھ ہلایا ، عدنان نے کندھے اچکاتے سگریٹ واپس منہ کو لگایا اور اس کی بات کا جواب دیا

"ابے او ۔۔۔ اسے کیا احساس کمتری کروڑوں کی اکلوتی وارث ہے "

عدنان نے چہرہ اوپر اٹھائے سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑا ۔ کچھ دوری میں کھڑی ردا کے قدم

منجمند ہو گئے تھے ۔ وہ جو موحد کو سب سنبھالنے پر سراہنے آئی تھی اس کی باتیں سن کر دنگ رہ گ ئی ۔

" موٹی دیکھا ہے کتنی ہے "

موحد نے ناگواری سے کہا ۔ ردا کے تن بدن میں آگ لگی

" اتنی بھی نہیں ہے موٹی ، بس قد تھوڑا لمبا ہے جس کی وجہ سے زیادہ محسوس ہوتی موٹی "

عدنان نے اس کی بات کی تردید کی ۔

" ارے آجکل کے حساب سے تو موٹی ہی ہے ، دیکھا ہے کبھی کیا سلم سمارٹ لڑکیاں ہوتی ہیں ، یہ--- پتلی کمر ، ادائیں ، ایسے میں ان جیسی موٹی لڑکیوں کو کوئی نظر بھر کر نہیں دیکھتا "

موحد جلا بھنا ساری بھڑاس نکال رہا تھا، لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ تھی ، اس بات سے یکسر انجان کے کچھ دور کھڑی وہ سب سن رہی ہے ۔

" بس یہی وجہ ہے ، مصنوعی غصہ ناک پر سوار رکھتی ہے ، ایٹیوڈ میں رہتی ہے میڈیم "

موحد نے کولڈ ڈرنک کے گلاس سے آخری گھونٹ حلق میں انڈیلا ۔

" ایسی بھی اب بات نہیں ہے ، شکل و صورت تو کمال ہے اور آج تو کمال است لگ رہی ہے "

عدنان نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے آنکھ دبائی ۔

" شکل کا کوئی اچار ڈالے گا کیا ، اتنی مغرور ، سر چڑھی موٹی کوئی لڑکا دل سے شادی نہیں کرے گا لکھوا لے مجھ سے "

موحد نے ہنستے ہوئے ابھی فقرہ مکمل ہی کیا تھا جب ردا تیز تیز قدم اٹھاتی اس تک آئی اور ایک پل کی تاخیر کیے بنا زور دار تھپڑ موحد کے گال پر دے مارا ۔

"میم ---"

عدنان کے حلق سے چیخ نما آواز نکلی جبکہ موحد تو ساکن کھڑا تھا ۔

" تم اب بتاؤ گے کہ میں کیا ہوں یا کیا نہیں ؟ ، مجھ سے کون شادی کرے گا -- ہاں "

ردا پھٹ پڑی تھی ، اس کی آواز خوفناک حد تک اونچی تھی اگرچہ وہ لوگ باقی تمام لوگوں سے بہت دور تھے اس لیے کسی کو کوئی خبر نہیں تھی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے ۔

" جسٹ ویٹ اینڈ واچ "

ردا نے موحد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دھمکی دی ۔ وہ جھٹکا کھا کر مڑنے ہی لگی کہ موحد نے اس کا بازو تھامے ایک جھٹکے سے روکا ۔

" اے لسن ، کیا جسٹ ویٹ اینڈ واچ ہاں ، کیا ---کیا سمجھتی کیا ہو تم خود کو ؟ ، بھینس کہیں کی ، دولت مند ہو تو جب چاہا پکڑ کر انسلٹ کر دیا "

موحد اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیخا تھا۔ رگیں تنی ہوئی تھیں تو چہرہ سرخ تھا تھپڑ والا گال زیادہ سرخ تھا۔

" زیادہ سے زیادہ کیا کرو گی ہاں ، جاب سے نکالو گی ، ارے تم کیا نکالو گی ، میں تھوکتا ہوں ایسی جاب پر "

موحد نے جھٹکا دے کر اسکے ہاتھ کو چھوڑا۔ ردا نے لڑکھڑاتے ہوئے خونخوار نظروں سے گھورا۔ تیزی سے اس پر جھپٹی پر موحد نے ایک جھٹکا دے کر روکا ، ردا ہل کر رہ گ ئی۔

" مائی فٹ ۔۔۔ بھاڑ میں گ ئی یہ نوکری "

موحد نے گلے میں پہنے ایمپلائی کارڈ کو کھینچ کر ردا کے پاؤں میں پٹخا۔ تھوڑا سا جسم کو خم دیا ، پھر مڑا چٹکی بجا کر انگلی کھڑی کی

" اور ہاں سچ کہا ہے میں نے کوئی بھی نہیں کرے گا تم سے شادی ، کوئی بھی نہیں "

دانت پیس کر تلخ لہجے میں کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے بڑھ گیا۔ ردا تیز تیز سانس اندر باہر انڈیلتی اب اس کی پشت کو گھور رہی تھی جبکہ عدنان وہاں سے آنکھ بچا کر نکل چکا تھا۔

******

ثانیہ نے گھری پلکوں کی جھالر اٹھاتے ہوئے پہلی نگاہ مہتاب ولاز پر ڈالی ، سفید رنگ کا خوبصورت بنگلا پہلی نظر میں ہی سراہنے کے قابل تھا ، سرمد اسے گیٹ پر اتار کر عجلت میں

www.classicurdumaterial.com

آفس کے لیے نکل گیا تھا۔

گیٹ پر موجود گارڈ نے اسے سیدھا اندر جانے کا اشارہ کیا۔ سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑھے وہ خراماں خراماں چلتی ہوئی مہتاب ولاز کے وسیع عریض پورچ میں سے گزرتی ہوئی داخلی دروزے تک پہنچی، جب اندر سے ایک ملازمہ باہر نکلی۔

وہ شائیدا اسی کے لیے باہر آرہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی مسکرا دی اور اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

ثانیہ اس کی پیروی کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو سامنے موجود لاونج میں ہی مہتاب کھڑا تھا۔

سرمد نے ثانیہ کی آمد کی آگاہی دے دی تھی اسے اسی لیے وہ انتظار میں کھڑا تھا

"اسلام علیکم"

ثانیہ نے شائستگی سے سلام کیا تو وہ خوشدلی سے مسکرا دیا وہ کوٹ پینٹ میں ملبوس شائید آفس نکلنے کے لیے بلکل تیار کھڑا تھا۔

"وعلیکم سلام، کیسی ہیں آپ؟"

خوشگوار لہجے میں جواب دیا اور ساتھ ہی ثانیہ کا حال پوچھ لیا۔

"میں ٹھیک ہوں"

ثانیہ نے مختصر جواب دیا اور کچھ دور کھڑی چار سالہ مناہل کی طرف دیکھا وہ بہت ہی خوبصورت بچی تھی پیچھے کندھوں تک آتے بالوں کی پونی باندھ رکھی تھی جس میں سے بہت سے بال باہر

نکلے ہوئے تھے ۔ وہ اب خفگی سے ثانیہ کو گھور رہی تھی ۔

" مناہل ادھر آؤ یہ آپ کی آنٹی ہیں ، سلام کرو انہیں بیٹا "

مہتاب نے کچھ دور کھڑی مناہل کو پچکارتے ہوئے پاس بلایا ۔ مناہل نے پیشانی پر ناگوار سے بل ڈالے اور پھر خفا سی لاؤنج کے وسط سے اوپر چڑھتے زینے کی طرف بڑھ گ ئی ۔

" مناہل کم ہیر ---- مناہل "

مہتاب مناہل کو پکارتا ہی رہ گیا مگر وہ پیچھے مڑے بنا زینہ پھلانگتی اوپر جا رہی تھی ، مہتاب نے خفت بھری نگاہوں سے سامنے کھڑی ثانیہ کو دیکھا ۔

" کوئی بات نہیں سمجھ جائے گی ابھی چھوٹی ہے "

ثانیہ نے اس کی خفت مٹانے کو مسکراتے ہوئے کہا ۔

" جی ہوپ فل ، بس دل کو اب تسلی ہے کہ کوئی اپنا ہے ، جس کے پاس ہو گی مناہل ، یقین کریں جب سرمد نے آپ کا بتایا میں مینٹلی ریلکس ہو گیا "

مہتاب نے تشکر آمیز لہجہ اپنایا ۔ ثانیہ اس کے اس انداز پر پرسکون ہوئی اس نے مہتاب کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا سرمد کی زبانی اور ایک دو بار جب وہ گھر آیا تھا اسے دیکھا بھی تھا پر آمنے سامنے بات آج ہو رہی تھی ۔

" جی ، آپ بے فکر رہے ہیں "

ثانیہ نے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا تو وہ بھی لب بھینچے مسکرا دیا ۔

" تھنکیو سو مچھ ، اور ہاں --- کل سے ڈرائی یور آپکو پک بھی کرے گا اور ڈراپ بھی ، سرمد کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے "

آنکھ کے اوپر بھنوؤں پر انگلی کو پھیرتے ہوئے بڑے ہی مہزب انداز میں کہا تو ثانیہ ایکدم سے نفی میں سر ہلا گئی ۔

" جی ، لیکن --- "

ابھی وہ بات مکمل نہیں کرپائی تھی کہ مہتاب نے بیچ سے ہی اس کی بات کو اچک لیا ۔

" ڈونٹ وری میں سرمد سے بات کر لوں گا ، آپ ریلکس رہیں "

ثانیہ اس کی بات پر کچھ بولتے بولتے چپ ہو گئی ۔ مہتاب نے ہلکا سا جسم کو خم دیا ۔

" ایوا---- "

آواز کو اونچا رکھتے ہوئے گھر کی ملازمہ کو پکارا ، کچھ دیر میں ہی ایک تیس ، بتیس سال کے لگ بھگ لڑکی مؤدب انداز میں پاس آ کر کھڑی ہوئی ۔

" جی --- سر ؟ "

مہتاب نے ثانیہ کی طرف اشارہ کیا ۔

" میم ثانیہ -- مناہل کی کیر ٹیکر ہیں آج سے یہی مناہل کا خیال رکھیں گی ان کو کسی بھی

طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے گھر میں ، یہ گھر کے فرد کی طرح ہیں "

وہ ایوا سے اسے متعارف کروا رہا تھا ۔ ثانیہ کو اس کا یوں احترام کرنا اور عزت دینا بہت متاثر کن لگا ۔

" اوکے ثانیہ ۔۔۔ میں چلتا ہوں ، مناہل کل سے سکول جائے گی آج اس کو دیکھ لیجیئے گا "

بڑی شائی ستگی سے کہتا ہوا وہ اجازت طلب کر رہا تھا ۔ ثانیہ نے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا ۔ وہ پینٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھ گیا ۔ جبکہ وہ نگاہیں گھماتے ستائی شی نظروں سے گھر کو دیکھ رہی تھی ۔

****

تیز تیز سانس اندر باہر انڈیلتی وہ کمرے میں چکر لگا رہی تھی آج پھر رات کے تین بج گئے تھے پر کل رات کی تذلیل ذہن سے نکلنے کا نام تک نہیں لے رہی تھی ۔ اس کے کمرے کی کھلی کھڑکی سے آتے ہوا کے جھونکے پردوں کو اڑا رہے تھے ۔ سامنے لگے قدآدم ٹی وی پر نیشنل جیوگرافک چینل شیر کو ہرن کا شکار کرتے ہوئے دکھا رہا تھا۔

اس کا ذہن پھٹ رہا تھا ، ہاں وہ سر چڑھی تھی ، دولت کی طاقت کا غرور اس کی رگ رگ میں سمائے ہوئے تھا پر موحد کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اس کی ذاتیات پر یوں جملے کستا ،

وہ بچپن میں اب کی نسبت زیادہ صحت مند تھی اور بچپن سے ہی لوگوں کے اسطرح کے جملے سن سن کر وہ اب ضبط کھو بیٹھتی تھی ۔ یہی وجہ تھی کوئی موٹی کہتا تو اپنے کراٹوں سے اس کا منہ توڑ دیتی پر کل موحد کے ایک جھٹکے نے اس کے کسی کراٹے کے وار کو چلنے ہی نہیں دیا یہی وجہ تھی غصہ ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا ۔

پر موحد نے کل جو کچھ بھی کہا وہ اسے ضبط کی آخری حدود پر لے آیا تھا ، آج تک کبھی کسی نے اسے اس طرح ذلت سے دوچار نہیں کیا تھا اور وہ بھی ایک عام سے ملازم نے ۔

ردا کو ایک پل چین نہیں تھا ۔ دل چاہ رہا تھا کہ اس کا خون کر دے پر اس کا خون کرنے سے بھی وہ تسکین وہ طمانت قلب کو نصیب نہیں ہوتی نظر آ رہی تھی ، گشت کرتے اسکے قدم ایکدم سے تھمے اور پھر وہ تقریباً بھاگتی ہوئی بیڈ پر پڑے موبائل کی طرف لپکی ۔

موبائل پر انگلیاں چلائیں اور پھر ہلکی سی کمر پر ہاتھ دھرے فون کان سے لگایا ، جیسے ہی دوسری طرف موجود نفس کی آواز فون میں سے ابھری وہ ناک پھلا کر گویا ہوئی

" ارحم تم سے کام ہے مجھے "

تیزی سے فقرہ مکمل کیے اب وہ سرخ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی ۔ ارحم کے علاوہ اس کا اس کام میں کوئی ساتھ نہیں دے سکتا تھا ۔ وہ جانتی تھی جو کچھ وہ اب کرنا چاہتی ہے ارحم کے اس میں بہت اثرورسوخ تھے

www.classicurdumaterial.com

"ہاں بولو کیا کام ہے "

ارحم نے پر تجسس پوچھا ۔ ردا نے آنکھیں سکوڑی

" ایک لڑکے کو اغوا کروانا ہے "

بنا تمہید باندھے ردا نے دو ٹوک بات کی تو دوسری طرف ارحم تو جیسے حیرت کے سمندر میں غوطہ لگا گیا ۔

" ہیں ۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو ہوش میں ہو ؟ مزاق کر رہی ہو رات کے اس وقت "

ارحم نے حیرانگی سے پوچھا ۔ ردا نے لب بھینچے غصے سے فون دوسرے کان میں منتقل کیا

" ہوش میں ہوں ، تم صرف یہ بتاؤ یہ کر سکتے ہو کہ نہیں ؟ "

ردا نے دانت پیستے ہوئے پوچھا ، وہ اس وقت غصے سے کانپ رہی تھی ۔

" ارے بھئی کیا ہو گیا ہے تمہیں اغوا کیوں کروانا ہے ؟ ، پہلے تو مارپیٹ لیتی تھی کیا اب جان سے مارنا ہے کسی کو ، دماغ درست ہے تمھارا ؟ "

ارحم کو اس کی ذہنی حالت پر شک گزرا ۔

" مارنا نہیں ہے اسے "

ردا نے گہری سانس لی اور پر عزم لہجے میں کہا

" پھر پھر کیا کرنا ہے ؟ "

دوسری طرف تجسس تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"نکاح کرنا ہے اس لڑکے سے گن پوائنٹ پر "

ردا نے پرسکون لہجے میں دو ٹوک کہا تو دوسری طرف جیسے ارحم کو سانپ سونگھ گیا ۔

******

کار سے اتر کر ثانیہ پورچ سے ہوتی ہوئی لاؤنج میں پہنچی تو مہتاب اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے صوفے پر سے اٹھا وہ آج بھی آفس کے لیے بلکل تیار بس اسی کے آنے کا منتظر تھا ۔

رسمً دعا سلام کے بعد مہتاب آفس کے لیے نکلا تو وہ بھی آگے بڑھی مناہل کارٹون دیکھنے میں مگن تھی ۔

ثانیہ کو آج دوسرا دن تھا یہاں اور ابھی تک مناہل نے اس کے ساتھ کوئی بات کرنا شروع نہیں کی تھی ۔ اس کے سارے کام ایوا اور دوسرے ملازم ہی ثانیہ کی نگرانی میں کر رہے تھے۔

مناہل حد درجہ بگڑی ہوئی بچی تھی جسے بمشکل کسی کام کے لیے ایوا راضی کرتی تھی ۔ ثانیہ اسے یونہی ٹی وی دیکھتا چھوڑ کر کچن کی طرف بڑھی ۔

"آپ ہٹو بے بی کا بریک فاسٹ میں خود بناتی ہوں "

ثانیہ نے کچن میں کام کرتی ملازمہ کو کہا تو وہ مسکراتی ہوئی ایک طرف ہوئی ۔ آج وہ جلدی

پہنچ گ ئی تھی تو سوچا مناہل کا ناشتہ وہ خود بنا دے ۔

ناشتہ تیار کرنے کے بعد وہ لاؤنج میں آئی تو مناہل ہنوز کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی ۔

"مناہل یور بریک فاسٹ از ریڈی کم ہیر بے بی "

بڑے خوشگوار لہجے میں کہتے ہوئے وہ ناشتہ اوپن کچن کے اطراف میں گے کھانے کے میز پر لگا رہی تھی ٹوسٹ کے ساتھ فرائیڈ انڈا اور دودھ کا گلاس ، جیم ، اور مارملیٹ اس نے کھانے کی ٹرالی سے سب اٹھا کر میز پر سجایا ۔

اور کچھ دور بیٹھی مناہل کے قریب آئی ۔

" چلو بے بی "

محبت سے آکر مناہل کے پاس بیٹھی اور مسکرا کر کہا

" نو --- مجھے بابی ساتھ کھانا ہے "

مناہل نے سینے پر ہاتھ باندھے خفا سے لہجے میں جواب دیا وہ اپنے ننھے بھنوں کو سکیڑے آنکھوں کے حجم کو کم کیے ہوئی تھی ۔

" ابھی میرے ساتھ کھاؤ ، شام کو جب بابی آئیں تو ان کے ساتھ کھانا "

مناہل نے پچکارا

" نو --- مجھے آپ کے ساتھ نہیں کھانا "

مناہل کی آواز پہلے سے اونچی تھی اور لہجہ پہلے سے سخت تھا، ثانیہ نے گہری سانس لی اور پھر اٹھ کر ٹوسٹ اور انڈا پاس لے آئی ۔

"بہت مزے کا بنا ہے ، بی۔ی۔ی۔ی۔"

ٹوسٹ کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے وہ کن اکھیوں سے مناہل کی طرف دیکھ رہی تھی مگر وہ تو ہنوز سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی کوئی تاثر نہیں تھا چہرے پر ۔

"تھوڑا سا کھا لو بے بی "

ثانیہ اب بلکل اس کے قریب بیٹھ گ ئی تھی ۔ لہجہ ملائم اور پیار بھرا تھا۔

" نو۔۔۔ بولا نا بابی ساتھ کھانا ہے مجھے "

مناہل نے اس کے ہاتھ کو ناگواری سے ایک طرف دھکیلا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔ایک ہاتھ سے اپنی گڑیا کے بال تھامے اور دوسرے سے زینے کے جنگلے کو تھامے وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی ۔ثانیہ مایوسی سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی ۔

" میم آپ پریشان نا ہوں "

عقب سے ایوا کی ہمدردنہ آواز ابھری تو ثانیہ نے چونک کر گردن گھمائی ۔

"پر اس نے ناشتہ نہیں کیا ؟"

ثانیہ نے پریشان سے لہجے میں کہا اور ایک نظر سامنے میز پر سجے ناشتے پر ڈالی۔ مناہل بہت ہی

کمزور اور اپنی عمر سے کم نظر آنے والی بچی تھی وجہ شائےدیہی تھی وہ بہت ضدی تھی اور کم کھاتی تھی ۔

"میڈیم ایسا کرتی ہوں ابھی اسے دودھ دے آتی ہوں "

ایوا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کچن کی طرف بڑھی واپس پلٹی تو اس کے ہاتھ میں فیڈر باٹل تھی ۔

" بات سنو یہ کیوں ؟ اتنی بڑی ہو گ ئی ہے ابھی بھی فیڈر باٹل ؟ ؟ گلاس میں کیوں نہیں دیتی دودھ "

ثانیہ نے حیرت سے دیکھتے ہوئے ٹھوکا وہ گلاس میں موجود دودھ کو اب فیڈر میں انڈیل رہی تھی ۔ ثانیہ کو عجیب سا لگا کیونکہ مناہل چار سال کی ہو چکی تھی اس عمر کے بچے کو گلاس میں دودھ پینا آنا چاہیے ۔

" میڈیم گلاس اٹھا کر مارتی ہے بے بی ۔۔بہت بگڑی ہوئی ہے "

ایوا نے دودھ ڈالنے کے بعد باٹل کے ڈھکن کو گھماتے ہوئے اس کی گرفت کو مضبوط کیا اور آگے بڑھ گ ئی ۔

"ہمم "

ثانیہ نے پرسوچ نگاہیں اس پر جمائی یں ۔ آج دوسرا ہی دن اسے تھکا رہا تھا ، کل بھی وہ شام

تک بنا مطلب گھر میں گھومتی رہی مناہل تو اسے دیکھنا تک گنوارا نہیں کرتی تھی ۔

عجیب سی کوفت ہوئی ، اسی اکیلے پن اور سوچوں سے چھٹکارے کے لیے وہ ملازمت کرنا چاہتی تھی لیکن سرمد نے اسے یہ کہاں پھنسا دیا تھا ۔ بے زاری سے پاس پڑے ٹی وی ریموٹ کو اٹھا کر ٹی وی کا چینل بدلہ ۔

ٹی وی کی روشنی بے رونق سی آنکھوں میں چمکنے لگی تھی ۔

****

موحد ناک پھلائے کمرے میں موجود لکڑی کی الماری سے اپنے کپڑے نکال کر سامنے پلنگ پر پڑے سیاہ سفری بیگ میں رکھ رہا تھا ۔ اسے Rida میں بمشکل دو ماہ ہی ہوئے تھے اور وہ واپسی کی تیاری کر رہا تھا ۔ کچھ دور لکڑی کی کرسی پر بیٹھے عدنان نے گھور کر موحد کی طرف دیکھا افسوس سے سر کو ہلایا ۔

" پاگل مت بن یار ، تو بھی کم بکواس نہیں کر رہا تھا اس کے بارے میں "

عدنان نے ہاتھ کو اوپر اٹھائے اسے باور کرایا کہ وہ بھی ردا کی ذاتیات پر حملہ کر رہا تھا اس کا یوں طیش میں آ جانا اور تھپڑ لگا دینا حیرانگی کی بات نہیں تھی ۔

ایسے الفاظ وہ کسی بھی خود دار لڑکی کے لیے ادا کرتا تو اس کا رد عمل ایک زور دار چماٹ ہی ہوتا فرق صرف یہ تھا کہ ردا کا ہاتھ عام لڑکیوں کے ہاتھ کی نسبت اچھا خاصہ بھاری تھا ۔

موحد کے ہاتھ لمحہ بھر کو رکے ۔

" تو بس کر ابے ، غلام کہیں کے ، دم دبا کر بھاگ گیا وہاں سے اس لیے نا بول تو زیادہ اچھا ہے ، ملازمت کرتے ہیں ، تنخواہ لیتے ہیں ، غلامی نہیں "

موحد نے پیشانی پر شکن ڈالے غصے سے کہا ۔

"کن ہواؤں میں ہیں ، سلطنت مغلیہ کے تھپڑ کھائے شہزادے ، جہاں بھی جائیں ایسا ہی حال ہے جی حضوری کرو ترقی پاؤ ، شکر کر عینک بچ گئی تیری ، تھپڑ ایسا کرارا تھا مجھے تو ڈر تھا عینک ٹوٹ جائے گی تیری "

عدنان نے اسی کے لہجے میں اسے آئینہ دکھانے کی کوشش کی جو جوش میں صرف اپنی عزت نفس کے بارے میں سوچ رہا تھا جب کہ ملازمت میں عزت نفس کو بالائے طاق رکھ کر ہی آگے بڑھا جاتا ہے۔

"بکواس بند کر موٹی کے آگے تھر تھر کانپنے والے چوہے ، تھوکتا ہوں میں ایسی جی حضوری پر بھئی کم پیسے کما لوں گا پر یہ موٹی جنگلی عورت کی غلامی نیور ---ایور ---"

موحد نے گردن اکڑاتے ہوئے دو ٹوک کہا ۔ عدنان نے بھنویں اچکا کر اس کی طرف دیکھا

" تو اب کیا کرے گا پھر ؟ "

استہزائیہ مسکراہٹ سجائے سوال داغا

www.classicurdumaterial.com

" اب کیا جا رہا ہوں پرسوں گھر ، بھائی کو بتا دوں گا سب کہ وہاں ایک عدد گوشت کا پہاڑ ہے جو جینا حرام کیئے ہوئے ہے ، میں ملازمت کرنا چاہتا ہوں غلامی نہیں "

موحد نے پرعزم لہجے میں جواب دیا۔

" اچھا پھر ؟ "

عدنان نے ہنوز اسی لہجے میں پھر سے جواب طلب نظروں سے دیکھا

" پھر کیا ن ئی جاب تلاش کروں گا "

موحد نے کندھے اچکائے ، وہ اپنے فیصلے پر رتی بھر بھی پیشمان نہیں تھا۔

" اچھا پھر ؟ "

عدنان نے وہی سوال دہرایا ،

" کیا دماغ کھا رہا ہے "

موحد نے چڑ کر اس کی طرف دیکھا اور پاس پڑی شرٹ کو اٹھا کر اس کے چہرے پر دے مارا

۔

****

دھندلا سا منظر تھا جو ذہن میں چل رہا تھا ، وہ حل نہیں پا رہا تھا ، بس منظر تھا ایک جو یاد آ رہا تھا ، وہ ملتان روانگی کی غرض سے بیگ اٹھا کر فلیٹ سے نیچے آیا تھا اور کیب کے انتظار میں

سڑک پر کھڑا تھا۔

یکایک سامنے ایک سیاہ شیشوں والی بڑی سی وین آکر رکی اور اسی ملٹے پیچھے سے کسی نے اس کے ناک پر رومال رکھتے ہوئے اسے وین کے کھلتے دروازے میں دھکا دیا تھا، سب اتنا اناً فاناً ہوا کہ اسے کچھ سمجھ نا آئی اور جب تک سمجھ آنے لگی، وہ ہوش کھو چکا تھا شائد ناک پر رکھے جانے والا رومال کام دکھا گیا تھا۔

اور اب ذہن ہوش میں واپس آتے ہوئے سب دہرا رہا تھا پر نا تو آنکھ کھل رہی تھی اور نا جسم ہل رہا تھا۔ وہ پوری قوت لگا رہا تھا کہ آنکھ کھل جائے اور بمشکل اس میں کامیاب ہوا۔

ردا جو موبائل میں مصروف تھی اس کی انگلیوں کی جنبش کو دیکھ کر ایکدم سے سر اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ آج تین دن بعد وہ موحد کو ارحم کے بھاڑے کے غنڈوں کی مدد سے اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی اور اب موحد کو ارحم کے فارم ہاؤس میں ہی رکھا ہوا تھا۔

موحد کی آنکھ کھلی تو کرسی پر بیٹھا رسیوں میں جکڑا ہوا تھا سر بھاری ہو رہا تھا بمشکل حواس بحال ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر حلق تک کڑوا ہو گیا۔

سامنے ردا بیٹھی تھی اور اس کے ہوش میں آنے پر اب مسکراتے ہوئے دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ موحد نے دانت پیستے ہوئے ارد گرد کا جائزہ لیا وائٹ ٹائیلز والا فرنشڈ کمرہ تھا

پھر غصے سے سامنے بیٹھی ردا کی طرف دیکھا، دماغ ابھی بھی قبول نہیں کر پا رہا تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے اس کے ساتھ۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے بھئی کھولو مجھے کیوں باندھ رکھا ہے"

موحد نے گھور کر اپنے سامنے پرسکون بیٹھی ردا کو دیکھا جو اپنے گھنگرالے بالوں کی لٹ کو پکڑ پکڑ کر کھینچ رہی تھی اور لٹ سیدھی ہو کر چھوڑنے پر سپرنگ کی طرح واپس جا رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں لوڈیڈ گن پکڑے ہوئے تھی، جسے بار بار گھما کر آنکھوں کے آگے لا رہی تھی۔

چیونگم کو چباتے ہوئے وہ بے نیازی سے کھڑی ہوئی، لب جن پر فاتحانہ مسکراہٹ سجی تھی بار بار چیونگم کا غبارہ بنا کر پھوڑ رہے تھے۔

"نکاح ہو جانے دو ہمارا پھر کھول دوں گی تمہیں"

ردا نے گن کو اس کے گردن کے نیچے رکھ کر اس کے چہرے کو اوپر کرتے ہوئے کہا۔

موحد کے تو جیسے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، سر کو زور سے ہلایا ایسے جیسے خواب سے جاگنے کی سعی کر رہا ہو، پر یہ خواب نہیں حقیقت تھی وہ سامنے کھڑی تھی اس کے۔

"میں ہرگز نکاح نہیں کروں گا تمھارے ساتھ، کیا بے ہودگی ہے یہ کھولو مجھے فوراً، اب تمھارا ملازم نہیں ہوں میں"

موحد نے غصے سے گھور کر دیکھتے ہوئے ناگواری سے کہا جس پر وہ اب کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

www.classicurdumaterial.com

"نکاح تو ہو گا اور آج ہی ہو گا ہمارا"

ردا نے اس کے بال پکڑ کر اتنی زور سے کھینچے کہ موحد کی بے ساختہ آہ نکلی۔ ظالم تو تھی ہی وہ ، پر آج تو ڈاکو رانی جیسا روپ دھارے ہوئے تھی ۔

"پاگل ہو گ ئی ہو کیا تم ، نکاح مائی فٹ میں تو تمہیں دیکھنا تک نہیں چاہتا"

موحد نے حقارت سے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ نفرت تو میں بھی تم سے اتنی ہی کرتی ہوں جتنی تم مجھ سے ، ویلے بھی سب کے لیے تو تم ملتان کے لیے نکل چکے ہو ، جاب تم چھوڑ چکے ہو ، کسی کو کیا پتا چلے گا میں نے قتل کر دیا تمہارا"

ردا نے گن کو گھماتے ہوئے مزے سے جواب دیا ۔

" ڈرانا کسی اور کو تم اور قتل۔۔۔ یہ نہیں کر سکتی تم ، کھولو مجھے جنگلی بھینس "

موحد نے پوری قوت بازوؤں پر لگاتے ہوئے غصے سے کہا ۔

"چلو۔و۔وو۔۔۔ قتل نہیں کر سکتی ، پر ساری زندگی یوں قید میں تو رکھ ہی سکتی ہوں نہ ؟ "

ردا نے کندھے اچکائے اور لبوں کو باہر نکالے پرسکون لہجے میں کہا ۔

" چاہتی کیا ہو اب ؟ "

موحد نے ضبط سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ پوچھا

www.classicurdumaterial.com

" تم نے کہا تھا مجھ سے کوئی شادی نہیں کرے گا ، مطلب۔ب۔ب۔ب۔ کوئی نہیں صرف تم کرو گے "

ردا نے مصنوعی بتیسی دکھاتے ہوئے کہا

" دماغ ٹھکانے پر نہیں رہا کیا محترمہ کہ اس پر بھی منوں کے حساب سے چربی چڑھا رکھی ہے ؟ ، مجھ سے زبردستی نکاح کر بھی لو گی اگلے ہی پل طلاق دے دوں گا تمہیں "

موحد نے استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے جتایا وہ کیا اسے لڑکی سمجھ رہی تھی کہ اغوا کیا اور زبردستی نکاح کر لیا۔

" ڈھکن سمجھا ہے کیا ؟ ، حق مہر اتنا لکھواؤں گی کہ طلاق دینے سے اچھا خودکشی کرنے کا سوچو گے "

ردا نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے چیونگم چباتے ہوئے کہا۔

" کھولو مجھے ۔۔۔۔ "

موحد اب چیختا تھا ، وہ تو پاگل ہو چکی تھی بلکل ، حق مہر والی بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی ۔

"نکاح کے بعد ہی کھولوں گی "

ردا نے بڑے آرام سے دو ٹوک جواب دیا اور پھر اسے چیختا چھوڑ کر باہر نکل گ ئی۔ موحد نے

پھر سے اپنے آپ کو کھلونے کی کوشش کی پر ناکام تھا۔

******

" قبول ہے "

موحد نے کن اکھیوں سے سر پر پسٹل تانے لڑکے کو دیکھا اور دانت پیستے ہوئے سامنے بیٹھے نکاح خواں کو جواب دیا۔ نکاح خواں نے مسکراتے ہوئے رجسٹر بند کیا اور اپنی جگہ سے اٹھا ۔ دو کرڑوڑ حق مہر پر نکاح ہوا تھا

" بیٹے کسی لڑکی کو دھوکا دینے سے پہلے یہ یاد رکھنا تھا کہ ہر لڑکی کمزور نہیں ہوتی "

نکاح خواں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا موحد نے چونک کر غصے سے سر اٹھایا۔

" دھوکا --- کیا، کیا کہہ رہے ہیں آپ ؟ "

موحد نے حیرت سے منہ کھولے سوال کیا جبکہ نکاح خواں کمرے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پتہ نہیں موٹی نے کیا کہانی ڈالی تھی نکاح خواں کے سامنے جو وہ اسے یوں کہہ کر جا رہا تھا۔

پورا ایک دن اسے یونہی باندھ کر رکھا گیا تھا اور بلاآخر موحد نے اس سب سے جان چھڑانے کی خاطر نکاح کی حامی بھر ہی لی۔ دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکا تھا بھوک سے برا حال تھا۔

" مبارک ہو دلہا بھائی "

پاس کھڑے آدمی نے اس کے کندھے پر کہنی مار کر موحد کو چھیڑا وہ دونوں اب ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے ۔

" شٹ اپ ۔۔۔ بکواس بند کرو اور جانے دو مجھے اب "

موحد نے غصے سے جھاڑتے ہوئے پسٹل کی طرف دیکھا ۔ تو دونوں قہقہ لگا کر ہنسنے لگے ۔

" جانے دیتے ہیں اتنی جلدی بھی کیا ہے ؟ ، باجی حکم کریں گی تب "

ان میں سے ایک نے آنکھ دبا کر کہا ۔ موحد کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ان کو تحس نحس کر دیتا پر وہ لوگ دستخط کے فوراً بعد اسے پھر سے باندھ چکے تھے ۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ردا مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی وہی مخصوص حلیہ جینز ٹی شرٹ اور گلے میں جھولتا سکارف ، دونوں اطراف سے کندھوں پر گرتے گھنگرالے بال ، لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ اور آنکھوں میں فاتحانہ چمک لیے ۔

" انہیں کہو کھولیں مجھے "

موحد نے چیخ کر کہا اور خونخوار نظروں سے گھورا ، کون سی منحوس گھڑی تھی وہ لاہور آیا تھا ۔ وہ دو دن سے خود کو کوس رہا تھا ۔

" کھول دو "

ردا نے پرسکون لہجے میں کہتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھے دونوں آدمی اشارہ پاتے ہی اب موحد کو کھول رہے تھے۔

" مجھے جانا ہے "

موحد ایک دم سے اٹھا اور حقارت سے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے دو ٹوک کہا۔

" کہاں بھئی ؟ ، کہیں نہیں جا سکتے تم نکاح ہو گیا ہمارا اب میں جو کہوں گی وہ کرو گے "

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ ہاتھ اپنے بالوں کی لٹ کو رول کر رہے تھے۔

" نکاح ---"

موحد نے زور سے طنزیہ قہقہ لگایا

" میں نہیں مانتا اس نکاح کو "

موحد نے ناک پھلا کر کہا ، وہ بھوک اور باندھے رہنے کی وجہ سے بے حال سا تھا۔ بال بکھرے ہوئے ہونٹ خشک

" نا مانو ، تم نا مانو لیکن دنیا تو مانے گی لیگلی اب تم اس موٹی بھینس کے اکلوتے ہیزبینڈ ہو جس سے بقول تمھارے کوئی شادی نہیں کر سکتا تھا "

ردا نے مزے سے استہزائیہ کہا۔ موحد کا چہرہ زرد سے سرخ ہوا

" نہیں ہوں میں تمھارا ہیزبینڈ ، تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھتی رہو ، اور جانا ہے مجھے اب "

موحد نے غصے سے کہا اور ایک طرف پڑے اپنے بیگ کی طرف بڑھا۔

" ارے اتنا غصہ ابھی تو تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے ہمیشہ ، ابھی تو مجھے سب کو بتانا ہے سب "

ردا پر سکون تھی جیسے ذہن کو تسکین مل گ ئی ہو، طاقت کا نشہ تھا یا پھر اپنی تزلیل کے تگڑے جواب کا

" ابھی نہیں جا سکتے تم کہیں بھی میرے ساتھ ہی جاؤ گے میرے گھر "

ردا نے دو ٹوک کہا، موحد اس پر جھپٹنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ دونوں آدمیوں نے اسے بازوؤں سے دبوچ کر روک لیا۔

" کھانا دو میرے مزاجی خدا کو "

ردا نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے دونوں آدمیوں کو کہا اور بڑی ادا سے بالوں کو جھٹکا دیا

" باجی مزاجی نہیں مجازی ہوتا ہے "

ان دونوں میں سے ایک نے بتیسی نکال کر درستگی کروائی

" نہیں یہ میرے مزاجی ہی ہیں "

وہ مسکرا کر کہتی بڑے آرام سے کمرے سے باہر نکل گ ئی۔ موحد نے ایک خونخوار نگاہ ردا پر ڈالی اور پھر پرسوچ نگاہوں سے دونوں آدمیوں کی طرف دیکھا۔

www.classicurdumaterial.com

****

"باجی ---باجی وہ بھاگ گیا آپ کا مزاجی خدا "

وہ فون پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جب ان دونوں آدمیوں میں سے ایک ہانپتا ہوا سامنے آ کر گویا ہوا

****

ردا ایک جھٹکے سے کرسی پر سے اٹھی ، پیشانی پر شکن در آئے ۔ وہ کھانے کا کہہ کر ابھی لاؤنج میں آ کر بیٹھی ہی تھی ۔ ارحم سو رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی کہ آگے کیا کرنا ہے اس کو

"کیا ، اور تم دونوں نے جانے دیا آرام سے پاگل ہو کیا تم دونوں ؟؟؟ "

ردا نے غصے سے سامنے کھڑے شخص کو جھاڑا ۔ وہ ایک ہاتھ اپنی کمر پر رکھے ہوئے تھا اور چہرے پر بھی سرخ سا نشان تھا اس کا مطلب تھا کہ موحد دونوں کی اچھی دھلائی کر کے بھاگا ہے ۔

"باجی وہ تو واقعی آپکا مزاجی خدا ہی نکلا، بھوک اور پیاس سے نڈھال ہونے کے باوجود ہم دونوں کی کمر توڑ گیا"

سامنے کھڑے شخص نے اپنی کمر کے پیچھے ہاتھ دھر کر کراہاتے ہوئے کہا ۔ ردا نے گھور کر

دیکھا۔

"کوئی حال نہیں تم دونوں کا عجیب غنڈے ہو تم لوگ "

ردا نے دانت پیسے اور تیزی سے پورچ کی طرف بڑھی ۔ اگر وہ کچھ دیر پہلے ہی نکلا ہو گا تو یہیں کہیں مین روڈ پر بھٹک رہا ہو گا ۔

ایسے تو نہیں چھوڑوں گی تمہیں میں ۔۔۔ وہ اب گاڑی کو پورچ میں سے نکال رہی تھی۔

****

موحد نے بات ختم کی اور پھر اپنے سامنے ہونق بنی بیٹھی علیزہ کی طرف دیکھا ۔ اس نے صرف علیزہ کو اپنی ملتان آمد کی سچائی سے آگاہ کیا تھا ۔ بڑی مشکل سے وہ اس فارم ہاؤس سے بچ کر آج صبح ہی ملتان پہنچا تھا ۔

" بھائی ۔۔۔ کیا سچ کہہ رہے ہیں آپ ؟ "

علیزہ نے پھٹی آنکھوں سے گھٹی سی چیخ نما آواز نکالی ، وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب موحد سو کر اٹھا اور اس کے کمرے میں آیا ۔

" سچ ہے یہ "

موحد نے سرگوشی کی اور پھر گردن گھما کر کمرے کے داخلی دروازے کی طرف چور نظروں سے دیکھا مبادہ کوئی اور اس بات سے آگاہ نا ہو جائے کہ وہ Rida چھوڑ آیا ہے ۔

" بھائی یہ کیا کیا آپ نے ؟ ، کتنی دفعہ کہا ہے غصہ پی جایا کریں، ہم جیسوں کو پینا پڑتا ہے ، ہر جائی ز و ناجائی زہ جگہ پر"

علیزہ نے پریشان کن لہجے میں سمجھایا چہرہ اتر گیا تھا۔ موحد کی اس دو ماہ کی ملازمت سے ہی گھر کے حالات بہت بدل گئے تھے پہلے اکیلا سرمد کماتا تھا تو گھر کا خرچ ہی بمشکل نکلتا تھا، پر جب سے موحد کمانا شروع ہوا تھا اور اس کی جاب بھی سرمد سے زیادہ اچھی تھی دو ماہ میں ہی گھر کے مالی حالات بدل گئے تھے۔

"آہستہ بولو پلیز "

موحد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے آواز کم رکھنے کے لیے کہا جو اس کے یوں جاب چھوڑ کر آ جانے پر روہانسی ہو رہی تھی۔

" تو کیا ابھی بھائی اور امی کو"

علیزہ نے پر تجسس سوال کیا، وہ دل برداشتہ ہو گ ئی تھی ہر اس لڑکی کی طرح جو خود تو شادی کر کے میکہ چھوڑ کر جاتی ہے پر وہاں کی فکریں ساتھ لے آتی ہے۔

" ہاں کچھ نہیں بتایا ابھی، ان دونوں کو یہی کہا ہے تمھاری شادی کے لیے آیا ہوں"

موحد نے ٹھنڈی سانس بھری، علیزہ نے افسوس سے سر ہلایا

" بھائی پر ---"

بچارگی سے بات کو ادھورا چھوڑا ، ایک ہفتے بعد اس کی شادی تھی جس کی تقریباً تیاری مکمل ہو چکی تھی ۔

" ابھی چپ نا تمھاری شادی کے بعد بتا دوں گا سب ان کو بھی "

موحد نے خفگی سے پیشانی پر شکن نمودار کیے ، علیزہ ہنوز سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی ۔

" پریشان نا ہو سب سنبھالوں گا ، یہ بتاؤ آپی کب تک آتی ہیں؟ کافی دیر ہو گ ئی ہے "

موحد نے فورا بات کا پنترا بدل کر اس کی توجہ اور طرف مبذول کرانی چاہی ۔ علیزہ کی پریشان حال صورت بات بدلنے پر بھی طمانت کا تاثر پیش نا کر سکی

"آ جاتی ہیں شام سات بجے تک آج ہی دیر ہوئی ہے ، میری بات ہوئی تھی ابھی ان سے کہہ رہی تھیں کہ مہتاب سر کی کوئی میٹنگ تھی وہ واپس آتے ہیں ، تو وہ آتی ہے "

علیزہ نے ثانیہ کے نا آنے کا سبب بتایا۔ موحد بیڈ پر سے اٹھا

" اچھا ، چلو ثانیہ کو دیکھوں کہاں ہے لیپ ٹاپ کیسا جا رہا ہے اس کا "

موحد خفت چھپاتا کمرے سے باہر نکل گیا ، علیزہ کی بے چین سی صورت اب مزید دیکھی نہیں جا تی تھی ، وہ بھی کیا کرتا وہاں ملازمت اب اس کے بس سے باہر کی بات تھی اور اب جو ردا اس کے ساتھ کر چکی تھی اس کے بعد تو وہ Ridaواپس جانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ۔

****

مہتاب گاڑی سے باہر نکلا اور تیزی سے پورچ سے ہوتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کوٹ بازو پر ڈالا ہوا تھا اور ٹائی ڈھیلی ہونے کی وجہ سے گلے میں جھول رہی تھی ۔ چہرے پر ہلکے سے خفت کے آثار نمایاں تھے ، اس کی آج کچھ فارنرز کے ساتھ میٹنگ تھی جس کی وجہ سے گھر آنے میں دیر ہو گ ئی تھی ۔

ثانیہ لاؤنج میں موجود نہیں تھی ، ایوا کے بتانے پر وہ اوپری زینہ چڑھتا مناہل کے کمرے میں آیا ، ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تو وہ جو مناہل کے سر کے قریب ایک کہنی کے بل آدھی بیٹھی آدھی لیٹی سی تھی جلدی سے سیدھی ہوئی ۔

مہتاب کو یوں دستک کے فوراً بعد کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر جلدی سے سر پر دوپٹہ درست کیا۔ سرمد اسے بتا چکا تھا کہ آج اسے زیادہ دیر تک مناہل کے ساتھ رکنا پڑے گا اس لیے وہ پرسکون تھی ۔

" ائی ایم ریلی سوری۔۔۔ "

مہتاب نے خفت سے کہا اور کوٹ ایک طرف پڑی کرسی پر رکھ دیا، ثانیہ اب بیڈ پر سے اٹھ چکی تھی ۔

"کوئی بات نہیں "

شائستگی سے کہتے ہوئے خفیف سے مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ تھوڑا آگے آئی ۔ اور میز پڑے اپنے بیگ کو اٹھایا ۔

" سو گئی ہے کیا ؟ "

مہتاب نے آگے بڑھتے ہوئے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا ، جو بے سدھ سو رہی تھی ۔

" جی سو گئی ہے آپکو مس کر رہی تھی ، بہت مشکل سے سوئی ہے "

ثانیہ نے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا ۔ اور بیگ کو کندھے پر لٹکایا ۔

" اوہ گڈ ۔۔۔ بی ہیو بہتر ہوا اس کا کیا آپ کے ساتھ ؟ "

مہتاب نے فکر مندی سے پوچھا ، کیونکہ پہلے تین چار دن تو مناہل اس کے ساتھ بہت زیادہ برا برتاؤ اپنائے ہوئی تھی اور مہتاب کو اس بات کی فکر لاحق تھی کہ ثانیہ بھی بورڈنگ سکول کی طرح مناہل کی طرف سے ہاتھ کھڑے کر لے گی ۔

" ہممم کچھ کچھ بہتر ہوئی ہے ، ایکچولی روز دیکھتی ہے اب یہاں تو عادت پڑتی جا رہی ہے اسے "

ثانیہ نے کندھے پر بیگ درست کرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا ۔

" تھنکیو مس ثانیہ الفاظ نہیں ہیں میرے پاس بہت بڑی پریشانی تھی بہت بڑا بوجھ تھا جو ختم

www.classicurdumaterial.com

ہو گیا ہے میرے سر پر سے "

مہتاب نے سر جھکا کر تشکر آمیز لہجے میں شکریہ ادا کیا۔

" تھنکیو کس بات کا سر میری ڈیوٹی ہے یہ سب کرنا "

ثانیہ نے بات کی تردید کی ، اسے مہتاب کا یوں مشکور ہونا نادم کر گیا وہ اس کو اس سب کے لیے اچھا خاصا معاوضہ ادا کر رہا تھا ، ہاں شروع کے دو تین دن وہ اچاٹ ہوئی تھی کیونکہ اس کو لگا تھا کہ اس کی تنہائی میں مزید اضافہ ہو گیا ہے ، پر پھر اس نے مناہل کے سب کام خود سے کرنے شروع کر دیے اس کے کپڑے پریس کرنا، الماری میں سیٹ کرنا اس کو سکول کے لیے تیار کرنا لنچ باکس بنانا ، سکول سے لے کر آنا اسے پڑھانا اس کے ساتھ کھیلنا اس سب میں وہ کافی مصروف ہو گ ئی تھی کیونکہ اس کو لگتا تھا کہ اگر مہتاب ملک اسے اس سب کا اتنا معاوضہ ادا کر رہا ہے تو اسے بھی اس کے مطابق دل سے اپنی ڈیوٹی نبھانی چاہیے ۔

" جی پر فرض ہر کوئی دل سے نہیں نبھاتا "

مہتاب نے مشکور نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا ، وہ بہت سادہ سی بے حد سنجیدہ لڑکی تھی لبوں پر اگر کبھی کبھار مسکراہٹ آتی بھی تو آنکھیں کبھی اس کا ساتھ نا دیتیں اس کو دیکھ کر مہتاب کو اپنا غم چھوٹا لگنے لگتا ۔

" چلیں منصور ویٹ کر رہا ہے آپکا "

www.classicurdumaterial.com

وہ مہتاب کے یوں یک ٹک دیکھنے پر پریشان سی ہوئی تو مہتاب نے فوراً سر جھٹک کر ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیور کا بتایا ، ثانیہ اثبات میں سر ہلاتی دروازے کی طرف بڑھ گ ئی ۔

****

تابندہ بیگم اپنے کمرے سے باہر نکلی تو ٹھٹھک کر رکیں اور آنکھوں کو حد درجہ سکوڑ کر کھانے کی ٹرالی کو گھورا ، سسی ٹرالی ردا کے کمرے کی طرف دھکیلتی ہوئی جا رہی تھی ۔ ٹرالی پاستہ پیزہ اور کیک سے سجی ہوئی تھی ۔

" رک جا اتھے ، اے ہن کیدر جا ریا ، سب کُش ؟ (رک جاؤ یہیں ، یہ اب سب کچھ کدھر جا رہا ہے ؟)"

تابندہ بیگم نے پیشانی پر بل ڈالے ملازمہ کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے پوچھا ، دوپہر کے تین بج رہے تھے اور انہیں اچھی طرح یاد تھا کہ اس طرح کی ایک ٹرالی تقریباً دوپہر بارہ بجے بھی ردا کے کمرے میں گ ئی تھی ۔

" بی بی جی ، ردا بی بی کے کمرے میں ان کو بھوک لگی ہے "

سسی نے ٹرالی کے ہینڈل پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے جھجک کر جواب دیا کیونکہ ردا نے اسے خاص تاکید کی تھی کہ تابندہ بیگم کی نظروں سے چھپ چھپا کر لانا پر وہ اچانک سے اپنے کمرے

سے نکل آئی ہیں گی اس بات کا اندازہ نہیں تھا سسی کو ، تابندہ بیگم کی پیشانی پر شکن بڑھ گئے جلدی سے آگے بڑھیں ۔

" ہٹ پرے ، ن ئی ہیں جائے گا کُش وی ، مینو دے ذرا (پیچھے ہو ، نہیں جائے گا کچھ بھی ، مجھے دو ذرا)"

سسی کو ہاتھ سے دور کرتی وہ ٹرالی کو ایک طرف لاؤنج میں لگا چکی تھیں ، گھور کر پریشان سی کھڑی سسی کو ہاتھ کے اشارے سے وہاں سے جانے کا کہا ۔

یہ سارے ملازم گاؤں سے آتے تھے جو دن رات ملک ہاؤس میں رہتے تھے اس لیے تابندہ بیگم کی وقت بروقت بولی گ ئی پنجابی کو باخوبی سمجھ لیتے تھے ۔ سسی سر جھکائے ایک طرف ہوئی ۔ اور خود وہ غصے میں بھری ردا کے کمرے کی طرف بڑھیں ، بلال کے ردا سے شادی پر انکار نے انہیں پہلے ہی بہت پریشان کر رکھا تھا اوپر سے ردا کو ایک ہفتے سے پتہ نہیں کیا ہوا تھا وہ آفس نہیں جا رہی تھی اور معمول سے بھی زیادہ کھانے لگی تھی ۔

بلال تابندہ بیگم کا بھتیجا تھا جو باہر مقیم تھا اچھا خاصہ خوبرو اور پڑھا لکھا ، جس نے ردا سے شادی کے لیے صاف انکار کر دیا اور یہ بات تابندہ بیگم کی راتوں کی نیند اڑا چکی تھی ۔

غصے میں بھری ردا کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ہیں ، ردا بڑے مزے سے ڈھیلے سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس سامنے لگے ٹی وی پر نظریں جمائے لیٹی ہوئی تھی ،

بال بکھرے ہوئے اور آنکھیں زیادہ سونے کے سبب سوزش لیے ہوئے تھیں ۔ تابندہ بیگم دانت پیس کر گھورتی ہوئی آگے بڑھیں ۔

" ردا وٹ از گونگ آن بیٹا جی ؟ (ردا کیا ہو راہا ہے یہ بیٹا ؟) "

تنک کر پوچھا جس پر ٹی وی میں مگن ردا نے بیزاری سے گردن گھما کر تابندہ بیگم کی طرف دیکھا ۔ وہی ہوا جس بات کا ڈر تھا ، ردا نے افسوس سے سر ہلایا ۔

" مما آپ نے روک دیا ہوگا سسی کو ایز یویل ؟ کیوں کرتی ہیں آپ ایسا مجھے بھوک لگی ہے بلائی یں سسی کو "

ردا نے پیشانی پر بل ڈالے غصے سے کہا ۔ موحد کے یوں نکاح کے بعد بھاگ جانے نے اسے بے چین کر دیا تھا کیا فائ‌دہ ہوا تھا اس سے یوں نکاح کرنے کا وہ تو بھاگ گیا تھا ۔

اسے ایک پل چین نہیں تھا نا توآفس جانے کو دل کر رہا تھا اور نا کسی اور کام کو فقط پریشانی میں بھوک بڑھ گ ئی تھی اور وزن بھی ۔

" ہاں روک دیا ، تیجی واری اے ھکے تے صوواہ کمرے وچ آریا سی " (ہاں روک دیا ، تیسری دفعہ یہ گند بلا تمھارے کمرے میں آرہا تھا)

تابندہ بیگم نے آواز کو اونچا رکھتے ہوئے اس سے بھی زیادہ غصہ دکھایا ۔ اور ان کا غصہ جتنا بڑھتا تھا اتنے ہی پنجابی کے عجیب غریب الفاظ میں اضافہ ہوتا تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

" وہ ھکے صوواہ نہیں ہے مما پاستہ اور پیزا ہے "

ردا نے بچوں کی طرح رونے والی صورت بنائے جواب دیا سوچ سوچ کر بھوک عروج پر تھی جو برداشت سے باہر تھی ۔

" نہیں کھانا تم نے ایسا ویسا کچھ بھی ، اپنی فکر ن ئی یں تینو کوئی " (اپنی فکر ہی نہیں ہے تمہیں کوئی)

تابندہ بیگم نے سخت لہجے میں منع کیا

" بہت فکر ہے مجھے خود کی ، آپ بس نا کیا کریں فکر میری "

ردا نے خفگی اور غصے کے لے جلے لہجے میں جواب دیا اور کمفرٹر کو خود پر سے ایک طرف کرتی بیڈ سے اُٹھی ۔

" کیوں نا کراں ، بھئی ماں جو اللہ نے بنا دیتا تیری ،ماڑی قسمت میری " (کیوں نا کروں ، بھئی ماں جو اللہ نے بنا دیا تمہاری ، میری قسمت کم)

تابندہ بیگم نے غصے سے کہا اور آگے بڑھ کر اس کے کمرے کی بکھری چیزوں کو درست کرنا شروع کیا ۔ لیپ ٹاپ کو بند کیا اور بیڈ کی سائیڈ میز پر رکھا ۔ بکھرے کشن ایک طرف کیے ردا کا یوں کمرے کی ہو کر رہ جانا ان کے یلے تشویش ناک تھا

" مما پلیز اس وقت نا کریں اپنی قسمت پر بین ، مجھے بہت بھوک لگی ہے ، سسی ---

سسی۔۔۔۔"

وہ اب ملازمہ کو آوازیں لگاتی کمرے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھی، تابندہ بیگم تیزی سے اسے روکنے کی خاطر آگے بڑھیں

"لگ دی رے بیٹھ اتھے (لگتی رہے ادھر بیٹھو)، آفس کیوں نہیں جا رہی ہو"

تابندہ بیگم نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور اپنے پاس صوفے پر بیٹھایا۔ ردا نے آنکھیں گھما کر گہری سانس باہر انڈیلی۔

"بس نہیں دل چاہ رہا مما"

ردا نے بے زار صورت بنائے جواب دیا۔ تابندہ بیگم نے کن اکھیوں سے اس کا جائزہ لیا، بکھرے سے بال افسردہ سا چہرہ کہیں اس کو پیار تو نہیں ہو گیا کسی سے؟؟؟، چھپاک سے ذہن میں خیال امڈا

کی ہویا دل نوں۔ں۔ں۔ں، کسے منڈے دا چکر تے نیں (کیا ہوا دل کو، کسی لڑکے کا چکر تو نہیں)"

تابندہ بیگم نے ایک آبرؤ چڑھائے تشویش سے پوچھا۔ اور پھر اسی ملحے ارحم کا سراپا ذہن میں ابھرا

"پلیز اس ارحم دا ناں نال ئیں ذیر لگدا مینو (پلیز اُس ارحم کا نام نا لینا ذہر لگتا ہے مجھے)"

اس سے پہلے کے ردا کچھ کہتی وہ خودساختہ خیال پر اچھل کر گویا ہوئی ہیں ۔ ارحم ان کو بلکل اچھا نہیں لگتا تھا وہ آدھا انگریز تھا اس طرح کے لوگ تابندہ بیگم کو کم ہضم ہوتے تھے ۔

" مما ا۔ا۔اا۔ا ارحم نہیں ہے وہ "

ردا نے چڑ کر جواب دیا ۔ وہ پہلے ہی الجھی ہوئی تھی بدلے کی آگ تن بدن کو سلگائے ہوئی تھی اوپر سے تابندہ بیگم کے عجیب و غریب خیالات اس کو زچ کر رہے تھے ۔

" مطلب کوئی ہور اے (مطلب کوئی اور ہے)"

تابندہ بیگم نے فوراً اس کے جواب کو اچک لیا ، اور ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے آنکھوں کو سکوڑ کر سر ہلایا

" مما !!!!!"

ردا نے دانت پیس کر کہتے ہوئے خفگی سے گھورا ، تو وہ بدمزہ سی صورت بنا کر رہ گئی ہیں ۔

" اچھا سنیں ، میں بھا کے پاس ملتان جا رہی ہوں کچھ دن کے لیے "

ردا نے موبائل سکرین پر نظریں جمائے مگن سے انداز میں بتایا ، وہ ملتان جانے کا فیصلہ کر چکی تھی موحد کیا سمجھتا تھا وہ اتنی آسانی سے اس سے بچ کر نکل جائے گا ۔

" ملتان دا اے منڈا ؟ پنجابی اے کہ نئی ہیں ، بس اے دس دے مینو ، پیار وی کردا تیرے نال ؟ (ملتان کا لڑکا ہے ؟ پنجابی ہے بس یہ بتا دو مجھو ، پیار بھی کرتا ہے تمھارے ساتھ ؟)"

www.classicurdumaterial.com

تابندہ بیگم کی سوئی وہیں کہیں اٹکی ہوئی تھی ، انہوں نے ایک ہی سانس میں اتنے سوال کر ڈالے ردا نے بغور ان کو دیکھا اور پھر آنکھوں کو سکوڑ کر پر سوچ لہجے میں گویا ہوئی

" نہیں --- نفرت کرتا ہے "

****

سیڑھیوں سے نیچے اترتے ردا کے قدموں کی رفتار سامنے موجود نفس کو دیکھ کر کم ہوئی ، وہ رات کی پرواز سے ملتان پہنچی تھی اور اب تقریباً دن کے ایک بجے سو کر اٹھی تھی ، ناشتہ کرنے کی غرض سے نیچے آئی تو سامنے لاؤنج میں ثانیہ کو دیکھ کر حیرت سے قدم تھمے ۔

ثانیہ مناہل کو لنچ کروا رہی تھی ، مناہل کچھ دیر پہلے ہی سکول سے واپس آئی تھی ۔ ردا کی حیرت کا موجب ثانیہ کا حلیہ تھا وہ کہیں سے بھی ملازمہ نہیں لگ رہی تھی ، خوش شکل ، خوش لباس اور پرکشش شخصیت کی مالک سامنے بیٹھی لڑکی گھر کی کوئی ملازمہ ہر گز نہیں ہو سکتی تھی ۔

یونہی حیرت میں ڈوبی جب وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو ثانیہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی ، ایوا ثانیہ کو پہلے سے ہی ردا کی آمد کا بتا چکی تھی اس لیے اس کی آنکھوں میں ردا کو دیکھ کر کوئی حیرانگی نہیں تھی

"اسلام علیکم "

www.classicurdumaterial.com

ثانیہ نے مسکرا کر شائستگی سے سلام میں پہل کی تو ردا پر تجسس سی آگے بڑھی ،

" وعلیکم سلام ، آپ ---- ؟ "

سوالیہ نظروں سے ثانیہ کو بغور دیکھتے ہوئے فقرہ ادھورا چھوڑا ۔

" میں مناہل کی کیئر ٹیکر ہوں "

ثانیہ نے ہنوز ملائم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے جواب دیا ۔ وہ ستائیشی نگاہوں سے ردا کا جائزہ لے رہی تھی جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس بھری سی جسامت کی لڑکی جو بے حد خوبصورت تھی اس کے تیکھے نقوش اور دودھ جیسی سفید رنگت جدید طرز کا فیشن اس پر خوب جچ رہا تھا جس کو دل میں ثانیہ سراہے بنا نا رہ سکی ۔

" اوہ آئی سی ---- "

ردا نے پرسوچ سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھی ۔

" پھپھو کی جان کیا کر رہی ہے بھئی ؟ "

محبت سے مناہل کی طرف بڑھی جو پہلے سے ہی ردا کو دیکھ کر صوفے پر سے اٹھ گئی تھی ، اب وہ ردا کی گود میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور ثانیہ مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی ۔

****

www.classicurdumaterial.com

" تم کیا کرو گی ؟ گھر اکیلی رہ کر چلو ساتھ "

مہتاب نے موبائ‌ل پر مصروف ردا کی طرف دیکھتے ہوئے اسے ساتھ جانے کی پیش کش کی ، وہ جو مہتاب سے موحد کے مطلق معلومات لینے کی غرض سے اس کے کمرے میں آئی تھی ، اس کو کسی شادی کی تقریب کے لیے تیار ہوتا دیکھ کر ارادہ بدل گ‌ئی ۔

مہتاب اب اسے بھی شادی کی تقریب پر ساتھ چلنے کا کہہ رہا تھا ۔ ردا نے بے زار سی صورت بنائے موبائ‌ل پر سے نظر اٹھائی ۔

"بھا۔۔ آپکو پتا ہے نہ میں کہاں جاتی ہوں ایسے فنکشنز پر "

بے دلی سے جواب دے کر پھر سے موبائ‌ل پر نظریں جمائ‌یں ۔ اسے ملتان آئے دوسرا دن تھا ۔

" چل کر تو دیکھو ، یہ ہماری شادیوں سے بہت مختلف ہوتی ہے ، تمہیں مزہ آئے گا یقین کرو "

مہتاب نے کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔ ردا نے کوئی جواب نہیں دیا وہ فیس بک پر موحد عالمگیر کو تلاش کرنے میں مصروف تھی اور جناب مل گئے تھے ۔

فیس بک کی ڈسپلے پک پر وہ مسکراتا ہوا اس کا خون تک جلا گیا ۔ چمشمش کہیں کا دانت پیس کر کوسا

" ارے وہ لڑکا نہیں جس کا کہا تھا تمہیں ایک دفعہ کہ میرے دوست کا بھائی ہے معاف کردو اسے ، اسی کی سسٹر کی شادی ہے ،ثانیہ اس کی ہی بڑی بہن ہے "

مہتاب نے الماری سے کوٹ پینٹ نکالا اور اچانک کچھ یاد آ جانے پر پرجوش انداز میں ردا سے مخاطب ہوا ، ردا نے چونک کر اوپر نظر اٹھائی ۔۔۔۔۔ اوہ تو محترم پکڑے گئے معنی خیز مسکراہٹ کو لبوں پر مزین کیا ۔

اس کا تو مس ئی لہ ہی حل ہو گیا تھا ۔ وہ یونہی آنکھیں سکوڑے بیٹھی تھی جب ایوا کمرے کا داخلی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اس کے ساتھ مناہل بھی تھی جس کو شائی د وہ تقریب کے لیے تیار ک ئی ے اندر لا رہی تھی ۔

ثانیہ آج علیزہ کی شادی کی وجہ سے نہیں آئی تھی ، ردا کو اس بات کا تو علم ہو گیا تھا کہ ثانیہ کی بہن کی شادی ہے جہاں مہتاب جا رہا ہے پر ثانیہ ہی موحد کی بہن ہے ابھی ابھی پتہ چلا تھا ۔

جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور مناہل کی طرف بڑھی ۔

" ارے ۔۔۔ میرا بچہ جا رہا ہے تو میں بھی چلتی ہوں ناں ، ابھی آئی ریڈی ہو کر"

گھٹنوں کے بل جھک کر مناہل کے گال پر بوسہ دیا اور چٹکی بجاتے ہوئے مہتاب کی طرف دیکھا جو بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجا گیا ۔

www.classicurdumaterial.com

" ردا۔۔۔۔ "

وہ کمرے کے دروازے تک پہنچی تھی جب پیچھے سے مہتاب نے پکارا وہ چھک کر مڑی

" وہ پینٹ شرٹ ۔۔۔"

مہتاب نے التجائی لہجے میں اسے پینٹ شرٹ پہننے سے منع کیا تو وہ چھک کر سر کو تائیدمیں ہلا گئی ۔

" اوکے سمجھ گئی ، لانگ فراک پہن لیتی ہوں"

جلدی سے پرجوش ہو کر جواب دیتی کمرے سے باہر نکل گئی ۔

****

شادی کے سارے انتظامات نمٹا کر موحد اب شادی ھال پہنچا تھا ، گہرے گرے رنگ کے کوٹ پینٹ پر اناری سرخ رنگ کی ٹائی لگائے ، وہ نکھرا نکھرا سا مسکراتا ہوا شادی ھال میں داخل ہوا ۔

بڑے خوشگوار انداز میں سٹیج کا رخ کیا ، رستے میں تمام رشتہ داروں کو سلام کرتا ہوا وہ سٹیج کے قریب پہنچا تو بڑھتے قدم اور لبوں پر بکھری مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہوئی ، سامنے ردا سٹیج پر باوقار انداز میں علیزہ کے بلکل برابر میں براجمان تھی ۔

" او تیری ۔۔۔۔" بے ساختہ خودساختہ سرگوشی کی

سرخ رنگ کی پاؤں تک آتی فراک میں اس کے بھرے بھرے بازو فراک کی آستینوں میں پھنسے ہوئے تھے ، ایک طرف کندھے پر جھولتا دوپٹہ جس سے وہ بے نیاز تھی ، جاذب نظر میک اپ کیے وہ صورت سے بہت سے خوبصورت دوشیزاؤں کو مات دے رہی تھی ۔

موحد کے تو جیسے قدم جم گئے تھے حالت ایسی کہ کاٹو تو بدن میں خون نہیں ، ردا جو علیزہ سے محو گفتگو تھی اچانک سامنے مجسم بنے موحد پر نظر پڑتے ہی استہزائیہ مسکرا دی موحد جھٹکا کھا کر مڑا اور گڑبڑا کر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف چل دیا ۔

یہ بھینس کہاں سے آٹپکی ، خون اور ہونٹ ایک ساتھ خشک ہوئے تھے تو گلے میں بھی کانٹے سے چبھ گئے ،

اب کیا ہو گا ؟؟؟ خود سے ہی سوال کرتا وہ ھال کے ایک کونے میں چہرے کا رخ موڑے کھڑا تھا جب عقب سے ملائم سی نسوانی آواز ابھری ۔

"ہیلو ہزبینڈ "

موحد کرنٹ کھا کر مڑا ، وہ سینے پر ہاتھ باندھے ،آنکھوں میں فاتحانہ چمک لیے اور لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی

"تم --- تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟"

موحد نے دانت پیستے ہوئے اس کے یوں بے باکی سے ہزبینڈ کہنے پر گھبرا کر ارد گرد دیکھتے

ہوئے پوچھا ۔

" وہی جو سب کر رہے ہیں ، شادی ایٹنڈ "

ردا نے سینے پر باندھے ہاتھ کھول کر کندھے اچکاتے پرسکون لہجے میں جواب دیا ۔ موحد اس کے اس پرسکون انداز پر جل بھن گیا ۔ ردا نے مسکراہٹ دبائی ، موحد کی یہ حالت اسے سکون بخش رہی تھی ۔

" اوکے تو کرو ایٹنڈ ، میرے پاس کیوں آئی ہو اور ڈونٹ کال میں ہزبینڈ اگین انڈرسٹینڈ "

موحد نے انگشت انگلی اس کی آنکھوں کے آگے تان کر خبردار کیا ، وہ کھلکھلا دی ۔ یہی یہی سب کرنا چاہتی تھی وہ اس کے ساتھ پل پل کڑھتا موحد اس کی ذہنی اذیت کی تسکین کا باعث تھا۔

" ہزبینڈ کو ہزبینڈ نا کہوں تو اور کیا کہوں بولو ؟ "

مصنوعی لاڈ سے پلکیں جھپکائی یں ، بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے دوپٹہ کندھے پر درست کیا موحد نے کھاجانے والی نظروں سے گھورا

" جسٹ شٹ اپ ۔۔۔ دیکھو "

آواز کو قدرے آہستہ رکھتے ہوئے وہ ابھی اسے اچھی خاصی سنانے کی غرض سے تھوڑا قریب ہوا ہی تھا کہ اپنے پیچھے سے سرمد کی آواز سن کر سٹپٹا کر رک گیا ۔

" ہیلو میم ردا ---"

سرمد اب اس کے بلکل بغل میں کھڑا تھا اس کا انداز ردا کے لیے بے حد احترام لیے ہوئے تھا، موحد کی سانس اٹک کر رہ گئی۔

کچھ بک نا دے یہ بھائی کو ---

" ہیلو "

ردا نے مسکراتے ہوئے سرمد کی طرف دیکھا۔

" میں موحد کا بڑا بھائی سرمد "

سرمد نے خوشگوار لہجے میں اپنا تعارف کروایا ردا نے مسکرا کر سر ہلانے پر اکتفا کیا کیونکہ سرمد اگلا سوال فوراً ہی پوچھ چکا تھا جس کو سنتے ہی موحد کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

" میم کیسا جا رہا ہے یہ ؟ اب تو کوئی پرابلم کریئیٹ نہیں کی اس نے ؟ "

سرمد شائستگی سے ردا سے پوچھ رہا تھا جس کی آنکھیں اس سوال کی وجہ سے سامنے کھڑے نفس کی حالت پر چمک اٹھی تھیں۔

" پرابلم ------ "

زیرلب لفظ کو دہراتے موحد کی طرف دیکھا جو دھیرے سے مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے سر کو نفی میں جنبش دے رہا تھا۔

www.classicurdumaterial.com

" نہیں --کوئی پرابلم نہیں ، انفیکٹ میں نے تو پرموشن کر دی ہے ان کی "

ردا نے کندھے اچکا کر فوراً بات کو سنبھالا اور ساتھ ہی اگلا بمب پھوڑا جس پر موحد کی آنکھوں کے ساتھ منہ بھی کھل گیا۔ بے ساختہ ہاتھ ماتھے پر افسوس سے مارا۔

" واٹ پرموشن ؟؟ "

سرمد نے حیرت سے منہ کھولے موحد کی طرف دیکھا جو اس پرموشن والی بات پر ہاتھ پاؤں پھلائے کھڑا تھا اور اب سرمد کے یوں دیکھنے پر بوکھلا سا گیا

" موحد تم نے بتایا کیوں نہیں ؟ "

سرمد نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے اثرات سے شکوہ کرتے ہوئے پوچھا ، موحد نے گڑبڑا کر جواب دیا

" وہ بھائی سرپرائز دینا تھا آپ کو --- سرپرائز "

بمشکل بات کو سنبھالا جس پر ردا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی معنی خیز ہنسی کو چھپایا ۔

" میم تھنکیو سو --- مچ "

سرمد نے ردا کی طرف رخ موڑے تشکر آمیز لہجے میں شکریہ ادا کیا جبکہ موحد کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا ۔

موٹی بھینس میری بے بسی کے مزے لے رہی ہے -- چڑ کر سوچا

" سرمد--- "

کچھ دور کھڑی صالحہ نے سرمد کو پکارا تو تینوں نے نظریں گھما کر اس طرف دیکھا۔ صالحہ شائد سرمد کو کسی کام سے بلا رہی تھیں۔

" ایکسکیوزمی !!!!! "

سرمد نے مؤدبانہ کہتے ہوئے اجازت طلب نظروں سے ردا کی طرف دیکھا اور صالحہ کی طرف بڑھ گیا۔ موحد کی پرموشن کی خبر نے اس کی خوشی کو دوبالا کر دیا تھا۔

" تو تم نے ابھی تک ان کو--- "

سرمد کے جاتے ہی ردا نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ سرمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کرنا چاہا تو موحد نے غصے سے بات کاٹ دی۔

" بتا دوں گا--- ڈونٹ وری "

موحد نے ناک پھلا کر کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

" ہم-م-م بتا بھی دینا چاہیے نکاح ویلے بھی چھپا کر نہیں رکھا جا سکتا ہے "

ردا نے مزے سے بات کو دوسرا رخ دیا جس پر موحد تنک کر گویا ہوا۔

"اکیسکیوزمی---کون سا نکاح میں جاب کی بات کر رہا ہوں ، Rida کو چھوڑ چکا ہوں میں ، یہ بتانا ہے بس بھائی کو "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے غصے سے جواب دیا

"یس--- Rida کو چھوڑ کر ردا کو اپنا لیا ہے "

ردا تو پورے جوش میں چہک رہی تھی ۔ موحد کا ضبط ختم ہو رہا تھا جس کو وہ بمشکل قائم رکھے ہوئے تھا ۔

"دیکھو --- اس دن میں زیادہ بول گیا تھا اس کے لیے سوری ، اب تم بھی ختم کرو یہ سب "

موحد کا چہرہ ضبط کے عالم میں سرخ تھا تو ناک کے نتھنے بھی غصے کو برداشت کرتے ہوئے پھول رہے تھے ۔

" تو کردو تم ختم --- دے دو طلاق سمپل "

ردا نے پرسکون لہجے میں حل پیش کیا ، موحد نے پیشانی پر شکن میں اضافہ کیا اور ارد گرد لوگوں کی موجودگی کے پیش نظر دیکھا ۔

"میں نہیں دوں گا طلاق ، تم خُلا لو اور ختم کرو یہ تماشہ میں وعدہ کرتا ہوں میں کسی کو نہیں بتاؤں گا کہ تم نے یہ سب کیا تھا میرا ساتھ "

موحد نے لہجے کو حد درجہ پرسکون رکھتے ہوئے اپنی طرف سے اس پر احسان کیا ، ردا نے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے زہر خندہ لہجہ اپنایا

" واہ --- واہ --- کیا اٹیٹیوڈ ہے ، تمہیں کیا لگتا ہے مسٹر موحد عالمگیر تمھاری اتنی سے معزرت

پر میں کہوں گی ہائے---- کتنا اچھا ہے مجھ سے معافی مانگ رہا ہے ، بھول ہے تمہاری ---
"

اب وہ انگلی اٹھائے ہوئے تھی ، موحد حیرت سے دیکھتا ہوا اسے دماغی مریض مان چکا تھا ۔

" ڈئیر ہزبینڈ پنگا غلط جگہ لے بیٹھے ہو تم ، ردا کی ڈکشنری میں زبان سے نکلے الفاظ کمان سے نکلے تیر کے مترادف ہیں "

بڑے غرور سے کہتے ہوئے بالوں کو جھٹکا ، اس کے یوں مغرورنہ انداز پر موحد تیوری چڑھائے گویا ہوا ۔

" اوہ اچھا تو یہ سن لو مس ردا ملک --- اس سو کالڈ نکاح سے میرا گھنٹہ کچھ نہیں اکھاڑ سکتی تم ، میں اس نکاح کو نا تو آج مانتا ہوں اور نا کبھی مانوں گا ، تم گھومتی رہو زبردستی کا نکاح نامہ گلے میں لٹکا کے "

موحد نے بات کو ختم کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر اس پر اپنی بے اعتنائی جتائی

" مائی بنڈ یور لنگویج ، یہ گھنٹہ یہ اکھاڑ --- آئی ہیٹ دس ٹپوری لنگویج اور سوچ ہے یہ تمہاری --- کہ میں تمہارے نکاح میں یوں آرام سے بیٹھی رہ جاؤں گی اور تم خود کو میرے سو کالڈ ہزبینڈ سمجھ کر آزاد گھومتے رہو گے ، جسٹ ویٹ اینڈ واچ میں کرتی کیا ہوں تمہارے ساتھ "

ردا نے دانت پیستے ہوئے پھر سے دھمکایا ، موحد نے غصے سے ہاتھ ہوا میں معلق کیا

" اے --- لسن یہ دھمکیاں اپنے پاس رکھ سمجھی ، یو جسٹ ویٹ اینڈ واچ ، اللہ کے بعد ڈرتا صرف میں اپنے گھر والوں سے ہوں اور اب میری بھی یہ ضد ہے نہ تو تمہیں طلاق دوں گا اور نا ہی کبھی اس نکاح کو تسلیم کروں گا جا جو کرنا ہے کرتی پھر "

موحد کا غصہ اب عروج پر تھا ۔ ردا کو اس کا انداز تپا گیا۔

"آں ہاں --- چلو پھر دیکھتے ہیں کون جیتے گا ، اس سال کے اندر اندر تم خود نا صرف اس نکاح کو تسلیم کرو گے بلکہ سب کے سامنے میرے ساتھ میرے شوہر بن کر رہو گے بھی "

ردا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پرعزم لہجے میں کہا ۔

" اے جا جا --- ایسا سو سالوں میں نہیں ہو گا ۔ نیور ایور --- "

موحد نے اردگرد دیکھ کر ناک چڑھائی اور ساتھ ہاتھ کے اشارے سے جانے کے لیے کہا

" اوکے تو گیم شروع ہوتی ہے اب ، تم اب دیکھتے جاؤ "

ردا نے آنکھیں سکوڑے غصے سے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے مڑتی وہاں سے چل دی ۔

آئی بڑی --- تمہارا شوہر بننے سے اچھا خودکشی نا کر لوں ۔ موحد نے منہ چڑایا اور بدمزہ سی صورت بنائے وہاں سے ایک طرف چل دیا

بظاہر تو بہت تڑی لگا دی تھی اس نے ردا کو پر اندر سے ایک کھٹکا تھا ، اب کیا کرنے والی

ہے یہ موٹی اسی ڈر کے باعث وہ بار بار چور نگاہوں سے اس کی حرکات و سکنات کو نوٹ کر رہا تھا۔

علیزہ کے نکاح کے بعد اب ہال میں کھانا لگ چکا تھا تمام لوگ اپنی اپنی نشستوں سے اٹھ کر ایک طرف سجی کھانے کی مختلف ڈشیز میں سے کھانا اپنی پلیٹوں میں ڈال رہے تھے۔ وہ یونہی انتظامات کو جانچتا ہوا ایک طرف کھڑا تھا جب تانیہ پوری باچھیں نکالے اس کے قریب آئی۔

" بھائی آپکو پتا ہے مہتاب سر نے علیزہ آپی کو کتنی سلامی دی ہے ؟ "

تانیہ نے اچک کر موحد کے کان میں سرگوشی کی، موحد نے سینے پر ہاتھ باندھے لمحہ بھر کے لیے نگاہوں کا زاویہ بدل کر تانیہ کی طرف دیکھا جو اسے بتانے کو بے تاب کھڑی تھی۔ اور پھر اس کے پوچھنے سے پہلے ہی گویا ہوئی

"پورے ایک لاکھ ---"

تانیہ پرجوش پوری آنکھیں کھولے بتا رہی تھی، اس کی آنکھوں میں ستائیشی چمک تھی، تانیہ نے وہی چمک موحد کی آنکھوں میں دیکھنی چاہی پر وہ تو ہنوز سپاٹ چہرے کے ساتھ سامنے نظریں جمائے کھڑا تھا۔

" حیرت نہیں ہوئی بھائی ---"

تانیہ نے موحد کا بازو ہلا کر پوچھا

www.classicurdumaterial.com

" نہیں ۔۔۔ وہ پورا کر تو رہی ہے ایک لاکھ ، پلیٹ دیکھ ذرا اس کی "

موحد نے ہنوز سامنے ردا پر نظریں جمائے سپاٹ لہجے میں معنی خیز جواب دیا، تو تانیہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں سامنے دیکھا، ردا چاولوں کی بھری پلیٹ پر ایک طرف روسٹ چکن رکھ رہی تھی ۔

****

شام کے پانچ بجے کا وقت تھا جب ردا کمرے سے باہر نکلی، آج اتوار تھا تو مہتاب کو گھر ہی ہونا چاہیے تھا اسی سوچ کے زیر اثر وہ مہتاب کو تلاش کرتی ہوئی باہر آئی تو وہ لان میں براجمان تھا ۔

ردا نے کن اکھیوں سے اخبار کے مطالعے میں مگن مہتاب کو دیکھا اور پھر کچھ دور مناہل کے ساتھ لان میں کھیلتی ثانیہ کو، مناہل بھاگ رہی تھی اور ثانیہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسے پکڑنے کی مصنوعی کوشش کر رہی تھی جس پر وہ کھلکھلا کر آگے بھاگے جا رہی تھی ۔

علیزہ کی شادی کے بعد آج دوسرا روز تھا اور ثانیہ دوسرے روز ہی آ گ ئی تھی اگرچہ مہتاب نے اسے آنے سے منع کیا تھا لیکن وہ مناہل کی خاطر چھٹی کرنے پر رضامند نہیں ہوئی ۔

ایکدم سے ذہن میں بنائے گئے تمام منصوبے پر عمل درآمد کرنے کا سوچ کر وہ آگے بڑھی ۔

موحد کی اکڑ اور باتیں سکون اور چین برباد کیے ہوئے تھیں ۔

www.classicurdumaterial.com

مہتاب نے اسے لان میں آتا دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ سجائی وہ اب مہتاب کے بلکل پاس کرسی پر براجمان ہوئی ۔ مہتاب اب پھر سے اخبار پڑھنے میں مصروف ہو چکا تھا ۔

ردا نے کچھ دیر یونہی لفظوں کو ذہن میں ترتیب دیا اور پھر بالوں کو بڑی ادا سے کندھے پر سے جھٹکتے ہوئے گلا صاف کیا ۔

" بھا۔۔۔ میں کیا سوچ رہی تھی کہ آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے "

ردا کی بات پر مہتاب نے چونک کر اخبار پر سے نگاہیں اٹھائے اس کی طرف دیکھا جو گہری سوچ میں آنکھیں سکیڑے ہوئے تھی ۔

" ہیں کیوں بھئی ۔ ی۔ ی ، تم کیوں یہ سوچ رہی تھی اس کی کیوں ضرورت پیش آئی تمہیں "

مہتاب نے ہنستے ہوئے اس کی بات کو مزاق میں لیا ۔

" ضرورت تو بہت ہے ، دیکھیں نہ مناہل کی دیکھ بھال کے لیے آپ کتنے پریشان ہیں "

ردا نے کچھ دور مناہل پر نظریں جمائے پریشان کن لہجہ اپنایا

" ارے نہیں بھئی ، اب تو بلکل پریشان نہیں ہوں ، ثانیہ ہے تو "

مہتاب نے پرسکون لہجے میں جواب دیا اور خود بھی ثانیہ اور مناہل پر نظریں جمائی یں ، ثانیہ اب مناہل کو جھولے دے رہی تھی ۔

"ثانیہ سدا تو نہیں ہے نہ مناہل کے ساتھ"

ردا نے آبرؤ چڑھائے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا، اس کی بات پر مہتاب نے نا سمجھی میں تیوری چڑھائی

" مطلب ؟ "

وہ اب ردا کی طرف اس کے اس معنی خیز جملے کا مطلب پوچھ رہا تھا۔

" مطلب یہ کہ۔۔۔۔ اس دن شادی پر مجھے پتہ چلا، اس کے گھر والے رشتہ دیکھ رہے ہیں، جلد ہی شادی ہو جائے گی اس کی "

ردا نے کندھے اچکائے حقیقت سے آگاہی بخشی وہ یہ بات بلکل سچ کہہ رہی تھی کیونکہ علیزہ سے باتوں کے دوران علیزہ اسے بتا چکی تھی کہ ثانیہ کے رشتے تو دیکھ رہے ہیں وہ لوگ پر وہ شادی کے لیے رضامند نہیں ہو رہی ہیں، ردا کی اس بات پر مہتاب بھی جیسے سوچنے پر مجبور ہوا یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ اچانک پرسکون دل میں بے کلی سی بڑھنے لگی اور مناہل کی پریشانی پھر سے سر اٹھانے لگی۔

" تو اس لیے ہی تو کہہ رہی ہوں، آپ بھی مناہل کے لیے کچھ سوچیں دوسری شادی کر لیں "

ردا نے اپنی بات کہہ کر بغور مہتاب کے چہرے کا جائزہ لیا جس کی پیشانی پر اب گہری سوچ

کی لکیریں نمایاں تھیں ۔

" نہیں مناہل ایکسیپٹ نہیں کرے گی کسی کو ، وہ تو ثانیہ کے ساتھ اب جا کر تھوڑا بہت اٹیچ ہوئی ہے "

مہتاب نے پر سوچ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کی تردید کی

" ہاں تو کسی اور کے ساتھ بھی ہو جائے گی نا اٹیچ "

ردا نے فوراً جواب دیا

" نہیں بھئی کون ہو کیسی ہو ہر کوئی ثانیہ جیسی تو نہیں ہو سکتی "

مہتاب نے پریشان کن لہجے میں پیشانی پر شکن ڈالے اپنے دل کے ڈر کو ظاہر کیا

" ایگزیکٹلی ہر کوئی ثانیہ جیسی تو نہیں ہو سکتی ، تو آپ ایسا کریں ثانیہ سے ہی شادی کر لیں "

ردا نے فوراً اپنا ساری رات لگا کر سوچا ہوا حل جھٹ سے پیش کیا تو مہتاب نے چونک کر دیکھا

۔

" واٹ ---- "

حیرت سے منہ کھل گیا وہ کتنے آرام سے اتنی بڑی بات کہہ گ ئی تھی ۔

" یس --- شادی کر لیں ثانیہ سے شی از پرفیکٹ ایسی کوئی دوسری نہیں لے گی جو مناہل کو یوں اپنائیت دے "

ردا نے مہتاب کو قائل کرنے کی کوشش کی جس پر وہ پہلے تو گڑبڑایا پر پھر سامنے دیکھتا ہوا گہری سوچ میں ڈوب گیا، ردا دل ہی دل میں خوش ہوتی اب مہتاب کو سوچ میں ڈوبے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

وہ آج ہلکے فیروزی رنگ کے سادہ سے جوڑے میں ملبوس سادہ سی لڑکی کو کسی اور نظر سے دیکھ رہا تھا، اس کے مخلص پن پر تو اسے کوئی شک نہیں تھا گزشتہ تین ہفتوں میں ہی وہ اس بات کا باخوبی اندازہ لگا چکا تھا۔

"سوچیں بھا سوچیں ---- اور میں تو بابا کو بھی بلا چکی ہوں"

ردا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا، ردا کی اگلی بات نے پھر سے مہتاب کو چونکنے پر مجبور کیا وہ اچھل کر سیدھا ہوا۔

"کیا کیوں --- بابا کو کیوں"

مہتاب اس کی اس قدر جلدبازی پر گڑ بڑا گیا

"اپنے رشتے کی بات کرنے کیا آپ خود جائیں گے، ہمیں جلدی بات کرنا ہو گی ایسا نا ہو وہ لوگ کہیں اور رشتہ کر دیں ثانیہ کا"

ردا کی بات پر مہتاب کی سمجھ سے باہر ہو گیا کہ کیا کہے، وہ بوکھلا سا گیا

"ردا۔ا۔ا۔ا۔"

بے بسی سے بس اسے پکار کر رہ گیا

" بس چپ کچھ نہیں سننے والی اب میں ہم کل ہی جا رہے ہیں ، بابا رات کی فلائیٹ سے پہنچ رہے ہیں ملتان"

مہتاب کی حیرت کی پرواہ کیے بنا ، وہ بڑے مزے سے کہتی اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنے بجتے فون کو کان سے لگائے لاؤنج کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گ ئی اور مہتاب کو یونہی پریشان حال چھوڑ گ ئی ۔

****

موحد نے ہاتھ کے اشارے سے کچھ دور سڑک پر آتے رکشے کو رکنے کو کہا پر رکشے والا نفی میں سر ہلائے انکار کرتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔

" بدتمیز۔۔۔۔۔۔ایسی قسمت خراب ہے کہ رکشے والے بھی دیکھ کر لے جانے سے انکار کر دیتے ہیں "

موحد نے دانت پیس کر خود ساختہ سرگوشی کی ، آج دوسرا دن تھا اس نے ملتان کی کوئی کمپنی ، فیکٹری تک نہیں چھوڑی تھی جہاں اپنی سی وی ڈراپ نا کی ہو ۔ دو دن سے اس کی یہی روٹین تھی وہ صبح کو نکلتا تھا اور پھر شام گئے گھر لوٹتا ۔

سرمد نے اس سے لمبی چھٹی کے بارے میں باز پرس کی تو اس نے سالانہ چھٹی کا بہانہ گھڑ دیا

۔

پر اب جلد از جلد اسے کوئی اچھی ملازمت تلاش کرنا تھی ،تاکہ جب وہ گھر والوں کو Rida چھوڑنے کا بتائے تو موجب اس ملازمت کو بنا سکے ۔

پر ملازمت اور وہ بھی اتنی اچھی ملنے کے آثار بہت کم تھے ۔ گھر والے یہی سمجھتے تھے وہ چھٹیوں میں سارا دن اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف رہتا ہے ۔ پر وہی جانتا تھا وہ کتنی اذیت میں مبتلا ہے ۔

ردا کی طرف سے بھی دھڑکا لگا ہوا تھا وہ اب کیا کرے گی کیونکہ چپ بیٹھنے والی وہ واقعی نہیں لگتی تھی ۔ وہ انہی سوچوں میں گم تھا جب اس کے بلکل پاس آ کر ایک کار رکی ۔

موحد نے آنکھیں سکیڑے غور کیا اور پھر کار کے اندر پچھلی سیٹ پر بیٹھے نفس کو دیکھ کر کنپٹی کی رگیں تن گ ئ یں ۔

ردا جو ملک جہانزیب کو ایر پورٹ سے لینے کے لیے نکلی تھی موحد کو بے حال سا سڑک پر کھڑا دیکھ کر ڈرائیور کو گاڑی اس کے قریب روکنے کا حکم دیا

" ہیلو ---- کیا ہوا ایسے کیوں کھڑے ہو سڑک پر ؟ "

ردا کار کی کھڑکی میں سے سر نکالے اس سے پوچھ رہی تھی ۔ وہ جو ابھی اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا اسے یوں اچانک دیکھ کر حیران ہوا ۔

یہ ابھی ملتان میں ہی ہے ۔۔۔ ماتھا اس کی ابھی تک ملتان میں موجودگی پر ٹھنکا ، وہ تو واقعی نہا دھو کر پیچھے پڑ گ ئی تھی ۔ موٹی بلا ۔۔۔

" کیوں سڑکیں بھی کیا Rida کی ملکیت ہیں ؟ میری مرضی جہاں بھی جس وجہ سے بھی کھڑا ہوں "

موحد نے جل کر اکھڑے لہجے میں جواب دیا تو وہ مزے سے قہقہ لگا گ ئی ۔

" جناب اب تو تمہاری دھڑکنیں بھی ردا کی ہی ملکیت ہیں تم سڑکوں کی بات کر رہے ہو "

ردا نے شریر سے لہجے میں معنی خیزہ جملا اچھلا تو وہ تپ گیا بس گھور کر دیکھنے پر اکتفا کیا ۔

" ڈراپ کر دوں ؟ "

ردا نے آبرؤ چڑھائے مزے سے پوچھا

" سنو ایک کام کرو جان چھوڑ دو میری "

موحد نے غصے سے کہا اور قدم ایک طرف بڑھا دیے

" جان نہیں چھوٹے گی اب ، یقین کرو اپنے شوہر نامدار کو یوں سڑکوں پر خوار ہوتا دیکھ کر دل تڑپ رہا ہے میرا "

ردا نے مسکراہٹ دبائے شریر سے لہجے میں کہا ، موحد نے تیوری چڑھائے کچھ دور کھڑے رکشے کو اشارہ کیا ۔ اس کی اس بیہودہ بات کا جواب وہ ہرگز نہیں دینا چاہتا تھا ، رکشہ اب اس کی

طرف آ رہا تھا ۔

موحد ایک غصیلی نگاہ ردا پر ڈالتا جھٹکے سے رکشے میں سوار ہوا ۔

" بھائی کہاں جانا ہے ؟ "

رکشے والے نے سوال کیا تو وہ جو تپا بیٹھا تھا جلا کٹا جواب دیا

" جہنم لے چلو بھائی میرے پلیز "

ہاتھ جوڑے اسے چلنے کے لیے کہا ۔

" بھائی جہنم تک کا پٹرول نہیں ہے ، ایسا کرو اتر جاؤ تم "

رکشے والا بھی سوا سیر تھا رکشہ روک کر کھڑا ہو گیا ، موحد نے گہری سانس لی ۔

" سوری بھیا ، کسی اور کا غصہ اتار گیا ، چلو یہ اگلے چوک تک چلو آگے بتاتا ہوں "

بمشکل لہجے کو قدرے پرسکون رکھتے ہوئے کہا اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا ۔ کب جان چھوڑے گی یہ اور یہاں کیوں رک گ ئی ہے واپس لاہور کیوں نہیں جا رہی ۔۔۔ انگنت سوال ذہن میں سر اٹھا رہے تھے ۔

****

" چلیں ۔۔۔ "

ثانیہ نے عقب سے آتی مہتاب کی آواز پر حیرت سے گھوم کر دیکھا، وہ کندھے پر بیگ ڈالے

گھر جانے کی غرض سے پورچ میں کھڑی ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھی ۔

" وہ منصور نہیں ہے آج تو میں چھوڑ آتا ہوں آپکو "

مہتاب نے شائستگی سے کہتے ہوئے اس کی حیرت کو ختم کیا ۔

" اوہ ---- تو کوئی بات نہیں میں سرمد کو کال کر لیتی ہوں "

ثانیہ نے جلدی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے فون نکلانے کی غرض سے بیگ کی زپ کھولی

" نہیں نہیں اسے تکلیف مت دیں "

مہتاب نے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا تو ثانیہ نے جھجکتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا ،

مہتاب نے اس کے لیے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا

ثانیہ اسی طرح جھجکتے ہوئے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جبکہ وہ گھوم کر اب ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا تھا ۔ مہتاب کے بیٹھتے ہی گاڑی دلفریب کلون سے مہک اٹھی ۔ وہ اگر خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا تو ثانیہ بھی خاموشی سے سامنے دیکھتے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی ۔

ملک جہانزیب بھی ردا کی بات سے پوری طرح متفق ہو چکے تھے اور ردا کے ساتھ جا کر ثانیہ کا رشتہ مانگنے کی ٹھان چکے تھے ۔ مہتاب نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کن اکھیوں سے ساتھ بیٹھی ثانیہ کو دیکھا ۔

وہ جانتا تھا ثانیہ کی پہلی شادی اس کی پسند پر اس کے کزن سے ہوئی تھی اور اس سے علیحدگی

کے بعد وہ بہت زیادہ ذہنی اذیت سے بھی گزری تھی ۔ اور اس ذہنی اذیت کے آثار اس کی شخصیت پر واضح نظر آتے تھے ۔

وہ بھی تو نائلہ سے بے پناہ محبت کرتا تھا اور اسے ابھی تک نہیں بھول سکا تھا اور یہ شادی اگر ہو بھی گئی تو وہ صرف مناہل کی خاطر ہو گی ۔ مہتاب نے سوچوں کے بھنور سے باہر نکل کر ایک دفعہ پھر سے ثانیہ کی طرف دیکھا اور پھر کلام میں پہل کرتے ہوئے خاموشی کو توڑا

" اگر ادھر جاب نا ہوتی تو کہاں جاب کرتیں آپ ؟ "

مہتاب کے اچانک سوال پر وہ چونکی پر خاموش رہی ۔

" وہ مجھ سے سرمد نے ذکر کیا تھا آپ جاب کرنا چاہتی تھیں اس لیے پوچھ بیٹھا "

اس کے خاموش رہنے پر مہتاب نے اپنے سوال کی وضاحت دی ۔ مہتاب اب کبھی سامنے دیکھ رہا تھا اور کبھی ثانیہ کی طرف

" کسی سکول میں کرتی کیونکہ کوالیفیکشن اتنی نہیں ہے اس لیے شائد کسی چھوٹے موٹے سکول میں ہی ملتی جاب "

ثانیہ نے آہستگی سے جواب دیا ۔

" کیوں کتنا پڑھی ہیں آپ ؟ "

مہتاب نے بھنویں اچکائے اگلا سوال کیا ۔ وہ جو اس کے یوں ساتھ بیٹھنے پر ہی الجھن کا شکار

تھی اب یوں اس کے سوال پر سوال پوچھنے سے پریشان سی ہوئی

" پڑھنے کا شوق تو بہت تھا لیکن فائی نینشیل پرابلمز کی وجہ سے پڑھ نہیں سکی بی اے کیا ہے صرف "

ثانیہ نے اپنے ہتھیلیوں پر نظر جمائے آہستگی سے جواب دیا

" اوہ اچھا "

مہتاب نے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی دروازے کے سامنے روکی ۔ ثانیہ نے سر پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر اچانک مڑ کر سوال کیا

"تو صبح میں پھر سرمد کے ساتھ آؤں ؟ "

ثانیہ کے سوال پر اسے اچانک یاد آیا کہ ردا اسے کہہ چکی تھی کہ ثانیہ کو صبح چھٹی کا کہہ دیجئیے گا

" نہیں آپ صبح چھٹی کریں "

مہتاب نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اسے حیران کھڑا چھوڑ کر گاڑی آگے بڑھا دی ۔

****

موحد گھر سے باہر تھا جب ثانیہ نے فون پر اسے ملک جہانزیب کی آمد کی اطلاع دی ، عجلت میں گھر پہنچا اور ہڑبڑا کر ڈرائی نگ روم کی طرف بڑھا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا تو دماغ میں

www.classicurdumaterial.com

خوف کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں ۔

وہ بوکھلایا سے تقریباً بھاگتا ہوا ڈرائی‌نگ روم کے دروازے پر پہنچا اور پھر ٹھٹھک کر رکا ، وہ جان کی دشمن جنگلی موٹی بھینس سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک سے بھرا گلاس تھامے بڑی شان سے بیٹھی تھی ۔

اس کی روح تو پہلے ہی فنا ہو چکی تھی اب ردا کی موجودگی نے رہی سہی کسر بھئی پوری کر دی ۔

ہونق بنا سب کے چہروں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ملک جہانزیب اور ردا ایک صوفے پر براجمان تھے تو سرمد اور صالحہ ان کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھے تھے ۔

" اوہ موحد کم ہیر ---- آپ کا ہی انتظار تھا "

ملک جہانزیب نے موحد کی طرف دیکھتے ہوئے خوش دلی سے کہا تو وہ پریشان حال سا مریل قدم اٹھاتا سرمد کے ساتھ صوفے پر براجمان ہوا ۔

دل تھا کہ لرز رہا تھا پر سب کے چہروں کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ ابھی کوئی بات نہیں ہوئی ہے ان سب کے درمیان ۔گھور کر ردا کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں چمک لیے بیٹھی مسکرا رہی تھی ۔ اور موحد کی اس حالت سے محزوز ہو رہی تھی ۔

" جی تو اب موحد بھی آ گیا ہے تو اب میں چاہتا ہوں میں اپنی آمد کی وجہ بتا دوں "

ملک جہانزیب نے مسکرا کر بات شروع کی تو موحد نے لٹھے کی طرح سفید پڑتے چہرے کے

ساتھ ملک جہانزیب کی طرف دیکھا ۔ ردا مسلسل مسکراہٹ دبا رہی تھی ۔

" میں اپنے بیٹے مہتاب ملک کے لیے آپکی بیٹی ثانیہ کا ہاتھ مانگنے کے لیے آیا ہوں "

مہتاب ملک کے شائستگی سے کہے گئے جملے سے موحد کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئی تھیں کیا چال کھیلی تھی کمینی نے سانس اکھڑنے لگا تھا اسے ایکدم سے کھانسی کا دورہ پڑا ۔

مسوائے ردا کے سب پریشان سے ہو کر اسے دیکھنے لگے تو وہ خفت سے اپنی جگہ سے اٹھا کھانسی تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی ۔

کھانستا ہوا سینے پر ہاتھ رکھے اور دوسرے ہاتھ سے معزرت طلب اشارہ کرتا باہر نکل آیا ۔ سینے پر زور زور سے ہاتھ مسلا ۔

ثانیہ کا رشتہ مہتاب سے مطلب ۔۔۔ ردا نے اس کی کمزوری پہلے پکڑی ۔

" یہ پی لو ٹھیک ہو جاؤ گے "

ردا کی آواز پر آگ بگولہ ہو کر اس کی طرف دیکھا ۔

وہ کولڈ ڈرنک کا گلاس ہاتھ میں تھامے مصنوعی پلکیں جھپکاتی اس کا خون تک جلا گئی ۔

وہی مغرور انداز ، تنی ہوئی گردن۔

" یہ سب کیا ہے پوچھ سکتا ہوں میں ؟ "

موحد نے دانت پیستے ہوئے اس کے قریب چہرہ کیا اور آواز کو حد ردجہ مدھم رکھتے ہوئے پوچھا
۔ خون کھول رہا تھا تو پیشانی کی رگیں تن کر ابھری ہوئی تھیں ۔
دماغ اس کے اس وار پر پھٹ رہا تھا یہ کیسی خصومت پال لی تھی اس نے موحد کے ساتھ ۔
" تمھارے منہ سے یہ سوال اچھا نہیں لگا ۔۔۔ ایک تمہیں ہی تو پتہ ہے کہ یہ سب کیا ہے اور کیوں ہے "
ردا نے کولڈ ڈرنک کا گھونٹ بھرا اور دھیرے سے خود کو جھلاتے ہوئے جواب دیا ۔ لبوں کی معنی خیز مسکراہٹ اور آنکھوں میں موجود فاتحانہ چمک چیخ چیخ کر اس کے بدلے کی آگ کا بتا رہی تھی ۔
" تم بہت غلط کر رہی ہو ، اس سب میں میری فیمیلی کو کیوں انویلو کر رہی ہو ، دشمنی مجھ سے ہے تمھاری تو یہ سب کیوں"
موحد نے زہر خندہ لہجہ اپنایا ، ردا نے طمانت سے پلکوں کو بند کر کے کھولا ۔ اس کی یہ طاقت کے نشے میں چور طمانت موحد کے غصے کو ہوا دے رہی تھی ۔
" عشق اور جنگ میں سب جائز ہے ڈیر سو کالڈ ہزبینڈ "
لہجے کی طمانت چہرے کے ساتھ میل کھا رہی تھی ۔ اس کے عشق کے لفظ پر موحد نے استہزائیہ آبرو چڑھایا

" اور یہ جنگ ہے ---"

ردا نے بھی اسی انداز میں اس کے ناک کے قریب ناک کیے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آبرؤ چڑھائے اسے باور کروایا کہ وہ علیزہ کی شادی پر اکڑ دکھا کر اس جنگ کا باقاعدہ آغاز کر چکا ہے

۔

" یہ شادی ہر گز نہیں ہو گی "

موحد نے چہرے کا رخ ایک طرف موڑے دو ٹوک کہا تو وہ خفیف سا طنز بھرا قہقہ لگا کر پیچھے ہوئی۔

وہ نیلے رنگ کی ٹی شرٹ میں ملبوس دن بھر ملازمت کی تلاش میں خجل خوار بے حال سا حلیہ لیے کھڑا تھا۔ یہ چار دن اچھی طرح باور کروا چکے تھے Rida سے اچھی ملازمت ملنا اتنا آسان نہیں تھا۔

" اوکے --- تو روک لو یہ شادی اگر روک سکتے ہو"

بھنویں اور شانے ایک ساتھ اچکا کر گراتی وہ مزے سے موحد کو اپنی طاقت جتا گ ئی شان سے گردن اکڑاتی پلٹی ایکدم رکی اور پھر مڑی۔

" اینڈ لسن آئی ہیٹ رائ ل بلیو کلر ، ڈونٹ ویر دس اگین "

بڑے وثوق سے کہتی شان سے پلٹی اس بات سے بے اعتنائی برتتی کہ وہ مٹھیاں بھینچے اس پر

جھپٹنے کا اشارہ کئے خود کو بڑی مشکل سے قابو میں لا رہا ہے ۔

اس شادی کو روک نا تو تھا اس کو ہر حال میں ۔ موحد کمر پر ہاتھ دھرے بے چین سا گہری سوچ میں مبتلا تھا ۔

******

موحد نے صوفے پر پہلو بدلہ اور کن اکھیوں سے اپنے ساتھ کمرے میں موجود تینوں نفوس کا بغور جائزہ لیا ۔ ملک جہانزیب اور ردا کے جانے کے بعد وہ لوگ اب ایک ساتھ گول میز کانفرنس سجا کر بیٹھے تھے ،سامنے صوفے پر دائیں طرف صالحہ اور بائیں طرف سر جھکائے ثانیہ بیٹھی تھی ۔ ایک طرف لگی لکڑی کی کرسی پر سرمد موجود تھا جو مہتاب کے رشتے کی طرفداری میں اب تک بہت کچھ بول چکا تھا ۔

موحد جو یہ رشتہ کسی صورت نا ہونے دینے کی ٹھان چکا تھا صوفے پر ہی تھوڑا سا آگے ہوا

" بھائی مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا ہے اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے ہمیں "

موحد نے تیوری چڑھائے سرمد کی بے جا طرفداری کی تردید کی تو سرمد نے پیشانی پر بل ڈالے اسے گھور کر دیکھا ۔

" تم تو چپ بیٹھو یار "

سرمد نے اسے جھاڑا اور تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے دونوں کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹکائے صالحہ کی طرف دیکھا ۔ سرمد اسے ہر دفعہ بولنے پر چپ کروا رہا تھا ۔ موحد نے بچارگی سے سرمد کی طرف دیکھا ، بڑا بھائی تھا جس کو باپ کے درجے پر دس سال پہلے فائز کر چکا تھا پر اب کوئی نہیں جانتا تھا مسوائے اس کے کہ گیم پلئیر ثانیہ کو ایک مہرہ بنا رہی ہے اور اس کا مقصد اسے شہہ مات دینا ہے ۔

" امی دیکھیں۔۔۔ مہتاب کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں وہ انتہائی سلجھا ہوا انسان ہے ثانیہ کو بے حد خوش رکھے گا ، مجھے تو اس رشتے میں کہیں کوئی برائی نظر نہیں آ رہی "

سرمد نے شائستگی سے سمجھاتے ہوئے پھر سے مہتاب کی طرفداری کی وہ دل سے اس رشتے کے لیے رضامند تھا۔

" بھائی وہ بہت اونچے لوگ ہیں ، ان کے احسانوں کے نیچے اتنا دبنا ٹھیک نہیں ہے ، امی مت کریں یہاں رشتہ ثانیہ آپی کے لیے رشتوں کی کمی تھوڑی ہے "

موحد نے ہنوز پیشانی پر شکن سجائے پہلے سرمد کو سمجھانے کی کوشش کی پھر چہرہ گھما کر صالحہ کی طرف رخ کیا ۔

" موحد بات یہاں رشتوں میں کمی یا احسانوں کی نہیں ہو رہی ہے ، بات یہاں اچھے انسان کی ہو رہی ہو جس کے ساتھ ثانیہ اپنی پوری زندگی سکون سے گزار سکتی ہے ، اور مہتاب ایسا انسان

ہے "

سرمد نے اب کی بار لہجے میں سختی پیدا کرتے ہوئے موحد کی نفی کی ۔

" بھائی لیکن ---- "

موحد نے پھر سے بات شروع کی تو صالحہ نے ہاتھ ہوا میں معلق کرتے ہوئے اسے بات کرنے سے روک دیا ۔

" چپ کرو تم دونوں ثانیہ کی زندگی ہے وہ خود فیصلہ کرے گی ، تم دونوں جاؤ کمرے سے مجھے بات کرنی ہے اس سے " صالحہ نے دونوں کو سختی سے باہر جانے کا حکم دیا اور پھر غور سے سر جھکائے خاموشی کا لبادہ اوڑھے بیٹھی ثانیہ کی طرف دیکھا ۔

پہلے سرمد گہری سانس خارج کرتا ، سر اثبات میں ہلا کر باہر نکلا پھر موحد بھی سرمد کے پیچھے کمرے سے باہر نکل گیا ۔ کچھ پل کی گہری خاموشی کے بعد صالحہ کی آواز کمرے کی خاموشی میں خلل پیدا کرتے ہوئے ابھری ۔

" ثانیہ بیٹا میری زندگی کتنی ہے معلوم نہیں مجھے ، تمھارے بھائی بہت اچھے ہیں پر ان کی آنے والی بیویاں کیسی ہوں گی نا تم جانتی ہو اور نا میں "

وہ ملائم سے لہجے میں بولتے ہوئے محبت سے ثانیہ کو دیکھ رہی تھیں جو اب اپنی ہتھیلیوں کو کھولے ان پر نظریں جمائے بیٹھی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

" دیکھو بیٹا تم اپنے گھر کی ہو جاؤ گی وقت پر تو اچھا ہو گا ، کیونکہ ہر گرزتا دن تمہیں یہ احساس دلائے گا یہ گھر تمھارا نہیں ہے ، میری یہ بات تمہیں تکلیف دے گی مگر یہ حقیقت ہے یہ گھر تمھارا نہیں ہے "

صالحہ کے آواز میں ہلکی سی لغزش ان کی ممتا کی گواہ تھی ۔

" نا تو تم اس شخص کے بارے میں جانتی تھی جس سے تم نے محبت کی پھر شادی کی اور نا اس کے بارے میں جانتی ہو "

صالحہ بیگم نے سپاٹ لہجے میں ذکر کو اس کی دکھتی رگ کی طرف رخ دیا تو ثانیہ جو تب سے ساکن سی بیٹھی تھی تڑپ کر آنکھیں میچ گ ئی ، آنسو جو شائ دآنکھوں میں تب سے اٹکے ہوئے تھے پلکوں سے نچڑ کر گالوں پر لڑھک گئے ۔

" ہم کسی انسان کے دل میں گھس کر اسکے دل کا حال نہیں جان سکتے ہیں ۔ ہاں خود اپنے دلوں کا حال خوب جانتے ہیں بس ہر رشتے کو دل سے نبھانے کی کوشش کرتے رہیں تو سب آسان ہو جاتا ہے "

صالحہ نے اس کے آنسوؤ ں کو دیکھا اور تڑپ کر اپنی ممتا کو تھپک دیا جو بے ساختہ اسے گلے لگانا چاہا رہی تھی پر اس ملے اسے اپنی محبت کا احساس دلا دینا ٹھیک نہیں تھا ۔

" تمھارے فیصلے کی منتظر ہوں "

آہستگی سے کہتیں وہ گھٹنوں پر ہاتھ دھرے اٹھیں اور اسے یونہی مجسم حالت میں چھوڑ کر باہر نکل گ ئ ی یں ۔

****

لڑکی ثانیہ کے چہرے پر جھکی نرم سے برش کے ذریعے اس کی گالوں پر ہلکے ہلکے سٹروک لگا رہی تھی ۔ اس کے گال سفید سے گلابی رنگت میں تبدیل ہو رہے تھے ۔
آنکھوں کی ساکن پتلیوں کو سامنے مرکوز کیے وہ اس وقت کسی دوکان میں سجے مجسمے کی مانند لگ رہی تھی جیسے دوکاندار نے کوئی بیش قیمت لباس زیب تن کروا کر اسے شو پیس کی طرح سجا دیا ہو۔
بعض اوقات زندگی میں ناچاہتے ہوئے بھی ایسے موڑ آجاتے ہیں کہ باقی سارے راستے قفل زدہ دکھائی دیتے ہیں ۔ لڑکی اس کے سر پر سرخ رنگ کا بھاری بھرکم دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی ۔

وہ دلہن کے روپ میں سج چکی تھی دوسری دفعہ کتنا عجیب احساس تھا ۔ جب پہلی دفعہ سجی تھی تو سوچا نا تھا پھر سے یوں سجے گی ، پر تب جب سجی تھی تو دل اس سجنے پر استاس تھا پر آج نہیں ۔

زندگی ایسے موڑ پر تھی کہ اس وقت ہر راستہ بند تھا صرف ایک کھلا تھا جہاں نا چاہتے ہوئے بھی داخل ہونا تھا۔ مہتاب ملک کے اس رشتے کو ناچاہتے ہوئے بھی قبول کرنا پڑا تھا۔

وہ اس وقت سپاٹ چہرے کے ساتھ پارلر میں موجود پوری دیوار میں نسب آئینے میں خود کے عکس کو دیکھ رہی تھی ۔ کچھ دیر میں اس کا نکاح تھا اور پھر رخصتی ، یہ ملتان کا بہت مشہور برائیڈل پارلر تھا جہاں ردا اس کو چھوڑ گئی تھی ۔

مہتاب ملک نے ایک رات پہلے اسے فون کیا تھا کہ اُسے کسی بھی دباؤ میں آ کر یہ رشتہ قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے ، پر وہ کیا بتاتی کہ اکثر اوقات دباؤ ایسے ہوتے ہیں جن کے نیچے دب جانا ہی پڑتا ہے اور وہ دب گئی تھی ۔

" یو لک بیوٹی فل ---"

لڑکی اسے سراہتے ہوئے ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔ پر اس کے چہرے پر اس تحسین و آفرین کے جواب میں کو آثار واضح نہیں ہوئے تھے ۔

****

پژمردگی سے موحد نے اپنے سامنے الماری میں لٹکتے کپڑوں میں ہاتھ مارا ، بہت کوشش کے باوجود وہ ثانیہ کا نکاح مہتاب ملک سے ہونے سے نہیں روک پایا تھا ثانیہ نے رشتے کے لیے

ہاں کیا کی دو دن میں ہی نکاح رکھ دیا گیا۔

نکاح کے تمام اخراجات ملک مہتاب نے اپنے سر لے لیے تھے۔ سرمد کے تو پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے اور وہ تھا کہ مسلسل زمین میں گڑا جا رہا تھا اور اب تو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ایک کیل ہے اور ردا ملک ایک بہت بڑا ہتھوڑا جو کیل کو ٹھوک رہا ہے اور وہ ہر گزرتے ملے میں این کاری ضرب کے باعث زمین میں پیوست ہو رہا ہے۔

سب لوگ شادی ہال پہنچ چکے تھے اور اسے اب علیزہ کی غصے میں بھری دوسری دفعہ کال آئی تھی کہ جلدی پہنچے نکاح کے لیے سب اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

غصے سے ہاتھ بڑھا کر سفید شرٹ کو الماری سے باہر نکالا پھر اچانک ذہن میں امڈتے خیال کے زیر اثر اسے دوبارہ الماری میں لٹکا کر نیلے رنگ کی شرٹ کو کھینچا اور باتھ روم میں گھس گیا۔

****

موحد منہ بسورے ایک طرف ایلے بیٹھا تھا جیسے اس کی بہن کی نہیں کسی غیر کی شادی ہو۔ کبھی بے کل سا پہلو بدلتا اور کبھی خونخوار سی نظروں سے ردا کو گھورتا اور اس کی یہ حالت ردا کو آسودگی بخش رہی تھی۔ پتہ نہیں موحد سے اس کی یہ کیسی عداوت تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

پہلے بھی ایسا ہوتا تھا اسے لوگوں کی باتیں بری لگتی تھیں وہ ان سے اپنی طاقت کے بل بوتے

پر بدلہ لیتی تھی اور پھر سکون میں آجاتی تھی ۔ پر اب کی بار وہ بدلے کی آگ میں حدیں پار کرتی آگے جا رہی تھی وجہ شائد موحد کی غیر معمولی شخصیت یا اس کی اکڑ تھی ۔ جو یہ ضد اتنی سنگین صورت اختیار کرتی جا رہی تھی۔

کشادہ شادی ھال پھولوں اور بیش قیمت نفوس سے سجا ہوا تھا لمبے چوڑے سٹیج پر موجود صوفے پر ثانیہ ملک مہتاب کی بغل میں کسی ملکہ کی طرح براجمان تھی ۔

تابندہ بیگم نے سپاٹ چہرے کے ساتھ سٹیج پر ملک جہانزیب کے ساتھ بیٹھی ثانیہ کو دیکھا اور پھر اپنے پاس کھڑی ردا کے قریب ہوئی یں۔ جو کچھ دور بیٹھے موحد کی حالت دیکھ رہی تھی ۔ ایک وجے کی مانند گہرے نیلے رنگ کی میکسی میں ملبوس گردن میں فتح کا سریا گھسائے کھڑی تھی۔

۔

تابندہ بیگم ردا کے بہت اسرار پر بے دلی سے ملتان آئی تھیں وہ مہتاب سے ناراض تھیں پر اس دفعہ ردا کی عجیب سی ضد کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گ ئی تھیں ۔

ملک جہانزیب تو شروع سے ہی مہتاب کے ساتھ تھے اس لیے وہ پوری دل جمعی سے ردا کے فیصلے پر راضی ہو گئے تھے ۔

"کسے نا کم دی کڑی " (کسی کام کی نہیں لڑکی)

تابندہ بیگم نے بے مزگی سے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تو ردا نے منہ کھول کر آنکھوں کو حد درجہ سکوڑا ۔

" مما آہستہ بولیں "

دانت پیستے ہوئے تابندہ بیگم کے قریب ہو کر سرگوشی کی ۔ بے شک وہ یہ سب موحد سے عناد میں کر رہی تھی پر ثانیہ کو مہتاب کے لیے منتخب کرنا ایک بہت اچھا فیصلہ تھا ۔

" تو بلوایا اے ضد کر کے ، میرا کوئی دل ن ئی سی " (تم نے بلایا ہے ضد کر کے ، میرا کوئی دل نہیں تھا)

تابندہ بیگم نے اس کی گھوری کو نظر انداز کیا اور لاپرواہی سے گویا ہوئی یں ۔

" جی وہ اس لیے کہ آپ اب یہ فضول کی ضد چھوڑ دیں ، مشعل کی بھی شادی ہو چکی ہے ، وہ اپنے گھر میں خوش ہے پھر آپ کیوں بھائی کو اور خود کو سزا دے رہی ہیں ، میں جانتی ہوں آپ بھائی سے آج بھی بہت محبت کرتی ہیں "

ردا نے آخری فقرے پر آواز کو ملائم کیا اور محبت سے تابندہ بیگم کی طرف دیکھا ، وہ جانتی تھی کہ تابندہ بیگم نے بس خود پر ناراضگی کا خول چڑھا رکھا ہے اندر سے مہتاب کے لیے ان کی ممتا آج بھی جوش مار رہی ہے ۔

"میرا پُت ن ئی یں ہن اے " (میرا بیٹا نہیں ہے اب وہ)

www.classicurdumaterial.com

تابندہ نے خفگی بھرے لہجے میں کہتے ہوئے ایک بھرپور نظر سٹیج پر بیٹھے مہتاب پر ڈالی ۔

" اچھا بھا آپ کے بیٹے نہیں ہیں پر آپ ثانیہ کے لیے ناپسندیدگی تو بہو والی ظاہر کر رہی ہیں "

ردا نے لبوں پر مسکراہٹ دبائے کہا تو تابندہ بیگم نے گڑ بڑا کر ارد گرد دیکھا ۔ جو بھی تھا پر اب دل پگھلنے لگا تھا ۔ مہتاب کی گود میں بیٹھی مناہل دل میں ہلچل مچا رہی تھی ۔

وہ اسے سینے سے لگانا چاہتی تھیں اس کا منہ چومنا چاہتی تھیں پر یہ بظاہری خول آڑے آ کر ساری خواہشوں کا گلا گھونٹ رہا تھا ۔

ردا نے مسکرا کر پرسوچ کھڑی تابندہ بیگم کی طرف دیکھا اور پھر ان کو وہیں سوچنے پر لگا کر خود آگے چل دی ۔

دودھ پلائی کی رسم کے لیے تانیہ موحد کو زبردستی سٹیج پر لے آئی تھی ۔ جہاں ہنسی مزاق اور دودھ پلائی کی رسم پر نوک جھونک چل رہی تھی ۔

ردا بار بار مہتاب کے کان میں کچھ کہہ رہی تھی ، مہتاب بھی اس کی ہر بات پر عمل کر رہا تھا ۔ باقی لوگوں کے لیے یہ سب ایک بھائی کا بہن کے لیے پیار تھا پر وہ جانتا تھا یہ سب کیا ہے ۔ مہتاب ملک اپنی اکلوتی بہن ردا ملک سے بے انتہا محبت کرتا ہے یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا ۔

گلے میں کانٹے سے چبھن گئے اور پھر وہ وہاں نہیں رکا تھا ۔ تیز تیز قدم شادی ھال کے باہر آ

کر ہی رکے تھے ۔

شادی ھال سے باہر آکر ایسا لگا جیسے طبیعت بحال ہو گ ئی ہو ۔ یہاں ھال کے داخلی دروازے کے بلکل سامنے ایک کشادہ لان تھا اور اس سے آگے سرخ اینٹوں سے بنی دور تلک جاتی راہداری ۔

وہ یوں ہی ماہی بے آب کی طرح سامنے بلاجواز نظریں ٹکائے کھڑا تھا ۔ آگے اب ردا کیا کرنے والی ہے یہ بات پریشان ک ئے ہوئی تھی ، کیا وہ اس کے بعد طلاق کا مطالبہ کر دے گی اور حق مہر کی خاطر ذلیل کرے گی یا پھر --- وہ سوچوں میں غرق کھڑا تھا جب قریب آتی ٹک ٹک کی گونج پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اسی کی ہیل کی آواز تھی اس کی چال جو اس کی طرح ہی گھمنڈی تھی اس لمحے موحد کو کریہہ المنظر لگ رہی تھی ، وہ ایک فاتح کی طرح کھڑی تھی ۔

"کیسے ہو ؟"

حال تو یوں پوچھ رہی تھی جیسے اس سے بڑا اس کا خیرخواہ کوئی نا تھا ، در حقیقت وہ پوری دنیا میں اس کی واحد دشمن تھی موحد نے بے اعتنائی برتتے ہوئے پھر سے نظریں سامنے مرکوز کیں ۔

" اچھا ۔۔۔مت بتاؤ کیسے ہو، میں جانتی ہوں کیسے ہو، انگاروں پر لوٹ رہے ہو۔۔۔ ہے نا ؟
"

وہ چہک رہی تھی موحد جو کسی قسم کا کوئی جواب نا دینے کا فیصلہ کئے ہوئے تھا، ایک دم سے نظریں اور منہ پورا کھول کر اس پر پھٹ پڑا۔

" تم پاگل ہو کیا ؟ ۔۔۔ انفیکٹ تم پاگل ہی ہو "

وہ چیخا تو ردا نے آنکھیں ایک دم سے یوں بند کیں جیسے کوئی تیز ہوا کے جھونکے سے بچنے کو بند کرتا ہے۔ وہ اسی طرح گردن کو جسم سے آگے نکالے جلا بھنا اسے گھور رہا تھا، ردا نے آنکھیں کھول کر مصنوعی ڈرنے کا تاثر ختم کیا۔

" دیکھو قصور تو تمھارا ہے ، تم تو درجے بڑھاتے ہی چلے جا رہے ہو، موٹی ہو، بھینس ہو، اور اب کہہ رہے ہو پاگل ہو "

ردا اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ کچھ تھا جو اس کے بیر کو تھپک رہا تھا۔

" سب ہو ۔۔۔ اور اب سے عزاب بھی ہو جو بلاوجہ میرے سر مسلط ہے "

موحد کرودھی سے کہتا ہوا تیز تیز سانس لے رہا تھا۔

" بلاوجہ ۔۔۔ ایکسکیوزمی ردا ملک بلاوجہ کچھ بھی نہیں کرتی "

ردا نے اس کی اکڑ کے جواب میں تیوری چڑھائی

www.classicurdumaterial.com

" اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ میں ڈر گیا اور اس سب کے بعد دم ہلاتا ہوا تمھارے پیچھے چل پڑوں گا تو یہ بھول ہے تمھاری ، تم احسانوں کے نیچے دبا کر مجھے خرید نہیں سکتی "

موحد کا یہ بھرم اس کے اکھڑ پن کو بڑھا دیتا تھا ۔ اور اسے وہی رات یاد آنے لگتی تھی جب ایک معمولی ملازم کے سامنے موحد نے اس کو احساس کمتری کا طعنہ دیا تھا ۔

" خرید کون رہا ہے تمہیں ؟ میں صرف اپنی پسند کی چیزیں خریدتی ہوں ، ناپسندیدہ چیزوں کو تو میں توڑ دیا کرتی ہوں "

ردا نے حقارت سے کہا تو وہ تمتما کر مزید آگے ہوا ۔

" پہلی بات تو یہ میں کوئی چیز نہیں اور دوسرا یہ جان لو جو مجھے توڑنے کے لیے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے پاش پاش ہو جاتا ہے "

برہمی سے کہتا وہ آگے بڑھا جبکہ ردا کی بھنویں اپنی جگہ سے اوپر اٹھیں ۔

"گرج اچھی ہے انتظار ہے مجھے اپنے پاش پاش ہونے کا "

عقب سے ردا کی طنز بھری آواز پر ایک پل کو قدم رکے دل تو چاہا پلٹے اور اس کی ہستی مٹا دے پر ضبط سے مٹھیاں بھینچے آگے بڑھ گیا۔

****

مسلسل بیٹھنے کے باعث کمر میں درد کی ٹیسیں سی اٹھنے لگیں تو ثانیہ نے بیڈ پر ہاتھوں کے

www.classicurdumaterial.com

سہارے کھسک کر پیچھے ہونے کی کوشش کی جیسے ہی ہاتھ اوپر کو اٹھائے زیب تن کیا مختلف زیوروں کی کھنک سے کمرے کی خاموشی میں جلترنگ سے بج اٹھے ۔

وہ اس وقت ملک مہتاب کی خواب گاہ میں موجود بیڈ پر بیٹھی تھی کمرے کو صرف کہیں کہیں پھولوں کے گلدستے رکھ کر سجایا ہوا تھا ۔

ایک ہاتھ سے پاس پڑے کشن کو کمر کے نیچے کرتی وہ سر کو بیڈ کے ساتھ ٹکا چکا تھی ایک دم سے جیسے کمر کو سکون ملا ، بھاری بھرکم لہنگا زیور اور پھر اس وقت تو رات کے دو بج رہے تھے ۔

کچھ دیر پہلے ایوا اسے بتا گ ئی تھی کہ مہتاب ابھی مناہل کے کمرے میں ہے مناہل کا ردعمل اتنا عجیب تھا کہ وہ خود بھی اسے دیکھ کر اضطراب میں مبتلا ہو گ ئی تھی ۔

وہ شادی ھال میں تو بلکل ٹھیک تھی پر جیسے ہی گھر ثانیہ کو یوں مہتاب کے ہمراہ گاڑی سے اترتے دیکھا تو پتا نہیں اس کے ذہن میں کیا خیال آیا کہ وہ زاروقطار رونے لگی ۔ اور پھر سوائے مہتاب کے کسی کی گود میں منتقل ہونے پر راضی نا ہوئی ۔

شدید تھکاوٹ کے باعث کب ثانیہ کی بوجھل آنکھیں بند ہوئیں اور کب نیند اس پر حاوی ہوئی خبر ہی نہ ہوئی ۔ وہ چار گھنٹے اسی حالت میں سوتی رہی اور پھر دروازے کے کھلنے کی آواز اور قدموں کی چاپ پر نیند ٹوٹی ،ثانیہ نے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں ، دھندلہ سا ہیولا ایک دو

سکینڈ کے بعد صاف ہوا مہتاب کمرے میں کھڑا اس کے یوں دیکھنے پر خفت سے نظریں چرا گیا ۔

مہتاب کے بکھرے بال اور شکن آلودہ کُرتا جس پر اب شیروانی کا اوپری کوٹ موجود نہیں تھا اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ وہ بھی مناہل کے ساتھ اس کے کمرے میں ہی سو گیا تھا اور اب غالباً یہ ندامت اسی بات کے پیش نظر تھی ۔ثانیہ نے جلدی سے ایک طرف کو ڈھلکے دوپٹے کو درست کیا ۔ اور نظروں کو جھکا لیا ۔

" مناہل کو سلاتے ہوئے کب آنکھ لگی پتا نہیں چلا ۔۔۔ سوری "

مہتاب نے بیڈ کے قریب آ کر نادم سے لہجے میں رات کو کمرے میں نا آنے کا عُزر پیش کیا اور ساتھ ہی معافی مانگی۔

" اٹس اوکے ، ویلے بھی وہ بہت اپ سیٹ تھی اس کو سنبھالنا فرض تھا آپ کا "

ثانیہ کا سر ہنوز جھکا تھا ، مہتاب اب بیڈ کے ایک طرف گے میز کے دراز میں سے کچھ نکال رہا تھا پیچھے ہوا تو ایک چھوٹی سی سنہری ڈبی ہاتھ میں تھی ۔

"آپ کی پسند کا اندازہ نہیں تھا تو جو سمجھ میں آیا ۔۔۔، یہ شادی کا گفٹ ہے "

مہتاب نے ڈبی بنا کھولے اس کی طرف بڑھائی ، ثانیہ نے ایک نظر ڈبی کو دیکھا اور پھر دھیرے سے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ڈبی کو تھام لیا ۔ رضا کا اس کا گلے میں مالا پہنانا اور اس کا

www.classicurdumaterial.com

شرمانا ایک دم سے ذہن میں گھوم گیا۔

"آپ چینج کر لیں پلیز۔۔۔ تھک چکی ہوں گی اور آرام کریں، میں ابھی مناہل کے پاس ہوں نیچے، اُس کو ناشتہ کروا دوں"

مہتاب نے شائی ستگی سے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسے رات کمرے میں آنا چاہیے تھا ثانیہ نے یقیناً یہ سوچا ہو گا میں جان بوجھ کر نہیں آیا۔

مہتاب نے دروازے کو دھیرے سے بند کیا، وہ مناہل کے ثانیہ کے لیے بدلتے رویے کی وجہ سے بے حد پریشان تھا۔

کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر ثانیہ نے سر اوپر اٹھایا، وہ واقعی ہی اتنا تھک چکی تھی کہ جلدازجلد یہ بھاری بھرکم لباس اور زیور اتار دینا چاہتی تھی۔

ہاتھ میں پکڑی ڈبی کو بنا کھولے ایک طرف رکھا اور خود لہنگے کو سنبھالتی بیڈ سے اتری۔

****

صالحہ بیگم اب سوال پوچھے محبت سے ثانیہ کی طرف دیکھ رہی تھیں وہی سوال جو ہر ماں پہلی دفعہ بیٹی کے گھر آنے پر اس سے پوچھتی ہے۔ تم خوش ہو نا؟ وہ کیسا ہے تمھارے ساتھ؟

"امی انھوں نے اپنی بیٹی کے لیے شادی کی ہے صرف اور جب بیٹی ہی مجھ سے اتنی متنفر ہو تو وہ پریشان ہی ہوں گے"

ثانیہ نے افسردگی سے جواب دیا صالحہ بیگم کی اس کے بالوں میں چلتی انگلیاں تھم گ ئی ین ۔

" تو تم ان کی پریشانی ختم کرو ۔۔۔ مناہل کو قریب کرو اپنے "

صالحہ نے محبت سے سمجھایا

" امی پتا نہیں کیوں سب بدل سا گیا ہے ، وہ اب میرے قریب نہیں آ رہی ہے ، دو دن سے مہتاب کی گود سے نہیں اتر رہی ، سارا دن اس کو سنبھالنے میں سمجھانے میں گئے ہیں وہ کہ میں اب یہاں اس طرح کیوں ہوں "

ثانیہ کی آواز میں مایوسی تھی ۔ کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو ثانیہ نے صالحہ کی گود میں رکھے سر کو گھمایا اور دروازے کی طرف دیکھا صالحہ بھی اب دروازے کی طرف دیکھ رہی تھیں ۔

" کیا میں آ سکتا ہوں اندر ؟"

موحد نے دستک کے بعد سر اندر کیے پوچھا ، ثانیہ کے شادی کے تین دن بعد وہ آج گھر آئی تھی ، صالحہ سے باتیں کرتے کب دوپہر سے شام ہوئی خبر نہیں ہوئی ۔

" ارے تم یہیں ہو ابھی تک ؟ چھٹی ختم نہیں ہوئی تمھاری ؟ لاہور کب جانا ہے ؟ "

موحد کے کمرے میں داخل ہونے تک وہ حیران ہوتے ہوئے بہت سے سوال پوچھ چکی تھی ۔ موحد آج ایک انٹرویو سے خجل خوار ہونے کے بعد تھکا ہارا اس کے سوالوں پر تپ گیا

www.classicurdumaterial.com

" تم دو دن میں ہی Rida کے مالکوں کی طرح رعب چلانے لگی "

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ تیوری چڑھائے کہا تو وہ مسکراتی ہوئی اٹھ بیٹھی ۔

" نہیں یہ بات نہیں ، آؤ بیٹھو "

ثانیہ نے پیار سے موحد کی طرف دیکھا اور اپنے پاس جگہ بنائی ، وہ سنجیدہ صورت بنائے بلکل سامنے کرسی پر بیٹھ گیا ۔ شادی کے بعد وہ آج ثانیہ کو دیکھ رہا تھا ۔

"آپ کیسی ہیں آپی ٹھیک ہیں نا ؟ "

بغور ثانیہ کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا ۔ ثانیہ نے فوراً مسکراہٹ کو گہرا کیا

" ہاں ٹھیک ہوں "

مختصر جواب دیا سمجھدار تھا ، ٹھیک کا پوچھا ، خوش کا نہیں ۔ ثانیہ نے پیار سے اس کی طرف دیکھا وہ پریشان کیوں دکھائی دے رہا تھا ۔

ردا کے ہاتھوں مہرہ بنی اس کی بہن اسے بہت پیاری تھی اب وہ ردا کو کیا بتاتا کہ جس بہن کو وہ اپنے بدلے اور بیر کی خاطر استعمال کر رہی ہے وہ تو پہلے سے غموں سے چور ہے ۔

" امی مہتاب آپ سب کی دعوت کرنا چاہ رہے تھے تو میں نے سوچا آپ لوگوں سے پوچھ لیتی ہوں کس دن کریں "

موحد کی کھوجتی نظروں سے نظریں چرا کر صالحہ سے لاڈ سے پوچھتی وہ پوری طرح بات کو بدل

www.classicurdumaterial.com

چکی تھی۔

" ارے بیٹا رہنے دو اچھا نہیں لگتا بلکہ اس کو کہو نا آج رات یہاں کھانا۔۔۔۔۔ "

صالحہ بیگم نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے بات شروع کی جب موحد نے درمیان میں ہی بات کے سلسلے کو منقطع کر دیا۔

"آپی وہ ملک جہانزیب چلے گئے کیا ؟"

موحد نے بھنویں اچکا کر ردا کے بجائے ملک جہانزیب کا نام لیا۔ ردا کی یوں مکمل خاموشی عجیب طرح سے کھل رہی تھی۔ اگرچہ یہ خاموشی اسے آنے والے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔

لیکن پتہ نہیں کیا وجہ تھی وہ دن رات اس کے حواسوں پر سوار تھی۔

" ہاں وہ تو کل صبح کی فلائیٹ سے ہی چلے گئے تھے "

ثانیہ نے اس کی بات کا جواب دیا اور پھر صالحہ کی طرف رخ کیے دعوت پر آنے کا اسرار کیا۔

" امی سرمد سے بات کر لیں پھر کس دن رکھنا ہے کھانا ؟"

ثانیہ صالحہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوئی تو وہ بھی خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

گلے میں باندھی ٹائی کو دھیرے سے گھماتا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا۔ بوسیدہ سی چھت پر زرد سے رنگ

کا گدلا سا پنکھا ریں ریں کر رہا تھا ۔

ردا ملک --- ردا ملک ---- ردا ملک --- ردا ملک ---

اس کو اچانک یوں لگنے لگا جیسے پنکھا ریں ریں نہیں ردا ملک ردا ملک کا راگ الاپ رہا ہوں زور سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔

****

ملک جہانزیب اب گھوم کر اس کے آگے آ یے تھے جس سے تابندہ بیگم پچھلے ایک گھنٹے سے بحث کر رہی تھیں اور اب ان کا ضبط ختم ہوتا دکھائی دے رہا تھا ۔ کیونکہ یہ بحث پچھلے ایک ہفتے سے ہو رہی تھی ۔

دونوں اس کی منت سماجت کر رہے تھے اس ایک رشتہ کے لیے جو ان لوگوں کو بہت پسند آیا تھا اور وہ لوگ بھی ردا کو پسند کر چکے تھے ۔

"پوچھ سکتا ہوں بیٹا یہ سب کیوں کر رہی ہو آپ ؟"

ملک جہانزیب نے تابندہ کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے حد درجہ تحمل سے ردا سے پوچھا ۔

وہ اس کی ضد کے آگے یوں ہی ہار جاتے تھے ۔

اب بھی ایسا ہی تھا کچھ رشتہ بہت اچھا تھا ردا کا ہم جماعت بھی رہ چکا تھا اور وہ اپنی چاہت سے رشتہ لے کر آیا تھا پھر ردا کا مسلسل انکار اب ان کو پریشان کر رہا تھا ۔

" بابا آپ بھی شروع ہو گئے ، آپ اور مما بتائیں آپ کیوں کر رہے ہیں ایسے ؟ جب میں بتا چکی ہوں میں شادی میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں تو آپ کیوں یوں بار بار اسرار کر رہے ہیں "

ردا نے نظریں چرا کر جواب دیا ۔ یہ سب ڈرامہ وہ پچھلے ایک ہفتے سے رچا رہی تھی رشتہ بھیجنا اور خود کو پسند کروا لینا یہ سب اس کی اگلی چال کا حصہ تھا ۔

" گل سن رشتہ بہت اچھا اے ہور تینو کی دسیے "

)بات سنو رشتہ بہت اچھا ہے ، اور اب تمہیں کیا بتائیں (

تابندہ بیگم نے غصے میں پھر سے اس کی بات کا جواب دیا وہ کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھیں ۔

"مما چاہے بل گیٹس کا رشتہ آ جائے ، میں بتا چکی ہوں میں شادی نہیں کروں گی --- نہیں کروں گی "

ردا نے مصنوعی بتیسی نکالے جواب دیا ۔ تابندہ بیگم تمتا کر پھر سے جواب دینے کے لیے آگے ہوئیں ۔

"تابندہ آپ چپ رہیں --- ردا میری طرف دیکھو بیٹا "

ملک جہانزیب اب اس کے پاس بیٹھ چکے تھے ۔

" کسی لڑکے کا معاملا ہے تو بتا دو بیٹا تم جانتی ہو میں ہر گز ان والد میں سے نہیں ہوں جو

پسند کی شادی پر راضی نہیں ہوں گا"

ملک جہانزیب نے شائستگی سے کہا ردا نے گہری سانس لے کر ان کی طرف دیکھا۔

"اور اگر لڑکا غریب ہے تو بھی کوئی بات نہیں ہم اسے یہاں گھر رکھ لیں گے یہ سب تمھارا اور تمھارے شوہر کا ہی ہے"

ملک جہانزیب نے اپنے اگلے خیال کا اظہار کیا تو ردا کے کان ایکدم سے کھڑے ہوئے۔

" بتاؤ نا کچھ کیا کسی لڑکے کو پسند کرتی ہو"

اس کے خاموش رہنے پر ملک جہانزیب نے پھر سے سوال کیا

" بابا بات پسند سے آگے بڑھ چکی ہے"

ردا نے سر جھکا کر کہا تو تابندہ کے چہرے کا رنگ ایکدم سے زرد ہوا اور ہاتھ بے ساختہ سینے پر گیا۔

" ہائے او میرے ربا---"

وہ اب کیا کہنے جا رہی تھی ردا کے سامنے بیٹھے دونوں نفوس ساکن تھے

" بابا میں اس سے نکاح کر چکی ہوں"

ردا نے سر اوپر اٹھائے دونوں کی طرف باری باری دیکھا دونوں کے منہ کھلے تھے۔

www.classicurdumaterial.com

بات ہی ایسی تھی جس پر ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کا حیرت زدہ ہو جانا بجا تھا۔ ردا اب نچلے لب کے کونے کو دانت کے نیچے دبائے ایک آبرؤ اچکائے ان کی سانس بحال ہونے کا انتظار کر رہی تھی ۔

وہ دونوں اس وقت ردا کے کمرے میں ہی موجود تھے جہاں اس انکشاف پر اب وہ دم بخودہ بیٹھے تھے اور پھر کچھ سکینڈز کے وقفے کے بعد ملک جہانزیب کی حیرت میں ڈوبی خفیف آواز ابھری ۔

" ردا ۔۔۔"

ملک جہانزیب کے چہرے پر واضح حیرت اور بے یقینی رقم تھی ۔ ہوتی بھی کیوں نا ، ردا پر کیا ان کا سارا اعتماد منہ کے بل گرا پڑا تھا پر عقل اس بات پر دنگ تھی آخر کو اس کو کیا ضرورت تھی یوں چھپ کر نکاح کرنے کی جبکہ ملک جہانزیب نے اسے ہر طرح کی خود مختاری دے رکھی تھی وہ بلا جھجک ان سے ہر بات کر لیتی تھی ۔

اگرچہ تابندہ بیگم کے ساتھ ملک جہانزیب کی شادی فقط بڑوں کی مرضی سے ہوئی تھی وہ اپنی کسی ہم جماعت کو پسند کرتے تھے پر اس کا متوسط طبقے سے تعلق اور ملک جہانزیب کے بچپن کے طے رشتے کی وجہ سے وہ اسے اپنی شریک حیات بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے اس لیے انہیں یوں مہتاب اور اب ردا کی پسند پر اتنا دھچکا نہیں لگا تھا جتنا کہ تابندہ بیگم کو لگا

تھا ۔

" ویکھ لو ملک صاب ویکھ لو ہور دو اینو ش ئی ے چڑاتا جے چن ہن "

(دیکھ لیں ملک صاب دیکھ لیں ، اور دیں اسے آزادی ، کر دیا غلط کام اب)

تابندہ بیگم نے دل پر ہاتھ رکھے غم و غصے کے لیے لہجے میں ملک جہانگیر کی طرف دیکھ کر کہا وہ پتا نہیں بات کو کس رخ میں لے گ ئی تھیں ۔ ردا چونک کر تابندہ بیگم کی طرف مڑی ۔

" مما۔ا۔ا۔ا۔ ۔۔ "

ردا نے ان کے یوں بات کو غلط سمجھ لینے پر افسوس سے گردن کو گھماتے ہوئے ان کو گھورا اور پھر خود جلدی سے ملک جہانزیب کے سامنے آئی ۔

" بابا پہلے پوری باتیں سن لیں میری ، کچھ بھی غلط سوچنے سے پہلے بات سن لیں پلیز "

ملک جہانزیب کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر ایک دم سے جیسے ردا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ، وہ سچ مُچ میں بہت بڑا قدم اٹھا چکی تھی صرف جزبات اور اپنی ہٹ دھرمی کے سبب ۔

" کون ہے وہ لڑکا تمہیں ہم سے چھپ کر نکاح کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی "

عجیب سا کھردرا پن تھا ملک جہانزیب کے لہجے میں ، ایسا روکھا لہجہ آج سے پہلے ردا نے اپنے لیے محسوس نہیں کیا تھا ۔

" بار دا گورا ۔۔۔ ہائے میں مر کیوں ن ئی گ ئی ، اے دن ویکھن تو پہلے "

(باہر کا گورا --- ہائے میں مر کیوں نہیں گ ئی ، یہ دن دیکھنے سے پہلے "

تابندہ بیگم نے اپنی عقل کے گھوڑے فوراً دوڑائے اور پھر خود ساختہ نتیجہ نکالے صدمے سے نڈھال ہوئی یں ۔

"امی وہ گورا نہیں ہے --- مسلم ہے پاکستانی ہے "

اس سے پہلے کہ تابندہ بیگم اس صدمے سے ڈھے جاتیں ردا نے فوراً تفصیل دے کر ان کو اس صدمے سے دوچار ہونے سے محفوظ کیا ۔

" پھر یوں نکاح کیوں کیا تم نے ، کم از کم تم ہم سے ملواتی تو --"

تابندہ بیگم نے جلدی سے پیشانی پر بل ڈالے اگلا سوال کیا ،

" بابا میری بات سن لیں پہلے ، مجھے ایسا لگا کہ مما کو شائ‌د وہ پسند نہیں آئے کیونکہ وہ بھی نائ‌لہ کی طرح ایک میڈل کلاس فیمیلی سے ہے "

ردا نے نظریں جھکائے مہتاب کی پہلی بیوی کا حوالہ دیا تو تابندہ بیگم کی آنکھیں پھیل گ ئی یں ، حیرت اور تاسف سے ردا کی طرف دیکھا ، مہتاب کا معاملا یکسر مختلف تھا اس وقت تابندہ بیگم کی بھانجی کا مس ئ‌لہ تھا جن کو وہ مہتاب سے بیاہ کر بہو بنانا چاہتی تھیں ۔

" اور تم نے سوچا اُسی کے نقشے قدم پر چل پڑتی ہوں پہلے اس کی وجہ سے ماں باپ پریشان تھے اب میں بھی کیوں پیچھے رہوں "

ملک جہانزیب نے سختی سے کہا تو پہلی دفعہ ردا کی زبان گنگ ہوئی ، اس وقت کوئی اور بہانہ سجھائی نہیں دیا زبردستی گن پوائنٹ پر نکاح کی بات کو وہ گول کر چکی تھی

" لڑکا کون ہے کیا کرتا ہے ؟"

کچھ توقف کے بعد ملک جہانزیب نے تیوری چڑھائے برہمی سے پوچھا ، ردا نے خجل ہوتے ہوئے ان کے برہم چہرے کو دیکھا

" موحد عالمگیر ---"

ردا نے آہستگی سے نام لیا تو ملک جہانزیب کی پیشانی پر افقی لکیریں ذہن پر زور ڈالنے کی وجہ سے نمودار ہوئیں ۔ اور پھر ان کو موحد کو یاد کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی ابھی دو دن پہلے ہی تو مہتاب کے نکاح پر اس کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی ۔

" مہتاب کی بیوی کا ---"

وہ ابھی بات مکمل نہیں کر پائے تھے کہ ردا نے جلدی سے ان کی بات کو مکمل کیا ۔

" جی ثانیہ بھابھی کا چھوٹا بھائی --- "

ردا کے منہ سے نکلے الفاظ پر تابندہ بیگم نے ترح سے کندھے گرائے ملک جہانزیب کی گھورا جس پر وہ نظریں چرا گئے ۔ کرتے بھی کیا بیٹی سے کیا بے جا لاڈ پیار اور اس کو دی گئی ہر طرح کی برائت کا نتیجہ ان کے سامنے تھا ۔

******

رات کی اندھیرے میں ارد گرد جلتی روشنیوں اور تیزی سے چلتی ٹریفک سے بھری سڑک پر گاڑی بڑی آرام سے چل رہی تھی۔ مہتاب نے سٹیرنگ پر ہاتھ جمائے سامنے سے نظریں ہٹا کر ایک پل کے لیے اپنے ساتھ والی سیٹ پر موجود ثانیہ کو کن اکھیوں سے دیکھا وہ خاموش بیٹھی کبھی سامنے سکرین کو دیکھ رہی تھی اور کبھی گردن کو خم دیے کھڑکی سے باہر تیزی سے بھاگتی دوڑتی ٹریفک کو۔

شادی کو تین دن گزر چکے تھے اور ان کے درمیان ایسی ہی خاموشی کا راج تھا۔ وہ رات کا کھانا کھانے کے بعد اب واپس گھر جا رہے تھے۔

ثانیہ کی اداسی مہتاب کو اور خاموش رہنے پر مجبور کرتی تھی۔ وہ کم گو تو شروع سے تھا پر نائلہ کے موت کے بعد سے اب اور زیادہ چپ رہنا اور بوقت ضرورت بولنا اچھا لگنے لگا تھا۔

نائلہ بہت باتونی اور زندہ دل لڑکی تھی ہر وقت بولنا اور چہکنا اسے کبھی نائلہ کے ساتھ اپنے کم گو ہونے کا احساس نہیں ہوتا تھا پر ثانیہ تو شائد اس سے بھی زیادہ خاموش طبع تھی۔

مہتاب نے موڑ کاٹنے کی غرض سے سٹیرنگ کو گھماتے ہوئے پھر سے ایک نظر اس کی طرف دیکھا میرون رنگ کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس وہ معمول کے برعکس لگ رہی تھی ہلکے سے میک اپ کے ساتھ ہی اس کا سادہ سا چہرہ بہت مختلف لگ رہا تھا۔ جب صبح وہ اسے چھوڑ

www.classicurdumaterial.com

کر گیا تھا تب وہ ایسی نہیں تھی جیسی اب دکھائی دے رہی تھی ۔ صالحہ بیگم نے اسے سختی سے سجنے سنورنے کی تلقین کی تھی جس پر وہ مجبور ہو کر اتنا سا تیار ہوئی تھی ۔

ان دو دنوں میں مہتاب کا رویہ اسے بہت اچھی طرح باور کروا چکا تھا کہ یہ شادی صرف اور صرف اس نے مناہل کی خاطر کی ہے پھر ایسے میں وہ مہتاب کے لیے کیوں سجتی سنورتی ۔

"ثانیہ تھنکیو ۔۔۔"

مہتاب کی گھمبیر سے آواز نے کار کی خاموشی میں خلل پیدا کیا تو وہ جو خیالوں میں کھوئی سی باہر دیکھ رہی تھی گھڑی بھر میں سیدھی ہوئی

" کس بات کے لیے ؟ "

مدھر سے ملائم لہجے میں پوچھا آنکھوں میں ناسمجھی عیاں تھیں ۔

" مناہل کا یوں احساس کرنے کے لیے "

مہتاب نے مسکرا کر جواب دیا دراصل وہ اسے کہہ چکا تھا کہ وہ اپنے میکے میں رک جائے پر ثانیہ نے صالحہ بیگم کے کہنے پر رکنے سے انکار کر دیا وہ چاہتی تھیں کہ ثانیہ اب مکمل طور مناہل کی طرف توجہ دے ۔

" نہیں میرا فرض ہے ، آپ کو تھنکیو کہنے کی ضرورت نہیں ہے "

ثانیہ نے جوابی مسکراہٹ کا تبادلہ کیا ، جب شادی ہی مناہل کی وجہ سے کی تھی تو اس بات

کو تسلیم کرنے میں اب اسے کوئی آر نہیں تھی کہ مناہل اس کی ذمہ داری بن چکی ہے ۔

" مجھے ایسا نہیں لگتا ، میرے خیال سے آپ کے اپنے شکریہ کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں ، چھوٹی چھوٹی باتوں پر شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیے "

مہتاب نے خوشگوار لہجے میں اپنائیت بھرا جواب دیا تو اس کے "اپنے" کے لفظ پر ایک دم سے احساس ہوا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے ، وہ اب اس کے گھر میں مناہل کی کیر ٹیکر تو نہیں تھی بلکہ ساتھ بیٹھے اس شخص سے بھی گہرا رشتہ تھا ۔

وہ اب پھر سے خاموشی سے گاڑی چلانے میں مصروف تھا ۔ اسے مہتاب کی اتنی گہری خاموشی میں رضا یاد آ گیا تھا جو یوں ڈرائیو کرتے ہوئے کبھی اتنا خاموش نہیں ہوتا تھا ۔

گاڑی پورچ میں رکی تو وہ خاموشی سے گاڑی سے اتر کر مہتاب کا انتظار کیے بنا آگے بڑھ گئی

۔

****

ملک جہانزیب نے کمرے کی کھڑکی کے پردے پیچھے کیے تو کھڑکی سے چھن کر آتی سورج کی روشنی سے اندھیرے میں ڈوبا کمرہ ایکدم سے روشن ہوا ، سامنے بیڈ پر لیٹی تابندہ بیگم اس عمل پر تھوڑا سا کسمسائیں اور ایک نگاہ ملک جہانزیب پر ڈالتی اپنا بازو خفگی سے آنکھوں پر دھر گئیں ۔

کل ردا کے ساتھ اچھی خاصی برہمی کے بعد دونوں اپنے کمرے میں آ گئے تھے تابندہ بیگم تو ردا کے ساتھ ساتھ ملک جہانزیب سے بھی ناراض تھیں اور اب صبح سے شام ہونے کو آئی تھی ردا اپنے کمرے میں بند تھی تو تابندہ بیگم اپنے کمرے میں ۔

"تابندہ ایسے کرنے سے اب کچھ نہیں ہو سکتا ، ٹھنڈے دماغ سے سوچو ، اور لڑکا بہت اچھا ہے میں جانتا ہوں اسے "

ملک جہانزیب نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے گہری سانس لی ، وہ آج صبح سے اس پر سوچ سوچ کر تھک چکے تھے ۔ تابند بیگم نے جھٹکے سے بازو آنکھوں پر سے ہٹایا ۔

" خاک چنگا اے ملک صاب انا چالاک منڈا اے ، ایدر اپنی سیٹنگ تے دوسری طرف اپنی پین دا رشتہ مہتاب نال ، ردا دی تے عقل وی موٹی اے "

(خاک اچھا ہے ملک صاحب ، اتنا چالاک لڑکا ہے ، ادھر اپنی سٹینگ اور دوسری طرف اپنی بہن کا رشتہ مہتاب کے ساتھ ، ردا کی تو عقل بھی موٹی ہے)

تابندہ بیگم نے نخوت سے ناک چڑھاتے ہوئے اس رشتے پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ، وہ تو کل رات سے صدمے سے بے حال تھیں جدی پشتی رئیسوں کی بیٹی تھیں متوسط طبقے کو اتنا پسند نہیں کرتی تھیں ۔

" پریشان نا ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا ردا سے بات کی ہے میں نے اس نے کہا ہے موحد

اس کے ساتھ یہاں رہے گا اور یہ تو ہم دونوں ہمیشہ سے چاہتے تھے "

ملک جہانزیب نے ملائم سے لہجے میں سمجھایا ان کے لہجے سے صاف ظاہر تھا وہ ذہنی طور پر خود کو ردا کے فیصلے پر آمادہ کر چکے ہیں ۔

" ملک صاب تسی نا منو میری ، مُنڈا بہت شاطر اے "

(ملک صاحب آپ نا مانیں میری ، لڑکا بہت شاطر ہے)

تابندہ بیگم کی آزردگی ہنوز قائم تھی ۔

" جیسا بھی ہے اب کر بھی کیا سکتے ہیں ، نکاح تو کر چکی ہے "

ملک جہانزیب نے مسکرا کر تابندہ بیگم کے ہاتھ کو تھاما اور پھر تابندہ کی شکوہ کرتی نگاہ پر لب بھینچے سر کو ایسے ہلایا جیسے کہہ رہے ہوں ہمت کرو ۔

" اٹھو اور اس کے کمرے میں جاؤ کل سے کمرے میں بند ہے شرمندہ ہے ریلکیس کرو اسے جو ہونا تھا ہو چکا ہے اب مزید کچھ اور غلط نا کرے "

ملک جہانزیب نے محبت سے تابندہ کے ہاتھ کو تھپکتے ہوئے کہا

" اک تے تہاڈی اے محبت ، پتا نہیں ہور کی کُج ویکھنا اے اگے میں "

(ایک تو آپکی یہ محبت ، پتا نہیں اور کیا کچھ دیکھنا ہے آگے میں نے)

تابندہ بیگم نے خفگی سے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچا ۔ جانتی تھیں ملک جہانزیب

ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں ۔

" تابندہ بیگم پلیز اب ہم اس کی طرح ضد لگا لیں گے تو کیا فائدہ ، کل سے کھانا بھی نہیں کھایا اس نے جائیں اس کے پاس "

ملک جہانزیب کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی بیٹی کی محبت کے آگے غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا ۔

" ملک صاب اے منن والی گل نئیں اے ٹینشن وچ تے زیادہ کھاندی تہاڈی لاڈلی "

(ملک صاحب یہ ماننے والی بات نہیں ہے ، ٹینشن میں تو زیادہ کھاتی ہے آپکی لاڈلی)

تابندہ بیگم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر بیڈ سے اترتی ایک شکائیتی نگاہ ان پر ڈالتی باہر آگئیں ۔ جبکہ وہ اس کی آخری کی بات پر مسکرا گئے ۔

****

زینے اترتے قدموں کی رفتار سامنے لاؤنج میں ٹی وی کے آگے بیٹھی مناہل کو دیکھ کر آہستہ ہوئی ، وہ آج بھی سکول نہیں گئی تھی ۔ مہتاب آفس جا چکے تھا ثانیہ مہتاب کے جانے کے بعد سو گئی تھی اور اب دس بجے کے قریب اٹھ کر نیچے آئی تھی ۔

ایوا مناہل کے سامنے ناشتے کے لوازمات سجا رہی تھی اس کا مطلب یہ تھا وہ بھی ابھی اٹھ کر نیچے آئی تھی ۔

آہستگی سے چلتے ہوئے وہ آ کر مناہل کے بلکل برابر صوفے پر براجمان ہوئی مناہل نے نگاہیں اٹھائے سپاٹ چہرے کے ساتھ ثانیہ کو دیکھا اور پھر سے نظریں سامنے ٹی وی پر مرکوز کر دیں ۔

ثانیہ نے مناہل کے آگے پڑی پلیٹ کو اپنے قریب کیا اور پھر اس کی طرف رخ موڑ کر محبت سے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا ۔

"آج میں اپنی گڑیا کو اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرواؤں گی اتنے دن ہو گئے میرے ہاتھ سے کھایا نہیں میری گڑیا نے "

ملائم سے لہجے میں کہتی اب وہ بغور مناہل کا رد عمل جانچ رہی تھی پورے تین دن بعد یہ اس کی پہلی گفتگو تھی جو اکیلے میں مناہل سے ہو رہی تھی پر مناہل بنا کوئی تاثر دیے سنجیدہ چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی اتنی سی بچی کی آنکھوں میں عجیب سا شکوہ تھا ۔

ثانیہ نے ٹوسٹ کو اٹھایا اور مناہل کے منہ کے پاس کیا ۔

" منہ کھولو مناہل "

ملائم سے لہجے میں کہتے وہ مناہل کے اور قریب ہوئی مناہل نے منہ بسورتے ہوئے نظریں پھر سے ٹی وی کی سکرین پر جما دیں ۔

" مناہل آپ کیوں ناراض ہو مجھ سے ؟ ہم تو بہت اچھے فرینڈز ہیں نا ، تو فرینڈ سے کیوں

ناراض ہو ؟ "

ثانیہ نے ٹوسٹ کو واپس پلیٹ میں رکھتے ہوئے بڑے دوستانہ لہجے میں پوچھا ۔

"آپ میرے بابی کے روم میں کیوں رہتی ہیں "

مناہل کی تیکھی سی باریک آواز میں پوچھا گیا سوال ثانیہ کو ایکدم ساکن کر گیا ۔

" وہ میرے بابی کا روم ہے آپ اپنے گھر جائیں "

مناہل نے بدتمیزی سے ناک چڑھاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے وہاں سے اٹھ کر زینے کی طرف بڑھ گ ئی ، ثانیہ کو ایکدم سے عجیب سی تزلیل کا احساس ہوا ۔

" باجی بہت ہی بدتمیز بچی ہے "

ایوا کی تاسف بھری آواز عقب سے سنائی دی تو وہ جو ذلت کے زیر اثر منجمند بیٹھی تھی گڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی کچھ اٹک رہا تھا سینے میں کوئی پھانس ہو جیسے جو سانس لینے میں دشواری پیدا کر رہی ہو ۔

" بچی ہے ۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گی "

یہ بات وہ ایوا سے نہیں شائد خود سے کر رہی تھی ، تھوک کے ساتھ بہت کچھ نگلتی وہ تیزی سے زینہ پھلانگتی اپنے کمرے میں آگ ئی ۔

تیز تیز سانس لینے کے باوجود آنکھیں نم ہو گ ئی تھیں ۔ کیا تھی وہ کیوں تھی وہ اس دنیا

www.classicurdumaterial.com

میں ۔ ماں نے گھر سے یہ کہہ کر زبردستی رخصت کر دیا کہ یہ گھر تمھارا نہیں ہے یہاں آئی تو ایک مجبوری کے نام پر ۔۔۔ ملک مہتاب کی مجبوری ، جس نے ایک بیوی کے نام پر فقط اپنا کمرہ سونپ دیا تھا اسے اور آج اس کی پانچ سالہ بیٹی نے اس کمرے کا بھی طعنہ دے دیا تھا ۔ کتنی بے بس تھی وہ ہر چیز بری لگ رہی تھی اس محل نما گھر میں بھی گھٹن ہو رہی تھی ۔ دل کیا بھاگ جائے چھپ جائے پر پھر صالحہ بیگم کی صحرا کی طرح ویران آنکھیں باغی پن کا گلا گھونٹ دیتی تھیں ۔ وہ تکیے میں منہ دیے سسک رہی تھی ۔

****

موحد جب گھر میں داخل ہوا تو عجیب سی خاموشی تھی اس خاموشی سے حیران ہوتا وہ صالحہ کے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیٹھے سب لوگوں کے عجیب حیرت زدہ چہرے اور آنکھوں میں رقم شکوے اسے اور حیرت میں مبتلا کر گ ئ ے ۔

ایک طرف ثانیہ صالحہ بیگم کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی تھی اور صوفے پر علیزہ تانیہ اور سرمد کے ساتھ بیٹھی تھی ۔

"کیا ہوا آپ سب کو ؟ "

موحد نے حیرانگی سے نظریں گھماتے ہوئے پوچھا ۔ سب اسے اب ایک ساتھ گھور رہے تھے ۔

"پوچھ تو ایسے رہے ہو جیسے کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا ہے ؟ "

سرمد نے تیوری چڑھا کر روکھے سے لہجے میں جواب دیا ۔ ٹھک ٹھک ---- ردا ملک ---- ردا ملک ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھیں ۔

" نہیں--- ہوا کیا ہے بھائی "

پریشان سے لہجے میں پوچھا ۔

موحد کی پیشانی پر انجانے خوف کے زیر اثر لکیریں ابھرنے لگی تھیں کیونکہ سامنے بیٹھے سرمد کے چہرے پر موجود سختی اس بات کی گواہ تھی کہ بات کوئی چھوٹی موٹی نہیں ہے ۔

سرمد تپک کر اپنی جگہ سے اٹھا اور تن کر اس کے سامنے آیا

" تم نے ہمیں بیوقوف سمجھ رکھا ہے کیا ؟ جو بھی کرتے رہو گے ہمیں خبر تک نہیں ہوگی "

ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتے ہوئے سرمد کی پیشانی پر غصے سے انگنت شکن نمودار ہوئے ۔

موحد ابھی بھی الجھا ہوا تھا

" ہوا کیا ہے ؟ صاف صاف بات کریں پہیلیاں کیوں بوجھوا رہے ہیں آپ لوگ "

ہنوز الجھے ہوئے موحد نے باری باری سب کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا ، سب سپاٹ چہرہ لیے اسے ایسے گھورنے میں مصروف تھے جیسے وہ کٹہرے میں کھڑا مجرم ہو ۔

" ردا ملک سے نکاح کر لیا ، ایک ماہ سے نوکری چھوڑ کر گھر بیٹھے ہو ، پاگل سمجھ رکھا ہے کیا ہم

سب کو ؟ "

سرمد غصے میں بے حد اونچا بول رہا تھا اور اس کے الفاظ سے موحد کے اعصاب تن گئے ، چہرے کے تمام پٹھے کھنچ گئے ۔

" تمہیں شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے ؟ ہم سے چھپاتے ہوئے "

ثانیہ جو تب سے خاموش بیٹھی تھی ناک پھلائے ناگواری سے کہتے ہوئے جھاڑ میں اپنا حصہ ڈالا ۔ موحد نے تاسف بھری نظروں سے سب کو دیکھا

" ایک منٹ ۔۔۔ ایک منٹ میری بات سن لیں آپ لوگ پہلے پھر یہ طعنے تشنوں سے نوازئے گا "

جھنجلا کر ہاتھ ہوا میں معلق کیے سب کو اپنی سچائی کی بابت سننے پر متوجہ کیا

" تم کیا بتاؤ گے ؟ ۔۔پتا چل گیا ہے ہمیں سب ، ردا بتا چکی ہے مہتاب کو سب "

سرمد کے لہجے میں حقارت تھی تو ناک نخوت اور ناگواری سے چڑھا ہوا تھا ۔

" بھائی اس نے جو بھی بتایا ہو گا سب جھوٹ ہو گا اول نمبر کی جھوٹی ، مکار اور چال باز ہے وہ "

موحد نے فوراً سر جھٹک کر جواب دیا اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا پتا نہیں اس نے کیا کہا ہو گا مہتاب سے

"بکواس بند کرو--- چال تو تم کھیل رہے تھے، اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے پسندیدگی کا جھوٹا ناٹک کرتے رہے دو ماہ اور پھر اس کے خلاف عدنان کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ردا نے تمہیں سن لیا"

سرمد کے جملے نے اس کا دماغ گھما دیا کنپٹی کی رگیں اب نا صرف مزید کھنچ گ ئی تھیں بلکہ جبڑوں کے ساتھ ساتھ ضبط کے سبب باہر کو ابھرنے لگی تھیں چہرہ غصے سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔

" واٹ --- بھائی جھوٹ ہے یہ سب اس نے مجھے اغوا کیا اور پھر زبردستی سر پر گن تان کر ایک کروڑ کے حق مہر پر نکاح کیا "

موحد نے چیختے ہوئے سچ بتا کر اپنی طرف سے ان سب پر بہت بڑا انکشاف کیا پر وہاں کسی کے بھی ردعمل میں یقین کا تاثر ظاہر نہیں ہوا تھا۔

" تو اور کیا کرتی پھر وہ ؟ کوئی معمولی لڑکی تو تھی نہیں جو یوں تمھارے دھوکے پر ٹسوے بہاتی رہتی "

سرمد کا ردعمل تو اس کی سوچ کے بلکل برعکس نکلا، اسکا منہ حیرت سے کھل گیا

" دھوکا --- کیسا دھوکا ؟ "

موحد کی خفیف سے ناقابل یقین آواز ابھری

www.classicurdumaterial.com

"چپ کرو بس کرو اب --- مہتاب ملک انتہائی غصے میں تھے یہ تو ردا کی اچھائی ہے کہ اس نے ملک جہانزیب سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی ، صرف مہتاب کو بتایا یہ سب کہ کیسے تم نے اسے ہرٹ کیا "

سرمد نے ہاتھ بڑی حقارت سے اس کے چہرے کے سامنے تان کر اسے بات کرنے سے روکا

" بھائی --- بھائی یہ سب سراسر بے بنیاد ہے ، میں نے صرف اسے بھینس کہا تھا "

موحد نے سیلان میں وجہ بتائی تو ثانیہ سمیت سب خواتین نے ہاتھ حیرت سے منہ پر دھر لیے بس تانیہ تھی جس کی ہنسی بھی نکل گ ئی ۔

" کیا --- پاگل ہے وہ جو یوں صرف بھینس کہنے پر تمہیں اغوا تک کر لے گی "

سرمد نے بے یقینی سے پوچھا ۔

" نہیں --- یہ بھی کہا تھا کہ اسطرح کی موٹی لڑکیوں کے ساتھ آج کل لڑکے شادی نہیں کرتے "

اب کی بار موحد کی آواز میں پہلے جیسی سختی نہیں بلکہ خفت موجود تھی سرمد کی گھورتی نگاہوں کی وجہ سے سر کو جھکایا ۔

" وہ تم سے محبت کرنے لگی تھی اور تم نے "

سرمد نے دانت پیس کر ناگواری سے کہا تو موحد نے جھکا سکر جھٹکے سے اٹھایا

" بھائی ---- محبت ---؟ وہ مجھ سے شدید نفرت کرتی ہے خدا کے لیے میری بات کا یقین کریں "

موحد نے بچارگی سے ردا کے اتنے بڑے جھوٹ کی تردید کی

" محبت ہے ، نفرت ہے --- جو بھی ہے ، مہتاب اور ملک جہانزیب کل آ رہے ہیں ہمارے گھر شادی کی بات کرنا چاہتے ہیں ، وہ لوگ بہت پریشان ہیں اس نکاح کو اور ردا کی ضد کو لے کر "

سرمد نے سختی سے کہتے ہوئے اسے بتایا تو وہ اچھل پڑا

" کیا مطلب --- ؟ "

بھنویں اچکا کر حیرت سے سب کی طرف دیکھا وہاں باقی سب نفوس کے چہرے پر اس بات کی آشنائی رقم تھی اس کا مطلب تھا اس بم کے پھوٹنے کا نقصان اٹھانے والا اس وقت وہ اکیلا ہی تھا ۔

" مطلب یہ کہ -- ملک جہانزیب رخصتی چاہتے ہیں ردا کی اور تمہیں گھر داماد بنانا چاہتے ہیں "

سرمد نے دو ٹوک عجیب سا فیصلہ سنایا اور وہ تو جیسے سکتے میں چلا گیا ---- لگی ایک کاری ضرب اس کی اکڑ پر اور سامنے تخیل میں ردا قہقہ لگا رہا تھی ۔

" بھائی ---- یہ ہو کیا رہا ہے سب --- دیکھیں وہ موٹی پاگل ہے میں نوکری اس کے منہ پر

مار کر آچکا ہوں اور یقین جانیں اس نکاح کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے میری نظر میں "
موحد کے لہجے میں اب چڑچڑا پن جھلک رہا تھا ، سرمد نے اس کی بات کا کوئی جواب دینا گوارا نہیں کیا تھا۔

" بھائی میں یہ شادی ہرگز نہیں کروں گا آپ کہہ دیں ان لوگوں سے کوئی ضرورت نہیں گھر آنے کی "

موحد نے سرمد کو چپ کھڑا دیکھ کر غصے سے اپنا فیصلہ سنایا ، سرمد نے اس کی بات پر کچھ سکینڈ کی خاموشی اختیار کی اور پھر گہری سانس لی

" نا کرنا ۔۔۔ پر یہ یاد رکھنا ثانیہ کا گھر دوسری دفعہ برباد ہونے کے زمہ دار تم ہو گے پھر "

سرمد نے کرختگی سے اسے اس کے فیصلے سے ہونے والے نقصان کا بتایا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا موحد نے حیرت سے منہ کھول کر سب کی طرف دیکھا پر کسی کی بھی نظروں میں اس کے لیے ترحم نہیں تھا۔

جال بہت اچھی طرح بچھایا تھا ردا نے اس کی سوچ سے آگے تھی وہ ، تف بھیجنے کو دل کیا اپنی عقل پر ایک لڑکی نے نچا کر رکھ دیا تھا اسے تخیل میں وہ ردا کا گلا دونوں ہاتھوں میں دبوچے زور سے دبا رہا تھا۔

****

" موحد بلکل الٹ سٹوری سنا رہا ہے اس نے بتایا ہے مجھے سب کہ کیا کیا ہوا تھا دونوں کی بیچ جو نوبت یہاں تک پہنچی "

ثانیہ کی بات پر مہتاب نے گاڑی چلاتے ہوئے ایسے غصے سے اس کی طرف دیکھا جیسے اس کی بات پر رتی بھر بھی یقین نا ہو۔

" تو آپ یہ کہنا چاہتی ہیں میری بہن جھوٹی ہے ؟ "

سرمد کی آواز میں ایسی سختی وہ پہلی دفعہ محسوس کر رہی تھی ۔ آفس سے واپسی پر وہ ثانیہ کو پک کرتے ہوئے گھر کی طرف جا رہے تھے ۔

" نہ --- نہیں ایسا کب کہا میں نے -- وہ -- "

ثانیہ نے گڑبڑا کر بات کو سنبھالنا چاہا تو مہتاب نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کاٹ دی ۔

" ثانیہ ---- مجھے ردا سے بہت پیار ہے میں دس سال کا تھا جب وہ اس دنیا میں آئی اور تب سے اب تک میں نے اسے روتے نہیں دیکھا تھا پر کل جس طرح اس نے سسکتے ہوئے مجھے ساری بات بتائی کہ کس -- کس طرح موحد نے اس کو ہرٹ کیا اور وہ ہے کہ وہ اب بھی اس سے محبت کرتی ہے اسی سے شادی کرنا چاہتی ہے "

مہتاب پیشانی پر شکن ڈالے بات کرتے ہوئے کبھی سامنے دیکھ رہا تھا تو کبھی ساتھ بیٹھی

ثانیہ کو ۔ وہ ردا کے معاملے میں شروع سے ہی ایسا تھا اور ثانیہ سے شادی بھی اس نے ردا کی ہی خواہش پر کی تھی ۔

" میں مانتی ہوں شائد موحد سے ہی غلطی ہوئی ہو گی ، پھر بھی ردا کو یوں زبردستی نکاح اور۔۔۔ "

ثانیہ نے پھر سے موحد کی طرفداری میں بولنا چاہا تو مہتاب کا غصہ مزید ہوا ہوا ۔

" تو کیا وہ رو دھو کر خود کو ختم کر لیتی ، یہ سب موحد کو پہلے سوچنا چاہیے تھا اور اسے مسئلہ ہی کیا ہے ، ردا میں کیا کمی ہے ، کیوں کر رہا ہے وہ یہ سب ؟ "

مہتاب نے الجھ کر اتنے سوال پوچھ ڈالے کہ وہ خاموش ہونے پر مجبور ہو گئی اور پھر نظریں گود میں دھرے ہاتھوں پر مرکوز کیں۔

مہتاب کے اس رویے نے اسے بہت بری طرح ہرٹ کیا تھا ۔ وہ صالحہ کے بار بار سمجھانے پر مہتاب کے بارے میں سوچنے لگی تھی پر اب اس معاملے نے دل کو بری طرح اس سے متنفر کر دیا تھا مانا کہ ردا اسے بہت پیاری تھی اور موحد بد قسمتی سے اس کا بھائی نکلا پر اس میں اس کا کیا قصور تھا ۔

گاڑی پورچ میں رکی تو وہ خاموشی سے اتر کر بنا پیچھے مڑے کمرے میں آ گئی مہتاب گاڑی سے اترا تو وہ جا چکی تھی شادی کے بعد پہلی دفعہ وہ یوں اس نخرہ دکھا کر گئی تھی ۔ ایک

عجیب سا احساس ہوا وہ ثانیہ سے کیوں یوں تلخ ہو رہا تھا آخر اس کا اس سب میں کیا قصور تھا کچھ دیر پہلے ثانیہ سے روا رکھے رویے پر ندامت محسوس ہوئی ۔

وہ کمرے میں آ کر زیور اتار اتار کر سنگھار میز پر پٹخ رہی تھی کمرے کی کشادگی اب اس کا دل دہلاتی تھی مہتاب کو آج ہفتہ ہو چلا تھا وہ مناہل کے کمرے میں سوتا تھا ۔ دل کر رہا تھا اپنی اس بلاوجہ کی تزلیل پر اونچی اونچی رو دے ۔

****

چھت اس وقت گھپ اندھیرے میں ڈوبی تھی اور موحد ایک ٹوٹی سی چارپائی پر بے زار صورت بنائے اپنا موبائ‌ل فون کان سے لگائے بیٹھا تھا دائ‌یں ٹانگ اضطراب میں تیزی سے ہل رہی تھی دوسری طرف رنگ جا رہی تھی۔

ردا اپنے کمرے میں حاسبہ پر کچھ ٹائ‌پ کرنے میں مصروف تھی جب موحد کی فون کال موصول ہوئی ۔ مگن سے انداز میں نگاہ محمول پر ڈالی تو کلیدی تختی پر ٹائپنگ کرتے ہاتھ لمحہ بھر کو تھمے پھر ایک گہری سکون بھری سانس لیتے ہوئے فون اٹھا کر کان کو لگایا

" یہ سب روکو جو ہو رہا ہے نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ۔۔۔ "

کرخت لب و لہجے میں موحد کی آواز پر وہ مسکراہٹ دبا گ‌ئی ۔

" تم سے برا تو پہلے بھی کوئی نہیں ہے اور سن لو کان کھول کر نہیں رک سکتا کچھ بھی "

www.classicurdumaterial.com

اس کے لہجے کے بلکل برعکس ردا پرسکون تھی جیت کے نشے میں آواز چھک رہی تھی ۔ ردا ملک نے بہت سے گیم کھیلے تھے پر ایسا کھیل کبھی نہیں کھیلا تھا جہاں مقابل بے بس ہونے کے باوجود اکڑتا رہتا تھا

" دیکھو بہت غلط ہو رہا ہے سب ، میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں "

موحد کو اس کا انداز تپا گیا تنک کر اسے ایسے کہا جیسے وہ ڈر جائے گی اس کی دھمکی پر

" ٹھیک ہے مت چھوڑنا میں تو یہ چاہتی ہوں ساری عمر تم میرے ساتھ رہو اس گلٹ کے ساتھ کہ میں نے جس لڑکی کو یہ طعنہ دیا تھا کہ اِس جیسی لڑکی سے دنیا کا کوئی لڑکا شادی نہیں کر سکتا میں اسی کا شوہر بن کر اس کے گھر میں رہ رہا ہوں "

وہ بڑے ترنگ میں تھی ۔

" دیکھو تم --- "

موحد نے دانت پیسے بات شروع کی

"آں ---ہاں --- دیکھو گے صرف تم اب "

وہ ٹھان چکی تھی سب اور پیچھے ہٹنا اسے آتا نہیں تھا ۔

" میں شادی نہیں کروں گا سمجھی تم جو کرنا ہے کرو بھاڑ میں جاؤ "

موحد گرج دار آواز میں چیخا کہ ردا کے علاوہ اور کوئی بھی لڑکی ہوتی تو اس بارعب مردانہ آواز

پر سہم جاتی۔ ردا نے بڑے ناز سے گردن کو خم دیا

" ایزی یو وش۔۔ مت کرو بھاگ جاؤ ، پر یہ ذہن میں رکھو مہتاب اور ثانیہ کا رشتہ تو اب صرف تمھاری رضامندی پر ٹکا ہے "

مات اور پھر شہہ مات وہ کوئی معمولی کھلاڑی نہیں تھی ۔ موحد نے ضبط سے تھوک نگلا

" ٹھیک ہے ۔۔۔ تمہیں بہت شوق ہے مجھے شوہر بنانے کا تو ہو گی اب یہ شادی اور میں تمہیں دکھاؤں گا شوہر ہوتا کیا ہے "

موحد نے دانت پیستے ہوئے اپنی چال چلی ۔

" اوہ ۔۔۔ پھر سے دھمکی ۔۔۔ ٹھیک ہے تم مجھے دکھانا کہ تم کیسے شوہر ہو ، میرا بھائی پھر تمھاری بہن کو دکھائے گا وہ کیسا شوہر ہے "

ردا نے اسی کی چال اس پر الٹ دی

" یو۔۔۔۔۔ "

غصے سے مٹھیاں بھینچے وہ اپنی جگہ سے اٹھا ردا نے فوراً اس کی بات کو اچک لیا

" بھینس۔۔۔ موٹی ۔۔۔ پاگل ۔۔۔۔ کہہ دو کہہ دو ، صرف کہہ ہی سکتے ہو تم کر کچھ نہیں سکتے "

ردا ہنس رہی تھی موحد نے غصے سے فون بند کیا اور اٹھ کر پوری قوت سے چار پائی کی ٹانگ کو

ٹھوکر ماری پر وہاں شائیدکوئی کیل اس کے اس وار کے آگے تن کر کھڑا ہو گیا تھا وہ بری طرح لڑکھڑایا کیل بہت زور سے انگوٹھے پر لگا تھا۔

"آہ---" بے ساختہ منہ سے ٹیس نکلی اور پھر بڑ بڑاتا غصے میں لنگڑا کر چلتا وہ ہارے ہوئے کھلاڑی کی طرح نیچے جا رہا تھا۔

****

" فرض کرو اگر میں یہ مان بھی لوں کہ تم سچ بول رہے ہو پھر بھی اب کیا کریں بولو ؟ تمھارا رشتہ ردا سے ختم مطلب مہتاب کا ثانیہ سے ختم "

سرمد نے پریشانی سے اس کے سامنے سنگین مس ئلہ رکھا، وہ بے حال سا سرمد کے سامنے بیٹھا تھا۔ اور کچھ دور صالحہ بیگم بیٹھی تھیں۔

ملک جہانزیب ملتان پہنچ گئے تھے اور آج شام کو وہ اور ملک مہتاب گھر آنا چاہتے تھے۔

" بھائی یہی تو میں کہہ رہا ہوں ان لوگوں نے بہت بری طرح ہمیں ٹریپ کیا ہے "

موحد نے تاسف سے سمجھانا چاہا

" ٹریپ --- تم ان کے احسانوں کو ٹریپ کہہ رہے ہو "

سرمد نے آبرؤ چڑھائے اس کی بات کی نفی کی

" بھائی مجھے گھر داماد بنا رہے ہیں آپ کو یہ احسان لگتا ہو گا بٹ سوری مجھے یہ کسی صورت منظور نہیں "

موحد کو اب سرمد پر ہی غصہ آنے لگا تھا پر صرف سرمد ہی نہیں سارے گھر والے اب تو پیچھے پڑے تھے ۔

" تم یہ کیوں نہیں سوچ رہے تم اتنے مالدار گھرانے کے اکلوتے داماد ہو گے سب تمھارا ہوگا "

سرمد نے محبت سے اسے دولت کا لالچ دیا ، موحد نے نخوت سے ناک چڑھائی ردا کا سراپا ذہن میں گھوم گیا ۔

" بھائی وہ مجھے آپ سب سے چھین رہے ہیں "

موحد نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے سرمد کو ڈرانا چاہا

" چھین رہے ہیں پاگل ، میں ہوں نا یہاں تم تو ویسے بھی لاہور میں ہی تھے "

سرمد کے پاس اس کی ہر بات کا جواب تھا ۔

"امی --- پلیز آپ مجھے جانتی ہیں میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا اور نا گھر داماد بننا چاہتا ہوں "

سرمد سے مایوس ہو کر موحد نے رخ صالحہ کی طرف کیا ۔ صالحہ نے جھکا سر اوپر اٹھایا

" یہ سب نکاح کرنے سے پہلے سوچنا تھا اور اگر تجھے لگتا ہے ہم سب سے الگ ہو کر جی سکتا ہے تو ٹھیک ہے مت کر شادی "

صالحہ بیگم تو پہلے سے دل برداشتہ بیٹھی تھیں تنک کر گویا ہوئی یں

" امی ---"

موحد نے افسوس سے خفیف آواز میں پکارا

" شادی نہیں کرنی مت کر مگر یہ بھی یاد رکھنا اس گھر میں بھی تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے "

صالحہ نے خفگی سے چہرے کا رخ دوسری طرف پھیرا ، موحد نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر خاموش ہو گیا ۔

کون کہتا ہے کہ مجبور صرف لڑکیاں ہوتی ہیں کوئی آکر دیکھے تو اسے لڑکے بھی کتنے بے بس اور مجبور ہوتے ہیں صرف لڑکیاں ہی گھر کی اور ماں باپ کی عزت پر قربان نہیں ہوتیں ، کوئی آکر دیکھے اُسے لڑکے بھی اپنی بہنوں کے گھر بسانے کو قربان ہوا کرتے ہیں ۔

وہ سپاٹ چہرہ لیے کمرے سے باہر نکل گیا تھا ۔ اب وہ کچھ نہیں بولے گا صرف کرے گا دل میں تہیہ کیے وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا ۔

******

"آپی !!!! یہ کیا کہہ رہی ہیں ؟ "

تقریباً چیختے ہوئے موحد اچھل کر کرسی پر سے کھڑا ہوا ۔ چہرہ حیرت زدہ تھا تو منہ ابھی تک کھلا

تھا ثانیہ نے نظریں چرائی ہیں ۔ شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی اور اب ایک نیا بمب اس کے سر پر پھوڑا جا رہا تھا ۔

"ایسا ہی ہے "

ندامت سے ثانیہ کی آواز سرگوشی میں تبدیل ہوئی ، اور اب موحد اس انوکھی بات کی تصدیق کے لیے پاس کھڑی صالحہ کی طرف دیکھ رہا تھا جو ثانیہ سے بھی زیادہ مسکین صورت لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں ۔ ان کی یہ مسکین صورت اسے ہمیشہ بلیک میل کرنے کے لیے ہوتی تھی ۔ اور وہ ہو جاتا تھا

"آپی اس کی کمی تھی بس ہے ناں ؟ "

صالحہ سے مایوس ہو کر پھر سے ثانیہ کو دانت پیستے ہوئے مخاطب کیا، اب وہ دونوں گھبرا کر ایک دوسرے کی صورت تکنے لگی تھیں اور وہ تھا کہ ضبط کی آخری سیڑھی پر کھڑا تیز تیز سانس اندر باہر انڈیل رہا تھا ۔

"موحد ایسا کوئی حرج بھی نہیں جب رہنا وہاں ہے تو "

ثانیہ نے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے غلط بات کو بھی درست بنانے کی بھرپور کوشش کی جس پر موحد کا ضبط ختم ہوا ۔ مطلب بہنیں اور ماں راضی ہو بھی چکیں بھئی واہ یہ اوقات تھی اس کی اپنے گھر میں تو وہاں تو ۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

"آپی بس کریں آپ تو، پہلے زبردستی نکاح اور اب یہ مزاق ہے کیا ؟ وہ موٹی اب بارات لے کر آئے گی اور میں رخصت ۔۔۔ یعنی کے حد ہوتی ہے بھئی "

موحد کے چہرے پر ضبط کے آثار واضح تھے۔ اس نے ایک غصیلی نگاہ اپنے سامنے مجرم سی بنی ثانیہ اور صالحہ پر ڈالی

" بھائی کہاں ہیں ؟ مجھے ان سے بات کرنی ہے "

اس بات نے تو اسے سر سے پاؤں تک تپا دیا تھا، تپک کر قدم آگے بڑھاتا کمرے کا دروازہ زور سے کھول کر دیوار میں مارتا باہر نکلا، شادی کی تاریخ طے ہونے کے بعد سے وہ اسی طرح سب گھر والوں کو غصہ دکھانے کے لیے دروزے کھڑکیاں مار رہا تھا ۔

" بھائی ۔۔۔ بھائی"

موحد تقریباً چیخ کر پیشانی پر شکن لئیے سرمد کو پکارتا لاؤنج میں آیا، سرمد کھانے کے میز پر بیٹھا تھا۔چونک کر موحد کی طرف دیکھا۔رات کا وقت تھا ثانیہ سرمد کے لیے کھانا لگا رہی تھی ، وہ کچھ دیر پہلے ہی آفس سے واپس آیا تھا

" کیا ہوا ؟ "

سرمد کے کھانا کھاتے ہاتھ موحد کے یوں بپھرے ہوئے لہجے اور انداز پر تھم گئے ۔

" بھائی آپ صاف صاف منع کریں ، یہ جو نئی شرط آئی ہے اس مہانی کی طرف سے ، میں

www.classicurdumaterial.com

ہر گز نہیں مانوں گا یہ "

موحد اب سرمد کے سر پر کھڑا تھا ، جو ذہن پر زور ڈال رہا تھا کہ آخر کو موحد کس بات پر یوں غضبناک ہو رہا ہے ۔

" ردا کی بارات والی بات کا بتایا ہے ابھی میں نے اسے "

ثانیہ نے آہستگی سے کہتے ہوئے سرمد کی الجھن کو دور کیا ۔

" اوہ اچھا وہ بات۔۔ وہ میں آج کر چکا ہوں مہتاب سے ، دراصل وہ کہہ رہے ہیں ، آپ کو بارات لاہور لانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ملتان آجاتے ہیں سب ارینجمنٹس ہم کریں گے ، کیونکہ وہ کسی کو یہ بتانا نہیں چاہتے کہ تم دونوں پہلے سے نکاح کر چکے ہو"

سرمد نے عام سے لہجے میں بات مکمل کی اور حیرت سے موحد کی طرف دیکھا کہ وہ اتنی سی بات پر کیوں بھڑک اٹھا تھا ۔

" تو بات تو وہی ہوئی نا کہ وہ بارات لائے گی"

موحد نے ضبط سے دانت پیستے ہوئے سر کو تاسف سے جنبش دی ۔ لب و لہجہ کسی کو کچا چبا جانے والا تھا ۔

" نہیں نہیں ۔۔۔ بارات تم ہی لے کر جاؤ گے پر وہ رخصت ہو کر نہیں آئے گی ہمارے گھر ، اُسی رات کی فلائیٹ ہے لاہور کی اور تم بھی ساتھ جاؤ گے "

www.classicurdumaterial.com

سرمد نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اس کے لیے یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی تھی اسی لیے موحد کی رخصتی کو بڑی خوبصورتی سے لفظوں کا پیرہن دیا۔

" نہیں ان سے کہیں ردا کو پہلی رات ادھر آنا ہو گا رخصت ہو کر ہمارے گھر "

موحد نے دو ٹوک لہجے میں اپنا فیصلہ کچھ یوں سنایا جیسے اب تک تو اسی کے فیصلے مانے جا رہے تھے۔

" نہیں وہ لوگ نہیں مانیں گے ، تم بات کر لو ردا سے شائد وہ مان جائے تمھاری بات "

سرمد نے بڑے آرام سے سارا بوجھ اس کے کندھوں پر منتقل کیا اور خود آرام سے سر جھکا کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔ موحد نے ایک نظر سب کی طرف دیکھا، سب چپ تھے ، بے بس تھے ثانیہ کا رشتہ سب کے لیے کمزوری بن گیا تھا وہ پیر پٹختا کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں ادھر سے اُدھر بے چینی میں چکر لگاتا وہ عجیب سی اذیت سے دوچار تھا۔ گھر میں کوئی بھی تو ایسا نہیں تھا جو اس کی کیفیت کو سمجھ سکتا۔

ردا ملک ایسا ہے تو ایسا ہی سہی ابھی تک تو تمھارا میری شرافت سے پالا پڑا تھا پر اب تم بھی دیکھو گی کہ میں ہوں کیا۔ لب سختی سے بھینچ کر وہ خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کر رہا تھا۔

****

شربتی سی روشنی میں نہایا ماحول ، ہلکی ہلکی برتنوں کے بجنے کی آوازیں اور مدھم سی آواز میں چلتی مسحور کن موسیقی ، یہ کوئی اکرا ریستوران تھا جس کے افسوں خیز ماحول میں وہ مہتاب کے سامنے بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔

وہ آج موحد اور ردا کی شادی کی شاپنگ کے سلسلے میں باہر آئے تھے اور شاپنگ کے بعد اب کسی ریستوران میں رات کا کھانا کھا رہے تھے ، شادی کے بعد اس ایک ماہ میں وہ پہلی دفعہ اکیلی مہتاب کے ساتھ باہر کھانا کھا رہی تھی ۔ یہ ایک ماہ یوں پر لگا کر گزرا کہ اسے خبر تک نا ہوئی وجہ شائد موحد اور ردا کا رشتہ بھی تھا جس کے لیے وہ کبھی میکے ہوتی تو کبھی گھر ، پورا مہینہ گھن چکر بنی رہی ۔

مناہل کے رویے میں کوئی خاص لچک نہیں آئی تھی اگرچہ ثانیہ اس کے سارے کام اُسی معمول پر سرانجام دیتی تھی ، بس اب وہ مناہل سے زبردستی نہیں کرتی تھی ۔

مہتاب نے اسے اپنی پسند سے کپڑے ، جوتے اور زیور لے کر دیے تھے وہ انکار کرتی رہی پر مہتاب نے ایک نہیں سنی ۔ مہتاب کا یوں حق جتانا اور توجہ دینا اچھا لگا تھا ۔

کن اکھیوں سے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھنے کے لیے نگاہ اٹھائی تو دل دھک رہ گیا ۔ مہتاب کے بلکل پیچھے بیٹھا شخص آج پورے سال بعد اسے نظر آیا تھا ۔

ثانیہ کا دل بری طرح سے دھڑکنے لگا تھا ، چہرہ زرد ہوا ، ٹھنڈے پسینے کے قطرے پیشانی پر

نمودار ہوئے ۔ سامنے بیٹھا شخص اس کا سابقہ شوہر اور اس کی بچپن کی محبت تھی ۔

رضا شائیدآفس کے لوگوں کے ساتھ اس وقت اس ریستوران میں موجود تھا اس کے ساتھ بہت سے لوگ بیٹھے تھے ۔ اور وہ بھی ثانیہ کو دیکھ کر یونہی سکتے کے عالم میں بیٹھا تھا

" ثانیہ کیا ہوا ؟ ٹھیک ہو ؟ "

مہتاب نے ثانیہ کے یوں ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھ کر پوچھا ، مہتاب کی آواز پر وہ گڑبڑا کر چونکی ۔

" جی ٹھ۔۔ٹھیک ہوں ۔۔۔ وہ میں ۔۔ مجھے واشروم جانا ہے ، آتی ہوں "

گھبرائی سی کرسی کو پیچھے دھکیلتی اٹھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ریسٹ روم کی طرف بڑھ گ ئی ۔ بار بار ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتی اور دل میں اٹکتی عجیب سی پھانس کو نگلتی وہ واش روم میں گھسی ۔

پانچ منٹ کے بعد وہ ریسٹ روم سے جیسے ہی باہر نکلی ٹھٹھک کر رک گ ئی ۔ رضا ریسٹ روم کے باہر لمبی سی راہداری میں اس کے سامنے کھڑا تھا صورت پر دنیا بھر کا دکھ اور ندامت عیاں تھی ، ثانیہ نے چہرے پر سختی سجائی اور بے اعتنائی برتتے ہوئے قدم آگے بڑھائے ۔

"ثانیہ ۔۔۔ ثانیہ ۔۔۔ "

رضا کی عقب سے آتی آواز پر قدم نا چاہتے ہوئے بھی منجمند ہوئے ۔ وہ اب پھر گھوم کر ثانیہ

کے سامنے تھا ۔

"ثانیہ تم نے شادی کر لی ؟ "

لہجے میں بے یقینی تھی ۔ ثانیہ نے حیرت سے اس شخص کی طرف دیکھا آخر کو وہ چیز کیا تھا ۔

وہ کیا چاہتا تھا کہ وہ یوں سسکتی رہتی ساری عمر ۔

" میرا راستہ چھوڑیں پلیز "

ثانیہ نے سختی سے کہا کیونکہ راہداری میں وہ اب کچھ یوں کھڑا تھا کہ اس کا راستہ مکمل طور پر روکے ہوئے تھا ۔

"ثانیہ میں بہت پچھتا رہا ہوں --- بہت زیادہ --- بہت "

رضا کی بیتاب سی آواز ابھری ، ثانیہ نے غصے سے دیکھا

" دیکھیں میں نہیں جانتی آپ کون ہیں ؟ کیا ہیں ؟ مہربانی کریں میرا راستہ چھوڑیں "

ثانیہ کا لہجہ سپاٹ تھا تو چہرے کے انیس پٹھے ضبط سے کھنچے ہوئے تھے ۔

"ثانیہ میں نے شادی نہیں کی ہے اور نا کروں گا اب زندگی بھر، میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے یہ سزا ہے اب میری "

رضا کی آواز اس کے اندر کی ندامت کا منہ بولتا ثبوت تھی ۔ ثانیہ نے خشمگیں نگاہ رضا پر ڈالی اور ایک ہاتھ سے اسے ایک طرف کرتی تیزی سے وہاں سے نکل گ ئی ۔

www.classicurdumaterial.com

کیوں وہ آج ایک سال بعد اسے نظر آیا تھا اس کی خوشیوں کا قاتل آنسوؤں کا گولا گلے میں اٹک رہا تھا۔ میز کے پاس آتے ہی گھٹی سی آواز میں گویا ہوئی۔

" مہتاب گھر چلیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے "

مہتاب نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا،

"ثانیہ ایوری تھنگ از اوکے، تم چلو گاڑی میں بیٹھو میں بل دے کر آتا ہوں"

مہتاب نے فکر مندی سے اس کی طرف گاڑی کی چابی بڑھاتے ہوئے کہا ثانیہ کا چہرہ اُسے پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

ثانیہ نے سر ہلانے میں اکتفا کیا اور مہتاب کے ہاتھ سے چابی پکڑ کر تیزی سے قدم داخلی دروازے کی طرف بڑھا دیے۔

گاڑی میں بھی مہتاب بار بار فکر مندی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ آج اپنے رشتے کو آگے بڑھانے کا سوچ کر آفس سے نکلا تھا، پر ثانیہ کے عجیب سے رویے نے پریشان کر دیا تھا۔ وہ ایکدم سے اداس اور افسردہ سی ہو گ ئی تھی۔

******

وسیع و عریض لان حد نگاہ تک برقی قمقموں سے سجا ہوا تھا، ایسا لگ رہا تھا پورا ملتان امڈ آیا ہو، یہ اس کی مہندی کی تقریب تھی جس کا اتنا بیش قیمت انتظام کیا گیا تھا۔

www.classicurdumaterial.com

وہ ہلکے سبز رنگ کے کرتے پر بنارسی کپڑے کی بنی بھڑکیلی سی واسکٹ پہنے بے زار سی صورت بنائے بیٹھا اس بے انتہا کی فضول خرچی کو کوس رہا تھا ۔ سارا پیسے کا کھیل تھا یہ لوگ لاکھوں اپنی شادی کی ایک تقریب پر اڑا دیتے ہیں اور ہم جیسے لوگ کتنے سال بہنیوں کی شادی کے لیے پیسے جوڑتے ہیں ۔

گہری سانس خارج کرتے ہوئے اردگرد دیکھا دل کیا سب چھوڑ کر بھاگ جائے یہاں سے پر اس کے اپنے جو آج اتنا خوش تھے چہک رہے تھے ان کے چہرے خود غرضی کا گلا گھونٹ رہے تھے ،اس وقت ہر شخص اس کی اذیت سے انجان اسے رشک اور حسد کے لئے جلے تاثرات سے دیکھنے میں مصروف تھا ۔ اپنے دوستوں کو تو اس نے بلایا نہیں تھا پر خاندان کے کچھ کزن اسے کمر سے دبوچ دبوچ کر " بڑا ہاتھ مارا ہے ---" "تیرے تو مزے ہو گئے بھئی " جیسی سرگوشیاں کر رہے تھے ۔

اب وہ کیا جواب دیتا ان سب کو کہ اس بڑے ہاتھ کے پیچھے ایک ان چاہی ، دہشت گرد عزائم رکھنے والی موٹی سی ڈاکو بیوی ہے ۔ انہی سوچوں میں گم بیٹھا تھا جب سامنے سے پھولوں کی سجی ڈولی کو چار آدمی اٹھا کر لاتے نظر آئے ۔

یقیناً اس ڈولی میں اس کی جان کی دشمن ، زبردستی گلے کا طوق بن جانے والی تشریف فرماں تھی ۔ موحد کو ڈولی کندھوں پر اٹھائے ان لڑکوں کی جانوں پر ترس آ گیا ۔

ڈولی سٹیج کے قریب لا کر رکھ دی گ ئی اور پھر اس میں سے وہ بھاری بھرکم دوشیزہ برآمد ہوئی ۔ سبز رنگ کے فراک پر کندن کے کام کا ست رنگا دوپٹا اوڑھے اور پھولوں کا زیور پہنے ناک میں چھوٹی سی نتھلی پہنے ،بڑی نامالائی سے گردن کو تانے وہ سٹیج پر بیٹھے موحد کو دیکھ کر مسکائی جس پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا ۔ چار لڑکیاں اب اسے پھولوں کی لڑیوں کی بنی چادر کے سایے میں سٹیج پر لا رہی تھیں ۔

بڑی سی نوک دار ہیل پہنے فراک کو ہاتھوں سے تھوڑا سا اوپر اٹھائے سج سج کر پاؤں رکھتی وہ سٹیج پر آئی ، ہر طرف شور تھا ارد گرد سے کیمروں کی چمکتی اور وجود میں چبھتی روشنیاں تھیں ۔

اب وہ موحد کے ساتھ بیٹھی تھی اور بڑے ناز سے مسکرا کر تصاویر بنوا رہی تھی جبکہ موحد کے چہرے کی سختی بڑھ گ ئی تھی ۔

کوئی بات نہیں آخری رات ہے ردا ملک جتنا جشن منانا ہے منا لو ۔ دل میں سوچا اور گھور کر ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی ان چاہی منکوحہ کی طرف دیکھا ۔

وہ جو زبردستی کی مسکراہٹ کو گہرا کرتے ہوئے تصویریں بنوا رہی تھی موحد کے یوں گھورنے پر اس کی طرف دیکھے بنا سامنے کیمرے پر نظریں مرکوز رکھتی گویا ہوئی ۔

" کیا ہوا ؟ زیادہ موٹی لگ رہی ہوں کیا ؟--- مما نے تو بہت کوشش کی شادی سے پہلے ان پندرہ دنوں میں ، میں سمارٹ ہو جاؤں پر میں نے صاف صاف کہہ دیا ، موحد کو تو میں ایسی

ہی پسند ہوں ، اُس نے کہا ہے خبردار اگر ایک انچ بھی پتلی ہوئی تو "

ردا نے چہک کر اس کا خون جلانے کی کوشش کی بمشکل ضبط کرتا وہ بھی اب بنا دیکھے بول رہا تھا ۔

" اوہ اچھا کیا بتا دیا مجھے --- میں بھی یہ سوچ رہا تھا ڈولی اٹھائے لڑکوں کے ماتھے پر پسینہ کیوں ہے ؟ "

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے کہا ، ردا نے ضبط سے ایک پل کو لب بھینچے پھر زبردستی مسکرائی ۔

" یہ پسینہ تمھارے ماتھے پر بھی آئے گا ، ہمارے ہاں رواج ہے ،شادی کی پہلی رات دلہن کو اٹھا کر بیڈروم تک لے جانا ہوتا ہے خیر سے میرا تو کمرہ بھی تیسری منزل پر ہے اور گھروں میں لفٹ نہیں ہوا کرتی ۔"

ردا نے بڑے زعم میں آبرؤ چڑھائے

" ڈرا رہی ہو ؟ --- اٹھاؤں گا بھی اور اوپر تیسری منزل پر لے جا کر گراؤں گا بھی "

موحد نے اسی کے انداز میں برابر زعم دکھایا ۔ پر وہ ڈرنے والوں میں سے کہاں تھی قہقہ لگا کر اس کا خون جلا گ ئی ۔

" دیکھا جائے گا ، فلحال تو مجھے اپنی جیت کا جشن دیکھنے دو "

بڑے ترنگ میں ناک سکیڑ کر کہتی وہ سامنے ڈانس فلور پر نظریں جما چکی تھی جہاں دو گروپس کی شکل میں لوگ ڈھولکی لے کر بیٹھے تھے ۔

غور سے دیکھنے پر پتا چلا ایک طرف اس کے ننھال کے لوگ اور اس کی بہنیں بیٹھی تھیں اور دوسری طرف شائ‌د ردا کے خاندان کے لوگ تھے ردا کے گروہ کی طرف کوئی لڑکی گلوکارہ تھی اور ان کی طرف لڑکا تھا جس کے ہاتھ میں مائ‌ک موجود تھا ، یہ لوگ کیا کرنے والے ہیں انداز کسی مقابلے جیسے تھا ۔

گلوکارہ نے بڑی سریلی آواز میں گانا شروع کیا

"کوٹھے تے آ ماہیا --- کوٹھے تے آ ماہیا"

(چھت پر آؤ ماہی -- چھت پر آؤ ماہی)

"ملنا تا مل آ کے ن‌ئ‌یں تا کھسماں نوں کھا ماہیا"

(ملنا ہے تو ملو آ کر نہیں تو خسماں کو کھا ماہی)

موحد کا سارا بچپن کراچی میں گزرا تھا لیکن عالمگیر کی وفات کے بعد دس سال پہلے صالحہ ان سب کو لے کر ملتان آ گ‌ئ‌ی تھیں اس کے ننھال والے پنجابی بولنا جانتے تھے پر وہ ان دس سالوں میں صرف اس قابل ہو سکا تھا کہ وہ پنجابی سمجھ سکتا تھا بول نہیں سکتا تھا ۔ اسے

ویسے بھی پنجابی بولنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

ان کی طرف کھڑا گلوکار اب لڑکی کے ٹپے کا جواب دے رہا تھا۔

"او کی لینا اے متراں توں --- او کی لینا اے متراں توں"

(او کیا لینا ہے دوستوں سے --- او کیا لینا ہے دوستوں سے)

"ملن تے آجاواں ڈر لگدا اے چھتراں توں ---"

(ملنے تو آجاؤں، ڈر لگتا ہے جوتوں سے)

ردا نے قہقہ لگا کر اس کی طرف دیکھا۔ یہ تمہارے قہقے بہت جلد سسکیوں میں بدلیں گے موحد نے دانت پیسے۔

مائی ک پھر سے اب گلوکارہ کے پاس تھا۔

"اتھے پیار دی پُچھ کوئی ناں -- اتھے پیار دی پُچھ کوئی ناں"

(ادھر پیار کو کوئی نہیں پوچھتا -- ادھر پیار کو کوئی نہیں پوچھتا)

"تیرے نال ن ئی یوں بولنا تیرے منہ تے مُچھ کوئی ناں"

(تمہارے ساتھ نہیں بات کرنی تمہارے چہرے پر مونچھ نہیں ہے)

موحد نے بے ساختہ انگلیوں کو موچھوں سے گھما کر تھوڑی تک پھیرا۔ گلوکار اب لہک لہک کر جواب دے رہا تھا۔

مزا پیار دا چکھ لاں گا ۔۔۔ مزا پیار دا چکھ لاں گا

(مزا پیار کا چکھ لوں گا ، مزہ پیار کا چکھ لوں گا)

جے تیرا حکم ہو وے میں تے داڑھی وی رکھ لاں گا

(اگر تمہارا حکم ہو تو میں تو داڑھی بھی رکھ لوں گا)

سب لوگ قہقہے لگا رہے تھے تالیاں پیٹ رہے تھے ۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا ان سب کا ایک ہاتھ اس کا گال ہے جس پر سب لوگ دوسرے ہاتھ سے طمانچے لگا رہے ہیں اور دانت نکال رہے ہیں ۔

باغے وچ آیا کرو ۔۔ باغے وچ آیا کرو

(باغ میں آیا کرو ۔۔ باغ میں آیا کرو)

جدوں اسی سو جائیے تُسی مکھیاں اڑیا کرو

(جب ہم سو جائیں آپ مکھیاں اڑیا کرو)

گلوکارہ بڑا ہنس ہنس کر گا رہی تھی ۔ مکھیاں تو ایسی اڑاؤں گا پتا چلے گا تمہیں ۔ موحد نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو اب مسکرا رہی تھی ۔ صورت سے کبھی کتنی بھولی لگتی تھی پر کتنی خطرناک اور ہٹ دھرم تھی وہ اس کی یہ ساری اکڑ اس کا زعم ، بھرم سب پاش پاش کرنے کی ٹھان چکا تھا وہ ۔

"تُسی روز نہایا کرو۔۔۔تُسی روز نہایا کرو"

(آپ روز نہایا کرو ۔۔ آپ روز نہایا کرو)

"مکھیاں تو ڈر دے او گُڑ تھوڑا کھایا کرو"

(مکھیوں سے ڈرتے ہو گُڑ تھوڑا کھایا کریں)

گلوکار ناک چڑھا کر گا رہا تھا ، سب لوگوں کی سٹیاں تالیاں گونج رہی تھیں ۔ اور وہ پتا نہیں کیا کچھ سوچ چکا تھا ۔

****

ثانیہ کمرے کا دروازہ دھیرے سے کھولتی اندر داخل ہوئی آتے ہی بھاری کام والا دوپٹہ ایک طرف بیڈ پر اچھال دیا ۔ مہندی کی تقریب ختم ہونے کے بعد گھر لوٹتے تک رات کے تین بج گئے تھے ، تھکاوٹ سے برا حال تھا، اس کا تو بہت دل تو تھا کہ آج ادھر امی کی طرف جاتی پر مہتاب نے آکر چلنے کے لیے کہا تو صالحہ بیگم کی گھوری اسے سب سمجھا گ ئی کہ وہ چاہتیں ہیں کہ وہ اپنے گھر جائے ۔

گہرے گلابی رنگ کے جوڑے کے ساتھ گہرے نارنجی رنگ کا دوپٹہ کندھے پر ڈالے اور معمول کے بر خلاف گہرے میک اپ میں وہ غضب ڈھا رہی تھی ۔

دوپٹہ ایک طرف رکھنے کے بعد زیور اتارنے کی غرض سے وہ سنگھار میز کے سامنے آئی تھی جب

اچانک باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر چونک کر رخ موڑا

مہتاب شرٹ کے بازو فولڈ کرتا ہوا باتھ روم سے ملحقہ ڈریسنگ روم سے باہر آ رہا تھا ۔ ایک دم سے یوں مہتاب کو کمرے میں دیکھ کر وہ گڑبڑا گ ئی ۔ اور دوپٹہ نا ہونے کا احساس خفت بڑھا گیا ۔ ثانیہ کو یوں ساکن اور حیرت زدہ سے دیکھ کر مہتاب کے بھی شرٹ کے کف چڑھاتے ہاتھ تھم گئے ۔

"وہ آج ردا مناہل کے پاس ہے تو ۔۔۔ میں یہاں آ گیا"

مہتاب نے اس کی بوکھلاہٹ کو دیکھتے ہوئے اپنی موجودگی کا جواز پیش کیا ردا واقعی مناہل کے کمرے میں تھی پر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ مہتاب کے سونے کے لیے اتنے بڑے گھر میں اور کوئی کمرہ موجود نہیں تھا پر وہ یوں سب کے سامنے ثانیہ اور اپنے بیچ کی یہ دوری سب پر آشکار نہیں کرنا چاہتا تھا ۔

مہتاب نے ایک بھرپور نظر اس کے سراپے پر ڈالی جو آج پوری تقریب میں اس کی توجہ اپنی طرف مبزول کر رہا تھا ۔ ہمیشہ اسے سادہ حلیے میں دیکھا تھا تو آج اس کا یہ روپ بار بار دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا ۔

"جی ۔۔۔"

ثانیہ نے مدھم سی آواز میں جی کہنے پر اکتفا کیا ، ان کا اپنا کمرہ ہے ، بھلا میں کیا کہوں گی ،

www.classicurdumaterial.com

ایسے اجنبیت برت رہے ہیں جیسے یہ اب صرف میرا کمرہ ہے ۔

ثانیہ نے آہستگی سے رخ پھر سے سنگھار میز کی طرف موڑ دیا ۔ مہتاب اب ڈریسنگ روم کی الماری کھولے کھڑا تھا ۔

کان میں پہنے جھمکے اتارنے کے لیے ہاتھ اوپر کیا تو الجھ کر رہ گ ئی جھمکے کے نیچے لٹکتا موتی قمیض کے کندھوں پر موجود کام کے دھاگوں سے اسطرح الجھ گیا کہ جھمکے کا لاک بھی نہیں کھل رہا تھا ۔ مہتاب اب کمرے میں آ چکا تھا اور بیڈ کے پاس کھڑا اپنے موبائ ل پر نظریں جمائے ہوا تھا ۔

کن اکھیوں سے ثانیہ کو یوں جھمکے سے الجھتے دیکھا جب مسلسل دو منٹ تک وہ اسی طرح الجھتی رہی تو خود کو اس کی مدد کرنے سے نا روک سکا ۔

" چھوڑیں ایک منٹ "

عقب سے آتی مہتاب کی آواز پر اس کے مسلسل کوشش کرتے ہاتھ کان کے پاس جھمکے پر تھم گئے مہتاب نے قریب ہو کر غور سے جھمکے کے موتی کو کندھے پر موجود کام میں پھنسے ہوئے دیکھا ۔

مہتاب کے کپڑے بدل لینے کے بعد بھی اس کی کلون کی مہک ہنوز برقرار تھی جو اس کے یوں قریب آ جانے پر اس کی سانسوں میں بھی گھل رہی تھی ، کتنی مسحور کن خوشبو تھی وہ

دل میں سرہائے بنا نا رہ سکی ۔

موتی کو بڑی احتیاط سے قمیض کے کندھے سے نکال کر مہتاب نے جھمکا بھی کان سے نکال دیا ۔ شادی کے بعد آج وہ ثانیہ کو اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا وہ بہت خوبصورت معصوم صورت کی مالک تھی مہتاب کی یوں خود پر گڑی نظروں کی وجہ سے پلکیں کپکپا گ ئی تھیں ۔

" تھنکیو ۔۔ "

مہتاب کے ہاتھ سے جھمکا پکڑتے ہوئے آہستگی سے اس کا شکریہ ادا کیا ۔ مہتاب جو یوں یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا اس کے تھنکیو کہنے پر جیسے ہوش میں آیا اور پھر تیزی سے قدم واپس بیڈ کی طرف بڑھا دیے ۔

عجیب سی جھجک تھی شائ دا اس کی وجہ دونوں کی خاموش طبیعت تھی ، شادی کا یوں اچانک ہو جانا یا پھر دونوں کو ایک دوسرے کی سابقہ محبت کی شادی کا علم ہونا تھا ۔

زیور اتارنے کے بعد جب وہ کپڑے تبدیل کر کے واپس آئی تو مہتاب بیڈ کے ایک طرف لیٹ چکا تھا ۔ اس کا ایک الگ کمفرٹر بڑے سلیقے سے ایک طرف رکھا ہوا تھا جو شائ دا ابھی ابھی ایوا رکھ کر گ ئی تھی ۔

ثانیہ نے مہتاب کی طرف دیکھے بنا کمفرٹر کو کھولا اور سمٹ کر ایک طرف لیٹ گ ئی ۔ اگر اپنی بیٹی کے لیے ایک کیر ٹیکر ہی بنا کر رکھنا تھا تو یہ رشتہ بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔ ثانیہ

نے آنکھیں موند لی تھیں ۔ یہ اجنبیت اب محسوس ہونے لگی تھی ۔

کتنے عرصے کے بعد یوں اس کے ساتھ بیڈ پر کوئی موجود تھا نائ‌لہ چھپاک سے ذہن میں آگ‌ئی وہ کب ایک ہی بستر میں رہتے ہوئے اس سے اتنا دور رہتی تھی سر اسکے سینے پر ہوتا تھا اور بازو اس کی کمر کے گرد حائ‌ل ہوتے تھے ۔

وہ کیا سوچے جا رہا تھا خود پر حیرت ہو رہی تھی کیا ثانیہ کے ساتھ یہ قربت نائ‌لہ کے محبت کو ایک پل میں فراموش کر رہی تھی ۔ دل کیوں آج چاہ رہا تھا کہ ثانیہ نائ‌لہ کی طرح اس پر محبتیں لٹا دے پر وہ نائ‌لہ نہیں تھی وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی ۔

اپنی اپنی سوچوں میں گم ایک ہی بیڈ پر کچھ دوری پر لیٹے کب دونوں نفوس کی بند آنکھیں نیند میں ڈوب گ‌ئ‌یں خبر نہیں ہوئی ۔

****

ملک جہانزیب نے مسکراتے ہوئے آہستگی سے اپنا سر اوپر اٹھایا اور اپنے سامنے بیٹھے موحد کو دیکھا ۔ وہ اس وقت لاہور میں ملک جہانزیب کے اعلی شان بنگلے میں ان کے اکلوتے داماد کی حیثیت سے بیٹھا تھا ۔

لاہور پہنچ کر وہ ابھی گھر پہنچے ہی تھے جب ملک جہانزیب اسکے ہمراہ لاؤنج میں آ گئے ۔ کچھ دیر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سر اٹھا کر گلا صاف کیا ۔ شادی کے تاریخ طے ہونے

کے بعد یہ ان کی موحد سے پہلی گفتگو تھی ۔

" میں نے ردا کو بہت ناز سے پالا ہے ، شادی کے پندرہ سال بعد ، جب وہ دنیا میں آئی تو ایسا لگا جیسے اللہ نے مجھے ہر خوشی سے نواز دیا ہو "

ملک جہانزیب کی آواز میں ردا کے لیے بے پناہ محبت تھی ۔ موحد نے بغور ان کے وجیہہ چہرے کو دیکھا جہاں ایک بیٹی کے رخصت نا ہونے کے باوجود اس کی ن ئی زندگی کی شروعات کو لے کر پریشانی رقم تھی ۔

" اسے اتنے لاڈ سے پالا ہے میں نے کہ اس کے منہ سے نکلنے والی ہر بات ہر خواہش پوری کی ہے ، مجھے میری بیٹی سے بے حد محبت ہے اور میں امید رکھتا ہوں تم بھی اُسے وہی محبت دو گے "

ملک جہانزیب نے لب بھینچ کر مسکراتے ہوئے اپنی درخواست کی یقین دہانی کے لیے موحد کی طرف دیکھا ۔

ہاں اسی محبت نے تو نواب زادی کو اتنا بد دماغ بنا دیا ہے موحد نے دانت پیس کر سوچا اور زبردستی مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا ۔

" تھوڑی ضدی ہے ---"

ملک جہانزیب نے گہری سانس لے کر اس کی خامی ایسے بتائی جیسے یہ کوئی خامی نا ہو اور

تھوڑی کا لفظ موحد کو انتہائی نا مناسب لگا ۔

"لیکن بہت پیار کرنے والی ہے میری بیٹی "

اوہ ---پیار -- یہ لفظ تو محترمہ کو چھو کر نہیں گزرا موحد نے جل کر پہلو بدلہ

" جی بلکل --- "

بڑے مؤدب لہجے میں جی ایسے کہا جیسے اُس کے پیار کا وہ واحد گواہ ہو اس پوری دنیا میں ۔

مہتاب سے گزشتہ ہفتے کی ملاقات یاد آگئی جس میں اس نے بڑے رعب سے کہا تھا کہ

ملک جہانزیب کو تمھاری ردا سے نفرت کے بارے میں کوئی علم نہیں اور ہونا بھی نہیں چاہیے

۔

" اور میں نے تمہیں دل سے اپنا بیٹا مانا ہے یقین جانو جب ردا نے بتایا کہ وہ تم ہو تو دل کے اندر موجود سارے خدشات ایک دم ختم ہو گئے تم تو مجھے پہلے ہی سے بہت پسند تھے "

ملک جہانزیب نے محبت سے موحد کی طرف دیکھا ۔ وہ کوٹ پینٹ میں ملبوس تھا بس اب ٹائی نہیں لگی ہوئی تھی ۔ اگرچہ فلائیٹ بمشکل آدھے گھنٹے پر مشتمل تھی پھر بھی شادی کی تھکاوٹ کے آثار موحد کے چہرے پر واضح تھے ۔

" اوہ سوری بیٹا تم تھک گئے ہو گے اور ردا بھی ویٹ کر رہی ہوگی جاؤ کمرے میں "

اچانک ملک جہانزیب کو احساس ہوا کہ وہ تو اسے آتے ہی لے کر بیٹھ گئے نادم سے لہجے میں

اس سے معزرت کی ۔

" فہیم سر کو ان کے کمرے میں لے کر جاؤ "

ملک جہانزیب نے گردن کو خم دے کر آواز لگائی تو جن کی طرح فوراً ایک لڑکا ہاتھ باندھے نمودار ہوا جس نے ایک نظر موحد کی طرف دیکھا اور بڑے ادب سے آنے کا اشارہ کیا ۔ اس کا سامان تو پہلے ہی کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا ۔

ملک جہانزیب بھی اپنی جگہ سے اٹھ چکے تھے، موحد نے فہیم نامی ملازم کے پیچھے قدم بڑھا دیے شیشے کی طرح چمکتا فرش اور بیش قیمت آرائیشی چیزوں سے لیس گھر ان کی دولت اور طاقت کا منہ بولتا ثبوت تھا ۔

فہیم نے ایک کمرے کے دروازے کے سامنے جا کر مسکراتے ہوئے اشارہ کیا اور خود وہاں سے چل دیا ۔

موحد بنا دستک دیے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ۔ کمرہ تھا یا کوئی ھال خوبصورت کمرہ دل موہ لینے والی چیزوں سے آرائی‌ستہ تھا ۔ اور وہ جان کی دشمن سنگھار میز کے سامنے ملبے سے ہلکے گلابی رنگ کے نائی‌ٹ گاؤن میں ملبوس بالوں کی ڈھلیی سی پونی کیے اب شیشے کے عکس میں موحد کو گھور رہی تھی چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے عاری تھا پر گال اب بھی بے تحاشہ گلابی تھے ۔

موحد نے چاروں طرف نظر گھما کر دیکھا اور پھر گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو بڑے ناز سے اسے ہارا ہوا کھلاڑی تصور کیے ہوئے تھی ۔

تو ردا ملک میرا وقت شروع ہوا جاتا ہے اب ---- موحد نے بڑے انداز سے جیب سے سگریٹ نکال کر جلایا تو وہ جو سنگھار میز کے سامنے کھڑی اسی کو دیکھ رہی تھی جھٹکے سے مڑی اور بڑے جلال میں اس کی طرف بڑھی ۔ جاہل کہیں کا یہیں روم میں سگریٹ سلگا لی ۔

بڑے رعب سے ہاتھ اس کے منہ سے سگریٹ کھینچنے کو بڑھایا تو موحد نے کلائی تھام لی ۔

" ہمممم کمرہ تو تمھارے سائ‌ز کے حساب سے ہے ویلے "

دھواں ردا کے منہ پر چھوڑ کر طنزیہ لہجے میں کہا وہ جو سگریٹ اس کے منہ سے کھینچنے کے لیے آئی تھی یوں سگریٹ کا دھواں منہ پر آنے پر ناگواری سے کھانس دی غصہ مزید بڑھ گیا ۔

" ایکسکیوزمی--- یہ میرا کمرہ ہے اور یہاں سگریٹ پینا بلکل منع ہے یہاں تم صرف ویلے رہو گے جیسے میں چاہتی ہوں اور وہی کرو گے جو میں کہوں گی "

اپنی کلائی کو زور سے اسکے ہاتھوں میں گھمایا اور رعب سے جو سوچ رکھا تھا وہ کہا ۔ موحد نے مسکرا کر دیکھا بڑی گھٹیا پلیننگ کر رکھی ہے موٹی نے ، ایک دم سے کلائی کو جھٹکا دے کر اسے قریب کیا تو وہ لڑ کھڑا گ ئی

" جان --- یہ کیسی باتیں کر رہی ہو ، اب سے یہ کمرہ میرا بھی تو ہے ، آفٹر آل تم میری

www.classicurdumaterial.com

اکلوتی بیوی ہو"

ردا کی کمر کے گرد بازو حائل کیے وہ مصنوعی محبت سے گویا ہوا تو ردا اس کے اس انداز پر ششدر رہ گئی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے چھوڑو مجھے"

ایک دم سے اپنی کلائی گھما کر وار چلانا چاہا پر وہ سگریٹ منہ میں دبا کر دونوں ہاتھوں کا استعمال کرتا ہوا اسے گھما گیا اب ردا کی دونوں بازو اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں کیے وہ اس کا رخ مخالف سمت موڑ چکا تھا کراٹے ماسٹر اپنے آپ کو یوں گرفت میں دیکھ کر پیچ و تاب کھا گئی۔

"بے شک تمہارا وزن مجھ سے زیادہ ہی ہوگا پر طاقت نہیں"

چہرہ قریب کرتے ہوئے اس کے کان میں دانت پیستے ہوئے سرگوشی کی اتنے دن سے بھرا غبار اور بدلے کی آگ اس کی طاقت کو دگنا کر چکی تھی ردا اب دونوں کلائی چھڑوانے کی مسلسل کوشش میں تھی۔ پھر لب بھینچ کر ایک ہی جست میں اس کے ٹخنے پر پاؤں سے ایسے وار کیا کہ موحد کی گرفت تکلیف سی ڈھیلی ہوئی وہ جلدی سے اس سے فائدہ اٹھا کر گھوم کر سیدھی ہوئی اور پھر کلائی کو سہلاتی پیچھے ہوئی۔

"طاقت صرف جسمانی ہی نہیں ہوا کرتی ذہنی بھی ہوتی ہے، اس نشان کی پک ابھی بھا کو

بھیجتی ہوں "

ردا نے اپنی کلائی کے سرخ نشان کو دیکھتے ہوئے اکڑ کہا اور اس کو دھمکی دیتی آگے بڑھی ۔

موحد نے تمسخرانہ قہقہہ لگایا اور اس کے پیچھے چل دیا جو اب شائد موبائل فون اٹھانے کی غرض سے بیڈ کے پاس جا رہی تھی ۔

" یہ کیا بات ہوئی جان ---- اپنے پاس لانے کے لیے بازو پکڑا تھا تم پاس کیوں نہیں آ رہی "

موحد نے مصنوعی لاڈ سے کہتے ہوئے اسے پھر سے بازو سے پکڑ کر قریب کیا تو وہ جو اس کے اسطرح کے رد عمل کے لیے بلکل تیار نہیں تھی بھک سے سارا رعب ہوا ہوا ۔

"کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے "

بری طرح اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دور کرنے کی کوشش کی یہ کب سوچا تھا وہ ایسا کرنے لگے گا وہ تو یہی سوچ رہی تھی ایسے ہی کڑھتا رہے گا اور وہ ثانیہ کے نام سے بلیک میل کر کے پریشان کرے گی اسے ۔

موحد تو جیسے غصے میں سارا لحاظ اور شرم بالائے طاق رکھ چکا تھا ۔

" غلط تو کچھ بھی نہیں کر رہا ، کیا اس کا حق نہیں رکھتا میں "

اپنے ساتھ لگا کر اسے کے حیران سے چہرے پر سے بالوں کی لٹ کو ہٹایا تو وہ بدک کر چہرہ

پیچھے کر گ ئی ۔ اتنا قریب زندگی میں پہلی دفعہ کوئی تھا ۔

" نہیں ۔۔۔ چھوڑو اور اپنی اوقات میں رہو نہیں تو جانتے ہو میں کیا کر سکتی ہوں "

اپنے دونوں ہاتھوں کے ناخن اس کے کمر کے گرد حائ ل بازوں پر گاڑے اور خود کسمسا کر الگ ہونے کی کوشش کی ۔

"بائی دے وے کیا کہو گی سب سے کہ میں کیا کر رہا تھا ؟ "

موحد نے اس کے یوں ایک دم سے بدکنے سے محظوظ ہوتے ہوئے بڑے پرسکون لہجے میں پوچھا ۔

" خبردار اگر ایسا کچھ کرنے کا سوچا بھی تو ۔۔۔ اور یہ مت سمجھو اتنا آسان ہے مجھے زیر کرنا "

ردا نے ایک دم سے پوری قوت لگا کر رخ موڑا اور کہنی اس کے پیٹ میں مارنے کے لیے بازو پیچھے کیا جسے وہ ایک دم سے گرفت میں لے کر اپنا بچاؤ کر گیا ۔

بڑی آئی کراٹے ماسٹر وہ ہر طرح سے چاک وچوبند تھا جانتا تھا وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے اسی لیے اس کے ہر وار پر فوراً رد عمل دے رہا تھا ۔ طاقت ور تو وہ تھی ہی اتنی سی لڑائی میں ہی سانس تو اس کا بھی پھول چکا تھا ۔

" اچھا تو یہ بات ہے پھر دیکھ لیتے ہیں "

موحد نے کوٹ اتار کر ایک طرف پھینکا تو وہ جو یہ سب اب تک اس کا ڈرامہ تصور کر رہی تھی

اچانک اس کی سنجیدگی اور کوٹ اتارنے پر ٹھٹک گئی ۔

موحد کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سمجھ نہیں آیا کیا کرے جلدی سے بیڈ سائیڈ میز پر پڑے گلدان کو اٹھا کر اس کی طرف پھینکا جسے وہ اچک کر تھام گیا ۔

کمینی سی ہنسی سجا کر گلدان کو ایک طرف بیڈ پر اچھال کر وہ ردا کے اگلی چیز اٹھانے سے پہلے اس کے قریب پہنچا وہ جو خود کو اس سے بچانے کے لیے پیچھے ہوئی ایک دم سے ایسے گرفت میں آئی کہ بوکھلا کر گری ۔

مقابل صرف دکھنے میں ہی نہیں واقعی فربہ اندام تھا کہ اس کے ہوش اڑ گئے موحد کے حصار میں خود کا یوں بے بس ہونا ردا کے چہرے کا رنگ بدل گیا ۔

موحد ایک سکینڈ میں یہ اچھی طرح باور کروا گیا تھا کہ وہ چاہے تو اس کے کراٹے بھی اسے نہیں بچا سکیں گے ۔

ردا کی بے بسی اندر تک سکون اتار گئی ، یہ ---- یہ --- چہرہ آج سے پہلے نہیں دیکھا تھا اس کا ، موحد نے فتح مندی پر خفیف سا قہقہ لگایا ۔

" مس ردا ملک چاہوں نا تو میں بھی سب زبردستی کر سکتا ہوں پر میں تمھاری طرح گھٹیا اور طاقت کا گھمنڈ دکھانے والوں میں سے نہیں ہوں ۔ "

زہر خندہ لہجے میں اسے کان میں کہا تو ردا کا چہرہ تزلیل کے احساس سے سرخ ہو گیا ۔ کان

www.classicurdumaterial.com

کے کے قریب اس کی زہر اگلتی گرم آواز تن بدن جلا گ ئی ۔

" ایک بات کان کھول کر سن لو ، مجبور ہوں پر بے بس نہیں سمجھی "

ایک جھٹکے سے اس کو چھوڑ کر اٹھا اور بڑے رعب سے واش روم کی طرف بڑھ گیا اور وہ یونہی سرخ چہرہ لیے حیرت زدہ بیڈ پر لیٹی تھی ۔

موحد جب کپڑے تبدیل کر کے باہر نکلا تو وہ اس کو بیڈ کی طرف بڑھتا دیکھ کر تیکھی آواز میں چیخی ۔

" ادھر نہیں اُدھر صوفے پر جاؤ "

ردا نے غصے سے آنکھوں کا اشارہ صوفے کی طرف کیا موحد نے گردن موڑ کر دیکھا تو ایک عدد کمبل اور تکیہ صوفے پر پڑا تھا ۔

" جان ۔۔۔ اب اتنی بھی موٹی نہیں ہو کہ اس جہازی سائز بیڈ پر اکیلی لیٹو گی "

موحد نے مصنوعی پچکار کر کہا تو وہ اس کے پرسکون انداز اور موٹی کہنے پر تپ گ ئی جبکہ وہ بڑے آرام سے مسکراتا ہوا صوفے پر سے کمبل اور تکیہ اٹھا کر بیڈ پر آیا اور بڑے عُجب میں آنکھ مارتا ہوا تکیہ پھینک کر لیٹ گیا ۔

کیا کر رہا ہے یہ سب ؟ ، دماغ نے خود ساختہ سوال کیا ردا کا دماغ گھوم گیا ۔

" جان ۔۔۔ لائٹ آف کرو ایسے نیند نہیں آتی مجھے "

موحد نے کان کے قریب آ کر کہا تو وہ جو چہرہ اب موحد کی طرف سے موڑے غصے میں آنکھیں سکیڑے بیٹھی تھی بدک گ ئی ۔

ردا کے یوں ڈر جانے پر موحد نے پھر سے قہقہ لگایا، ایسا قہقہ جس میں اب اس کی فتح جھلک رہی تھی ۔ وہ بڑے آرام سے اپنی طرف کا لیمپ آف کر کے لیٹ گیا،

شکل سے اتنا چیپ نہیں لگتا جتنا نکلا ہے اسطرح اس کے ساتھ ایک کمرے میں رہنا بلکل مناسب نہیں ۔

اپنی ہی گیم اپنے گلے پڑتی دکھائی دینے لگی تھی، کتنی بیوقوف تھی یہ سب تو سوچا ہی نہیں تھا شائد اس کی وجہ یہ تھی کبھی کسی لڑکے کی جرأت ہی نہیں ہوئی اس کے یوں قریب آنے کی یا اس طرح کی جسارت کرنے کی اب موحد کی اس جرأت نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیے تھے ۔

وہ تو کہیں سے بھی پچھتاوے کا شکار نہیں لگ رہا تھا بڑے مزے سے آنکھوں پر بازو دھر کر سو رہا تھا ۔

گلدان اٹھا کر اس کے سر میں مارتی ہوں وہ دانت پیستے اٹھی پھر رک گ ئی ۔ ردا ملک اور اتنی بے بس ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا ۔ موحد آرام سے سو رہا تھا اور وہ یونہی ساری رات تلملاتی اب کیا کرنا ہے کے بارے میں سوچتی رہی ، صبح کی ملگجی سی روشنی پھیلنے پر نیند ایسی حاوی ہوئی

کہ پھر تو خبر نہیں ہوئی کہ تکیہ کہاں ہے اور سر کہاں ۔

****

صبح جب موحد کی آنکھ کھلی تو ردا آدھی لیٹی آدھی بیٹھی حالت میں ہی سو رہی تھی ۔ لاڈ میں پلی شہزادی زندگی میں شائد پہلی دفعہ یوں سوئی تھی ۔

اس کی اس حالت کو دیکھ کر موحد نے سکون سے انگڑائی لی رات تو صرف ٹریلر تھا اتنا تنگ کروں گا خود خلع لے لو گی مجھ سے تمسخرانہ مسکراہٹ سجا کر سوچتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا ، ٹریک سوٹ پہن کر واک کی غرض سے باہر آیا تو ان کا تو لان ہی ان کے ٹاؤن کے پارک کے برابر تھا وہیں تھوڑی سی واک کرنے کے بعد اب اندر آرہا تھا جب عقب سے تابندہ بیگم کی تیکھی آواز سنائی دی ۔

"گڈ مارننگ "

پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ آنکھوں کو سکوڑے گھورتی ہوئی یں اسی یہ بتا گ ئی یں کہ یہاں صرف ردا ہی اس کی جان کی دشمن نہیں ہے وہ ایک عدد ساس ہیں ۔

" اسلام علیکم "

موحد نے پرسکون لہجے میں گڈ مارننگ کا جواب سلام میں دیا اور سینے پر ہاتھ باندھے ، تابندہ بیگم سے بھی یہ پہلی باقاعدہ گفتگو تھی اس کی پر ان کے لب و لہجے میں ملک جہانزیب جیسی محبت

بلکل نہیں تھی ۔

" وعلیکم سلام ، واک شاک کر کے آئے ہو ؟ "

آبرؤ چڑھا کر سوال کیا ۔

" شاک نہیں جی صرف واک کی ہے "

موحد نے زبردستی کی شائستگی دکھائی

" اوہ وہی آئی مینز جاگنگ ۔۔۔ ردا کو بھی لے جاتے ساتھ "

تنک کر کہا اور آنکھوں کو سکوڑا ۔

" نہیں جی ایسے تو وہ پتلی ہو جائے گی "

موحد نے بڑی محبت سے جواب دیا تو وہ پوری آنکھیں کھول گ ئ یں ، تو ردا ٹھیک ہی کہتی تھی

کہ اسے وہ موٹی ہی پسند ہے پر اتنا خوبرو جوان عقل سے اتنا پیدل

" تو خود کیوں ہو رہے ہو پتلے پھر؟ "

تجبس سے سوال کیا ، موحد کو ایکدم سے وہ دلچسپ کریکٹر لگیں ۔

" کیونکہ مجھے موٹا ہونا پسند نہیں "

کندھے اچکا کر جواب دیا

" پھر ردا کو کیوں موٹا رکھ رہے ہو؟ "

اب کی بار تابندہ بیگم کی پیشانی پر بل تھے ، اسے موحد کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے ۔

" کیونکہ اس کو موٹا ہونا پسند ہے "

موحد نے مصنوعی بتیسی دکھائی

" ہن سمجھ لگی کہ وائے ردا لائی ک یو "

تابندہ بیگم نے ناک پھلائی ، اتنا حاضر جواب تھا اور چالاک تھا وہ کچھ تو خاص تھا اس میں پر بچو میں اپنی بیٹی کو دھوکا کھانے نہیں دوں گی تابندہ بیگم نے گردن ہلا کر سوچا ۔

" بائی دے وے آر یو پنجابی سپکینگ ؟ "

تابندہ بیگم نے اسے سامنے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔

" نہیں جی بلکل نہیں آتی صرف سمجھ سکتا ہوں "

موحد نے ہنسی دبا کر سنجیدگی سے سچ جواب دیا اور سامنے صوفے پر براجمان ہوا وہ بھی اب تفتیشی نگاہوں سے دیکھتی بیٹھ چکی تھیں ۔

" کراچی میں رہے ہو نا ؟ "

تابندہ بیگم نے ایک دم سے تیکھے سے لہجے میں سوال پوچھا

" جی ۔۔۔ آپ کو کیسے پتا چلا ؟ "

موحد کو واقعی حیرت ہوئی تھی ۔

" ہر لفظ کے نیچے زیر لگا رہے ہو پتا لگ ہی جاتا ہے بندے کو ، ویلے آئی ہیٹ کراچیز "

تابندہ بیگم نے نخوت سے ناک چڑھائی ۔

تابندہ بیگم کی کراچی والوں کے لیے ناگواری کا یہ عالم دیکھ کر موحد نے آبرؤ چڑھائے ۔ اُن کے انداز سے صاف موحد کے لیے ناپسندیدگی جھلک رہی تھی ۔

" ویلے آئی آل سو ہیٹ پنجابنیز پر زندگی آپکی برداشت آزمانے کے لیے اکثر ناپسندیدگی کا سامنا ضرور کرواتی ہے "

اچانک موحد کا تلخ ہوتا لہجہ تابندہ بیگم سے چھپا نہیں رہ سکا ۔ وہ بھی غصے سے بھرا ہوا تھا اس لیے ہر بات کا جواب تیار تھا ۔

" کیوں ویلے تو تم لوگ پنجابی ہو نا ؟ "

تابندہ بیگم نے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا ۔ موحد کا لہجہ اور انداز ان کو عجیب سا لگ رہا تھا ۔

" جی ویلے تو امی کی طرف سے پنجابی ہی ہیں پر وہ کیا ہے نا ۔ ۔ ۔پنجاب میں کم رہے ہیں تو اس لیے پنجابی نہیں اچھے لگتے "

موحد نے مصنوعی مسکراتے ہوئے جواب دیا ، اس کی پنجاب سے یوں نفرت کا کھلے عام تزکرہ تابندہ بیگم کو مزید تپا گیا ۔

" بے سوادا ج ئی یا --- " (بد ذائی قہ سا)

تابندہ بیگم کی آواز سرگوشی سے اونچی تھی جس پر موحد ان کے الفاظ پر بمشکل اپنی ہنسی دبانے میں کامیاب ہوا

" ویسے مجھے سمجھ آتی ہے پنجابی بولنی ہی نہیں آتی بس "

موحد نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے معنی خیز لہجے میں اپنی پنجابی سمجھنے کا بتایا یعنی وہ اب بے سوادے کا مطلب سمجھ چکا تھا، تابندہ بیگم گڑبڑا کر پہلو بد گ ئی یں ۔ انہیں موحد بے حد تیز طرار لگ رہا تھا ۔

" واہ----- موحد اٹھ گئے بیٹا جی ؟ "

ملک جہانزیب کے خوشگوار لہجے میں پکار پر موحد اور تابندہ بیگم نے ایک ساتھ دائی یں طرف گردن گھمائی جہاں وہ ہاتھ میں اخبار تھامے ٹریک سوٹ میں ملبوس ہشاش بشاش کھڑے تھے ، موحد کی ردا سے شادی نے ان کو پرسکون کر دیا تھا ۔ وہ اتنے جہاں دیدہ تھے کہ موحد کو پہچان سکتے تھے وہ کیسا انسان ہے ۔

انہیں ہمیشہ کی طرح اپنی بیٹی کے انتخاب پر فخر تھا ۔ موحد بھی ان کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا ۔ ردا جیسی بھی تھی لیکن ملک جہانزیب کی شخصیت احترام کے قابل تھی ۔

"تابندہ بیگم بیٹا اٹھ گیا ہے ناشتہ لگوائی یں اور ردا کہاں ہے بھئی ؟ --- اس کو بھی

اٹھائی ہیں "

ملک جہانزیب نے موحد کو گلے لگانے کے بعد محبت بھرے لہجے میں تابندہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ---"

تابندہ بیگم نے پر سوچ نگاہوں سے ملک جہانزیب کے موحد کے لیے اس جوشیلے محبت بھرے انداز کو دیکھا اور وہاں سے چل دیں۔

******

ردوازے پر دستک سے ردا کی آنکھ کھلی کسمسا کر گردن گھمائی، سسی اسے ناشتے کے لیے بلانے آئی تھی۔ اچانک اٹھنے پر احساس ہوا گردن میں شدید درد ہے وہ رات یونہی آڑے ترچھے انداز میں سو گئی تھے جس کے باعث یہ احساس تھا۔

بے ساختہ سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما تو سارا رات کا منظر، موحد کی بے باکی سب کچھ دماغ میں گھوم گیا۔ سسی کو ہاتھ ہلا کر آنے کا اشارہ کرتی اٹھی۔

اب کیا کرنا ہے ؟؟؟ رات بھر سوچ سوچ کر دماغ شل تھا سمجھ سے باہر تھا سب اور اب بھی اسی سوچ کے زیر اثر تھکاوٹ سی محسوس ہونے لگی تھی۔ پاؤں گھسیٹتی وہ باتھ روم کی طرف جا رہی تھی۔

www.classicurdumaterial.com

وہ دانتوں پر برش اتنی زور سے گھسا رہی تھی جیسا سار غصہ دانتوں پر نکال رہی ہو ، دماغ رات کے سارے منظر پر تپ رہا تھا ، وہ بھی ردا ملک تھی اتنی جلدی ہار ماننا اس نے کب سیکھا تھا ۔ پانی کو منہ کے اندر ڈالا اور مضمضہ کیا جب کے خود کو بغور شیشے میں دیکھ رہی تھی جہاں پہلی دفعہ ماتھے پر اجھن کی لکیریں رقم تھیں ۔

****

ثانیہ نے چھوٹا سا بیگ بیڈ پر رکھا اور الماری کی طرف پلٹی بیڈ پر بیٹھی مناہل اسے ہنوز سپاٹ چہرے کے ساتھ دیکھ رہی تھی ۔ کچھ دیر بعد ان کی لاہور کے لیے پرواز تھی رات کو رادا اور موحد کے لیے ملک جہانزیب نے ولیمے کی تقریب رکھی تھی جس میں اِن کو پہنچنا تھا ۔

" مناہل کی پسند کے کپڑے رکھیں گے سارے ٹھیک ہے "

ثانیہ نے کپڑوں کی الماری کی طرف رخ ک ئی یے محبت سے پچکارا اگرچہ وہ لوگ صرف ایک دن کے لیے ہی لاہور جا رہے تھے پر مناہل کے دو تین جوڑے رکھنے کا وہ سوچ چکی تھی ۔

" مناہل بتائے گی اس کو کون سا ڈریس پہننا ہے ؟ "

ثانیہ نے اس کے الماری میں لٹکتےچند فراک ہاتھ میں پکڑ کر مناہل کے سامنے بیڈ پر پھیلا دیے ۔

مناہل نے کچھ دیر یونہی کپڑوں کو پرشوق نگاہوں سے دیکھا اور پھر ہلکے گلابی رنگ کی فراک پر

www.classicurdumaterial.com

ننھا سا ہاتھ دھر دیا۔

" او۔۔۔ واؤ پنک کلر یہ تو میرا بھی بہت فیورٹ ہے "

مناہل نے ہنستے ہوئے اس کی پسند کو سراہا تو مناہل نے دلچسپی سے ثانیہ کی طرف دیکھا۔

" مجھے تو میک اپ بھی کرنا ہے ، جیسے آپ نے کیا تھا رات "

مناہل نے معصومیت سے اپنی خواہش ظاہر کی تو ثانیہ بے ساختہ ہنس دی ۔

" ارے بس اتنی سی خواہش ۔۔۔کریں گے ضرور ، بلکہ میں کروں گی اپنی گڑیا کے میک اپ "

ثانیہ نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو اپنے دونوں میں ہاتھوں میں لیا تو وہ دوستانہ انداز میں مسکرا دی ۔ یہ شادی کے بعد اس کی پہلی مسکراہٹ تھی ۔

وہ یونہی مناہل کو محبت سے دیکھ رہی تھی جب اچانک بیڈ پر پڑے اس کے محمول پر بجتی دھن نے اس کی توجہ اپنی طرف مبزول کی ۔ فون پر انجان نمبر جگمگا رہا تھا ۔

" ہیلو ۔۔۔"

حیرت کے ہلکے سے بل پیشانی پر ڈالتے ہوئے فون اٹھا کر کان سے لگاتے ہی ہیلو کہا ۔

" ہیلو ثانیہ ؟ "

دوسری طرف سے ابھرتی مردانہ آواز نے اسے ایک لمحے کے لیے مجمند کیا یہ آواز وہ کیسے بھول

سکتی تھی فون کی دوسری طرف رضا موجود تھا ۔

" دیکھو فون مت بند کرنا پلیز ثانیہ "

رضا کی بے چین سی آواز ابھری ، اس کا فون نمبر یقیناً اس نے جویرہ کی مدد سے حاصل کیا ہوگا ۔ جویرہ ان دونوں کی مشترکہ کزن اور ان کی محبت کی گواہ رہی تھی شروع سے ۔

"ثانیہ مجھے معاف کر دو پلیز "

وہ یوں ہی خاموش تھی جب رضا کی آواز پھر سے ابھری ، مناہل اب اپنے کپڑوں کو اٹھا کر دیکھ رہی تھی ثانیہ کو ایک دم سے جیسے ہوش آیا جلدی سے مناہل سے دور ہوتی وہ کمرے کی کھڑکی کے پاس گ ئی ۔

" دیکھیں رضا اب یہ معافی تلافی یہ سب کوئی حثیت نہیں رکھتی میرے لیے پلیز مجھے کال مت کریں "

ثانیہ نے دانت پیستے ہوئے آہستگی سے جواب دیا ۔

"ثانیہ ایک منٹ ۔۔۔ پلیز فون مت رکھنا "

رضا نے تڑپ کر اسے فون بند کرنے سے منع کیا

" دیکھو میں جانتا ہوں جس طرح میں تڑپ رہا ہوں تمھارے لیے تم بھی ایسے ہی خوش نہیں ہو مجھ سے بچھڑ کر "

رضا کے لہجے میں تڑپ تھی ویسی ہی تڑپ جو اس سے شادی کرنے سے پہلے ہوا کرتی تھی ،
سانس اٹکنے لگی تھی تو آنکھوں میں جیسے مرچیں سے بھر گ ئی تھیں ۔

" ایسا کچھ نہیں ہے آپ کی غلط فہمی ہے یہ اللہ حافظ "

ثانیہ نے جلدی سے فون بند کیا ۔ وہ تیز تیز سانس اندر باہر انڈیلتی چور سی نظر سے مناہل کی طرف دیکھ رہی تھی جو اس وقت اس کی طرف متوجہ نہیں تھی ۔

اچانک پھر سے محلول پر پیغام کی بجتی بیپ پر وہ بدک گ ئی گڑبڑا کر موبائ ل کو آنکھوں کے سامنے کیا اسی نمبر سے آیا پیغام سکرین پر جگمگا رہا تھا ۔

"ثانیہ --- مجھے ایک چانس اور دو پلیز ---- کیا کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ ہم پھر سے ایک ہو جائ یں میں نے اس دن تمھاری آنکھوں کی اداسی محسوس کی اور مجھے دیکھنے کے بعد جو حال تمھارے چہرے کا تھا مجھ سے چھپا نہیں تھا"

ثانیہ نے زرد پڑتے چہرے سے پیغام پڑھا ہاتھ کانپ گئے تھے تیزی سے فون پر انگلیاں چلاتے ہوئے اس کا نمبر بلاک کیا اور پیغام کو مٹا دیا ۔

****

"آ گ ئی میری شہزادی آؤ آؤ بیٹا آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا ناشتہ شروع کریں سب مل کر پھر ---- "

ردا کو ناشتے کے میز کی طرف بڑھتا دیکھ کر ملک جہانزیب نے خوشگوار لہجے میں کہا تو موحد نے گردن کو ان کی نظروں کے تعاقب میں موڑا ، ڈھیلے سے شارٹ کرتے کے نیچے جینز پہنے وہ تھکی سی خمار آلودہ نگاہوں کو اس پر جمائے اب ناشتے کی میز کی طرف بڑھ رہی تھی ۔

موحد نے اس کی حالت سے مسرور ہوتے ہوئے مسکراہٹ کو گہرا کیا اور پھر جلدی سے اٹھ کر کرسی کو اس کے بیٹھنے کے لیے پیچھے دھکیلا انداز ایسا مؤدبانہ تھا کہ ملک جہانزیب ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا دیے ۔ اور ردا اس کے اس طرز عمل پر ششدر رہ گئی ۔ وہ یقیناً بہت سوچ سمجھ کر کھیل رہا تھا ۔

"گڈ مارننگ ---"

موحد نے مصنوعی محبت بھرے لہجے سے ردا کے قریب ہوتے ہوئے کہا ردا نے اس کے ڈرامے کو حیرت سے دیکھا اور پھر آنکھوں کو غصے سے سکوڑا ۔ ردا کو سب سمجھ تھی وہ یہ سارا دکھاوا اسے محض تنگ کرنے کی خاطر کر رہا ہے اور وہ حقیقتاً بری طرح تنگ ہو بھی رہی تھی ۔ موحد کا یہ پرسکون انداز برداشت سے باہر تھا ۔

"کیسا ہے میرا بیٹا ؟"

ملک جہانزیب نے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے محبت سے پوچھا ، ردا نے کرسی پر بیٹھ کر ملک جہانزیب کی طرف دیکھا موحد بھی اب کرسی پر بیٹھ چکا تھا ۔

"ٹھیک بابا۔۔۔۔۔"

ردا نے آہستگی سے جواب دیا۔ ملک جہانزیب پر وہ موحد کے لیے اپنی نفرت کسی صورت بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ اگر ان کو اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی کہ اس نے یوں موحد کو بلیک میل کر کے شادی کی ہے تو وہ کبھی بھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے۔

" جان کیا دوں ٹوسٹ یا پراٹھا؟"

موحد کے شہد میں ڈوبے لہجے اور جان کے لفظ پر ردا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جو بڑی محبت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ملک جہانزیب تو موحد کی ردا کے لیے اس محبت پر سرشار ہو رہے تھے جبکہ تابندہ بیگم اب بھی شاکی نگاہوں سے موحد کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

" میں خود لے لیتی ہوں آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں"

ردا نے زبردستی کی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا اور پھر غصے سے پلیٹ کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھا۔

" موحد بیٹا یہ سب پوچھنا تو ردا کا فرض ہے، ردا آپ سرو کرو بیٹا موحد کو ناشتہ"

ملک جہانزیب نے مسکرا کر ردا کو حکم صادر کیا تو موحد بڑے آرام سے ہاتھ روک کر یوں بیٹھ گیا جیسے اب تو ردا ہی اسے کھانا پیش کرے گی۔

ردا نے خونخوار نگاہوں سے گھورا پر ملک جہانزیب کے مسلسل دیکھنے پر مجبوراً گویا ہوئی

"کیا چاہیے آپ کو ؟"

ردا نے دانت پیس کر لہجے کو قابو میں رکھتے ہوئے پوچھا ۔ جب کہ آنکھیں اسے ہنوز گھور رہی تھیں ، موحد کی کمینی سی مسکراہٹ اور چمکتی آنکھیں ردا کا خون جلا رہی تھیں ۔

پر اس وقت وہ ملک جہانزیب کے سامنے کچھ نہیں کر سکتی تھی پر یوں بازی پلٹ کر موحد کے ہاتھ میں آتی بھی برداشت سے باہر تھی ۔

******

مناہل کے چہرے پر میک اپ کرنے کے بعد وہ اب عجلت میں اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں گھسی، مناہل کی خوشی دیدنی تھی وہ بار بار بیڈ پر کھڑی سامنے شیشے میں خود کو دیکھ رہی تھی ۔

مناہل کو تیار کرنے بعد وہ خود بھی تیار ہو کر اب سنگھار میز کے سامنے کھڑی تھی جب کمرے کا دروازہ کھول کر مہتاب اندر داخل ہوا ۔ مہتاب کو دیکھتے ہی مناہل چہکتے ہوئے اس کی طرف لپکی

"بابی ثانیہ آنٹی نے مجھے میک اپ کیا ہے کیسی لگ رہی ہوں میں"

مناہل ایک جست میں ہی مہتاب کی ٹانگوں کے پاس منہ اٹھائے کھڑی تھی ۔ چھوٹی سی بچی کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی ۔

مناہل کے چہرے کو دیکھتے ہی مہتاب کے چہرے پر سے مسکراہٹ ایکدم سے غائب ہوئی اور پیشانی پر ناگوار سے شکن نمودار ہوئے

" جلدی اس کا چہرہ صاف کریں جلدی فوراً "

مہتاب کا لہجہ انتہائی سخت تھا ثانیہ جو مسکراتے ہوئے مہتاب کی طرف دیکھ رہی تھی اس کے اچانک اس رد عمل پر گھبرا گ ئی ۔

" وہ تو بچی ہے آپ کو تو خیال رکھنا چاہیے نا اتنی چھوٹی سی بچی ہے جس کے چہرے پر آپ یوں ---"

مہتاب نے غصے میں فقرے کو ادھورا چھوڑا پیشانی پر پڑے بل اور لہجے کی ناگواری ثانیہ کو خفت میں مبتلا کر گ ئی ۔

" وہ --- ضد کر رہی تھی تو ---"

ثانیہ نے پھیکے سے لہجے میں اپنی صفائی پیش کرنا چاہی ، اس نے تو مناہل کو بہت ہلکا سا میک اپ کیا تھا پر اس کی ضد پر وہ اسے تھوڑا گہرا کر گ ئی تھی ۔

" منہ دھوئیں اس کا پلیز "

مہتاب نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کاٹ کر ناگواری سے کہا ثانیہ نے شرمندگی سے آگے بڑھ کر مناہل کو گود میں اٹھایا اور تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گ ئی مہتاب کا

www.classicurdumaterial.com

اچانک ایسا رویہ دل دکھا گیا۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔

******

پورا چاند آسمان میں جگمگا رہا تھا اور ملک ہاؤس کے بسیط لان میں چمچماتی خوبصورت سجاوٹ کے ساتھ رنگینوں اور قہقوں کا سیلاب تھا۔

ملک جہانزیب نے ولیمہ کی تقریب پر شہر بھر کو مدعو کیا تھا خاص طور پر Rida کے تمام اہم پوسٹ پر موجود ملازمین مدعو تھے جن کی موجودگی میں کچھ دیر پہلے ہی ملک جہانزیب نے موحد کو Rida کا ایم ڈی بنانے کا فیصلہ سب کے گوش گزار کیا تھا۔

جہاں اس خبر پر لوگوں کی آنکھوں میں رشک، حسد جیسے تاثرات تھے وہاں سیاہ سوٹ میں ملبوس ایم ڈی صاحب بے حد سنجیدہ چہرہ کے ساتھ سرمد کی پاس کھڑے تھے اور سرمد کی چمکتی آنکھوں میں اس کے لیے بے پناہ محبت اور رشک تھا۔

" ایم ڈی بنا دیا ہے Rida کا اس سے بڑی بات کیا ہو گی، اب تو خوش ہو جا، کبھی خواب میں بھی سوچا تھا کہ ایسے ایک رات میں تم کہاں سے کہاں پہنچ جاؤ گے "

سرمد نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دبایا، اس کے چہرے پر موحد کی اس کامیابی پر خوشی رقص کر رہی تھی، پر وہاں دولہے صاحب کی صورت پر ہنوز گھڑی کے بارہ ہی بجے تھے۔

"گھر داماد ہونے کا کلنک تو لگ چکا، پھر اب ایم ڈی بنائیں یا چوکیدار کیا فرق پڑتا ہے" گہری سانس باہر مایوسی سے انڈیل کر اپنی صورت کے عین مطابق تلخ جملا اچھالا، سرمد نے تاسف سے اس کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے ہم سب کی خوشی نہیں عزیز تو مت بن گھر داماد، دیکھا جائے گا جو بھی ہو گا، ثانیہ گھر آ جائے گی میری نوکری ختم ہو جائے گی، پر خیر ہے تو ۔۔۔ تو خوش ہو گا نا میرے بھائی"

سرمد بھی آخر کو اس کا ہی بھائی تھا دانتوں کو آپس میں پیوست کیے دوگنی تلخی سے طنزیہ جملا ادا کیا تو وہ دل مسوس کر رہ گیا۔

"بھائی ۔۔۔"

موحد نے اس ایموشنل اٹیک پر بیزاریت سے دیکھا

"اپنی یہ انا اپنے پاس رکھ سمجھا خدا اگر نواز رہا ہے نا تو یہ بے قدری مت کر خدا کا واسطہ ہے، قسمت بار بار مہربان نہیں ہوا کرتی"

سرمد نے ناک پھلا کر انگلی اٹھاتے ہوئے تنبیہہ کیا اور وہاں سے بدمزہ سی صورت بنائے ایک طرف چل دیا۔ ردا کچھ دوری پر موجود سٹیج پر بہت سی لڑکیوں اور لڑکوں میں گھری بیٹھی تھی جو بار بار موحد کی طرف دیکھ رہے تھے سب امیر ماں باپ کی اولاد تھے جدید بے ہنگم لباسوں میں

www.classicurdumaterial.com

ملبوس اور ردا بھی ہلکے سے پیازی رنگ کی آستئینوں کے بنا میکسی نما فراک میں بڑے جدید طرز سے تیار ہوئی ان سب کے بیچ بیٹھی قہقہے لگاتی اس کا خون جلا رہی تھی ۔

ہن۔ن۔ن۔ ایم ڈی ، صرف نام کا ایم ڈی ، جتنی ڈومینٹ پرسنالٹی کی وہ مہرانی ہے مجھے اگر مالک بھی بنا کر پیش کریں تو رہوں گا میں وہی ہی ۔۔۔ سوچیں دماغ کو اور غصہ دلا رہی تھیں

۔

نہیں یہ عہدہ صرف نام کا نہیں رہنا چاہیے بلکل بھی نہیں ۔ کنپٹی کی رگیں نئے عزم سے ابھر گئیں تھیں ۔

تھوک نگلنے کے انداز میں اپنی صورت کا تاثر تبدیل کیا اور کچھ دوری پر کھڑے آفس کے لوگوں کی طرف چل دیا ۔

****

" جو بھی ہے بندہ کول ہے ، کیوں ارحم ؟ "

ردا کے ارد گرد جھمگٹا بنائے بیٹھی لڑکیوں میں سے ایک نے ستائیشی جملہ اچھالا ۔ سب کی نظریں سامنے کھڑے موحد کی طرف گھومیں

" کول بھی ہے اور اکڑو بھی دلچسپ آدمی ہے ، کیوں ردا "

ارحم نے لڑکی کی بات کی تائید کرتے ہوئے ردا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا ، ردا نے ایک جھٹکے سے بالوں کو پیچھے کیا ، آنکھوں کو سکوڑ کر نگاہیں موحد پر مرکوز کیں ۔

" اس کی یہی اکڑ تو برداشت نہیں مجھے ، مجھے یہ سمجھ نہیں آتا اس کو آخر بھرم کس بات کا ہے اگر صرف اپنی شکل و صورت کا ہے تو اتنا بھی ہینڈسم نہیں کہ یوں مجھے---- ردا ملک کو نیچا دکھائے "

ردا کے لہجے میں تکبر تھا اور آنکھوں میں بدلے کی آگ چمچما رہی تھی

" اففف ---- باپ رے ----اچھا یہ شرط تو پوری ہوئی کہ تم اس کو گھر لاؤ گی ، اب آگے کیا پلان ہے انکل نے تو اسے پکڑ کر ایم ڈی بنا دیا "

ارحم نے مزے سے آنکھیں نچاتے ہوئے سوال کیا تو سب اس سوال کے جواب کو جاننے کے لیے اب ردا پر نگاہیں جما کر بیٹھے تھے ۔

" ایم ڈی نام کا ہے صرف ڈونٹ وری ، آگے کیا کرنا ہے ---- وہ تو میں نے بھی نہیں سوچا ابھی تک ، بس ایک بات کی تسلی ہے کہ مجھ سے نفرت اتنی کرتا ہے جب بھی خلع لوں گی تو بھاگ کر چھوڑ دے گا ---- پر اس سے پہلے اس کی یہ اکڑ ختم کرنی ہے اور اس کو بتانا ہے میں کسی احساس کمتری کا شکار ہر گز نہیں ہوں میں پر اعتماد لڑکی ہوں مجھے میرے فیگر پر کوئی شرمندگی نہیں "

ردا نے دانت پیستے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ بیٹھے لڑکے اور لڑکیاں اس سب کو ایک کھیل سمجھ کر گردنیں ہلانے لگے ان امیر زادوں کے لیے شادی ، طلاق ، یہ سب باتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھیں ان سب کے لیے تو یہ محض ایک کھیل تھا جس میں ان کی امیر کبیر دوست ایک غریب لڑکے کی اکڑ اور تکبر پاش پاش کرنے میں لگی تھی ۔

" اچھا اب کھانا لگواؤ میرے لیے "

ردا نے اچانک سر جھٹک کر ساتھ بیٹھی لڑکی کو حکم صادر کیا ۔

" شرم کرو ابھی تو کسی نے نہیں شروع کیا دلہن ہو تم "

ارحم نے قہقہ لگا کر کہا ۔

" ہاں تو میری شادی ہے کھانا بھی سب سے پہلے مجھے ملنا چاہیے "

ردا نے قہقہ لگایا تو اس کے ارد گرد بیٹھے سب قہقے میں بھرپور طریقے سے اس کا ساتھ دے گئے ۔ وہ ان سب سے رات ہونے والی تذلیل اور ہار کو چھپا گ ئی تھی پر وہ خود جانتی تھی کہ وہ سب اسے اندر سے بری طرح پریشان کیے ہوئے تھا ۔

موحد سے وہ اس طرح کا کوئی تعلق قائ م کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی پھر چاہے وہ زبردستی ہی کیوں نا ہو اسے اس سب سے ہر صورت میں بچنا تھا ۔

****

"عدنان بتا رہا تھا ، پنگا ونگا لیا اس نے ردا ملک کے ساتھ اسی کی پاداش میں آج یہ سب ہے "

منیر نے گلاس میں موجود کولڈ ڈرنک کا سپ لیا اور ساتھ کھڑے سیف کے ساتھ سرگوشی کی

" نا کر یار ؟ ؟ میں بھی تو یہی سوچے جا رہا ہوں تب سے کہ یہ تو ردا ملک کے سے اتنی خار کھاتا تھا اور اب بڑے آرام سے اور شان سے گھوم رہا ہے "

سیف کی حیرت دیدنی تھی ، حیرت زدہ سی نظروں سے کچھ دور کھڑے موحد کو دیکھا ، جو ہمیشہ ناک چڑھا کر ردا ملک کی برائی کرتے ہی نظر آتا تھا ۔

" عدنان سہی بات تو نہیں بتاتا پر سنا یہی ہے بینڈ بجا دی ردا ملک نے اس کی اور پھر بڑی تیز لڑکی ہے بھئی گھر داماد بنا کر لے ہی آئی اس اکڑو کو "

منیر نے ایک آنکھ کے کونے کو معنی خیز انداز میں بند کیا اور سیف کے کندھے کے قریب سر جھکا کر سرگوشی کی ۔

" تو اس میں کیا ہے اتنی دولت مند بیوی کے لیے کوئی بھی بن جائے گھر داماد ، ہلکی سی موٹی ہے تو کیا ہوا ، خوبصورت تو ہے "

سیف نے کندھے اچکائے لبوں کو باہر نکال کر اس بات میں کوئی حیرت نا ظاہر کرتے

ہوئے ایسے کہا جیسے ردا ملک اگر اسے یہ پیش کش کرتی تو آج وہ بھی موحد عالمگیر کی جگہ ہوتا ۔

" نہیں جی کوئی بھی نہیں صرف وہ ، موحد عالمگیر کو غور سے دیکھ ردا ملک کوئی پاگل نہیں ہے جو کسی عام سے لڑکے کو بھی گھر داماد بنا لیتی "

منیر نے اس کی بات کی تردید کی اور کچھ دور کھڑے عدنان سے گفتگو کرتے موحد کی طرف توجہ دلائی ۔ سیف نے بغور اسے دیکھا جو یہاں موجود اپنی عمر کے تمام لڑکوں میں نمایاں تھا ۔ لمبا قد ، ستواں ناک ، ہلکی سی مونچھیں ،ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو ، گھنی پلکوں والی ذہین آنکھیں اور ان پر ٹکا چشمہ جو اس کے چہرے کے وقار کو چار چاند لگا رہا تھا ۔

منیر سو فیصد درست تھا ، موحد عالمگیر کی شخصیت غیر معمولی تھی موحد کو دیکھ کر کوئی بھی یہ سمجھ سکتا تھا کہ ردا ملک جیسی سر چڑھی دولت مند لڑکی اس کے عشق میں گرفتار ہوئی ہے ۔

" ارے دولت اچھے اچھوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتی ہے ساری نفرت بھلا کر قبول کر لی ہو گی غلامی اس کی "

سیف نے حسد سے جلتے ہوئے پھر سے طنزیہ جملا اچھالا تو منیر بھی اثبات میں سر ہلا گیا ۔ اور اس تقریب میں موجود یہ ساری باتیں ہر دوسرے ذی روح کی زبان پر تھیں ۔ اور کئی سرگوشیاں تو چلتے پھرتے اس کے کانوں میں بھی پڑ گئی تھیں ۔

ہوتی بھی کیوں نا وہ جس معاشرے سے تعلق رکھتا تھا وہاں گھر داماد ہونا ایک گالی ہی تو سمجھا جاتا تھا۔ ارے بھئی گردن اکڑا کر کسی کی بیٹی گھر لائی جائے تو سب واہ واہ کرتے ہیں پر کسی کا بیٹا کسی کے گھر میں ان کی اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے شادی کے بعد کسی بھی سوچ کے پیش نظر رہنے گے تو لوگوں کو اس کا یہ رہنا معیوب لگنے لگتا ہے۔

****

لان کی سبز گھاس پر آہستہ آہستہ چلتی ثانیہ ، علیزہ اور تانیہ سے علیحدہ ہو کر اب مناہل کو تلاش کر رہی تھی۔ تقریب اب تقریباً اختتام پر تھی بہت سے لوگ جا چکے تھے بس کچھ قریبی رشتہ دار موجود تھے۔

نچلے لب کو دانتوں میں دبائے متلاشی نظریں پورے لان میں گھماتی وہ اپنے عقب سے آتی نسوانی بازگشت پر پلٹی۔

"آئی تھنک یو آر مسز مہتاب ؟"

وہ سانولی سی جدید فیشن سے لیس لڑکی تھی جو آنکھوں میں سوال لیے اور لبوں پر ہلکی سی معنی خیز مسکان سجا کر کھڑی تھی۔

"جی"

ثانیہ نے اس کے سلام کے لیے بڑھے ہاتھ کو تھام کر آہستگی سے اس کے سوال کی

تصدیق میں جی کہنے پر اکتفا کیا ۔

" مشعل عبید ۔۔۔ ردا کی کزن ، ہم پہلی دفعہ مل رہے ہیں "

اس نے مسکرا کر اپنا تعارف کروایا تو جواباً ثانیہ بھی مسکرا دی

" نائس ٹو میٹ یو "

شائستگی سے مختصر جواب دیا وہ مہتاب ملک کے تمام حلقہ احباب سے مختصر ہی بات کرتی تھی ۔

" لو میرج ہوئی ہے ؟ "

مشعل نامی اس لڑکی نے بھنویں سکیڑ کر اگلا سوال کیا تو ثانیہ اس کے اس سوال پر اور اس کے چہرے کے تاثرات پر گڑبڑا گئی ۔

" نہیں ارینج "

مسکراہٹ کو برقرار رکھتے ہوئے مختصر جواب دیا ۔

" اوہ اچھا ۔۔۔ تو پھر تو یقیناً مہتاب ملک نے اپنی بیٹی کے لیے کی ہو گی یہ شادی ، میں بھی سوچ رہی تھی ، اس کو کیسے دوسری محبت ہو سکتی ہے "

مشعل نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجا کر کہا تو ثانیہ نے اس کی طرف نا سمجھی کا تاثر دیا ۔

"دنیا میں دو ہی رشتوں سے تو پیار ہے اس شخص کو ، اپنی بیٹی اور اپنی مری ہوئی بیوی سے "

مشعل نے اس کی نظروں میں موجود نا سمجھی کو بھانپ کر تلخی سے جواب دیا اور پھر ثانیہ کے

چہرے کے ایک دم سے بدلتے رنگ کو دیکھ کر کلام کا سلسلہ آگے بڑھایا

" وہ حثیت میں تو تم جیسی ہی تھی لیکن تم سے کہیں زیادہ خوبصورت تھی "

مشعل کی آنکھوں میں اب عجیب سا تاثر تھا جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی ۔ زبان گنگ تھی وہ کون تھی اور کیوں اس سے اس طرح کی باتیں کر رہی تھی ۔

پر وہ تو کھوئی کھوئی سے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی شائید ۔

"خوبصورتی کو پوجتا ہے دلوں کو روندتا ہے ، پتھر ہے ، سر پھوڑ پھوڑ کے تھک جاؤ گی پر یہ شخص کبھی تمھارا نہیں ہوگا اور نا قدر کرے گا تمھاری "

سخت روٹھے لہجے میں وہ اس کو آئینہ دکھا رہی تھی شائد ، ثانیہ اس کی باتوں میں الجھ گئی اور وہ ثانیہ کو یونہی الجھن میں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی ۔

ثانیہ نے کچھ دور مہتاب کی طرف دیکھا وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے ساتھ بیٹھے نفوس سے محو گفتگو تھا ۔

وجیہہ چہرہ ، بارعب شخصیت دل عجیب طرح سے دھڑکا ۔ سامنے بیٹھا یہ خوبرو شخص اس کا شوہر تھا وہ اس کے نکاح میں تھی ہاں پر صرف نکاح میں تھی اس کے دل میں نہیں تھی شائد ، مگر اس کا دل تو پوری ایمانداری سے اس رشتے کو اور اس کو قبول کر رہا تھا ۔

پر اس لڑکی کی باتوں نے دل کو اداسی کا شکار کر دیا تھا کیا واقعی ہے یہ رشتہ بس تا حیات

یونہی رہے گا مہتاب ملک کبھی اسے بیوی کی اور نائلہ کی جگہ نہیں دے گا۔

دل عجیب سی خواہش پالنے لگا کل تک تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا بلکہ آج شام والی ڈانٹ پر تو دل بری طرح ڈوب گیا تھا پر اب پاس کھڑی لڑکی کی باتوں نے جیسے اس کے دل کو اس خواہش سے روشناس کروا دیا تھا۔

****

تقریب رات گئے تک چلتی رہی تھی اور اب جب موحد کمرے میں آیا تو ثانیہ کو یوں ردا کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھا دیکھ کر حیرت سے آگے بڑھا۔

ثانیہ کے چہرے پر پریشانی جھلک رہی تھی جبکہ ردا مسکین ڈرامائی صورت بنائے بیٹھی تھی۔

موحد آبرؤ چڑھا کر آگے بڑھا اور قریب آ کر بنا سوال کئے سینے پر ہاتھ باندھ کر یوں کھڑا ہوا جیسے کہہ رہا ہو اب کیا ڈرامہ شروع کیا ہے اس نے۔

" شرم کرو تھوڑی ، کس طرح کا سلوک کیا تم نے کل ردا سے یہ تربیت کی ہے تمھاری ہم نے "

ثانیہ نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا تو وہ سب سمجھ گیا کہ ردا نے پھر سے اس کی دُکھتی رگ پر پاؤں رکھنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ پر اب ہر کمزوری کو اپنی طاقت بنانے کا عزم وہ کر چکا تھا مسکرا کر ردا کے قریب بیٹھا

"آپی--- اپنی بیوی کے پاس آنے پر شرم کروں ، عجیب بات کر رہی ہیں آپ ؟"

ردا کی طرف مصنوعی محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا وہ جو ردا کے ذریعے اسے اس سب سے باز رکھنے کی چال کھیل کر پرسکون بیٹھی تھی موحد کی ثانیہ کے سامنے ہی اس بے باکی پر ٹھٹک گ ئی گال ایک دم سے سرخ ہوئے۔

پھر آنکھیں سکیڑ کر چہرہ اس کی طرف موڑا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں دونوں طرف نگاہوں میں نفرت کی آگ جل رہی تھی اور تخیل میں وہ ایک دوسرے کے بال نوچ رہے تھے۔

"پاس آنے اور زبردستی کرنے میں فرق ہوتا ہے ، ثانیہ بھابھی اس کو بتا دیں یہ لاسٹ وارننگ ہے اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا تو اگلی دفعہ یہ سب میں بھا کو بتاؤں گی"

ردا ایک دم سے دونوں ہاتھ بیڈ پر مارتی ہوئی بھنا کر اپنی جگہ سے اٹھی ۔ عجیب ڈھیٹ انسان تھا کسی بات کا اب ڈر نہیں رہا تھا اسے ۔ وہ جو ہر بازی کو اس کی ہار سمجھ کر کھیل کو ختم کرنے کا فیصلہ کرتی تھی اس کی اگلی اکڑ مزید تپا دیتی تھی ۔

"ایک منٹ --- ایک منٹ"

موحد نے اس کی کلائی کو پکڑ کر ایک جھٹکے سے روکا ردا کی دھمکی دماغ کو تپا گ ئی ، پر وہ کلائی کو مڑوڑ کر ایک ہی جست میں کلائی چھوڑواتی تیزی سے باہر نکل گ ئی ۔

"یہ۔۔۔دیکھا۔۔۔دیکھا اسکو "

موحد نے ناک پھلا کر ردا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پاس بیٹھی ثانیہ کو دیکھا۔ پر ثانیہ نے اس بے چارگی کا مظاہرہ کیا کہ اس کے کندھے ڈھلک گئے۔

"آپی بہت۔۔۔ بہت ۔۔۔ برا پھنسا ہوں میں، مجھے یہ لڑکی ایک آنکھ نہیں بھاتی "

موحد نے افسردگی سے کہتے ہوئے گردن جھکا دی، ایک پل کے لیے سب اکڑ پس پشت چلی گ ئی

" جانتی ہوں تم سچ بول رہے ہو۔۔۔ مجھے ایسا لگتا ہے تمھاری اس حالت کی زمہ دار میں ہوں نا میری مہتاب سے شادی ہوتی اور نا تم یوں مجبور ہوتے "

ثانیہ کی رندھی سی آواز ابھری تو موحد نے تڑپ کر چہرہ اوپر اٹھایا وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے بے بس بیٹھی تھی۔

"آپی پلیز۔۔۔۔ آپ روئ یں مت "

موحد اس کے یوں رندھے ہوئے لہجے اور بھری ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ وہ بھی کیا کرتی چھوٹا بھائی اس کی خاطر ان چاہے رشتے کو نبھانے پر مجبور تھا۔

" میں ٹھیک ہوں اور اس کو بھی ٹھیک کر کے رہوں گا آپ فکر نا کریں بس مجھے اس سے ہر حال میں رشتہ ختم کرنا ہے، اسی لیے یہ سب کر رہا ہوں "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے ثانیہ کے پژمردہ چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنے ارادوں کے بارے میں بتایا تو وہ اُس کے رشتہ ختم کر دینے کی بات پر خوف سے نفی میں سر ہلا گئی ۔

" فکر نا کریں وہ خود چھوڑے گی مجھے میں نہیں چھوڑوں گا ، آپ کے رشتے پر آنچ نہیں آنے دوں گا "

موحد نے پرسوچ نگاہیں سامنے جما کر ثانیہ کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ سے تسلی بخش تھپکی دی ۔

****

قدم تھے کہ تھمے اور پھر فرش پر جم گئے تھے ، سامنے معصومیت ہی ایسی تھی ننھے ننھے ہاتھ جن سے وہ بار بار اپنے ماتھے پر سے بالوں کو ہٹا رہی تھی ۔

ایلے جیسے سفید اور گلابی روئی کے گالوں کی مانند نازک سی گڑیا ہو ، خوبصورت تو واقعی ماں جیسی تھی ۔ تابندہ بیگم دل میں مناہل کی خوبصورتی کو سراہتی اس کو یک ٹک تک رہی تھیں جو کھلی کچہری کی شیلف پر اونچے گھومتے سٹول پر بیٹھی تھی اور سسی اسے کچھ کھلا رہی تھی ۔

تقریب میں جب کھانا پیش ہوا تو اس وقت شائد وہ سو گئی تھی اسی وجہ سے اب رات کے دو بجے اسے سسی کھلا رہی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

قدم بے ساختہ اس طرف بڑھ گئے ذہن نے بارہا سرزنش کی پر دل تھا کہ اس کی معصومیت نے موہ لیا تھا۔ ننھا سے مہتاب کو جیسے سینے سے لگا کر ان کی ممتا کو تسکین مل جایا کرتی تھی ان لمحوں کی یاد بھی مناہل کی ہر ادا سے جھلک رہی تھی۔

"پچھے ہو ذرا بچی نو انج کھلائی دا جے (پیچھے ہو ذرا بچی کو ایسے کھلاتے ہیں کیا)"

تابندہ بیگم نے سسی کے قریب جا کر مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے اسے پیچھے ہونے کو کہا،

سسی نے حیرت سے تابندہ بیگم کو دیکھا اور پھر چمچ پلیٹ میں رکھ کر ایک طرف ہوئی۔

تابندہ بیگم نے پاس پڑے سٹول پر بیٹھ کر چمچ کو ہاتھ میں لیا اور بے پناہ محبت سے سامنے بیٹھے اس ننھی فرشتہ کو دیکھا جس پر انہیں بے پناہ پیار امڈ رہا تھا۔

محبت سے چاولوں کا بھرا چمچ اس کی طرف بڑھایا تو مناہل نے پھر سے ننھا سا ہاتھ اٹھا ماتھے سے آنکھوں میں ڈھلکتے بال پیچھے کیے اور حیران ہوتے ہوئے تابندہ بیگم کو دیکھا۔

"میں کون ہوں آپکی پتا ہے کیا؟"

محبت سے اس کی گال پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"دادو ہیں"

معصوم لہجے میں فوراً جواب آنے پر تابندہ بیگم کی خوشی کی انتہا نا رہی۔

"ہائے میں صدقے ---"

برجستہ اسے خود سے بھینچ ڈالا، وہ جانتی تھی وہ اس کی دادی ہے، مناہل کے ساتھ یہ ان کی کوئی پانچویں چھٹی ملاقات تھی جس میں وہ پہلی دفعہ اپنی انا پس پشت ڈال کر اس کے قریب آئی تھیں لیکن یقیناً مہتاب نے اسے تمام رشتوں کی پہچان کروا رکھی تھی۔

"اہم۔۔۔اہم۔۔۔۔"

عقب سے ردا کے گلا کھنکارنے کی آواز پر جزبز ہو کر فوراً پیچھے ہوئی یں گردن گھمائی تو ردا شریر سی محبت بھری چمک آنکھوں میں سموئے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

موحد اور ثانیہ کو کمرے میں چھوڑ کر وقت بے وقت بھوکے کے دورے کے باعث وہ کچھ کھانے کی غرض سے کچن میں آئی تھی جہاں سامنے کی منظر نے خوش کن حیرت میں مبتلا کر دیا۔

"سسی لے پھڑ انج کھلائی دا جے (سسی لو پکڑو ایسے کھلاتے ہیں)، سسی سہی نہیں کھلا رہی تھی تو اسے بتا رہی تھی میں کیسے کھلاتے ہیں"

تابندہ بیگم نے یک لخت چہرے پر سختی سجا کر کہا تو ردا مسکراہٹ دبا گ ئی۔ وہ چمچ واپس رکھ کر سنجیدہ سی صورت بنا کر ردا کے پاس سے گزرنے لگیں تو ردا نے ایک دم سے روک لیا

"مما"

تابندہ بیگم کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا، وہ متواتر نظریں چرا رہی تھیں جیسے پتہ

نہیں کتنی بڑی چوری پکڑی گ ئی ہو ۔

" بھا روم میں اکیلے ہیں "

ان کے کان کے پاس ہو کر معنی خیز سرگوشی کی جس پر وہ پیشانی پر بل ڈالے پیچھے ہوئی یں

۔

" فیر میں کی کراں (پھر میں کیا کروں) "

نخوت سے ناک چڑھائی ، ردا مسکرا کر پیچھے ہوئی اور پھر مناہل کی طرف بڑھ گ ئی ۔

" او۔۔۔ پھپھو کی ڈول کا کھالی ہے ؟ (کیا کھا رہی ہے ؟) "

دانتوں کو محبت سے جوڑے وہ مناہل کے اب گال کھینچ رہی تھی ، تابندہ بیگم نے سر جھٹک کر قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھائے ۔

قدم مہتاب کے کمرے کی جلتی روشنی کو دیکھ کر تھمے ہاتھ ہوا میں معلق ہوا پر پھر دھیرے دھیرے دروازے پر دستک دینے کے انداز میں کھلی انگلیاں ایک کے بعد دوسری نیچے کو گرتی گ ئی یں اور پھر پورا ہاتھ نیچے ہوا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھ گ ئی یں ۔

انا آڑے آ رہی تھی ، تابندہ جہانزیب جو خاندان بھر میں اپنی اکڑ اور اپنی ضد پر مشہور تھیں کیسے جھک جاتیں اس بیٹے کے آگے جسے چھ سال پہلے وہ اپنی ہر محبت سے برخاست کر چکی تھیں

۔

****

ثانیہ کمرے میں داخل ہوئی تو مناہل مہتاب کے سینے پر سر رکھے لیٹے تھی اور وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

وہ موحد سے باتوں میں اتنی مگن ہوئی کہ تین بجے موحد کی بند ہوتی آنکھوں کی باعث اس کے کمرے سے اٹھ کر ملک ہاوئس کے اس کمرے میں آئی جہاں اسے اور مہتاب کو ٹھہرایا گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی مہتاب کو مناہل کے ساتھ یوں دیکھ کر شام کا سارا منظر آنکھوں کے سامنے ناچنے لگا۔

مہتاب کی خود پر جمی نگاہوں کو یکسر نظر انداز کرتی وہ واش روم کی طرف بڑھ گ ئی۔ مشعل نامی لڑکی کی بات سچ تھی یہ شخص صرف اپنی بیٹی سے محبت کرتا ہے۔ گہری سانس خارج کرتے ہوئے پانی کے چھینٹے منہ پر مارے۔

مناہل کے بالوں میں دھیرے سے ہاتھ پھیرتے ہوئے مہتاب نے واشروم کے بند دروازے کی طرف دیکھا۔ ثانیہ کے یوں بے رخی دکھا کر گزر جانا محسوس ہوا تھا۔

"بابی آنٹی رو رہی تھیں اس وقت جب آپ نے ان کو ڈانٹا تھا"

مناہل کی آواز پر مہتاب جو واش روم کی بند دروازے کو دیکھ رہا تھا چونک کر نیچے دیکھا مناہل اس کے سینے پر سر رکھے، دونوں آنکھوں کی پتلیاں اوپر اٹھائے اسے ثانیہ کے رونے کا بتا رہی

تھی ۔

ثانیہ جب مناہل کا منہ دھلانے کی غرض سے اسے واش روم لے کر گ ئی تو گالوں تک لڑھکتے آنسو مناہل سے پوشیدہ نا رہ سکے ۔

مناہل کی بات سن کر مہتاب کو ایک دم سے اپنے ترش رویے کا احساس ہوا۔ اور ثانیہ کے رونے کا سن کر تو دل ایک دم سے ڈوب گیا ۔

ثانیہ باہر نکل کر اب سنگھار میز کے سامنے کھڑی زیور اتار رہی تھی ۔ مہتاب نے نگاہیں جھکا کر نیچے گود میں دیکھا تو مناہل سو گ ئی تھی ۔ دھیرے سے اپنے گھٹنے پر سے اس کا سر اٹھایا اور تکیے پر رکھ دیا ۔

ثانیہ نے سنگھار میز کے آئی ینے میں کن اکھیوں سے مہتاب کو دیکھا سفید رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس وہ آج بہت مختلف لگ رہا تھا ۔ ثانیہ آہستگی سے چل کر بیڈ کے پاس آئی اور تکیہ اٹھا کر بیڈ سے کچھ دور گے صوفے کی طرف قدم بڑھائے

" ثانیہ آپ صوفے پر کیوں جا رہی ہیں ؟ "

مہتاب کی حیران کن بازگشت پر اس کے بڑھتے قدم رکے

" وہ میں نے سوچا آپ اور مناہل بیڈ پر سو جائ یں میں صوفے پر سو جاتی ہوں "

بنا پلٹے سنجیدگی سے جواب دیا ، مہتاب جلدی سے بیڈ پر سے اٹھ کر اس کے قریب آیا ۔

www.classicurdumaterial.com

" نہیں آپ مناہل کے ساتھ بیڈ پر سوئیں گی ، صوفے پر میں سو جاتا ہوں "

نرمی سے حکم صادر کیا اور ثانیہ کے بلکل سامنے آ کر اس کے ہاتھ سے تکیہ لے لیا

"آپ بے آرام ہوں گے مجھے عادت ہے میں سو جاؤں گی صوفے پر "

ثانیہ نے ہنوز سنجیدگی سے جواب دیا اور بڑی ہمت دکھاتے ہوئے تکیہ پھر سے مہتاب کے ہاتھ سے پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا ۔ مہتاب نے تکیہ دینے کے بجائے ہاتھ کو تھاما تو وہ گڑبڑا سی گئی ۔ ساری ہمت زمین بوس ہوگئی

" ثانیہ آئی ایم رئیلی سوری میں آج مناہل کے میک اپ کی بات پر آپ سے بہت ہارش ہو گیا تھا "

ہاتھ پر نرم سی گرفت رکھتے ہوئے معزرت خواہ لہجہ اپنایا ثانیہ کی پلکیں گالوں پر لرز گئیں ۔ اس کا یہ انداز مہتاب کا دل گدگدا گیا وہ اس لمحے دنیا کی حسین ترین لڑکی لگ رہی تھی ۔

" کوئی بات نہیں مجھے بھی خیال کرنا چاہیے تھا بچے ضد کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان کی ہر ضد مان لی جائے ، پر اس وقت مجھے مناہل کے قریب آنا زیادہ امپورٹنٹ لگا "

ثانیہ نے خفا سے لہجے میں معزرت کو قبول کیا

" تھنکیو --- "

ثانیہ کا ہاتھ ہنوز مہتاب کے ہاتھ میں تھا جس پر تھنکیو کہتے ہوئے گرفت ہلکی سی مضبوط ہوئی

۔

"آپ روئی ہیں بھی تھیں ثانیہ ؟"

آہستگی سے پریشان سے لہجے میں سوال کیا، ثانیہ نے حیرت سے جھکی نگاہیں اٹھائی ہیں ، ان کو میرے رونے کا کیسے پتا چلا

"مجھے بہت برا لگا میری وجہ سے آپکا دل دکھا"

مہتاب کے لہجے میں ندامت عیاں تھی ، ثانیہ کو اپنے سامنے کھڑا یہ بارعب سا شخص بہت اچھا لگا۔

"وہ آپ اس وقت اتنا زیادہ غصے میں تھے مجھے لگا کہ میں نے کوئی بہت بڑی غلطی کر دی ہے"

ثانیہ نے ایک بھرپور نظر ڈال کر نظریں چراتے ہوئے جواب دیا

"رئیلی سوری ، بس غصہ کبھی کبھی آتا ہے پر ایسا آتا ہے کہ پتا نہیں چلتا پھر کچھ"

مہتاب نے ندامت بھرے لہجے میں پھر سے معافی مانگی ، پر اس کے غصے کی بات پر ثانیہ کے ذہن میں یک لخت رضا کا غصہ گھوم گیا ، چہرے پر ایکدم سے خوف کا سایہ لہرا گیا

"اسی لیے غصے کو حرام کہا گیا ہے اور مجھے اس طرح کے غصے سے خوف آتا ہے"

ٹرانس میں مہتاب کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی وہ اپنے دل کے بات اور خوف کو ظاہر کر

گ ئی چہرے پر ایکدم سے سختی کا تاثر بن گیا، مہتاب سے اس کے چہرے پر امڈ آتی سختی چھپی نا رہ سکی

"آپ اپ سیٹ نا ہوں میں خیال رکھوں گا پھر کبھی ایسا کچھ نا ہو ، مناہل کا آپ کی طرف یہ مثبت جھکاؤ اچھا لگا مجھے "

بڑے ملائ م سے لہجے میں اس کے چہرے کی سختی کے باعث بات کو بدلہ ، پر ثانیہ کے چہرے کا خوف کم نا ہوا

" شکریہ --- "

ثانیہ نے پھیکے سے لہجے میں شکریہ ادا کیا - مہتاب سے اس کے چہرے کا یہ بدلتا رنگ چھپا نا رہ سکا -

" تھک گ ئی ہوں گی بیڈ پر سو جائ یں ، میں سو جاؤں گا صوفے پر ڈونٹ وری صبح کی فلائ یٹ ہے پیکنگ کے لیے آلارم لگا لیں"

نرمی سے کہتا ہوا وہ صوفے کی طرف بڑھ گیا، ثانیہ نے بھی قدم بیڈ کی طرف بڑھا دیے -

****

دن بھر سونے کے بعد اب شام کے چار بجے وہ اٹھی تھی رات جان بوجھ کر وہ پانچ بجے کے قریب کمرے میں آئی تو موحد بے خبر سو رہا تھا شکر ادا کرتی وہ بھی سو گ ئی اور پھر پورا دن

سونے کے بعد اب کسی کے جگانے پر آنکھ کھلی وہ کھانے کے لیے باہر بلا رہی تھی ۔

جب تک منہ ہاتھ دھو کر باہر نکلی بھوک اپنی شدت پکڑ چکی تھی ۔باہر آئی تو موحد سمیت ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کھانے کے میز پر براجمان تھے ۔

موحد اور ملک جہانزیب خوشگوار انداز میں گفتگو میں مگن تھے ۔ وہ پاس آئی تو موحد نے فوراً اٹھ کر کل کی طرح کرسی کو پیچھے کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔

موحد کی اس جھوٹی عزت دینے پر دانت پیستے وہ کرسی پر بیٹھی اور عجلت میں بریانی سے بھری ڈش کو اپنی طرف کھینچا ، پر موحد نے ٹرے کو دوسری طرف سے پکڑ کر کھینچا اور پھر سے دوری بنا کر دوسرے ہاتھ سے اس کے سامنے سلاد سا بھرا باؤل رکھ دیا

" یہ ---- کیا ؟"

ردا نے حیرت سے فوراً سر کو اٹھا کر سوالیہ نظروں سے موحد کی طرف دیکھا ۔جو بھرپور مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا

" سیلڈ ہے جان کیا ہوا ؟ "

موحد نے مصنوعی حیرت چہرے پر طاری کرتے ہوئے جواب دیا ردا نے ناک پھلا کر اسے یکسر نظر انداز کیا اور رخ تابندہ بیگم کی طرف کیا ۔

" مما مجھے بہت بھوک لگی ہے آپ نے پھر یہ سیلڈ بنوا لیا "

www.classicurdumaterial.com

خفا سے لہجے میں تابندہ بیگم سے شکوہ کیا، اس کے خیال میں یہ سیلڈ والا کام ہمیشہ کی طرح تابندہ بیگم کی طرف سے عمل میں آیا ہے

" مما نے نہیں میں نے بنوایا ہے تمھارے لیے "

تابندہ بیگم کے بجائے جواب موحد کی طرف سے موصول ہوا تو ردا نے آنکھیں سکوڑ کر موحد کو دیکھا

" جان بھول بھی گ ئی ابھی رات کو ہی تو پرامس کیا ہے کہ ڈائ ٹ شروع کرو گی تم "

موحد نے اس کے غصے سے لاپرواہی برتتے ہوئے مصنوعی لاڈ دکھایا تو ردا نے بمشکل غصے کو قابو کیا۔

" نہیں میں نے ایسا کچھ بھی پرامس نہیں کیا آپ بھی نا بس مجھے بریانی ہی کھانی ہے "

ردا نے بھی زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر مصنوعی محبت جتاتے ہوئے جواب دیا۔

" بابا اب دیکھیں اپنی لاڈلی کو ذرا ---- مجھ سے کہتی کچھ اور ہے اور کرتی کچھ ہے "

موحد نے بڑے ڈرامائی انداز میں ملک جہانزیب کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا، جو متواتر دونوں کی اس محبت کو دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔

بابا ---- کمینہ کہیں کا ردا نے موحد کے پاؤں پر زور سے پاؤں مارا جس کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

" بے بی میں نے بہت سپیشل سیلڈ بنوایا ہے اور سن لو کان کھول کر اب سے تمھارا ڈائ‌ٹ چارٹ میں فولو کرواؤں گا "

موحد نے پیشانی پر بل ڈال کر محبت بھرے لہجے میں اسے ڈپٹا ۔ اور تابندہ بیگم پہلی دفعہ موحد سے متاثر ہوئ‌یں

" ردا یہ اب تمھاری مما نہیں ہیں جو تمھارے لاڈ میں ہار جاتی تھیں ، موحد بیٹا کیپ اٹ اپ ، اس بات میں ہر طرح کی سختی کی میں تمہیں اجازت دیتا ہوں "

ملک جہانزیب نے قہقہ لگاتے ہوئے موحد کا ساتھ دیا تو ردا کا منہ حیرت سے کھل گیا ۔

" مجھے کچھ نہیں کھانا "

ایک جھٹکے سے وہ کرسی پر سے اٹھی اور کمرے کی طرف بڑھ گ‌ئی

" یہ تو اور بھی اچھی بات ہے "

موحد کی پیچھے سے آتی ہانک پر اس کا خون تک جل گیا ، رات کا کھانا کھایا ہوا تھا اور اب بھوک سے برا حال تھا ۔

" کوئ‌ی اچھی بات ن‌ئی ، کمرے وچ جائے گی فون کما کے برگر پیزا آرڈر کر لے گی (کمرے میں جائے گی فون گھما کر برگر ، پیزا آرڈر کر لے گی)"

تابندہ بیگم نے سر کو ہوا میں مارتے ہوئے تاسف بھرے لہجے میں اس کے رد عمل سے آگاہی

دی

" ممی جی ---- ڈونٹ وری اب سے کھائے گی تو سیلڈ ہی "

موحد نے مسکراتے ہوئے تابندہ بیگم سے کہا تو وہ موحد کو بے یقینی سے دیکھ کر مسکرا دیں ایسے جیسے کہ دیکھ لو تم بھی ٹرائی کر کے ۔

کمرے میں آ کر فوراً پیزا کا آرڈر دیا اور ٹی وی آن کر کے بیٹھ گ ئی ، وہ یونہی بار بار گھڑی پر دیکھ رہی تھی آج اگر بھوک لگی تھی تو وقت بھی ظلم ڈھا رہا تھا ۔

موحد کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیڈ پر گود میں کشن دھر کر نڈھال سے انداز میں بیٹھی ردا کو دیکھ کر مسکراہٹ دبا گیا ۔

ہائے تمھاری یہ پژمردہ سی صورت سکون دیتی ہے میری روح کو موحد نے دل پر بے ساختہ ہاتھ رکھ کر سوچا ۔

وہ اب فون کان کو لگائے پیشانی پر بل ڈالے بیٹھی تھی ۔اور فون کے دوسرے طرف موجود نفس کے کچھ کہنے پر وہ اچھل کر کھڑی ہوئی۔

" کیا مطلب کس نے ریسو کیا ؟ آپ کم از کم مجھ سے کنفرم تو کرتے کال پر"

ردا تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی ۔ اس کا پیزا پندرہ منٹ پہلے ہی رسیو ہو چکا تھا ۔

"کوئی فائدہ نہیں واپس آجاؤ ، نیلم ، سسی اور حمید تمہارے پیزا کے ساتھ پارٹی منا چکے "

موحد نے انگڑائی لیتے ہوئے مزے سے جواب دیا ، وہ باہر گیٹ پر ہی کھڑا تھا جب ڈیلوری بوائے آیا اس جو فون کرنے سے روکتے ہوئے پیزا اس سے لے لیا ، موحد کی بات پر اس کے قدم تھمے اور پھر وہ دندناتی ہوئی آگے بڑھی ، ایک دم سے موحد کے گریبان پر جھپٹی تو دونوں کلائیاں اس کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں آگئیں ۔

" ویسے حیرت ہوتی ہے ڈارلنگ تین بندوں کا کھانا تم نے اکیلی نے کھانا تھا "

مسکراہٹ دبا کر تمسخرانہ جملا اچھالا

" شٹ اپ "

ردا نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جھٹکے دے کر چھڑوانے کی کوشش کی

" یو شٹ اپ "

موحد نے ترکی با ترکی جواب دیتے ہوئے اس کی مزاحمت کو ناکام بنایا ۔

" تم یہ سب نہیں کر سکتے میرے ساتھ "

ردا نے چیخ کر کہا اور غصے سے اسے مارنے کے لیے ٹانگ گھمائی تو موحد نے اک جھٹکے سے اس کے بازو چھوڑے ، ردا نے خونخوار نگاہ اس پر ڈالی اور بیڈ کی سائیڈ میز پر رکھی کار کی چابی اٹھائی

www.classicurdumaterial.com

ابھی سیدھی ہوئی تھی کہ موحد نے اس کے ہاتھ سے چابی کو کھینچ لیا۔

" چابی دو کیا بدتمیزی ہے "

ردا نے چیخ کر کہا وہ بہت زیادہ تنگ کر رہا تھا اور بھوک اور غصے سے ردا کا برا حال تھا۔

" بے بی کار ڈرائیو کر کے جاؤ گی خود نو نو --- ابھی بابا کو بتاتا ہوں "

موحد نے مصنوعی پچکارتے ہوئے کہا ردا جو غصے سے اس پر وار کرنے کو آگے بڑھی تو موحد نے ہر وار کا فوری رد عمل ظاہر کرتے ہوئے اسے گھما کر اس کے دونوں بازو پیچھے موڑ دیے جھٹکا دے کر اپنے ساتھ لگایا اور گال اس کے گال کے ساتھ جوڑ دیا جو مسلسل دانتوں کو پیستے ہوئے مزاحمت کر رہی تھی ۔ بازو مڑنے کی وجہ سے تکلیف کے آثار بھی چہرے پر موجود تھے ۔

" مائی ڈیر سویٹ ہارٹ یہ اپنی اکڑ سنبھال کر رکھو ، آخر کو ہوں تو مرد ذات بہک بھی سکتا ہوں ، ویسے اب تک بہت سی کلیوریز برن ہو چکی ہوں گی تو جاؤ جو کھانا ہے کھا لو "

ردا کے کان کے قریب خمار آلودہ لہجے میں کہا تو وہ اس کے اس انداز پر اور آواز کے بھاری پن کے باعث بدکی موحد نے ایکدم سے چھوڑا تو وہ لڑکھڑا گ ئی پر پھر وہاں رکی نہیں غصے سے تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل گ ئی ۔

موحد کی یہ بے باکی اس کو اندر سے ہلا دیتی تھی سرخ چہرہ لیے کچن میں آئی تو کسی برتن

دھونے میں مصروف تھی ۔

"کھانا لگاؤ میرے لیے "

غصے میں حکم صادر کیا

" بی بی وہ موحد صاحب نے۔۔۔ "

سسی نے جھجکتے ہوئے بات شروع کی

" بکواس بند کرو جو کہا وہ کرو کھانا لگاؤ میرے لیے "

ردا نے چیخ کر اس کی بات کاٹی تو کانپ کر فوراً آگے بڑھی ۔

****

مہتاب لان میں آیا تو ثانیہ اور مناہل کو کھیلتا دیکھ کر بے ساختہ مسکراہٹ لبوں پر امڈ آئی آفس سے واپس آ کر وہ سو گیا تھا اور اب اٹھ کر باہر آیا تھا جہاں ثانیہ آنکھوں پر پٹی باندھے مناہل کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی اور وہ بچ رہی تھی ۔

مہتاب یونہی مسکراتا ہوا ثانیہ کے عقب میں آیا تو ثانیہ نے مناہل سمجھ کر فوراً رخ موڑا اور بری طرح مہتاب سے ٹکرا گ ئی جلدی سی پٹی کو آنکھوں سے اتارا تو مہتاب کی مسکراتی محبت بھری نظروں سے گڑبڑا کر نگاہیں جھکا لیں ۔

" سوری ۔۔۔۔ "

آہستگی سے شرمندہ لہجے میں معزرت کی ۔

" اٹس اوکے "

مہتاب نے نرمی سے کہا جبکہ نگاہیں اب بھی اس کے صبیح چہرے کا طواف کر رہی تھیں ۔

جو آج اس کا دل پورے طریقے سے جیت چکی تھی مناہل اس کے ساتھ خوش تھی یہ بات مہتاب کو سرشار کر گئی ۔

" بابی کی باری ---- بابی کی باری "

مناہل کے اچانک چھکنے پر جیسے وہ ہوش میں آیا ۔

" ارے نہیں بھئی آپ آنٹی ساتھ کھیلو "

مہتاب نے مناہل کی ضد پر خفیف سا قہقہ لگاتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی

" نو آپ بھی کھیلیں گے ساتھ "

مناہل نے خفگی سے کہا اور پھر وہ ایسی ضد پر آئی کہ مہتاب کو ہار ماننا پڑی آنکھوں پر پٹی باندھتے ہوئے ہلکی سی آڑ رکھ لی

مناہل اور ثانیہ اب بھاگ رہی تھیں جو اسے صاف نظر آ رہی تھیں ۔ ثانیہ کو یوں مسکراتے ہوئے بھاگتے دیکھ کر دل میں اچانک امڈ آنے والی خواہش کے باعث وہ شرارت سے مناہل کی طرف بڑھا اور پھر ایک دم سے پلٹ کر پاس کھڑی ثانیہ کو باہوں میں بھر لیا ۔

ثانیہ کی مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہوئی اور دل اتنی زور سے دھڑکا کہ آس پاس کی ساری آوازیں دھڑکن کی آواز کے پیچھے معدوم ہو گئیں ۔

جان بوجھ کر اسے باہوں میں بھر لینے کی خواہش ہوش روبا ثابت ہوئی تھی مہتاب کو یہ احساس بعد میں ہوا مناہل تالیاں بجا رہی تھی ۔

مہتاب نے آنکھوں سے پٹی ہٹا کر اپنے ساتھ لگی ثانیہ کو دیکھا جس کے گال اس قربت کے باعث گلال ہو چلے تھے

اس کی حالت پر رحم آیا تو بازوؤں کو کھول دیا جبکہ وہ یونہی ساکن کھڑی تھی ۔

****

آفس کا دروازہ دھاڑ سے کھلا تو موحد نے فائل پر جھکا سر اٹھایا ۔ ردا غصے میں بھری تیز تیز قدم اٹھاتی میز کے پاس آئی

" یہ سب کیا ہے پوچھ سکتی ہوں میں "

سرخ رنگ کی فائل کو زور سے میز پر پٹخ کر سوال کیا

" نہیں --- "

موحد نے پرسکون انداز میں جواب دیا تو وہ تپاک سے آگے بڑھی ۔

"یو--- کیوں کیا یہ سب چینج تم ہوتے کون ہو "

ردا نے اس کے سر پر کھڑے ہو کر پوچھا موحد کی اس عمل نے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔

" ایم ڈی ہوتا ہوں سویٹ ہارٹ "

موحد نے کرسی پر جھولتے ہوئے جواب دیا۔

" بات سنو۔۔۔ اوقات میں رہو "

ردا نے انگلی اس کی آنکھوں کے بلکل سامنے اکڑاتے ہوئے اسے اس کی اوقات یاد دلائی۔

موحد نے Rida کے بہت سے اصول و ضوابط، ترقیاں، بونسز لسٹ بدل دی تھیں۔ ردا کو اس کا یوں اپنے عہدے کا استعمال کھٹک گیا۔

" میری اوقات بدلنے والی تم خود ہی تو ہو "

موحد نے کندھے اچکا کر بڑے پرسکون لہجے میں اسے چوٹ دی ردا ایک پل کو تو سن ہوئی، وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔ پھر تھوڑا سا گڑبڑا کر گردن کو اکڑایا ایسے جیسے خود کو خود کے سامنے ذمہ دار ٹھہرانے سے بھاگ رہی ہو

" تم ایسی کوئی اتھارٹی نہیں رکھتے سمجھے تم میں ابھی بابا سے بات کرتی ہوں "

ردا نے ناک پھلاتے ہوئے اسے دھمکی دی اور رخ موڑا پر موحد کی عقب سے آتی بازگشت پر قدم تھم گئے۔

" ہے۔۔۔۔۔لسن "

موحد نے پیشانی پر بل ڈال کر رعب سے روکا ، یقیناً اس کے ان فیصلوں پر بہت سے ملازمین نے ردا سے رحم کی درخواست کی ہو گی اسی لیے وہ یوں بپھر رہی تھی ۔

پر وہ سب کے بیچ میں ایک ملازم بن کر رہ چکا تھا اور اندر کی بہت سی باتیں ایسی جانتا تھا جو ردا اور ملک جہانزیب سے پوشیدہ تھیں ۔

" بابا کے سائن ہو چکے ہیں سمجھی پر پھر بھی تمہیں کوئی تسلی کرنی ہے تو جاؤ کرو ، ان کو میرا ہر فیصلہ اتھنٹک لگا ہے میں نے ہواؤں میں تیر نہیں چلائے سب دلائل اور ثبوت دیے ہیں "

بڑے ٹھاٹ سے بال پوائنٹ کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے ایسے کہا جیسے کہ جانتا ہو ملک جہانزیب کبھی اب ردا کی بات نہیں مانیں گے ۔

" تمہیں تو میں دیکھ لوں گی "

ردا نے پھر سے پلٹ کر غصے میں کہا تو وہ ایک دم سے کرسی پر سے اٹھا چہرہ بلکل ردا کے چہرے کے سامنے تھا تو آنکھیں اس کی غصے سے سکوڑی ہوئی آنکھوں میں جھانک رہی تھیں ۔

" پھر میں بھی دیکھوں گا تمہیں "

معنی خیز لہجے میں لبوں پر کمینی سی مسکراہٹ سجا کر بھاری سی آواز میں سرگوشی کی اور وہ اس کی نظروں کا تعاقب بھانپ کر جلدی سے پیچھے ہوئی ۔

"بکواس بند کرو اپنی ----"

غصے اور خفت سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ پیچ و تاب کھا گئی جبکہ وہ تو بلند و بانگ قہقہ لگانے میں مصروف تھا۔

بے ہودہ ، چیپ ، گندی ذہنیت کا شخص بڑبڑاتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی جبکہ وہ پھر سے کرسی پر بیٹھ کر بازو پھیلا کر گھومنے لگا لبوں پر فاتحانہ پرسکون مسکراہٹ تھی۔

****

ثانیہ نے دھیرے سے ہاتھ میں پکڑا چمچ پلیٹ میں گھمایا ، ہوٹل کے اس سحر افسوں ماحول میں مدھم سی موسیقی کے ساتھ سامنے بیٹھے مہتاب کا اس کو یوں بار بار دیکھنا کہاں کھانے دے رہا تھا۔

مہتاب کی نگاہوں کے مسلسل حصار نے دو دن سے پریشان کر رکھا تھا۔ اس دن لان میں ہو جانے والے خوبصورت سانحہ کے بعد سے دل پوری طرح مہتاب کے لیے دھڑکنے لگا تھا۔ اور ہر وقت اپنے تعاقب میں مہتاب کی محبت پاش نگاہوں کی تپش دل میں انگنت جزبات کی لو جلا چکی تھی۔

اور پھر مہتاب کا یہ بدلا روپ محبت سے مسکراہٹ لبوں پر مزین کئی لیے دیکھنا ، رات کو جلدی گھر آ جانا اور آج وہ رات کے کھانے کے لیے باہر آئے تھے ۔

www.classicurdumaterial.com

سیاہ رنگ کے جوڑے میں دمکتے رنگ و روپ سمیت وہ مہتاب پر بجلیاں گرا رہی تھی اور یہ بجلی کی کڑک دل پر موجود سمینٹ کی دیوار کو پاش پاش کر چکی تھی ۔

ثانیہ کبھی خود کھا رہی تھی اور کبھی ساتھ بیٹھی مناہل کو کھلا رہی تھی۔

مہتاب کی نگاہوں کی تپش سے چہرے پر دلفریب سا رنگ لہرا رہا تھا جس کے باعث یہ لجایا سا چہرہ مہتاب کو سکون دے رہا تھا اب ثانیہ سے بے نام سی دوری بنائے رکھنا مشکل ہو گیا تھا ۔

گھر واپس آ کر وہ مناہل کے ہاتھ تھامے اس کے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب عقب سے مہتاب کا معنی خیز جملہ سنایا دیا جو جان بوجھ کر اس کے گوش گزار کیا جا رہا تھا ۔

" ایوا چائے میرے کمرے میں لے کر آنا آج میں وہیں سونے جا رہا ہوں "

ایک لمحے کو قدم رکے اور دل ڈوب کر ابھرا ایک میٹھا سا ارتھ رگ و پے میں رینگ سا گیا ۔

دھڑکتے دل اور بار بار لبوں پر امڈ آنے والی مسکان کو لیے وہ مناہل کے کمرے میں آ گئی اسے کہانی سنانے کے بعد یونہی بے سبب اس کے پاس بیٹھی رہی ۔

کیسے کمرے میں جاؤں ہمت ہر طرح سے جواب دے رہی تھی ، عجیب کشمکش میں بیٹھی تھی جب دروازہ ہلکی سی دستک کے بعد کھلا اور مہتاب کمرے میں داخل ہوا ۔ مناہل سو رہی تھی اور ثانیہ قریب دربان بنی بیٹھی تھی جسکا وہ پچھلے دو گھنٹے سے انتظار کر رہا تھا ۔ خجل ہوتے

ہوئے سوال کیا۔

" مناہل سو گ ئی کیا ؟"

مہتاب کے سوال پر ثانیہ نے گڑبڑا کر نگاہیں اٹھائی یں ۔ وہ مناہل کے سونے کے بارے میں تو ایسے پوچھ رہا تھا جیسے اسے سامنے مناہل سوئی ہوئی نظر نہیں آ رہی تھی ۔

" جی ابھی کچھ دیر پہلے سوئی ہے "

ثانیہ نے بالوں کو کانوں کے پیچھے آڑستے ہوئے جواب دیا ۔ نگاہیں اٹھائی یں اس پر ڈالیں اور گرا لیں وہ ڈھیلے سے ٹرائی یوزر شرٹ میں ملبوس بے چین سا کھڑا تھا ۔

" تو ۔۔۔ "

مہتاب کے تو کہنے پر ثانیہ نے نا سمجھی سے اوپر دیکھا ۔

" تو کیا ۔۔۔ ؟ "

بھنویں اچکا کر سوال کیا ،

کیا ہے کیوں نہیں سمجھ رہی مہتاب نے تاسف سے سوچتے ہوئے گہری سانس لی ۔

"میرا خیال ہے اب آپ بھی آرام کریں کمرے میں آ کر "

مہتاب کے کہنے پر ثانیہ نے بلاجواز اردگرد دیکھنا شروع کیا ایسے جیسے جواب یہیں کہیں تکیے یا چادر کے نیچے پڑا ہو ۔

" میں یہیں سو جاتی ہوں آج "

جھجکتے ہوئے جواب دیا ، مہتاب کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مار دے ، اب اتنی بھی بچی نہیں کیوں نہیں سمجھ رہی میں کیا چاہتا ہوں۔

" کیوں میں وہاں سو رہا ہوں آج "

معنی خیز جملے میں اپنے دل کی خواہش کو لپیٹ کر بتایا ۔ اور وہ اس بات پر غوطے کھاتے دل کے ساتھ اب ہونق بنی بیٹھی تھی ۔

کیا ہے اب یوں کیوں دیکھ رہی ہے ، مہتاب نے اس کے یوں گم صم ہو جانے پر سوچا ۔

"ثانیہ میں کمرے میں انتظار کر رہا ہوں آپکا "

شائستگی سے حکم دیتا وہ کمرے سے نکل گیا ، ثانیہ نے بے ساختہ اٹکی سانس کو بحال کیا اور دل پر ہاتھ رکھا ۔

کچھ دیر دل کی حالت پر قابو پانے میں لگا پھر مناہل پر کمبل درست کیا اور بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ کمرے میں آئی تو موصوف سر کے نیچے دونوں ہاتھوں کا تکیہ بنائے بیڈ پر لیٹے تھے ۔

واش روم سے کپڑے تبدیل کر کے آنے کے بعد ، ثانیہ نے ایک نظر صوفے کی طرف دیکھا اور پھر بیڈ کے پاس آ کر تکیہ اٹھانے کی غرض سے جھکی ، جیسے ہی تکیہ اٹھایا اُسی ہاتھ کی کلائی

مہتاب کی گرفت میں آئی ۔ ثانیہ نے ٹھٹک کر نگاہ اٹھائی تو دونوں طرف نگاہوں کا تصادم محبت کا اظہار کر گیا ۔

" کہاں جا رہی ہو ؟ "

سوال تھا پر لہجہ دل کا سارا حال بتا رہا تھا

" صوفے پر سونے "

پھیکی سی آواز میں بمشکل جواب دیا ۔

" نہیں ، ادھر میرے پاس لیٹو مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں "

مہتاب کی یہ بے تکلفی پہلی دفعہ تھی ، بنا کچھ کہے ٹرانس میں وہ سر جھکائے ساتھ بیٹھ گ ئی ۔ کچھ پل کی خاموشی رہی پھر مہتاب نے شائستگی سے کلام کا سلسلہ شروع کیا

" میں نے آپ سے ردا کے بہت اسرار پر مناہل کے لیے ہی شادی کی تھی ، اور شروع کا یہ ایک ماہ آپ سے دوری بنائے رکھنے کا سبب صرف یہی تھا کہ اس رشتے کے حقوق کو دل سے پورا کرنا چاہتا تھا "

وہ اس وقت وہ رعب دار مہتاب نہیں لگ رہا تھا ، وہ تو کوئی معصوم سا بچہ لگ رہا تھا جو اپنی بے رخی کا جواز اس کے بنا طلب کیے ہی اسے بتا رہا تھا ۔

"اب میں آپکو پورے دل سے اپنانا چاہتا ہوں ، کیاآپ میری اس چاہت کو قبول کرتی ہیں "

کتنا انوکھا احساس تھا پر آج لگا یہ وہ سوال ہے جو ہر شوہر کو حق جتانے سے پہلے اپنی بیوی سے پوچھنا چاہیے ۔ نکاح میں تین دفع قبول ہے کہہ دینے سے وہ بے شک شوہر کی ملکیت بن جاتی ہے پر حقوق رکھنے کے باوجود شوہر کو بیوی سے اجازت طلب کرنا چاہیے ۔

اور وہ تو بہت پہلے سے ہی دل و جان سے اس رشتے کو قبول کر چکی تھی پھر اس دل اور وجود کے مالک کے سامنے سر تسلیم خم کیوں نا کرتی ۔

****

ہلکی ہلکی کھٹ پٹ کی آواز پر موحد کی آنکھ کھلی تو ردا الماری سے کپڑے نکال رہی تھی آج وہ اس سے بھی پہلے اٹھ گ‌ئی تھی کل آفس دیر سے جانے پر موحد بہت سے کام اپنی مرضی سے کر چکا تھا یہ بات اسے کسی صورت ہضم نہیں ہوئی تھی ۔ اور آج تو ایک اہم میٹنگ تھی جس کے لیے جلدی پہنچنا لازم تھا ۔ اور ردا اس میٹنگ میں موحد کو ہرگز آگے نہیں آنے دینا چاہتی تھی ۔

موحد انگڑائی لیتا اٹھ کر بیٹھا تو ردا نے اس سے یوں بے نیازی برتی جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو ، موحد نے ایک نظر کچھ دور پڑی اپنی شرٹ پر ڈالی آنکھیں چمکیں اور بے ساختہ لب مسکراہٹ دبا گئے ۔

جھٹکے سے کمفرٹر خود پر سے اٹھا کر ردا کی بے نیازی پر اپنی بے نیازی کی مار مارتا ، سیٹی بجاتا

www.classicurdumaterial.com

واش روم میں گھسا کچھ دیر بعد گیلے بالوں میں تولیہ پھیرتا جب وہ واش روم سے باہر نکلا تو ردا سنگھار میز کے سامنے کھڑی تھی ۔

وہ اب گالوں پر ہلکا ہلکا برش چلاتی اس کو سنگھار میز کے شیشے میں دیکھ رہی تھی ۔ ٹاول گاؤن میں ملبوس گیلے بال لیے وہ شیشے میں اس کے عکس کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی ، اپنی رات کی گ ئی کاروائی کا رد عمل دیکھنے کو دل بے تاب تھا ۔

موحد نے شرٹ کو اٹھایا اور جیسے ہی پہننے کے لیے سیدھا کیا شرٹ کی دونوں آئی ستین کسی نے بے دردی سے کاٹ دی تھیں ۔ یہ شرٹ اس نے رات حمید کو استری کرنے کے لیے دی تھی اور استری کے بعد وہ شرٹ کمرے میں اس کے سامنے رکھ کر گیا تھا ۔

ردا اب منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی کیونکہ موحد کی یہ پسندیدہ نیلے رنگ کی شرٹ کو رات اس نے ہی آئی ستینوں سے محروم کیا تھا ، موحد نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تو ردا ششدر رہ گ ئی وہ تو بڑے مزے سے کٹی ہوئی آستینوں والی ہی شرٹ پہن کر ڈریس روم کی طرف بڑھ گیا ۔

ردا جو ہنس رہی تھی اور سوچ رہی تھی وہ اس پر چیخے گا ، ن ئی ی شرٹ استری کے لیے دے گا یا اور کپڑے سوچے گا اس کو یوں وہی شرٹ پہنتے دیکھ کر حیران ہوئی پر پھر اس کے جلدی آفس پہنچنے کے ڈر سے عجلت میں ہلکی سی لپ سٹک لگائی اور پھر روز کے معمول کے

مطابق پاس پڑا ہیر ڈرائی یر اٹھایا۔

جیسے ہی ہیر ڈرائی یر چہرے کے سامنے رکھ کر بالوں کے رخ میں چلایا تو اُس میں بھرا آٹا طوفان کی طرح باہر آیا اور اس کا سارا حلیہ تہس نہس کر گیا۔

بال ڈرائی یر سے خشک کرنا اس کی تیاری کا آخری مرحلہ ہوتا تھا اور اب وہ آٹے سے اٹی کھانستے ہوئے سفید بھوت بنی اپنے ساتھ ہو جانے والی اس آفت ناگہانی پر حیران کھڑی تھی جبکہ کمرہ موحد کے بلند و بانگ قہقے سے گونج رہا تھا۔

موحد کٹی ہوئی آستین والی شرٹ کے اوپر کوٹ پہن رہا تھا۔ وہ اب مقابلے میں ردا سے ایک قدم آگے ہی رہنا چاہتا تھا اسی لیے رات وہ اس کو شرٹ کے آئی ستین کاٹتے دیکھ لینے کے باوجود سوتا بنا رہا اور پھر خود اس کے سو جانے کے بعد کچن سے آٹے کا بھرا کپ لا کر ڈرائی یر میں ڈال دیا، کوٹ پہننے کے بعد یونہی ہنستا ہوا قریب آیا۔ بالوں میں برش کیا وہ صدمے کی حالت میں کھڑی تھی۔

" مائی ڈئی یر وائی ف جب تم میری شرٹ کے بازو کاٹ رہی تھی، مابدولت نے آپ کو دیکھ لیا تھا، اب میری جان پھر سے نہائیے اور پھر ہر روز کی طرح لیٹ آفس پہنچے اوکے "

موحد نے ہنسی پر بمشکل قابو پاتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کے صدمے سے باہر نکل کر ردا اس پر جھپٹتی ہئی یر برش کو میز پر رکھ کر جلدی سے مڑا اور موبائی ل اٹھا کر دروازے کے

www.classicurdumaterial.com

پاس پہنچا رُکا اور پھر آبرو چڑھائے بڑے گھمنڈ سے پلٹا ۔

" بائے جان ---"

آنکھ کا کونا دبائے ، لبوں پر ہاتھ رکھ کر ہوائی بوسہ اچھالا اور باہر نکل گیا اور وہ غصے میں بھری کسی بدروح کی طرح تیز تیز سانس لے رہی تھی ۔

****

وہ آفس میں بیٹھا سامنے دروازے پر نظریں جمائے انتظار میں ہی تھا اور واقعی پانچ منٹ کے بعد آفس کا دروازہ دھاڑ سے کھلا اور اس کی دہشت گرد بیوی تلملاتی ہوئی اس کی طرف بڑھی ۔

" وٹ دا ہیل از دس "

سلاد سے بھرا پیکنگ ڈبہ میز پر پٹخا ، موحد نے ایک نظر سلاد سے بھرے ڈبے کو دیکھا اور پھر اس کو جو لال پیلی ہو رہی تھی شائد صبح والی بات کا غصہ بھی اب نکال رہی تھی ۔

" ہیل نہیں کھانا ہے تمھارا "

موحد نے پرسکون لہجے میں جواب دیا ، تیر سیدھا نشانے پر لگا تھا صبح کی گ ئی میٹنگ میں موجود کلائینٹس موحد سے بہت خوش ہو کر گئے تھے اور اس بات پر ملک جہانزیب کے موحد کے لیے بولے گئے تعریفی کلمات ردا کو بری طرح ہار کا احساس دلا رہے تھے ۔

" تم نے میرا مینیو چینج کیوں کروایا تم ہوتے کون ہو ؟ یہ سب کرنے والے "

دوپہر لنچ میں آنے والے سیلڈ پر وہ پہلے تو حیران ہوئی پھر معلومات لینے پر پتہ چلا ایم ڈی صاحب نے ردا ملک کے لنچ کا مینیو تبدیل کر دیا ہے انہوں نے حکم دیا ہے میم کو روز لنچ میں سیلڈ دیا جایا۔

" میں کون ہوتا ہوں ---- ارے بھئی تمھارا شوہر ہوتا ہوں مجازی خدا ہوتا ہوں "

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجا کر مصنوعی رعب جھاڑا

" شوہر مائی فٹ ، نام کے شوہر ہو صرف "

ردا نے جھنجلا کر اس کی بات کاٹی ، جبکہ وہ بڑے مزے سے اٹھ کر اب پاس آ گیا۔

" میں تو نام سے آگے بڑھنا چاہتا ہوں تم ہی نہیں مانتی "

اس پر جھک کر ردا کے بالوں کی لٹ کو انگلی میں گھماتے ہوئے بڑے خمار آلودہ لہجے میں کہا تو وہ تپ گ ئی

"آفس ہے یہ یو چیپ میڈل کلاس "

جھٹکے سے پیچھے ہوئے وہ جو بڑے ہلکے پھلکے انداز میں اسے تپا رہا تھا میڈل کلاس اور چیپ کہنے پر خود ہی تپ گیا۔ غصے سے آگے ہو کر بازؤ پکڑ کر جھنجوڑ دیا

"چیپ کسے بولا ہاں --- میں کسی غیر سے یہ سب کر رہا ہوں نکاح میں ہو تم میرے سمجھی "

دانت پیستے ہوئے غصے سے غرایا

" نکاح میں ہوں تو کیا تم ایسی چیپ حرکتیں کرو گے ، ویسے تم سے اور توقع بھی کیا کی جا سکتی ہے "

ردا نے جھٹکے سے بازو چھڑوایا اور حقارت سے ناک چڑھائی

" آرام سے ۔۔۔ یہ سب میں تمہیں تنگ کرنے لے یلے کرتا ہوں کہ تم خود مجبور ہو کر مجھے چھوڑنے کا فیصلہ کرو ، ورنہ تم جیسے ڈھول میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ، نا تمھارے پاس آنے میں اور نا ۔۔۔ "

موحد آپے سے باہر ہو چکا تھا انگلی تان کر غصے سے بولتا ہوا ایک دم رکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا اور وہ یونہی کھڑی تھی ۔

کمرے کے مختلف کونوں سے اٹھتی بازگشت کتنے ہی گزرے تلخ لمحوں کی یادوں کو تازہ کر رہی تھی ۔

" تم جیسے ڈھول میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ۔۔۔ "

موحد کی آواز دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی ۔

" ردا پر یہ کاسٹیوم سوٹ نہیں کر رہا ، موٹی ہے بہت اس کو مت لو اس میں "

سکول کی استاد نے سات سالہ ردا کو سٹیج پر پرفارم کرتی بچیوں میں سے الگ کر دیا ۔

" اے فٹ بال ---- "

لڑکے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس رہے تھے ۔

" گول گپو ہو پوری کتنا کھاتی ہو کم کھایا کرو لڑکیاں اتنی موٹی اچھی نہیں لگتی ہیں ---- "

پاس بیٹھی عورت نصیحت کر رہی تھی ۔

"ردا یار یہ کلر مت پہن نا تجھے سوٹ نہیں کرتا بہت موٹی لگتی ہے تو "

" ردا آپ اؤ ور ویٹ ہو آپ سیلکٹ نہیں ہوئی ہو "

" میم یہ ایکسل ہے اس سے بڑا نمبر کون سا دکھائی یں "

"پیاری ہے پر موٹی ہے یار "

" بڑی لگنے لگتی ہیں موٹی لڑکیاں "

" نظر آ رہی ہے بھئی کروڑوں کی مالک ہے سائی ز بتا رہا "

" ابے احساس کمتری کا شکار ہے ایسی موٹی لڑکی کے ساتھ کوئی دل سے شادی نہیں کرتا "

ردا کے گال سرخ تھے بچپن سے ضبط کرتے کرتے وہ ایسی ہو گ ئی تھی ۔ ایسی ضد میں آئی کہ اپنی جسامت کو ہی اپنی گریس بنا لیا تھا کراٹے سیکھے ، باہر سے پڑھ کر آئی اور پھر خود پر سختی کا خول چڑھا لیا ۔

پر اس موحد نے اتنے سالوں سے بنائی گ ئی اس کی اکڑ اور تکبر کو پاش پاش کر دیا تھا ۔

****

" تو اس میں کیا برائی ہے بیٹا آرام کرو گھر انجوائے کرو شاپنگ پارٹیز "

ملک جہانزیب نے مسکراتے ہوئے بڑے پرسکون لہجے میں کہا تو وہ جو پہلے موحد کے اس فیصلے سے ہی بوکھلائی ہوئی تھی تنک کر گویا ہوئی

" بابا مجھے ان سب کا شوق نہیں جانتے ہیں آپ "

پیشانی پر سو بل ڈالے وہ غصے میں بھری کھڑی تھی ، موحد نے ملک جہانزیب سے کہا تھا کہ ردا آفس نا آیا کرے اب وہ سب سنبھال لے گا تو ردا کو آفس میں آنے کی ضرورت نہیں ہے ، افسوس تو اس بات کا تھا کہ ملک جہانزیب بھی موحد کے ہر فیصلے میں اس کا ساتھ دے رہے تھے ۔

" بیٹا شادی کے بعد سے شوق تبدیل کرنے ہوتے ہیں ، ایسے شوق جس میں شوہر کی خوشی بھی شامل ہو وہ بہت محبت کرتا ہے تم سے "

ملک جہانزیب نے شریں لہجے میں اسے قائل کرنے کی کوشش کی تھی ، پر وہ سنی ان سنی کرتی وہاں سے باہر نکلی موحد آفس میں نہیں تھا ۔

اسے تلاش کرتی وہ ابھی ایچ آر ڈیپارٹمنٹ کی لابی سے آگے ہی آئی تھی کہ موحد کی آواز پر قدم وہیں تھم گئے ۔ موحد کی اس کی طرف پشت کئے کھڑا تھا ۔

موحد بہت غصے میں بول رہا تھا اور اس کے سامنے ملازم سر جھکائے ہونق چہروں کے ساتھ کھڑے تھے ۔

ردا یونہی دیوار کے ساتھ لگی سب سن رہی تھی ، موحد کی باتیں سننے کے بعد وہ جو اسے کہنے آئی تھی کہے بنا ہی واپس جا رہی تھی۔

****

موحد کے قدم بڑے وقار سے عدنان کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہے تھے ، عدنان کو وہ کافی دیر سے کال کر رہا تھا جسے وہ اٹھا نہیں رہا تھا اسی کو تلاش کرتا ہوا وہ اس طرف کو آیا تھا پر آدھ کھلے دروازے سے آتی آواز پر قدم بے ساختہ رکنے پر مجبور ہوئے ۔

ابرار بہت تلخ لہجے میں بول رہا تھا ، موحد اس کی آواز کو با خوبی پہچان سکتا تھا Rida کی ملازمت کے دو ماہ وہ ان لوگوں کے گروپ میں ہی رہا تھا اور اچھی بات چیت تھی سب کے ساتھ ۔

"ایم ڈی بن گیا ہے تو تیور ہی بدل گئے ہیں جناب کے میری پرموشن ہی روک دی ہے "

ابرار نے ناگواری سے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے سامنے کھڑے نفوس سے کہا

" اتنا اچھل مت معلوم ہے تجھے کہ کیوں پرموشن روکی ہے تمھاری ، پوار سال آفس آتا ہی کتنا رہا ہے تو ، پرموشن ایسے ہی اٹھا کر نہیں کر دی جاتی ہے "

www.classicurdumaterial.com

یہ عدنان کی آواز تھی ، اچھا تو یہی وجہ تھی کہ عدنان اس کا فون نہیں اٹھا رہا تھا ۔

" تم سے بات کر کون رہا ہے تم تو چمچے ہو اس کے ، میں سہیل سے بات کر رہا ہوں "

ابرار نے نفرت آمیز لہجے میں کہا ۔ موحد خاموشی سے سن رہا تھا ، ابرار ان لوگوں میں سے تھا جن کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اس نے اس سال ان کی پرموشن روک دی تھی ۔

" چمچہ نہیں ہوں جو بات سچ ہے وہ سچ ہے ، اس نے ہر فیصلہ بلکل ٹھیک لیا ہے "

عدنان مسلسل موحد کے حق میں بول رہا تھا ۔ اور باقی لوگ بس خاموش سامعین بنے کھڑے تھے ۔

" ارے وہ ہے کیا ہم سب میں سے اٹھ کر گیا ہے ، مالک ردا ہی ہے ، گھر داماد بن کر تلوے چاٹتا ہو گا اس موٹی کے اور یہاں آ کر ہم پر رعب جماتا ہے "

ابرار کی بات پر موحد کی رگیں تن گ‌ئی تھیں وہ جو سب باتوں کو سن کر بھی خاموشی سے واپسی کے قدم بڑھانے لگا تھا ایک دم سے روکا ابرار کے منہ سے ردا کا نام اور اسے یوں موٹا کہنا عجیب طرح سے تپا گیا

" ہیرو گیری ایسے دکھا رہا ہے جیسے بڑا اپنی محنت کے بل بوتے پر یہاں تک پہنچا ہوتا ہے ، دراصل حقیقت میں ایسے مرد زیرو ہوتے ہیں "

ابرار تو اب سب حدوں سے تجاوز کر رہا تھا ۔

" اس نے اپنی خوشی سے شادی نہیں کی ہے اور نا وہ کرنا چاہتا تھا اسے تو اسکے گھر والوں نے فورس کیا تھا "

عدنان نے غصے سے جواب دیا ، موحد غصے میں آگے بڑھا

"أرے بس کر یہ کیا کوئی چوزہ تھا ، ہمت دکھاتا گھر والوں کے سامنے ڈٹ جاتا سب ڈھونگ ہے سب ڈرامہ ہے "

ابرار بڑے زعم میں بول رہا تھا آفس کے بہت سے ملازم جھمگٹا بنائے ہوئے تھے ۔ موحد بلکل اس کی پشت کے پاس پہنچا

" ہمم بلکل درست فرمایا آپ نے مجھے ہمت دکھانی چاہیے تھی "

موحد کے سنجیدہ لب و لہجے میں کہے گئے جملے پر سب کے چہرے زرد پڑ گئے تھے ۔ موحد اب گھوم کر ابرار کے بلکل سامنے آ گیا تھا

" مجھے نہیں دیکھنا چاہیے تھا اس بوڑھی ماں کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو جسے باپ کے مرنے کے بعد سسرال والوں نے گھر سے باہر نکال دیا تھا اور اس اکیلی نے زمانے کی سردی گرمی سہتے ہوئے ہم سب بہن بھائیوں کو پالا "

موحد کا لہجہ تلخ تھا تو کنپٹی کی رگیں تنی ہوئی تھیں

" طلاق یافتہ بہن جسکا دوسری دفعہ گھر بسا تھا اس کا گھر اجڑنے دیتا "

www.classicurdumaterial.com

سب کے سر جھک گئے تھے ۔

" بڑا بھائی جس نے مجھے پڑھانے کی خاطر اپنے خواب پس پشت ڈال دیے چھوٹی سی عمر سے ہی ملازمت شروع کر دی اس کا گریبان پکڑ لیتا تو پھر میں ہیرو تھا "

موحد کے چہرے کے پٹھے تک کھنچ گئے تھے

مجھے ایسا ہیرو بننے سے زیادہ بہتر زیرو بننا لگا "

موحد کے الفاظ تھے کے سب کے اعصاب پر ہتھوڑے تھے ۔

" کسی ہیرو کی طرح گھر سے بھاگا نہیں رعب سے الگ نہیں ہوا سب سے اور اب میں گھر داماد بن کر چاہے ساری دنیا کی نظر میں زیرو ہوں پر میرے گھر والوں ، میری ماں میرے بہن بھائی ی کی نظر میں ، میں ہیرو ہی ہوں "

وہ ابرار کے بلکل سامنے کھڑا تھا جس کی نظریں اب اٹھ نہیں رہی تھیں ۔

"اور ہاں پہلے کی بات اور تھی پر اب ردا ملک میری بیوی ہے ، میری بیوی کے خلاف میں نے کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی سنا تو اس کی زبان گدی سے پکڑ کر کھینچ لوں گا "

وہ ابرار پر جھکا چیخ رہا تھا ۔ ردا کے قدم واپسی کے لیے پلٹ رہے تھے ۔

****

گاڑی پوری رفتار سے سڑک پر چل رہی تھی اور ردا سٹیرنگ پر مضبوطی سے ہاتھ جمائے کار

www.classicurdumaterial.com

ڈرائی یو کر رہی تھی ۔ موحد کے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے ۔

" میری بیوی کے خلاف کسی کے منہ سے میں نے ایک لفظ بھی سنا اس کی زبان گدی سے پکڑ کھینچ لوں گا "

عجیب سے احساس نے گھیراؤ کیا تھا ۔ پتا نہیں کیوں بابا اور بھا کے بعد یہ وہ پہلا شخص تھا جو یوں اس کے لیے بولا تھا ۔

پر یہ کیا یہ تو وہ شخص تھا جس سے ردا ملک بے انہتا نفرت کرتی تھی ۔ اور وہ بھی تو اس سے بہت نفرت کرتا تھا ۔ پھر یہ کیسی کایا پلٹ تھی وہ کسی اور کہ منہ سے ردا کے لیے ایسے الفاظ سن کر خوش کیوں نہیں ہوا تھا بھڑکا کیوں تھا ۔

اور وہ جو جھگڑنے گ ئی تھی اس سے یہ کہنے گ ئی تھی کہ وہ ہوتا کون ہے اسے آفس آنے سے منع کرنے والا اس کی باتوں سے متاثر ہوئے بنا نا رہ سکی ۔

وہ اپنے ہر رشتے کے ساتھ اتنا مخلص تھا اور اتنی محبت کرنے والے تھا حتی کہ اس زبردستی کے بنائے گئے رشتے کے لیے بھی کسی کے نازیبہ الفاظ برداشت نہیں کر رہا تھا ۔

ردا اس شخصیت میں الجھ کر رہ گ ئی تھی ۔

****

ثانیہ کی بند آنکھوں کے ساتھ ہی لب مسکرا اٹھا تھے ، نرم سا احساس تھا کوئی اس کے چہرے

پر سے لٹیں ہٹا رہا تھا ۔ کسلمندی سے آنکھیں کھولیں تو مہتاب بیڈ پر ہی اس کے بلکل پاس بیٹھا تھا ۔ اور نرمی سے اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو ہٹا رہا تھا ۔ کوٹ پینٹ میں ملبوس اس کی تیاری بتا رہی تھی وہ آفس جانے کے لیے تیار ہے ۔

"آپ نے اٹھایا کیوں نہیں مجھے ؟ "

ثانیہ ایک دم خفت سے گویا ہوئی ، مہتاب کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی ۔

" اتنی پرسکون نیند سوئی ہوئی تھی ، ترس آ گیا مجھے "

مہتاب نے اس کے ناک کو دھیرے سے چھیڑا ، آنکھیں چمک رہی تھیں جس میں ثانیہ کے لیے بے انتہا محبت جھلک رہی تھی ۔

" اچھا ترس بھی آتا ہے جناب کو "

ثانیہ نے مسکراہٹ دبائی اور شریر سے لہجے میں معنی خیز سوال کیا جس پر مہتاب قہقہ لگا گیا ۔

"ہمم بلکل آتا ہے ، تم بھی ترس کھاؤ مجھے آفس کیوں بھیج رہی ہو زبردستی ، میرا آج بھی دل نہیں ہے "

مہتاب نے مصنوعی خفگی دکھائی ، وہ پچھلے تین دن سے آفس نہیں جا رہا تھا ، ان تین دنوں میں ایک دوسرے کے ساتھ بھرپور وقت گزار رہے تھے ۔

" مہتاب تین دن ہو گئے ہیں ، آج جائیں گے آپ کوئی بہانہ نہیں آفس والے کیا سوچیں

گے "

ثانیہ نے غصے سے تیوری چڑھاتے ہوئے جواب دیا، جس میں بہت محبت پنہاں تھی ۔

"بہت ظالم بیوی ہو تم قسم سے "

مہتاب نے شوخ سے لہجے میں کہتے ہوئے مصنوعی خفگی دکھائی ۔

"آپ سے کم ہی ہوں "

ثانیہ نے بھی شوخ ہوتے ہوئے جواب دیا اور تکیہ سے سر اوپر اٹھایا ۔

"آں ہاں اٹھ کیوں رہی ہو، میں جا رہا ہوں بس لیٹی رہو"

مہتاب نے اسے اٹھتا دیکھ کر کندھے سے پکڑ کر پھر سے لیٹنے کے لیے کہا ۔

" کیوں بھئی ناشتہ دوں آپ کو"

ثانیہ نے حیرت سے جواب دیا، وہ مناہل کے سکول جانے کے بعد آکر پھر سے سو گئی تھی اور اب دس بجے کے قریب مہتاب کی وجہ سے آنکھ کھلی تھی ۔

" نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے لیٹی رہو بس ، ابھی کچھ دیر پہلے تو سوئی ہو "

مہتاب نے مصنوعی رعب چلایا ۔

"عادتیں مت بگاڑیں ، مجھے اچھا لگتا ہے آپ کے لیے یہ سب کرنا "

ثانیہ نے محبت سے کہا اور اٹھ کر بالوں کو جوڑا بنانا شروع کیا ۔جبکہ وہ اب محبت سے اسے

دیکھ رہا تھا جو ان تین دنوں میں ہی اس کے حواسوں پر چھا گئی تھی ۔

****

ردا منہ بسورے ملک جہانزیب کے سامنے کھڑی تھی ، جو اسے کسی میٹنگ کے سلسلے میں موحد کے ساتھ جرمنی بھیج رہے تھے اور وہ تھی کہ وہاں جانے سے انکاری تھی ۔

ملک جہانزیب شام کے وقت لان میں کسی کتاب کے مطالعے میں محو تھے جب ردا تھکی تھکی سے وہاں آئی اور جرمنی جانے سے انکار کیا ۔

وہ اپنی طبیعت کی ناسازی کی بنا پر اپنی جگہ ردا کو بھیج رہے تھے ۔ انہیں ردا سے زیادہ اب موحد پر بھروسہ تھا اس لیے موحد کو بھی ساتھ بھیج رہے تھے ۔

" نہیں کوئی بہانہ نہیں چلے گا ، تمھارا جانا بھی ضروری ہے ، وہاں تمھارے سگنیچر کے بنا کوئی کام نہیں آگے بڑھے گا "

ملک جہانزیب نے کتاب کو سامنے میز ہر رکھتے ہوئے پرسکون لہجے میں اس کے انکار کا جواب دیا ۔

" بابا موحد کو کیوں بھیج رہے ہیں ساتھ اس کو مت بھیجیں ساتھ پھر "

ردا نے بے زار سے لہجے میں اچانک موحد کے جانے پر اعتراض ظاہر کیا تو ملک جہانزیب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا ۔

www.classicurdumaterial.com

" ردا کیا ہوا موحد سے کوئی لڑائی ہو گ ئی ہے بیٹا اس کا جانا بھی بہت ضروری ہے اور ویلے بھی تم دونوں گھوم پھر بھی لینا شادی کے بعد کہیں گئے بھی تو نہیں "

ملک جہانزیب نے فکر مندی سے کہا ، ردا کو ایکدم سے احساس ہوا وہ ملک جہانزیب کے سامنے موحد کے لیے اپنی بزاریت ظاہر کر گ ئی ہے ۔

وہ بھی کیا کرتی دو دن سے ویلے بھی خود ہی دل اور دماغ کی سرد جنگ میں الجھی ہوئی تھی ۔

دل موحد کی اس دن والی طرفداری اور باتوں کی طرف جھکاؤ ظاہر کر رہا تھا جبکہ دماغ تھا کہ انا کے جھنڈے کو تھامے مسلسل سفر کر رہا تھا ۔

زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اٹھی اور کمرے کی طرف بڑھ گ ئی ۔ چارو نا چار اب جانا پڑتا تھا ۔

****

موحد کی ٹائی کو درست کرتے ہاتھ سامنے کے منظر کو دیکھ کر ساکن ہوئے ، وہ بڑے ناز سے سنگھار میز کے آگے کھڑی تھی ۔ بنا آستین کے ٹی شرٹ اور نیچے جینز زیب تن کیے ۔

وہ کل رات جرمنی پہنچے تھے اور اب میٹنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے ۔ پر ردا کا یہ عجیب سا لباس دیکھ کر موحد خود کو نا روک سکا ۔

" یہ کیسا ڈریس پہن کر جا رہی ہو ، چینج کرو اسے "

آبرؤ چڑھائے سنجیدہ سے لہجے میں حکم دیا تو ردا حیرت سے چونک کر پلٹی ۔

" ایکسکیوزمی ---- اب تم میری ڈریسنگ پر بھی اعتراض کرو گے ، بس یہ رہ گیا تھا ہاں "

ردا نے آنکھیں نچا کر تاسف سے کہا

" دیکھو مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں تمھاری ڈریسنگ میں پر یہاں ہم rida کو اور پاکستان کو

ریپریزنٹ کر رہے ہیں پلیز کپڑے چینج کرو "

موحد کا لہجہ اب کی بار تلخ تھا ۔

" نہیں کروں گی "

ردا نے گردن اکڑائی۔ انوکھی جیت

بقلم : ہما وقاص

قسط نمبر 19

جرمنی میں ہوٹل کا یہ ایک کمرہ بانٹنا دونوں کی مجبوری بن گیا تھا کیونکہ ان کے ساتھ Rida کے کچھ اور ملازم بھی موجود تھے جن کی رہائیش بھی اسی ہوٹل میں تھی ، موحد نے ردا کی تنی ہوئی گردن کو دیکھا ،وہ کپڑے تبدیل کرنے سے انکار کر چکی تھی اور اب اسے گھمنڈ سے دیکھ رہی تھی ، موحد نے گہری سانس لے کر پرسکون انداز میں تھوڑا سا رخ موڑا

پاس پڑے ناشتے سے سجے میز پر سے جوس کا گلاس اٹھایا جو اس نے ابھی تک نہیں پیا تھا ۔

" وہ تو کرنا پڑیں گے "

ہاتھ کو ایک جست میں ایسا جھٹکا دیا کہ گلاس سے اچھلتے جوس نے سامنے کھڑی ردا کے کپڑے جوس سے رنگ دیے ، اس افتاد پر ردا کا منہ بے ساختہ پورا کھُل گیا ۔

" تم -- پاگل ہو گیا -ا-ا--ا-ا-اا--ا-ا-!!!!؟"

وہ باقاعدہ چیخ پڑی تھی ، ہکا بکا کبھی اس کی اس جرأت اور حرکت کو دیکھ رہی تھی اور کبھی اس کی کمینی مسکراہٹ سجائے چہرے کو ۔

" پہلے نہیں تھا اب کسی کے ساتھ رہنے کا اثر ہے "

کندھے اچکا کر بڑے ہٹ سے جواب دیا جس پر وہ جنگلی بلی کی طرح اس کی طرف لپکی ۔

موحد نے بازو پکڑ کر بے بس کیا تو جھنجلا کر پیر پٹختے ہوئے پیچھے ہوئی ۔

" یہ کراٹے کراٹے بعد میں کھیلنا ابھی دیر ہو رہی ہے ، چینج کرو اور اب کی بار شرٹ پوری آستین والی ہو، بلکہ رکو ایک منٹ میں سیلکٹ کرتا ہوں "

بڑے وثوق سے آگے بڑھا جبکہ وہ لب بھینچے سرخ چہرہ لیے پیچھے لپکی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اب الماری کھول کر کھڑا تھا ۔

" ہٹو پیچھے ، خود کو سمجھتے کیا ہو ؟ "

ردا نے غصے سے اُسے کندھے سے پکڑ کر پیچھے کرنے کی ناکام کوشش کی وہ ٹس سے

www.classicurdumaterial.com

مس نا ہوا بس کندھے سے کوٹ تھوڑا ایک طرف ہوا۔

"ارے کوئی ڈھنگ کا کپڑا تک نہیں ہے تمہارے پاس تو، عجیب اپنے جیسے بے ڈھنگے کپڑے لے کر آئی ہو ساتھ"

موحد اب الماری میں لگے کپڑوں میں تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے بول رہا تھا، اس کی اس بات پر ردا کا چہرہ اور لال بھبوکا ہوا۔

"تمہیں معلوم بھی ہے ڈھنگ کے کپڑے کیسے ہوتے ہیں، کبھی دیکھیں بھی ہیں ایسے کپڑے اور تمہیں تو میں بتاتی ہوں ایک منٹ"

ردا نے غصے سے کہا اور پھر غصہ مزید بڑھنے پر تیزی سے میز کی طرف بڑھی موحد اس کے خطرناک ارادے بھانپتا ہوا فوراً کمرے کے دروازے کی طرف لپکا۔

ردا نے تیزی سے میز پر سے پانی سے بھرا جگ اٹھایا اور پھر طیش میں اس کی طرف اچھالا

"او--- بھئی۔ی۔ی۔ی۔ی۔ کیا کر رہی ہو؟"

موحد چھلانگ لگا کر ایک طرف ہوا پانی چھپاک کی آواز کے ساتھ کمرے کی ٹائی لز پر گرا۔ جبکہ موحد کا خود کو بچا لینے پر فلک شگاف قہقہ گونج رہا تھا۔

"سویٹ ہارٹ نشانہ اتنا اچھا نہیں ہے، نیچے ویٹ کر رہا ہوں جلدی آؤ چینج کر کے"

ایک آنکھ کا کونا دباتا بڑے آرام سا دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکل گیا جبکہ وہ یونہی برہم

کھڑی تیز تیز سانس لے رہی تھی ۔

برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا سب بس اب اور نہیں میں اس سے طلاق لوں گی اب ۔

تھوک نگلتے ہوئے سوچا

اسکو ہر طرح سے نیچا دکھا دیا اب اس کی اوقات دکھا دوں گی طلاق لیتے ہوئے بھی عدالت میں ایسا ذلیل کروں گی ۔ مٹھیاں بھینچ کر سوچا اور پھر پیر پٹخ کر الماری کی طرف بڑھ گ ئی ۔

****

صحن میں لگے درخت کے نیچے کرسیوں پر بیٹھیں ثانیہ اور صالحہ بیگم مسکراتے ہوئے سامنے کے منظر کو دیکھ رہی تھیں جہاں تانیہ ، مناہل کے پیچھے بھاگ رہی تھی اور وہ کھلکھلاتی ہوئی آگے بھاگ رہی تھی ۔

" شکر ہے یہ تمھارے ساتھ ٹھیک ہو گ ئی میں تو بہت دعا کرتی تھی "

صالحہ بیگم نے صحن میں کھیلتی مناہل پر نظریں جمائے کھوئے سے لہجے میں کہا ۔

" جی امی بچے بس پیار کے بھوکے ہوتے ہیں ، سچے پیار اور جھوٹے پیار کی بہت پرکھ رکھتے ہیں "

ثانیہ نے بھی مسکراتے ہوئے صالحہ بیگم کی نگاہوں کے تعاقب میں سامنے مناہل پر نظریں جمائی یں ۔

" میں تو اب تمھاری طرف سے بہت پرسکون ہوں ، مہتاب کی توجہ تم پر دیکھ کر دلی سکون ملتا ہے "

صالحہ نے محبت سے اس کے کرسی کے بازو پر دھرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا ۔ثانیہ نے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائی ، اسی وقت گود میں پڑے فون پر بجتی رنگ ٹون پر نگاہیں نیچے گود میں گ ئی یں اور لب دلکش انداز میں مسکرا دیے ۔ فون کی سکرین پر مہتاب کا نام جگمگا رہا تھا ۔

" لیں آپ نے یاد کیا جناب کی کال آ گ ئی "

ثانیہ نے گلال ہوتے چہرے سے کہا اور خوشی سے فون کان کو لگاتے ہوئے کرسی سے اٹھی جبکہ صالحہ مسرور سی اس کو دیکھ رہی تھیں ثانیہ کے انگ انگ سے پھوٹتی مہتاب کی چاہت ان کے سکون کا موجب تھی ۔

" اسلام علیکم "

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا تو دوسری طرف سے مہتاب کا محبت بھرے لہجے میں سلام آیا ۔

" وعلیکم سلام "

کھلتے سے چہرے پر مسکراہٹ اور گہری ہوئی ، چند دنوں میں ہی مہتاب اس کے دل و روح کو

اسیر کر چکا تھا۔

" کیا کر رہی ہو ؟ "

ہر گھنٹے بعد کال کرنے پر پوچھا ہوا سوال پوچھنے پر ثانیہ کی آنکھیں کچھ سوچ کر چمک اٹھیں

۔

" امی کے ساتھ باتیں کر رہی تھی ، امی کہہ رہی ہیں رات رک جاؤ ہمارے پاس "

ثانیہ نے شرارت سے مسکراہٹ دباتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جھوٹ بولا۔

" اچھا ۔۔۔۔ تو تم نے کیا کہا ؟ "

دوسری طرف فوراً سے لہجے سے شوخی غائب ہوئی ثانیہ کی آنکھوں میں چمک اور بڑھی

" میں نے کہا میں مہتاب سے اجازت لے کر بتاتی ہوں "

شرارت سے آگے آتے ہوئے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کہا وہ مہتاب کی بے چینی سے محظوظ ہو رہی تھی ۔ خود کے لیے مہتاب کی یہ بے تابی اسے سرشار کر دیتی تھی اس کی یہ چند دن کی محبت رضا سے بچپن کی محبت پر بھاری پڑ گئی تھی ۔

" وہ ۔۔۔ اچھا چلو رُک جاؤ "

مہتاب نے پرسوچ مگر مجبور لہجے میں اجازت دی تو ثانیہ کھلکھلا کر ہنس دی ۔

" پکا ۔۔۔ ؟ "

چھکتے ہوئے شریر سے لہجے میں پوچھا

" دل سے نہیں دے رہا اجازت پر روک بھی نہیں سکتا "

مہتاب نے پیار سے سچ بولا

" آپکا اجازت دے دینا ہی کافی ہے میں نہیں رُک رہی شام کو لیتے جائیے گا "

ثانیہ نے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا تو دوسری طرف غائب ہوئی شوخی فوراً لوٹ آئی

" جو حکم سرکار کا ہمارا کام تو حکم کی تعمیل کرنا ہے "

مہتاب نے چھکتے ہوئے کہا اور وہ اس محبت پر سرشار جھینپ گئی

" ٹھیک ہے تو سرکار کا فیصلہ ہے آج میں مناہل کے کمرے میں سوؤں گی "

خفت پر قابو پا کر شریر سے لہجے میں مہتاب کو چھیڑتے ہوئے کہا

" سرکار کی ایسی کی تیسی تخت اُلٹ دوں گا "

مہاتب کے ترکی با ترکی جواب پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی جسکا اس نے بھی بھرپور ساتھ دیا ۔

" چلو پھر میں کام ختم کر لوں نکلنے سے پہلے کال کروں گا ، ائی لو یو "

عجلت میں کہا ۔

" جی ۔۔۔ "

ثانیہ نے سر ایسے ہلایا جیسے وہ اس کے سامنے موجود ہو ۔

" جی کیا آئی لو یو ٹو بولو "

دوسری طرف سے خفگی کا اظہار ہوا

" نہیں بولنے سے کیا ہوتا بس ہے نا تو ہے "

ثانیہ نے شرماتے ہوئے بے ڈھنگا سا جواز گھڑا

" نہیں بولو بھئی پھر بند کروں فون "

دوسری طرف سے اب ضد تھی

" نہیں نا ۔۔۔ اللہ حافظ کام کریں اپنا "

ثانیہ نے شرماتے ہوئے فون بند کیا ، اُسی وقت پھر سے فون بج اٹھا ، جسے بے ساختہ اٹھا کر وہ فوراً گویا ہوئی

" اب کیا ہے ؟ "

کھنکتی ہنسی سمیت چھکتے ہوئے سوال کیا

" تم سے پیار ۔۔۔ "

دوسری طرف گھمبیر سی آواز ابھری جس سے ثانیہ ایک دم سے ساکن ہوئی چہرے پر موجود گلابی رنگ ایک سکینڈ میں زردی میں تبدیل ہوا یہ رضا کی آواز تھی ، مہتاب کا فون اکثر آفس کے نمبر سے آتا تھا اسی لیے اس نے نمبر پر خاص دھیان نا دیتے ہوئے مہتاب سمجھ کر فون

اٹھا لیا

"کہ۔۔۔کون ۔۔۔؟ "

جان بوجھ کر تلخ سے لہجے میں پوچھا جب کہ وہ رضا کی آواز کو باخوبی پہچانتی تھی ۔

" رضا ہوں تمھارا پہلا پیار جانتا ہوں بھول نہیں سکتی تم مجھے اور نا میری آواز کو "

رضا کی خمار میں ڈوبی آواز ابھری ، ثانیہ نے فوراً سے پہلے فون کو کان سے ہٹا کر کال کو منقطع کیا ۔ گھبرا کر ارد گرد دیکھا ۔

اب اسی نمبر سے مسلسل فون آرہا تھا جسے وہ بار بار کاٹ رہی تھی اور پھر کال آنا بند ہوئی ثانیہ نے سکون کا سانس لیا ۔

****

ساحل سمندر پر موجود آرٹمس جدید طرز کا شاندار ہوٹل جرمنی کے خوبصورت ترین ریستوران میں شمار ہوتا تھا جہاں اس وقت وہ رات میں جگمگا رہا تھا ۔

موسیقی ، قہقوں اور ساحل کے شور میں وہ دونوں دشمن بھی ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے جہاں دونوں کے بیچ حائل میز پر ویٹر کو لگاتار کتنی ہی ڈیشز سجاتے دیکھ کر موحد نے لبوں کو تمسخرانہ ستائیش بھرے انداز میں باہر کو نکالا ۔

" ہمارے ہاں اتنا کھانا ہم سب کھاتے ہیں "

ہتک آمیز لہجے میں ردا پر چوٹ کیا کیونکہ موحد نے تو صرف ایک ڈش منگوائی تھی جبکہ باقی سارا آرڈر ردا کا تھا ، سامنے بیٹھی ردا نے خونخوار نگاہوں سے گھورا پر ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی جواب دینا گوارا نہیں کیا ۔

ایک تو اس وقت بھوک سے ہمت جواب دے رہی تھی اور دوسرا وہ سوچ چکی تھی اب بس آخری داؤ کھیلے گی ۔ شام سے وہ لوگ جرمن گائیڈ کے ساتھ مختلف جگہوں پر گھوم رہے تھے موحد تو پتا نہیں کس مٹی کا بنا تھا جسے بھوک نہیں لگتی تھی لیکن اس کا تو اب بھوک سے برا حال تھا اور اسی لے وہ بنا سوچے سمجھے اتنا کچھ آرڈر کر چکی تھی ۔

موحد تو کھا کر اب ساحل پر ٹہل رہا تھا جبکہ وہ تمام ڈیشز کا چھکنے کے چکر میں کچھ زیادہ ہی کھاتی گ ئی ۔

********* **

مناہل کو سلانے کے بعد وہ اس کے بیڈ پر سے اٹھی تو موبائ ل پر پیغام کی بیپ پر مسکراتے ہوئے سائیڈ میز پر پڑا موبائ ل اُٹھایا ، ذہن میں فوراً مہتاب کا خیال آیا کہ یقیناً وہی جلدی کمرے میں آنے کا کہہ رہے ہوں گے ۔

پیغام انجان نمبر سے تھا ، پیغام کو کھولتے ہی جو تصویر موبائ ل سکرین پر موجود تھی اسے دیکھ کر اس کی روح تک کانپ گ ئی ۔

www.classicurdumaterial.com

فون پر اچانک بجتی رنگ ٹون پر اس کے ہاتھ لرز گئے ، فوراً فون اٹھا کر کان کو لگایا ۔

" یہ ---یہ کیا--- کیسی گھٹیا حرکت ہے رضا ، میں اب محرم نہیں ہوں تمھارے لیے پلیز میری ایسی پکس ڈیلیٹ کرو "

دانت پیستے ہوئے کہا ، آواز غم و غصے میں کانپ رہی تھی رضا اس کی سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا نکلا تھا۔

" محرم ہو سکتا ہوں نا پھر سے "

دوسری طرف سے گہری سانس لیتے ہوئے جواب آیا ۔

" بکواس بند کرو اپنی اور میری اس طرح کی ساری تصاویر ڈل کرو "

ثانیہ بات کرتے ہوئے بار بار کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی ۔

" یہ تصاویر تو میرا اثاثہ ہیں ، ثانیہ دیکھو ہمارے سارے خواب پورے ہونے جا رہے ہیں میری کمپنی مجھے باہر بھیج رہی ہے ، ہم پھر سے ایک ہو جاتے ہیں "

رضا تو جیسے اس کے غصے اور نفرت کو کسی خاطر میں ہی نا لا رہا تھا۔

" کیا مطلب ہمارے خواب ---- تمھارا دماغ ٹھیک ہے "

ثانیہ نے سخت لہجہ اپنایا ، خوف سے دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا

"ثانیہ تم مہتاب ملک سے خلع لے لو ہم حلالہ کر لیتے ہیں "

رضا نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی سوچ ظاہر کی

" میں اپنے گھر اور شوہر سے بہت خوش ہوں اپنے گھٹیا مشورے اپنے پاس رکھو ، مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی اور خبردار میری ساری تصاویر ڈیلیٹ کردینا بائے "

خوف سے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ فون بند کیا اور جلدی سے گیلری میں جا کر اس کی بھیجی گ ئی تصویر کو ڈیلیٹ کیا اس کے نمبر کو بلاک کیا اور ماتھے پر سے پسینہ صاف کرتی آگے بڑھ گ ئی ۔

****

صوفے پر بیٹھ کر جوتے پہنتے ہوئے موحد اب پریشانی سے بار بار بیڈ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ردا اُٹھ کیوں نہیں رہی تھی وہ جانتی تھی ، جرمن ڈیلرز کے ساتھ آج ان کی دوسری اہم ملاقات تھی ۔

رات کو ہوٹل کے کمرے میں آنے کے بعد وہ قے کرتی رہی تھی جسے موحد نے زیادہ کھانے کا نتیجہ سمجھا تھا ، پر اب اس کا نا اُٹھنا تشویش ناک لگا اور انا کو ایک طرف رکھتا اب وہ بیڈ کے قریب اس کے سر پر کھڑا تھا ۔

"ردا۔۔۔ سنو جانا نہیں ہے کیا ، اٹھو تیار ہو جاؤ "

موحد نے آواز کو اونچا رکھتے ہوئے کہا پر وہاں کسی قسم کا کوئی رد عمل ظاہر نا ہونے پر وہ

پریشانی سے اس پر جھکا۔

" ردا ۔۔۔ "

اس کا نام پکارتے ہوئے اس کے گال پر ہاتھ رکھا تو آنکھیں پوری طرح کھل گ ئی ین ۔

" اوہ مائی گاڈ ۔۔۔۔ "

لبوں سے بے ساختہ الفاظ ادا ہوئے ، اس کا جسم شدید گرم تھا اور وہ بخار میں نڈھال بے سدھ پڑی تھی ۔ موحد نے عجلت میں پینٹ کی جیب سے موبائ ل نکال کر نمبر ملایا اور کان سے لگایا ۔

" ریاض ، میم ردا کو بہت تیز بخار ہے آج کی میٹنگ کینسل کروا دو اور سنو ڈاکٹر کو انتظام کرو فوراً "

پیشانی پر ہاتھ مسلتے ہوئے اس نے اپنے ساتھ آئے ہوئے کمپنی کے ملازم کو مطلع کیا اور خود پھر سے جھک کر ردا کے گال کو دھیرے سے تھپتھپایا پر بخار اتنا تیز تھا کہ وہ آنکھیں کھولنے سے قاصر تھی ۔

******

ردا پر جھک کر معائینہ کرتا ڈاکٹر سیدھا ہوا تو موحد جو ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے ہونٹوں پر رکھے پریشان سا کھڑا تھا آگے ہوا۔

" فوڈ پوائی زن ہے یا کسی سی فوڈ سے بہت بری الرجی ہوئی ہے ابھی انجکشن دیے ہیں میں نے اور یہ میڈیسن منگوا لیں ، اگر رات کو ٹمپریچر زیادہ ہو جائے تو گیلا ٹاول سر پر رکھیں بار بار ، بخار زیادہ نہیں ہونا چاہیے "

ڈاکٹر موحد کو اس کے بخار کی وجہ بتا رہا تھا اور موحد بار بار ردا کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جو کچھ گھنٹوں میں ہی مرجھایا سا لگ رہا تھا ۔

ڈاکٹر نے اجازت طلب نظروں سے دیکھا موحد کے سر ہلانے پر وہ آگے بڑھ گیا ۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد اس نے فوراً اس کی تمام ادوائیات منگوا لی تھیں ۔ میڈیسن کو ایک طرف رکھ کر گلاس میں پانی انڈیلا ، پانی کا گلاس بیڈ سائیڈ میز پر رکھتا وہ ردا پر جھکا ۔

" ردا ---- ردا --- میڈیسن لو پلیز "

نرمی سے پکارتے ہوئے اس کے گال ہلکے سے تھپتھپائے ، کچھ بھی تو یاد نہیں تھا اس وقت کہ وہ بیڈ پر بے سدھ لیٹی اس لڑکی سے بے انتہا نفرت کرتا ہے خیال تھا تو صرف یہ کہ وہ بخار میں تپ رہی تھی اور اس وقت اس کے سوا اسکا کوئی اپنا یہاں نہیں تھا ۔

بار بار گال تھپکنے اور موحد کی آواز پر ردا نے پژمردگی سے آنکھیں کھولیں تھیں جن میں بے تحاشہ جلن تھی ۔

موحد کا دھندلا سا چہرہ کچھ دیر میں صاف ہوا وہ پریشان سا اس پر جھکا ہوا تھا اور میڈیسن لینے

کے لیے کہہ رہا تھا ۔

ردا یوں ہی خلا میں گھور رہی تھی ایسے جیسے کچھ سمجھ نا آرہا ہو کیا کرے موحد تو سو گیا تھا وہ ساری رات قے کرتی رہی تھی اور صبح تک اس کی حالت بری طرح خراب ہو چکی تھی ۔

موحد نے اسے یوں بے سدھ دیکھا تو قریب ہو کر اس کا سر اوپر اٹھانے کی کوشش کی اتنا کرنا ہی تھا کہ وہ بری طرح ابکائی لیتے ہوئے اٹھی ۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا ردا کی قے اس کی شرٹ کا بازو اور بستر بھر چکی تھی ۔ وہ بے حال تھی اور اس حالت میں بھی اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی ۔

ردا کا سر گھوم گیا تھا ، ندامت الگ تھی ، متلی کی کیفیت ابھی بھی قائم تھی جسے وہ بمشکل ضبط کئے ہوئے تھی ، موحد نے جلدی سے اسے سہارا دے کر اٹھنے میں مدد کی ، جو شائد اپنی اس بے بسی پر شرمندگی محسوس کر رہی تھی ۔

" کوئی بات نہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ "

موحد نے اس کی خفت مٹانے کی خاطر اسے بیڈ پر سے سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے تسلی دی ، موحد کا یہ نرم رویہ اس کے اوپر حیرت کے پہاڑ ٹوٹنے کے مترادف تھا ۔

ردا اب سر کو تھامے نقاہت سے قدم اٹھاتی واش روم کی طرف جا رہی تھی ، اس دن آفس میں کہے گ ئی اُس کی باتیں محظ باتیں ہی نہیں تھیں وہ حقیقتاً نرم دل کا مالک تھا نہیں تو

قے کو دیکھ کر تو ویسے ہی کراہیت کے مارے لوگ دور ہو جاتے ہیں اور وہ تو پھر موحد عالمگیر تھا جو اس کے صف اول کے دشمنوں میں شمار ہوتا تھا ، وہ حیران و پریشان سی واش روم کی طرف جا رہی تھی تو موحد نے سائیڈ میز پر پڑے فون کو اٹھایا

" ہیلو روم نمبر تھری زیرو فائیو ، روم سروس چاہیے پلیز روم کلینر کو بھیج دیں "

کمرے کی صفائی کا کہنے کے بعد ریسیور رکھتا وہ فوراً واش روم کی طرف بڑھا جبکہ ہاتھ تیزی سے اپنی شرٹ اتار رہے تھے ، ردا لگاتار آوازیں نکالتے ہوئے قے کر رہی تھی ۔

شرٹ اتار کر ایک طرف پھینکتا وہ واش روم تک آیا وہ سر پکڑے جھکی ہوئی تھی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا ۔ آنکھوں سے پانی بہہ کر گالوں تک آیا ہوا تھا آنکھوں میں موجود کاجل کی ہلکی سی تہہ آنسوؤں کی ساتھ بہہ کر لکیریں بنائے ہوئی تھی ، ردا کی اس حالت پر وہ واقعتاً سب بھول گیا تھا ، جلدی سے پلٹا پانی کا گلاس بھر کر واپس آیا ۔

واش روم میں جا کر پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا وہ اب سیدھی ہو کر نڈھال سی گہرے سانس لے رہی تھی حیرت سے موحد کی طرف دیکھا جو اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھا رہا تھا ۔

ردا نے نظریں چرائی یں اور کانپتے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھاما دو گھونٹ پیئے گلاس کو واپس ہٹایا ہاتھ نقاہت کے باعث کانپ رہے تھے وہ کب اتنا کبھی بیمار ہوئی تھی بمشکل یاد پڑتا تھا کبھی بچپن میں زیادہ بخارا ہوا ہو تو پر کل رات سے تو وہ عجیب ہی کیفیت سے دو چار تھی پانی

بھی ہضم نہیں ہو رہا تھا ۔

ردا نے دھیرے سے قدم باہر کی طرف بڑھائے تو موحد آگے ہوا

" ہاتھ دو ---- "

اپنی ہتھیلی اس کے آگے پھیلائی ، ردا نے دھیرے سے نفی میں گردن ہلائی ندامت تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی ۔ یقین نہیں آ رہا تھا یہ وہی موحد ہے جو کل تک اس سے بدلہ لینے کے لیے ہر حد تک جا رہا تھا اور اب ایسے تیمارداری کر رہا تھا جیسے اس سے بڑھ کر ردا کا کوئی خیر خواہ نا ہو ۔

" چکر آ رہے ہوں گے تمہیں گر جاؤ گی "

ردا کو یونہی کھڑے دیکھ کر موحد نے ڈپٹنے کے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر سہارا دیا تو وہ نظریں چراتی آگے بڑھی ۔ دروازے پر دستک ہوئی شائد کمرے کی صفائی کے لیے سرونٹ آ گئے تھے ردا کو بیڈ کے ایک طرف کنارے پر بیٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا جبکہ وہ سر جھکا کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے بیٹھی تھی ۔ متلی کے دوران وہ اتنا زور لگ رہی تھی کہ اب سر درد سے پھٹ رہا تھا ۔

" ردا میڈیسن لو ایسے طبیعت اور بگڑے گی "

موحد کی آواز پر اس نے موندی آنکھیں دھیرے سے کھول کر سر اوپر اٹھایا وہ پانی کا گلاس

اور میڈیسن لے کر کھڑا تھا ۔

پھر اس کے کسی رد عمل کو ظاہر نا کرنے پر اس کے ساتھ بیٹھ کر خود سے میڈیسن نکالنا شروع کردیں ایسے جیسے کسی بچے کو دوا دیتے ہیں ۔

" کھاؤ ---- "

اب کی بار آواز میں رعب بھی تھا ردا نے میڈیسن اٹھا کر منہ میں رکھی تو موحد نے جلدی سے پانی کا گلاس آگے کیا ، ردا نے منہ کے زاویے بگڑاتے ہوئے پوری دوا کھائی ۔ روم سرونٹ اب جا چکے تھے ۔

" لیٹ جاؤ اب "

موحد کی نرم سی آواز پر اس نے گردن دھیرے سے موڑی

" مجھے پاکستان جانا ہے "

مریل سی آواز ابھری جس میں ہلکی سی کپکپاہٹ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر قے کرنے کی وجہ سے بھاری پن آگیا تھا ۔

" لیٹو دوا کھائی ہے نیند لو صبح تک طبیعت بہتر ہو جائے گی "

موحد نے اس کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے نرمی سے لیٹنے کے لیے کہا

" مجھے پاکستان جانا ہے بابا کے پاس "

www.classicurdumaterial.com

وہ تو کسی بچے کی طرح اپنی بیماری سے دل برداشتہ لگ رہی تھی

" سیدھی ہو جاؤ آرام کرو "

موحد اب گھوم کر پاس آ گیا تھا اور مصروف سے انداز میں تکیہ درست کر کے اسے زبردستی کندھے سے پکڑ کر لیٹنے کے لیے کہا۔

ردا نے بھاری ہوتا سر تکیے پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔ ماتھے پر موحد کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوتے ہی جھٹکے سے پھر سے آنکھیں کھولیں وہ اس پر جھکا شائد اس کا ٹمپریچر چیک کر رہا تھا، پریشان سی صورت پر کسی طرح کوئی ڈرامائی رمق موجود نہیں تھی، چہرے پر عیاں ہوتی پریشانی سچی تھی۔

اسکا بخار اس وقت قدرے کم تھا موحد کی پریشانی تھوڑی کم ہوئی۔ اس پر کمبل درست کر کے ایک طرف گئے صوفے پر بیٹھ گیا اور وہ کچھ دیر میں ہی دوا کے زیر اثر گہری نیند میں تھی

۔

******

نیند میں منہ سے نکلتی عجیب سی آوازیں آ رہی تھیں، موحد کی نیند آوازوں کے باعث ٹوٹی اور پھر حواسوں میں آنے پر جلدی سے سیدھا ہوا یہ ردا کی آوازیں تھیں فوراً اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو وہ جل رہا تھا یہی وجہ تھی وہ اسطرح کی آوازیں نکال رہی تھی۔

فوراً ڈاکٹر کی ہدایت یاد آ جانے پر روم فریج کی طرف بڑھا ٹھنڈے پانی کی بوتل کو باؤل میں انڈیلا اور چھوٹا تولیہ گیلا کرنے کے بعد اچھی طرح نچوڑ کر اس کے سر پر رکھ دیا۔

اب وہ کہنی کے بل اس کے قریب لیٹا اس کے سر پر بار بار گیلے تولیے کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔

نرم سا گیلا احساس تپتے ماتھے کو فرحت بخش رہا تھا، گلے میں کانٹے سے چبھ رہے تھے بے ساختہ زبان سے پانی کا لفظ ادا ہوا پر آنکھیں تھیں کہ کھل نہیں رہی تھیں۔

کتنا خوشگوار احساس تھا کوئی بازو سر کے نیچے حائل ہوا اور پانی کا گلاس منہ کو لگ گیا تھا، پانی کے چند قطرے ہی تشنگی کو کم کر گئے تھے۔

سر دبانے جیسا احساس تھا جس کے ساتھ ٹھنڈا گیلا پن جو جلتی پیشانی پر اس وقت ایک مرہم جیسا تھا۔ جلن اور تپش کم ہوتی محسوس ہوئی تھی اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں وہ بہت قریب اس پر جھکا ہوا تھا اور چہرے پر اپنائیت اور پریشانی کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

یہ وہی موحد تھا؟ خود ساختہ سوال تھا، تعجب خیز احساس تھا دفعتاً نگاہوں کا تصادم ہوا اور عجیب بات تھی خود پر جھکا یہ شخص اس وقت مسیحا کیوں لگا۔

موحد کا سر پر رکھا ہاتھ، اس کی شرٹ سے اٹھتی مہک، عینک کی اوٹ میں اس کی پریشان سی آنکھیں، سنجیدہ سا چہرہ سب سب دل کو ایک انوکھا ملائم سا احساس دے رہا تھا۔

موحد نے اس کے آنکھیں کھولنے پر شکر ادا کیا تولیہ ہٹا کر پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا

، بخار بہت حد تک کم ہو چکا تھا ۔

ردا نے پھر سے آنکھیں موندیں تو وہ بھی سیدھا ہوا ، وہ اب صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا

موبائ‌ل فون کی جلتی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی وہ مصروف سا موبائ‌ل پر نگاہیں

جھکائے بیٹھا تھا اس بات یکسر بے خبر کہ کوئی بار بار آنکھیں کھول کر اسے حیرت سے

تک رہا ہے ۔

میں اسکو دیکھتا رہتا تھا حیرتوں سے فراز

یہ زندگی سے تعارف کی ابتدا تھی مری

******

نپکن سے ہاتھ پونچھتی وہ کچن میں ہی کھڑی تھی جب مہتاب کی آواز پر جھکا سر اٹھایا ۔

" ثانیہ تمھارا کوئی کزن آیا ہے "

مہتاب ابھی ناشتے کے بعد آفس کے لیے ہی نکلا تھا اور پھر پورچ سے ہی واپس آ کر کسی کے

آنے کی اطلاع دے رہا تھا مہتاب کے انداز سے صاف ظاہر تھا جو کوئی بھی آیا ہے مہتاب

اس کو نہیں جانتا تھا ۔

" میرا کزن ؟ "

ثانیہ نے پیشانی پر نا سمجھی کے شکن ڈالتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں وہ تو یہی کہہ رہا ہے کہ تمھارا کزن ہے کوئی ، میں ضرور کمپنی دیتا ، پر مجھے اس وقت جانا ہے میں مل لیا ہوں اسے ویسے ، اب تم دیکھ لو جا کر "

مہتاب نے معزرت خواہ لہجہ اپنایا وہ عجلت میں تھا

" ایوا میم کے مہمان کے خاطر میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے "

ایوا کی طرف دیکھ کر حکمانہ انداز میں کہا ایوا نے مؤدب انداز میں سر ہلایا ، مہتاب نے باہر پورچ کی طرف قدم بڑھائے تو وہ یونہی شکن زدہ ماتھے کے ساتھ مہمان خانے میں آئی اور دل جس بات کا خدشہ ظاہر کر رہا تھا سامنے کھڑا شخص اس کو سچ ثابت کر چکا تھا۔

رضا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بغور ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔

" تم --- تم یہاں کیوں آئے ہو"

ثانیہ دانت پیستے ہوئے غصے سے آگے بڑھی وہ اس کے دو فون نمبر بلاک کر چکی تھی اور اس کی جرأت کہ وہ آج گھر پہنچ گیا تھا۔

" ہمم ----دیکھ رہا تھا تمھاری محبت کم ہونے کی وجہ "

رضا نے ستائشی نگاہیں ارد گرد گھماتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" شٹ اپ دیکھو فوراً میرے گھر سے نکلو نہیں تو میں ابھی سرمد بھائی کو بتا دوں گی تمھارے

بارے میں "

ثانیہ غصے سے کانپ رہی تھی اسے کس بات کا گھمنڈ تھا سمجھ سے باہر تھا۔

"ثانیہ دیکھو زیادہ ہائی پیر ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں "

بڑے رعب سے کہا ثانیہ کا دل کیا اس کا سر پھوڑ دے کیسے سمجھائے اسے وہ اس کے لیے اب کوئی اہمیت نہیں رکھتا وہ تن من سے مہتاب کی تھی اب۔

" بھاڑ میں گ ئی تمہاری محبت نکلو میرے گھر سے "

ملازموں کی وجہ سے ثانیہ اپنی آواز کو حد درجہ آہستہ رکھے ہوئے تھی۔

" تم بدتمیزی کر رہی ہو ثانیہ "

رضا نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے دھمکی آمیز لہجہ اپنایا

" بدتمیزی ---- میں کر رہی ہوں ؟ تمہیں شرم آنی چاہیے ، میں تمہیں صاف صاف بتا چکی ہوں میں تم سے اب پیار تو کیا نفرت بھی نہیں کرتی تم پلیز جاؤ دوسری شادی کرو اپنا گھر بساؤ "

ثانیہ نے ہتک آمیز لہجے میں کہا اور وہ تھا کہ بجائے اپنی بے عزتی محسوس کرنے کے اضطراب کی کیفیت میں آگے آیا۔

"ثانیہ تصور بھی نہیں کر سکتا میں تمہارے علاوہ کسی کا پلیز مجھے معاف کر دو میری زندگی میں لوٹ آؤ ساری عمر تمہارے قدموں میں بیٹھا رہوں گا بہت بہت بڑی غلطی ہو گ ئی تھی مجھ

سے میں اب کبھی خود سے الگ نہیں کروں گا تمہیں "

التاجائی لہجہ تھا ثانیہ کو وہ اس وقت فقط ایک ذہنی مریض لگ رہا تھا ۔ وہ تاسف سے اسے دیکھ رہی تھی یہ تو وہ شخص جس سے اس نے ٹوٹ کر پیار کیا تھا ۔

" دیکھو یہ سب میرے گھر والوں کے بھڑکانے کی وجہ سے ہوا تھا نا تو اب تو ہم باہر چلے جائیں گے ان سب سے دور ، اب ہم کبھی الگ نہیں ہوں گے میرا وعدہ ہے تم سے ، پلیز تم خلع لے لو اپنے شوہر سے "

وہ بار بار ایک ہی بات دہراتا ثانیہ کو زہر لگ رہا تھا ۔

" رضا تم پاگل ہو چکے ہو بلکل پاگل ، فوراً اسی وقت میرے گھر سے باہر نکلو نہیں تو میں گارڈز کو بلوا لوں گی وہ دھکے مار کر نکالیں گے "

ثانیہ نے اس کے پاگل پن کی وجہ سے امڈ آنے والے خوف پر قابو پاتے ہوئے کہا

"ثانیہ یہ تم اچھا نہیں کر رہی میرے ساتھ"

بڑے رعب سے دھمکی دی

" ہاں نہیں کر رہی دفعہ ہو جاؤ تم "

اب کی بار ثانیہ زور سے چیخی تھی ۔

" ٹھیک ہے اب تم بھی دیکھنا میں کیا کرتا ہوں "

www.classicurdumaterial.com

رضا ایک دم سے پلٹا تھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا ۔

ردا نے بند آنکھیں کھولی تھیں اور ایک چور سی نگاہ ساتھ بیٹھے موحد پر ڈالی اور اس کو سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے دیکھ کر چہرے کا رخ بلا خوف و خطر اس کی طرف موڑ لیا ۔

وہ اس وقت جہاز میں پاکستان کی روانگی پرواز کے لیے بیٹھے ہوئے تھے ۔ تین دن سے وہ یونہی چھپ چھپ کر موحد کو دیکھ رہی تھی پتہ نہیں کیوں موحد کو بلاجواز یوں دیکھتے رہنا دل کو کیوں بھا رہا تھا ۔ وہ اگلے دن ہی کافی بہتر ہو گ ئی تھی اور ملتوی کی ہوئی میٹنگ کو بھی موحد نے ہی پریزنٹ کیا تھا ۔

اور اس دوران بھی وہ کھوئی سے اسے بس دیکھتی رہی تھی ۔ ہوٹل میں دوا کے زیر اثر زیادہ وقت سوئی رہتی تھی اور جیسے ہی تیسرے دن طبیعت زیادہ بہتر ہوئی موحد نے ان کی واپسی کی سیٹس کروا دی تھیں کیونکہ ملک جہانزیب ردا کی وجہ سے بے حد پریشان تھے ۔

اور اب بھی ردا ملک کے اوپر چڑھے سختی کے خول سے باہر نکل کر ایک عام سی لڑکی موحد کے برابر کی نشست پر بیٹھی اس کے چہرے کے نقوش کو بغور دیکھ رہی تھی ۔ وہ اس وقت دنیا کا حسین ترین مرد لگ رہا تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

اس کی وہ ساری حرکتیں وہ ساری باتیں جن پر کچھ دن پہلے تک وہ سرتاپا کُڑھ جل جاتی تھی اب ان کی یاد پر لب مسکرا رہے تھے دل ہلکی سی ردھم میں دھڑک رہا تھا اور چہرہ لجایا سا تھا۔

اچانک احساس ہوا اس کے لب مسکرا رہے ہیں اور دل ہے کے چاہ رہا ہے وہ یوں ہی ساتھ بیٹھا رہا اور وہ اسے دیکھتی رہے بس ۔ کیا ہوا گیا ہے مجھے جھٹکے سے سر اپنی نشست کے پشت پر دے مارا اور ہاتھ پیشانی پر دھر لیا۔

دوسرے ہاتھ کو عجیب سے خوف کے زیر اثر دل پر رکھا، دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

اوہ----- یہ کیا ہو گیا مجھے ؟ ---- خود ساختہ سوال تھا جس کا جواب نداد تھا

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ---- بے چینی سے نچلے لب کو دانتوں میں لے کر اضطراب کی کیفیت میں اردگرد دیکھا۔ایسے جیسے کوئی بہت بڑی مصیبت میں پھنس کر جائے پناہ کی تلاش میں دیکھتا ہے، پھر اپنا وہم سمجھ کر ایک نگاہ موحد پر ڈالی۔

دل زور سے دھڑکا-----

اوہ---- نہیں ---- برا کیوں نہیں لگ رہا موحد اب اس طرح جیسے لگتا تھا، وہ نفرت کہاں گ ئی؟ --- وہ اپنے سامنے کھڑی ورطہ حیرت میں خود سے ہی سوال کر رہی تھی۔

خود کو جھٹلاتے ہوئے پھر سے موحد کی طرف دیکھا---

پیار---- صرف پیار--- نفرت کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

جھنجلا کر آنکھیں زور سے بند کیں ---- سر کو زور زور سے جھٹکا ایسے جیسے یہ کوئی خواب ہے اور ابھی ختم ہو جائے گا ۔ پھر گہری سانس لے کر آنکھیں کھولیں اور جیسے ہی موحد کو پھر سے دیکھنے کے لیے چہرہ موڑا وہ حیرت سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

" تم ٹھیک ہو نا ایسی شکلیں کیوں بنا رہی ہو ، وؤمٹ آرہی ہے کیا ؟ " موحد کی پیشانی پر پریشانی کی لکیریں موجود تھیں ۔

" ٹھ--- ٹھیک ہوں "

ردا نے گڑبڑا کر نظریں چرائی یں ، دل اتنی رفتار سے دھڑک رہا تھا کہ چہرے پر ہوائی یاں اڑ گ ئی یں ۔

" آر یو ش ئ یور ----؟ لگ نہیں رہی ٹھیک "

موحد نے پھر سے تشویش ناک انداز میں پوچھا ۔ردا نے بنا دیکھے سر کو اثبات میں ہلایا اس کی طرف دیکھنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی ۔ افف کیوں دیکھے جا رہا ہے ۔ ردا کو اب اپنی اس حالت پر غصہ آنے لگا تھا ۔

موحد کچھ دیر یونہی اس کی طرف دیکھتا رہا پھر رخ موڑ لیا اور ردا نے سکھ کا سانس لیا ۔

****

کیسے بتاؤں مہتاب کو --- نہیں مہتاب کو نہیں وہ غصے کے تیز ہیں اور ابھی ہمارے تعلق

کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے ، رضا شائی د سمجھ گیا ہو گا اب ---- تنگ نہیں کرے گا ۔

سرمد بھائی اور امی کو بتا دوں کیا ؟ ثانیہ الجھی ہوئی تھی ۔ آج صبح رضا کے رویے نے دل کو پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا ۔

مہتاب کب سے اس کی خاموشی کو نوٹ کر رہا تھا جو اس کے سینے پر سر رکھے بیٹھی پریشان سی اور کھوئی لگ رہی تھی بظاہر تو سامنے ٹی وی سکرین پر نظریں جمی تھیں پر وہ اتنی خاموش تو کبھی نہیں ہوتی تھی ۔

آج جب سے وہ آفس سے واپس آیا تھا ثانیہ بولائی بولائی سے کیفیت میں تھی اور اب وہ کب سے اس کے ساتھ بیٹھی بلکل خاموش تھی ۔

" کیا ہوا ؟ "

مہتاب نے سر کو جھکا کر مدھم سے لہجے میں سوال کیا وہ جو اس کے سینے پر سر رکھے کب سے کشمکش میں مبتلا تھی چونک گ ئی ۔

" ہاں --- کیوں--- کیا ہوا ؟ "

بوکھلائے سے انداز میں مہتاب کا کیا ہوا سوال اسی سے پوچھ ڈالا ۔

" ارے بھ ئی تم سے پوچھ رہا ہوں تمہیں کیا ہوا ؟ پریشان سی کیوں لگ رہی ہو ؟ "

تھوڑا سا سیدھا ہو کر ثانیہ کو کندھوں سے پکڑ کر خود سے الگ کیا ۔

" نہ۔۔۔نہیں تو کب ؟ "

ثانیہ نے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجائی گڑ بڑا کر بلا جواز بالوں کو کانوں کے پیچھے آڑیا

" فریش سی نہیں لگ رہی ہو کیا ہوا ؟ گھر میں سب ٹھیک ہے نا ؟ یا مناہل نے تو کوئی

۔۔۔ "

مہتاب نے فکرمندی سے اس سے کتنے ہی سوال پوچھ ڈالے ۔

" نہیں تو ایسا کچھ بھی نہیں آپ بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں "

ثانیہ نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے پرسکون لہجے میں جواب دیا

" اچھا ، پھر مجھے کیوں وہم ہو رہا ہے کہ تم پریشان ہو ، شائی دتم سے بہت پیار کرنے لگا

ہوں "

مہتاب نے شرارت سے دیکھتے ہوئے خود ہی جواب دیا ۔ ثانیہ نے پھر سے اس کے گرد بازؤ

حائی ل کرتے ہوئے سر کو سینے سے ٹکا دیا ۔

" میں بھی آپ سے بہت پیار کرنے لگی ہوں "

روہانسے اداس سے لہجے میں سچا اظہار کیا

" اتنے اداس لہجے میں محبت کا اظہار پہلی دفعہ سنا ہے "

مہتاب نے شریر سے لہجے میں چھیڑتے ہوئے چہرے کو نیچے کیا تو نگاہ اس کے گالوں پر بہتے

آنسوؤں پر پڑی اور شرارت سے چمکتی آنکھوں میں پل بھر میں پریشانی در آئی ۔

"ثانیہ ---- رو کیوں رہی ہو ؟"

اسے ایک جھٹکے سے کندھے سے پکڑ کر الگ کرتے ہوئے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیا

، اور وہ مزید رو دی ۔

"ثانیہ سوری تمہیں ، تمہیں اپنی گھر جانا چاہیے ، اُداس ہو رہی ہو نا گھر والوں سے ؟ "

مہتاب نے خود ہی اس کی اداسی اور رونے کی وجہ گھڑ لی

" صبح تمہیں گھر چھوڑ دوں گا یہ ویکنڈ تم گھر رہو گی اوکے "

محبت سے اسے حصار میں لیتے ہوئے کہا اس بات سے بے خبر کے وہ بے حد پریشان ہے ۔

ماضی اس کے پاؤں میں بڑی بن گیا ہے ۔

****

"یس کم ان "

بڑے وقار سے موحد نے اندر آنے کی جازت دیتے ہوئے میز پر رکھی اگلی فائل کو اٹھایا

۔ اپنے شاندار آفس میں اس وقت وہ Rida کے اچ آر ڈیپارٹمنٹ میں کی ایک فوری پوسٹ

کے لیے انٹرویو کر رہا تھا ۔

ابرار اچانک رایزائن دے گیا تھا جس پر یہ انٹرویو رکھا گیا تھا وہ ابھی تین دن پہلے ہی پاکستان

پہنچا تھا ۔ ردا آج بھی آفس نہیں آئی تھی وہ تو واپس آ کر کمرے میں بند ہو کر رہ گئی تھی نا کسی سے بات کرتی تھی نا کچھ اور موحد کی طرف تو دیکھتی تک نہیں تھی سب اس کی اس حالت کو اس کی طبیعت کی ناسازی سمجھ رہے تھے ۔

یہ انٹرویو پینل میں بھی آج اس کے ساتھ ردا کو موجود ہونا تھا پر اس نے آنے سے صاف انکار کر دیا ، ملک جہانزیب بھی آفس میں کم آ رہے تھے ردا کی مختلف ڈاکٹرز سے زبردستی ٹریٹمنٹ اور ٹیسٹ کروا رہے تھے کیونکہ اس کا یہ عجیب بدلہ سا رویہ تابندہ بیگم اور جہانزیب کو پریشان کر رہا تھا ۔

موحد نے فائل پر نظریں جمائے حیرت سے جانے پہچانے سے نام کو پڑھا ۔

" موحد عالمگیر تم ---- ؟"

حیرت میں ڈوبی نسوانی آواز پر موحد نے فائل پر جھکا سر اوپر اٹھایا ۔ اور سامنے منہ کھولے کھڑی لڑکی کو وہ پل بھر میں پہچان گیا ۔ وہ عرفہ احمد تھی اس کی یونیورسٹی کی ہم جماعت اور وہ صرف ہم جماعت ہی نہیں تھی موحد کے ساتھ ساتھ تمام اچھے طلبہ میں اس کا نام بھی سرفہرست تھا اس لیے موحد کی اس کے ساتھ بہت اچھی بات چیت ہوتی تھی ۔

" عرفہ ---- رائٹ "

موحد نے آنکھیں کو سکیڑ کر انگلی کے اشارے سے تصدیق چاہی اور سامنے کھڑی لڑکی کی تو

باچھیں کھِل گ ئی یں ۔

" وٹ اے پلیزنٹ سرپرائی ز ---- اور تم--- تم --- Rida کے ایم ڈی ہو ؟--- "

عرفہ کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھلی تھیں اور آواز خوشی اور حیرت کے لئے جلے تاثرات لیے ہوئی تھی ۔ موحد نے قہقہ لگایا اور کرسی کو گھماتے ہوئے اثبات میں زور زور سے سر ہلایا ۔

" یہ سب ---- اوہ--- مائی گاڈ تم ملک جہانزیب کے سن ان لا ہو ائی کانٹ بیلیو یار ----"

عرفہ کی حالت ابھی بھی بحال نہیں ہوئی تھی اور موحد اس کے یوں حیرت سے دنگ ہو جانے پر ہنسے جا رہا تھا ۔

" ہوش میں آ جاؤ ، تمہارا رکارڈ ابھی دیکھ ہی رہا تھا شاندار ہے تم نے تو ایم فل بھی کر ڈالا واہ--- مجھے خوشی ہوئی دیکھ کر اور خوش ہو جاؤ جاب پکی سمجھو "

موحد نے خوشگوار لہجے میں کہا تو وہ تو جیسے خوشی سے پاگل ہو گ ئی

" موحد تھنکیو تھنکیو سو---- --- مجھ "

وہ چیخ اٹھی اور آنکھیں نم ہو گ ئی یں

" اٹس اوکے زیادہ ایموشنل نا ہو ، یونیورسٹی فیلو اور دوست ہونے کا ناطے اتنا تو کر سکتا ہوں نا میں "

موحد نے مسکراتے ہوئے ملائم سے لہجے میں کہا

" سچ میں مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا ، میں بہت پریشان تھی اور سوچ بھی نہیں سکتی تھی Rida میں مجھے اتنی آسانی سے جاب مل جائے گی "

عرفہ منہ پر ہاتھ دھرے گال پر لڑھکتے خوشی کے آنسو صاف کر رہی تھی ۔ وہ جب آج انٹرویو کے لیے آئی تو باہر لمبی قطار اور ایم ڈی کے خود انٹرویو لینے کا سن کر مایوس ہو گئی تھی پر نہیں جانتی تھی قسمت اس پر یوں مہربان ہو جائے گی ۔

" ہمم چلو تمھارا گلٹ تھوڑا کم کر دیتا ہوں تم اپنی پہلی سیلیری پر مجھے ٹریٹ دے دینا "

موحد نے بال پوائنٹ کو ہاتھوں میں گھماتے ہوئے خوشگوار لہجے میں کہا ، عرفہ نے جلدی سے آنسوؤں پر قابو پایا

" یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے کیوں نہیں سر آپ نے اتنا بڑا احسان کیا "

عرفہ ایک دم سے احسان مند ہوئی اور احساس ہوا کہ وہ اس وقت کس عہدے پر موجود ہے

"آں ہاں کوئی احسان نہیں کیا یہ تو قسمت کے کھیل ہیں اور اگر آج میری سیٹ پر تم اور تمھاری جگہ میں ہوتا تو تب شائد تم بھی یہی کرتی اور یو کین کال می موحد"

موحد نے مصنوعی خفگی ظاہر کی تو عرفہ کھلکھلا کر ہنس دی ۔

" اپائنمنٹ منٹ لیٹر تیار کرواتا ہوں تم باہر انتظار کرو "

موحد نے شائستگی سے کہا اور فون کا ریسور اٹھایا، عرفہ احمد بھی اُسی کی طرح ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی ذہین لڑکی تھی جو اپنے گھر کے مالی حالات سے اکثر پریشان رہتی تھی اس لیے موحد کو یوں اس کا انتخاب کر لینے پر کوئی ندامت نہیں تھی۔

عرفہ اب باہر جا چکی تھی اور موحد نے باقی سارے انٹرویو کینسل کروا دیے تھے۔

****

صالحہ نے اپنے سامنے بیٹھی سر جھکائے پریشان حال ثانیہ کے چہرے کو اوپر اٹھایا، اس کی اداس اور پریشان آنکھیں دیکھ کر ممتا تڑپ گئی۔

"تم مہتاب سے بات کرو اُسے سب بتا دو بیٹا"

صالحہ نے محبت سے اسے مشورہ دیا، وہ صالحہ کو رضا کے بارے میں سب بتا چکی تھی۔ آج صبح ہی مہتاب اسے گھر چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ دو دن پرسکون ہو کر یہاں گزارے وہ اداس ہو گئی ہے سب سے۔

"امی نہیں۔۔۔ کتنی عجیب بات ہے، رضا ہماری فیملی سے بھی ہے وہ کیا سوچیں گے"

ثانیہ نے بیچارگی سے کہتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔

www.classicurdumaterial.com

" کچھ نہیں سوچے گا وہ بہت اچھا اور سمجھدار ہے "

صالحہ نے فوراً اس کی بات کی نفی کی اور مہتاب کی شائستہ طبیعت کی تعریف کی

" امی پھر بھی ہے تو شوہر ناں --- دل میں بات آ جاتی ہے کہ اس کا پہلا شوہر تھا اس کی محبت کی شادی تھی ، ایک دن بتا رہے تھے مجھے کہ تمھاری پہلی شادی پر جب سرمد نے آفس سے چھٹیاں لی تھیں وہ بہت خوش تھا پھر باتوں میں پتا چلا کہ تمھاری پسند سے شادی ہو رہی ہے تمھارے کزن کے ساتھ "

ثانیہ کی بات پر صالحہ واقعی خاموش ہو گئی تھیں کیونکہ مہتاب بمشکل تو ثانیہ کے ساتھ ٹھیک ہوا تھا اب ایسا کوئی بھی جوکھم لینا درست نہیں تھا ۔

" تم رضا کو اگنور کرو دیکھو سرمد کو بتائیں گے تو وہ بھی بلاوجہ جا دھمکے گا ان کے گھر شور شرابہ کرے گا ، ایسے بدلحاظ ہیں وہ کیا پتا کیا کریں "

صالحہ بیگم اب سرمد کو بتانے سے بھی منع کر رہی تھیں ۔

" امی پر اس کے پاس میری اور اس کی تصاویر ہیں ہمارے ہنی مون کی اور مجھے مختلف نمبروں سے بھیج رہا ہے "

اب کی بار ثانیہ نے اپنی اصل پریشانی کا اظہار کیا جس پر صالحہ بیگم کی پیشانی پر بھی پریشانی کے شکن نمودار ہوئے ۔

www.classicurdumaterial.com

" اچھا سنو میں جاتی ہوں فریدہ کے پاس بات کرتی ہوں اس سے کے سمجھائے لگام دے اب اپنے بیٹے کو یہ کیا کرتا پھر رہا ہے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے "

صالحہ نے پریشان لہجے میں اسے تسلی دی اور پھر اپنے ساتھ لگا کر تھپکنے لگیں ۔ ماں سے پریشانی بانٹ کر اب وہ بھی بہت حد تک پرسکون ہو گ ئی تھی ۔

****

آفس سے واپس آ کر موحد اب شام کی چائے لے کر لان میں آ بیٹھا تھا ، ملک ہاوئ س کے لان میں یہ ایک طرف بہت خوبصورت چبوترا تھا جس کو تکونی چھت سے ڈھکا ہوا تھا جس کے چاروں اطراف میں لکڑی کی بنی باڑ تھی ، ارد گرد گملے اور وسط میں دلکش صوفے اور کرسیاں رکھی گ ئ یں تھیں موحد کو اس گھر میں یہ جگہ بہت پرسکون لگتی تھی اس لیے وہ شام کی چائے یہیں پیتا تھا ۔ سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا جس پر وہ آفس کا ہی کچھ کام دیکھ رہا تھا ۔

جب اچانک ایک طرف سے تابندہ بیگم کی آواز سنائی دی ۔

" تم سے بات کرنی ہے بیٹا جی "

تابندہ بیگم کا لہجہ پریشان تھا ، موحد نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اب ایک طرف گے صوفے پر بیٹھ رہی تھیں ۔ ہمیشہ چہکتی اور چاق و چوبند سی تابندہ بیگم آج پریشان صورت میں عجیب سی لگ رہی تھیں ۔

" جی کہیں "

موحد ان کے پریشان سے چہرے اور الجھے لہجے کو محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے ان کی طرف متوجہ ہوا اور سامنے رکھے لیپ ٹاپ کو بھی بند کر دیا ۔

" میں پچھلے تین دن سے نوٹ کر رہی ہوں ردا بہت چپ چپ سی ہے کیا ہوا تھا وہاں جرمنی میں ؟ "

تابندہ بیگم کا انداز تشویش ناک اور الجھا ہوا تھا جو ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ ردا کا رویہ واقعی ہی بہت عجیب تھا جس پر ان کا یوں پریشان ہونا بنتا تھا ۔

وہ خود ردا کے اس گم صم سے انداز پر عجیب سا محسوس کر رہا تھا پہلے تو اس کی طبیعت کے نا سازی سمجھا تھا پر اب تابندہ بیگم کی پریشانی کو دیکھ کر اسے بھی احساس ہوا کہ وہ درست کہہ رہی ہیں ۔

" آنٹی اسے جرمنی میں فوڈ پوائی زن ہوا تھا اور ---"

موحد نے ہتھیلی کو ہوا میں اٹھاتے سنجیدہ سے لہجے میں وضاحت دینا شروع کی تو تابندہ بیگم نے بیچ میں ہی اس کی بات کا سلسلہ منقطع کیا ۔

" تم سے جھگڑا ہوا ہے کیا کوئی ؟ ---- ویکھ بیٹا مینو سچ سچ دس دے میری تی نو میں اج مرجھائی مرجھائی کدی ن ئی ی ویکھایا (دیکھ بیٹا مجھے سچ سچ بتا دے میری بیٹی کو میں نے ایسے

کبھی مرجھائی مرجھائی نہیں دیکھا ہے)"

تابندہ بیگم پیشانی پر ناگوار سے بل ڈالے ایک دم سے روہانسی ہوئی یں تو وہ ان کے اس انداز پر گڑبڑا گیا ۔

" آنٹی --- آئی سیویر --- ایسا کچھ بھی نہیں ہے انفیکٹ میں خود سوچ رہا ہوں تین دن سے وہ ایسے کیوں ہو گ ئی ہے "

موحد نے سنجیدگی سے ان کو اپنی طرف سے کسی بھی قسم کی بات نا ہونے کا یقین دلاتے ہوئے کہا اگرچہ اس کی تابندہ بیگم سے کوئی زیادہ بات چیت نہیں ہوتی تھی پر اس وقت وہ اسے بلکل صالحہ کی طرح لگ رہی تھیں جیسے وہ ثانیہ کے لیے پریشان رہتی تھیں ، تابندہ بیگم کے گال پر بہتے آنسو دیکھ کر وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا ۔

" اوہ --- آپ رو کیوں رہی ہیں --- دیکھیں روئی یں مت میں سب سنبھال لوں گا ، بے فکر رہیں ، ابھی تو سو رہی تھی جب میں کمرے سے آیا میں بات کرتا ہوں اس سے ، ہمارا آپس میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا ہے "

موحد اب ان کے بلکل قریب کرسی پر بیٹھ کر ان کو تسلی دے رہا تھا ۔ اور پھر تابندہ بیگم نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا ، گہری سانس لیتی بےیقین اور اداس سی اٹھ کر وہاں سے چل دیں موحد بھی لیپ ٹاپ اور چائے کے کپ کو وہیں چھوڑ کر کمرے کی طرف چل دیا ۔

www.classicurdumaterial.com

کمرے میں آیا تو وہ جاگ رہی تھی ، سامنے ٹی وی چل رہا تھا اور وہ ٹی وی پر نظریں جمائے بیٹھی تھی ۔ موحد کو دیکھ کر جزبز سی ہوئی جیسے وہ تین دن سے ہو رہی تھی ۔

موحد نے بغور اس کا جائزہ لیا ، بال کندھوں پر بکھرے تھے چہرہ کسی بھی میک اپ سے عاری اور ہلکی سی سوزش لیے ہوئے تھا جو شائد زیادہ سونے کی باعث تھی ، یہ سب بیمار ہونے کے بعد سے شروع ہوا ، میں نے اس کا خیال کیا تو کیا اس کو اب سب باتوں پر پچھتاوا ہو رہا ہے ؟ ذہن میں خود سے ہی سوال کرتا آہستگی سے چلتا ہوا پاس آیا تھوڑا سا جھک کر ساکن سی بیٹھی ردا کے ہاتھ سے ریموٹ پکڑ کر ٹی وی بند کر دیا ۔

وہ سٹپٹا سی گئی ، دل کی رفتار بڑھنے لگی --- کتنا بھاگ رہی تھی وہ اس سب سے پہلے جب وہ کمرے میں آیا تھا جان بوجھ کر سوتی بن گئی تھی اور اب پھر وہ آ گیا تھا ۔

کتنا جھٹلا رہی تھی وہ خود کو پچھلے تین دن سے ، ردا ملک کو موحد عالمگیر سے محبت نہیں ہو سکتی --- کبھی نہیں ہو سکتی انفیکٹ ردا کو کبھی کسی سے محبت نہیں ہو سکتی محبت تو کمزور بنا دیتی ہے اور ردا کو کمزور بننا ہر گز نہیں پسند تھا

پر اب پھر دل کی وہی حالت تھی جو دماغ کو چیخ چیخ کر صدا دے رہا تھا ہو گئی ہے محبت ----- ہو گئی ہے محبت ---- اسے ہی محبت کہتے ہیں ---

" پوچھ سکتا ہوں یہ نیا ڈرامہ کیا ہے ؟ "

کچھ دیر اس کو یوں ہی گھور کر دیکھنے کے بعد موحد نے ٹی وی کا ریموٹ ایک طرف رکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں سوال کیا ۔ ردا نے کوئی جواب نہیں دیا بس خاموشی سے بند ٹی وی پر نظریں جما رکھیں تھیں ۔

کیا بتاتی اس کو وہ کس بری طرح ہاری ہے اس بری طرح کہ اب اپنی ہار کو تسلیم کرنا سوہان روح تھا اس کے لیے ۔

موحد نے کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کیا اور پھر اس کے بلکل سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا ۔

اس کی جھکی پلکیں لرز گ ئ یں ردا کا یہ روپ بہت عجیب تھا اس کے لیے ۔

" کیا ہوا ہے تمہیں کیوں سب گھر والوں کو پریشان کر رہی ہو؟ ، دیکھو اگر مجھ سے جو کھیل کھیل رہی تھی دل بھر گیا ہے اس سے تو ختم کرو سب میں تیار ہوں "

موحد نے شائ ستگی سے اپنا خیالات کا اظہار کیا ، ردا نے نظریں چرائ یں پر کوئی جواب نا دیا ۔

دل میں دھواں بھرنے لگا ، اوہ خدایا یہ تو سوچا تک نہیں وہ ہار گ ئ تھی اور اس ہار کا اختتام مطلب دونوں کی علیحدگی ۔

" عجیب ہے کچھ تو بولو بھ ئ ، کوئی جواب تو دو ۔ ۔ ۔ "

موحد اب کی بار اس کے خاموش رہنے پر جھنجلا گیا ۔ پر وہاں خاموشی ہنوز قائ م تھی ۔ ہو کیا گیا ہے اسے موحد نے بیزار یت سے سوچا

" تم بہت بہت عجیب ہو --- ہوا کیا ہے تمہیں ؟ "

اب کی بار موحد غصے سے تلخ لہجے میں گویا ہوا۔

کیا بتاؤں کہ مجھے تم سے پیار ہے ، ہنسے گا وہ کہے گا موٹی پاگل تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا میری زندگی حرام کی اور اب بڑے مزے سے کہہ رہی ہو مجھ سے محبت ہو گئی واہ -----

" دیکھو اگر تم گلٹ ہو رہی ہو اس سب سے جو تم نے میرے ساتھ کیا تو میں معاف کرتا ہوں تمہیں ، خلع لے لو مجھ سے "

موحد نے ملائم سے لہجے میں کہا ، اسے واقعی ردا کی حالت پر ترس آرہا تھا اور جو کچھ ذہن میں چل رہا تھا کہہ دیا اسے اور موحد کو چاہیے بھی کیا تھا ہنسی خوشی وہ ردا سے الگ ہو جائے ۔

موحد کی خلع کی بات پر تو جیسے دل نے ایک دم سے دھڑکنا بند کر دیا چونک کر موحد کی طرف دیکھا ، سامنے بیٹھے اس شخص سے الگ ہونا اب موت کے مترادف لگا پانچ دن وہ متواتر اسی کو سوچتی رہی اور آخر کو اب گھٹنے ٹیک دیے ۔ پر ایسے تو وہ شیر ہو جائے گا اور چھوڑ دے گا مجھے نہیں--- نہیں دل میں خوف سا ابھرا -- پانچ دن پہلے جسے عدالتوں میں گھسیٹ کر وہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی تھی آج اس کے منہ سے خلع کا لفظ سن کر دل خوف سے ڈوب گیا ۔

" کس نے کہا میں گلٹ ہوں اپنے کیے پر ؟ "

ردا نے تنک کر اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا ۔

www.classicurdumaterial.com

" پھر یہ کیا ہے سب ؟ "

موحد نے بھنویں سکیڑیں ، شکر ہے وہ بولی تو اور اس کا نفرت آمیز لہجہ ہی سہی پر سکون ملا وہ کچھ بولی تو ۔

" تم سے مطلب کچھ بھی ہو میرا موڈ ہے جیسے بھی رہوں ، تم اپنی اوقات میں رہو ، میری جگہ اگر جرمنی میں تم بیمار ہوتے تو ۔۔۔تو شائد میں بھی وہی سب کرتی جو تم نے کیا ، تمھارے احسان کا ہی بدلہ ہے کہ اتنے دن سے تمہیں کچھ نہیں کہا میں نے "

ردا نے مصنوعی غصے سے کمبل کو کھینچا جو موحد کے نیچے آگیا تھا ۔ موحد کا منہ اس کے اس انداز پر کھل گیا ۔

" انہتائی کوئی بد دماغ ، بے مروت لڑکی ہو قسم سے تم سے کسی بھی قسم کی ہمدردی نہیں کرنی چاہیے "

موحد غصے سے اٹھا ، اس کا یہ بدتمیزی کا انداز بھک سے ساری ہمدردی اور خیالات کو اڑا گیا تھا ۔ وہ ردا ملک تھی یہ کیسے بھول گیا تھا وہ ۔

" یہ ہمدردی کر رہے تھے بیٹھ کر مجھے فیل کروا رہے تھے کہ مجھے گلٹ ہونا چاہیے اپنے کیے پر آخر کو کیوں ہونا چاہیے گلٹ مجھے بھئی "

ردا نے دانت پیستے ہوئے مزید ڈرامہ کیا ، موحد اب ماتھے پر بل ڈالے کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا

www.classicurdumaterial.com

۔

" تو مت کرو گلٹ ، اپنے مما بابا کو کیوں اتنا پریشان کر رہی ہو ؟ ان کا کیا قصور ہے "
ڈپٹتے ہوئے کہا ، اور اس کی اس بات پر ردا کو اس پر اور پیار آیا ۔
" میرے مما بابا ہیں جو بھی کروں تمہیں کیا مس ئی لہ ہے ؟ "
ردا نے مصنوعی گردن اکڑائی اور دل میں امڈ آنے والی خوشی چھپائی
" مس ئی لہ ہے مجھے ، وہ تمہاری ہر خوشی ہر دکھ کو مجھ سے جڑا سمجھ رہے ہیں مجھ سے سوال کرتے ہیں اور میں تمہاری طرح بے حس اور سنگدل نہیں ہوں مجھ سے ان کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی ہے "
موحد نے انگلی تانے نخوت سے جواب دیا ، اس مٹے وہ یوں غصہ کرتا اور اس کے ماں باپ کی فکر کرتا اس کے دل میں مزید پنجے گاڑ رہا تھا ۔
" تھوڑا سا بیمار کیا ہوئی تم تو کمرے میں ایسے بند ہو گ ئی جیسے پتا نہیں کیا پہاڑ ٹوٹ گیا ہو ، ہمارے ہاں تو اس حالت میں ہم سیون اپ پی کر ٹھیک ہو جاتے ہیں اور تم نے ہوا ہی بنا دیا اس بیماری کو اور ویسے بھی اتنی ہی موٹی ہو کوئی فرق نہیں پڑا تمہیں "
ہتک آمیز لہجے میں کہا اور سر ہوا میں مارتا واش روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ مسکرا اٹھی ۔ کیا ہے آج اس کا یوں موٹا کہنا بھی برا نہیں لگا تھا ۔

ساری تھکن ساری پریشانی ختم ہو گ ئی تھی ، دل سے بوجھ اتر گیا تھا ردا ملک نے اپنی اس خوبصورت ہار کو دل سے تسلیم کر لیا تھا ۔ آنکھیں چمک رہی تھیں تو دل دھڑک رہا تھا وہ اس کا شوہر تھا وہ اس کے نکاح میں تھی اور کیا چاہیے تھا ۔

وہ انوکھی تھی ، عجیب تھی ، اور اسی لیے محبت بھی عجیب ہی ہوئی تھی اسے اپنے ہی زبردستی کے بنائے گئے شوہر سے بےپناہ محبت ہو گ ئی تھی ۔

****

پوری دیوار پر نصب ٹی وی سکرین پر انگلش فلم چل رہی تھی ، مناسب سی آواز کمرے میں گونج رہی تھی ۔ ثانیہ مہتاب کی بغل میں بیٹھی تھی ۔

موبائ ل پر پیغام کی گھنٹی نے کمرے میں گونجتی آوازوں میں اپنی دھن کو ملایا ، ثانیہ نے موبائ ل پر بجتی پیغام کی گھنٹی پر گردن گھما کر ایک طرف پڑے موبائ ل کو دیکھا اور پھر اٹھا کر جیسے ہی پیغام کو کھولا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا چہرے کا سکون پل بھر میں ہی اضطراب میں بدل گیا ۔

تھوک نگل کر مہتاب کی طرف دیکھا ، مہتاب ٹی وی دیکھنے میں مگن تھا ۔ ثانیہ نے تھوڑا سا پہلو بدلہ اور پیغام کو غور سے پڑھا ۔

"ثانیہ تم نے اچھا نہیں کیا خالہ کو گھر بھیج کر ؟"

رضا کا اپنی بہن کے نمبر سے پیغام تھا ، صالحہ ان کے گھر گ ئی یں تھیں اور پھر رضا کے والدہ سے رضا کی ساری حرکات گوش گزار کی تھیں جس پر اس کی اچھی کلاس ہوئی تھی ۔

" رضا تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ ہوش کے ناخن لو کچھ تم کیوں یہ سب کر رہے ہو ؟ "

ثانیہ نے بے چین سی صورت بنائے موبائ ل پر انگلیاں چلائ یں ۔ چور سی نظر مہتاب پر ڈالی ۔ فورا دوسرا پیغام گھنٹی کے ساتھ نمودرا ہوا ثانیہ نے گھبرا کا فون کی آواز کو کم کیا اور پیغام کو کھولا ۔

" مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا تم مجھے معاف کیوں نہیں کر رہی تم کیوں بھول گ ئی ہو تم مجھ سے کتنی محبت کرتی تھی کیا کچھ بھی یاد نہیں رہا تمہیں ثانیہ ، ہم دونوں ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے تھے "

رضا کی وہی باتیں تھیں ، ثانیہ کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا ۔

" رضا دیکھو ۔۔۔ میں تم سے کسی بھی قسم کی بحث نہیں چاہتی پلیز اب تم بھی یہ سب بند کردو جو کچھ کر رہے ہو "

غصے سے اگلا پیغام لکھا اور فون بند کر دیا ۔

" چائے بنا دیں گی ایک کپ "

قریب سے مہتاب کی آواز پر خوف سے لرز گ ئی فون بھی ہاتھ میں کانپ گیا ۔ مہتاب اس

www.classicurdumaterial.com

کی طرف دیکھ رہا تھا ، دل زور سے دھڑکنے لگا ۔

" جی ۔۔۔جی ۔۔۔ ابھی بنا کر لاتی ہوں "

بولائی سی وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور پھر کمرے سے باہر نکل گ ئی جبکہ مہتاب اب پرسوچ نگاہیں بند موبائ‌ل پر جمائے بیٹھا تھا ۔

****

موحد لفٹ سے اتر کر لابی میں جا رہا تھا جب سامنے سے آتی عرفہ پر نظر پڑتے ہی مسکرا دیا ۔ وہ فائ‌ل کو سینے سے لگائے آ رہی تھی اور موحد کو دیکھ کر اس نے بھی مسکراہٹ کا تبادلہ کیا ۔ اس کی Rida میں تقرری ہوئے آج تیسرا دن تھا

"ہیلو ۔۔۔ کیسی ہو ۔۔۔ ؟ کیسے رہے دو دن ؟"

موحد نے مسکراتے ہوئے خوشگوار لہجے میں سوال کیا ۔ وہ بھی اب قریب آ کر مشکور نگاہوں سے دیکھ رہی تھی ۔

" بہت ۔۔ بہت اچھے میں کل آئی تھی تمھارے آفس پر تم موجود نہیں تھے ، سپیشل تھنکس کہنا تھا "

عرفہ نے لب بھینچے خوشی سے کہا ، موحد نے اس کے تھنکس کہنے والی بات پر خفیف سا قہقہ لگایا ۔

" نہیں بلکل ضرورت نہیں ، اور کوئی بھی پریشانی ہو کچھ بھی ہو بلا جھجک تم مجھ سے کہہ سکتی ہو " ہاتھ کو اٹھائے نفی میں جنبش دیتے ہوئے دوستانہ انداز میں کہا ۔

" کیوں نہیں ضرور "

عرفہ نے اس کی کرم نوازی پر مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلا کر اس کی پیش کش کو قبول کیا ۔

" او ہاں یاد آیا ، کل سے میں سوچ رہا تھا تم لاہور میں کیسے ؟ ، تمھاری تو شادی ہونے والی تھی نا ملتان میں جن کے گھر میں سٹے تھا تمھارا "

موحد نے پیشانی پر پرسوچ انداز میں انگلی رکھتے ہوئے سوال کیا یہ وہ بات تھی جو کل اچانک اس کے ذہن میں آئی کیونکہ عرفہ ملتان میں کسی کے گھر رہ کر پڑھتی تھی ، اور پھر بعد میں سننے میں آیا تھا کہ اس کی شادی اسی خالہ زاد سے ہو رہی ہے جہاں وہ مقیم تھی ۔

" نہیں --- رشتہ ختم ہو گیا تھا "

عرفہ نے گہری سانس لی اور پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے جواب دیا ۔ اس کی آنکھوں کی چمک ایک دم سے غائ‌ب ہوئی تھی جو موحد سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی ۔

" اوہ--- آئی ایم سوری --- "

موحد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اچانک احساس ہوا یہ سوال اسطرح کرنا مناسب نہیں تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

" موحد اٹس اوکے --- اب تو سنبھل گ ئی ہوں --- "

عرفہ نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے اس کی ندامت کو کم کرنا چاہا۔

" اور تم بھی بتاؤ یہ سب کیسے لو میرج ہے کیا "

عرفہ نے سر جھٹک کر خوشگوار لہجے میں بات بدلنے کی خاطر اس سوال کیا

" اوہ--- نہیں نہیں ---- "

موحد نے قہقہ لگا کر فوراً نفی میں سر ہلایا ، ایسے جیسے بہت غلط بات کر دی ہو عرفہ نے

" ہیں تو کیا ارینج --- ؟ "

عرفہ نے حیرت سے سوال کیا۔ نہیں فورس موحد کے دل نے بے ساختہ جواب دیا۔

" نہیں وہ بھی نہیں "

موحد نے کھوئے سے لہجے میں جواب دیا

" مطلب ---؟ "

عرفہ نے حیرت سے موحد کی طرف دیکھا ، موحد کو اچانک اندازہ ہوا وہ کیا کہہ گیا ہے فوراً سر جھٹکا

" ارینج ہی ہے --- ثانیہ میری بہن کی شادی رداملک کے بھائی کے ساتھ ہوئی ہے تو اسی توسط سے "

موحد نے مسکرا کر بات سنبھالی عرفہ نے مسکرا کر ستائی‌یشی انداز میں سر ہلایا ۔ وہ دونوں یونہی باتوں میں مصروف تھے اور کچھ دور کسی ہاتھ میں پکڑا موبائل فون اپنے کیمرے کے ذریعے ان لمحوں کو قید کر رہا تھا۔

****

کرسی گول گول گھوم رہی تھی اور اس کا دماغ گھوم ہی رہا تھا آنکھیں بار بار تصاویر کو آگے پیچھے کر کے دیکھ رہی تھیں ۔ موحد ہنس رہا تھا اور پاس کھڑی وہ لڑکی بھی اس کا ساتھ دے رہی تھی ۔

کل رات یہ تصاویر ایک انجان نمبر سے اسے موصول ہوئی تھیں جن کو دیکھ کر وہ پوری رات نہیں سو سکی تھی ۔

تصاویر بھیجنے والا آفس کا ہی کوئی ملازم تھا جس نے تصاویر کے ساتھ یہ اطلاع بھی دی تھی کہ موحد نے اس لڑکی کی تقرری کے وقت باقی سارے امیدواروں کو انٹرویو لیے بنا ہی فارغ کر دیا تھا۔

اور اب یہ کل کی تصاویر تھیں جب موحد لابی میں کھڑا تھا اس لڑکی کے ساتھ ، وہ تو اب نئی نویلی محبت میں سرشار پانچ دن سے آفس نہیں جا رہی تھی لیکن یہ کیا وہ کون تھی اور موحد اس سے اتنا بے تکلف تھا ۔

دروازے پر ہلکی سی دستک کے بعد حنا کمرے میں اجازت طلب کرتی ہوئی داخل ہوئی تو ردا نے میز پر ہاتھ رکھ کر جھولتی کرسی کو روکا ۔

" جی میم آپ نے بلایا مجھے "

حنا نے مؤدبانہ کہا

" حنا پرسوں ایک نیو لڑکی اپائی‌نٹ ہوئی ہے ایچ آر ڈیپارٹمنٹ میں اسے میرے کمرے میں بھیجیں "

بڑے رعب سے حکم دیا

" جی میم "

حنا نے سر کو جھکا کر اثبات میں سر ہلایا اور باہر نکل گ‌ئی اور پھر کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہونے پر ردا جلدی سے سیدھی ہوئی ۔

" مے ائی کم ان میم "

عرفہ اس سے اجازت طلب کر رہی تھی ، دبلی پتلی سی پرکشش لڑکی آفس کے دروازے پر بڑے مؤدب انداز میں کھڑی تھی ۔

" یس کم ان "

ردا نے اجازت دی تو وہ مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی ۔ ردا نے سرتاپا اس کا جائزہ لیا

اور دل پہلو بدلنے لگا ۔ ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔

عرفہ نے کرسی کو کھینچا اور بلکل سامنے بیٹھ گ ئی

" مس ---- ؟ "

آبرؤ چڑھائے سوال کیا چھوٹی سی ناک کے نتھنے جو غصے سے پھول رہے تھے بمشکل قابو کیے ہوئے تھی ۔

" مس عرفہ احمد میم "

عرفہ نے مسکراتے ہوئے اپنا نام بتایا

" مس عرفہ آپ کا کل پھر سے انٹرویو ہو گا جو میں لوں گی "

روٹھے سے بارعب لہجے میں دو ٹوک بات کی ، عرفہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ گ ئی یں ۔

" میم پھر سے پر مجھے تو اپائنٹمنٹ لیٹر بھی مل چکا ہے "

عرفہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا

" سو واٹ ---- دیکھیں انٹرویوز میں نے لینے تھے جو میں لے نہیں سکی تو میں سیٹسفائیڈ نہیں ہوں اس لیے آپ کا پھر سے انٹرویو ہو گا "

ردا نے بمشکل تلخ ہوتے لہجے پر قابو پا کر کہا

" جی میم ---- "

عرفہ نے پریشان سے لہجے میں کہا

" یو کین گو ناؤ "

پاس پڑی فائل کو اٹھا کر اپنے سامنے کیا اور خود کو مصروف ظاہر کیا ، عرفہ نے بے چارگی سے دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھی ۔

" اوکے میم "

دھیمے سے لہجے میں کہتی وہ وہاں سے باہر آگئی لیکن قدم اب موحد کے آفس کی طرف تھے ۔

****

ردا جیسے ہی دروازہ کھول کر داخل ہوئی سامنے ملک جہانزیب کے تیور اور سپاٹ چہرہ لیے پاس کھڑا موحد سب سمجھا گیا ۔

" ردا اٹس ٹو بیڈ ۔۔۔ "

ملک جہانزیب نے نگاہیں اٹھا کر ردا کی طرف دیکھا اور تاسف میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ موحد کو گھورتے ہوئے قریب آئی ۔

" کیا ہوا بابا ؟ "

انجان بننے کی بھرپور کوشش کی ، جبکہ سمجھ سب اچھے سے آگیا تھا کہ موحد عرفہ کی وجہ سے یوں کھڑا ہے دل تھا کا مسل دیا ہو کسی نے

" عرفہ کو موحد نے اپائی بنٹ کیا ہے بیٹا وہ اس کی ہم جماعت ہے اور آپ یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں ؟ "

ملک جہانزیب نے افسوس بھرے لہجے میں پوچھا ، ردا نے لب بھینچ کر سانس اندر انڈیلی ، کتنی تکلیف ہوئی ہے محترم کو اس کی آخر کو وہ ہے کون ذہن میں شک پنجے مزید گاڑنے لگا

" بابا کچھ بھی ثابت نہیں کرنا چاہتی پر یہ غلط ہے آپ ایک شخص کو اپنے پرسنل ریلیشن اور جان پہچان کی بیناد پر پوسٹ دے دیں وہ چاہے ایلیجبل ہو یا نا ہو "

ردا کے لہجے میں جلاپے کا تاثر واضح تھا ، موحد تپک کر آگے ہوا ناک پھولی ہوئی تھی اور چہرے پر تزلیل جیسے آثار رقم تھے

" بابا وہ واحد ایم فل تھی سب کنڈیڈیٹس میں ، میں چیک کر چکا تھا سب ریزیومیز "

موحد نے پیشانی پر شکن ڈالے ہاتھ کی دو انگلیاں جوڑے بڑے وثوق سے اپنا موقف پیش کیا ، انداز ایسا تھا جیسے ابھی ردا پر جھپٹ پڑے گا

" پر پھر بھی کالیفیکیشن ہی سب کچھ نہیں ہوتی کہ آپ باقی سب کو بنا انٹرویوز لیے واپس بھیج دیں کتنا برا امپریشن پڑا ہو گا ہماری کمپنی کا ، جس نے مجھے بتایا ہے یہ سب اس نے باہر پتا نہیں کس کس کو یہ بات بتائی ہو گی "

ردا نے اب رخ مکمل طور پر موحد کی طرف موڑ لیا تھا ، اور نگاہیں اس کی غصے سے بھری

نگاہوں میں گاڑ دیں، موحد کا یوں عرفہ کے لیے غصہ کرنا اس کی طرفداری کرنا روح کو جھنجوڑ رہا تھا۔

"یہ یہاں نہیں ہر جگہ ہوتا ہے ، کسی بھی کمپنی میں ریفرینس کو کانسیڈر کیا جاتا ہے"

موحد نے ضبط سے جواب دیا کندھے اچکائے اور پھر ملک جہانزیب کی طرف رخ کیا

"بابا شی از نیڈی اینڈ آئی نو ہر وہ بہت قابل اور محنتی لڑکی ہے"

موحد پوری طرح عرفہ کے حق میں بول رہا تھا، ملک جہانزیب جو کبھی ردا کی طرف دیکھ رہے تھے کبھی موحد کی طرف موحد کی بات پر تائیدی سر ہلا گئے۔

"اوہ واہ واہ --- اور آپ کیا گارئی نٹی دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ نیڈی اور انٹیلیجینٹ ان سب میں اور کوئی نہیں تھا جو لوگ وہاں سے انٹرویو دیلے بنا چلے گئے"

ردا نے غصے سے میز پر ہاتھ دھر کر اپنا موقف سامنے رکھا،وہ دونوں اب پھر ایک دوسرے کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے ایسے جیسے اگر ملک جہازیب یہاں موجود نا ہوتے تو ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے ہوتے۔

"ہمیں ضرورت مندوں میں مدد کرتے ہوئے پہلے اپنے جاننے والوں کو دیکھنا چاہیے"

موحد نے ناگواری سے ناک بھینچے جواب دیا، ملک جہانزیب نے ان دونوں کے بدلتے تیور دیکھ کر پریشانی سے ہاتھ اوپر اٹھایا

" ردا --- ردا--- کیا فضول بحث ہے بیٹا، لیو اٹ ، تم دونوں مت جھگڑو اس پر "

ملک جہانزیب نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا

" موحد تم عرفہ سے کہو اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اس کا انٹرویو نہیں ہو گا جاؤ اس سے کہو "

ملک جہانزیب نے متوازن لہجے میں کہتے ہوئے موحد کے غصے کو متحمل کیا اور جانے کے لیے کہا

" جی تھنکیو بابا "

موحد نے گھور کر ردا کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور وہ ضبط سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اب سانسوں کی رفتار بڑھا چکی تھی۔

" تم بیٹھو میرے پاس "

ملک جہانزیب نے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا، ردا نے سینے پر ہاتھ باندھے خفگی سے دیکھا پر بیٹھی نہیں ملک جہانزیب اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کے پاس آ گئے۔

" کیا بات ہے کیوں موحد سے اتنی بدتمیزی کر رہی ہو یہ تربیت کی ہے تمھاری، کبھی اپنی مما کو میرے سامنے یوں اونچی آواز میں بات کرتے سنا ہے، پیار لاڈ اپنی جگہ موحد سے اس طرح کا سلوک اٹس ویری بیڈ مینرز بیٹا ہی لوز یو اتنی عزت کرتا ہے تمھاری "

ملک جہانزیب اس کے کندھے تھامے اسے محبت سے نصیحت کر رہے تھے جو اس وقت انگاروں پر لوٹ رہی تھی ۔ موحد کے لیے اس لڑکی کی یہ اہمیت برداشت سے باہر تھی ۔ دل کر رہا ہے اسے کہیں چھپا لے ۔

”گڈ --- چلو اپنا بھی موڈ ٹھیک کرو اور اب جا کر اس کا موڈ ٹھیک کرو اور مت بھولو کہ اس کو ایم ڈی بھی تمہاری خوشی کے لیے بنایا ہے میں نے تو اسے اپنی پوسٹ کی تمام پاورز استعمال کرنے سے نہیں روک سکتے ہم “

وہ تحمل مزاجی سے اسے سمجھا رہے تھے جو پتا نہیں کہاں پہنچی ہوئی تھی ۔ وہ کہیں موحد کی پرانی گرل فرینڈ تو نہیں ---

****

ثانیہ کی صورت رو دینے کے قریب تھی موبائل کان سے لگائے رنج و ملال کی کیفیت میں قدم اٹھاتی بیڈ کے کنارے پر آ ٹکی ۔

”کیا چاہتے ہو کس زبان میں سمجھاؤں تمہیں بولو ؟“

موبائل کے دوسری طرف موجود نفس سے بے زار لہجے میں سوال کیا

” ٹھیک ہے مان جاتا ہوں --- میں پرسوں ویلیے بھی جا رہا ہوں میری فلائیٹ ہے ، بس تم آخری دفعہ مجھ سے ملنے آ جاؤ “

دوسری طرف سے رضا نے گہری سانس لیتے ہوئے پرسکون لہجے میں اپنی فرمائیش ظاہر کی ،

ثانیہ کے چہرے پر بے یقینی اور حیف کا رنگ لہرا گیا کبھی وہ اس شخص سے بے انہتا محبت کرتی تھی جو آج اسے ہراساں کیے ہوئے تھا

" دیکھو کبھی اگر ایک پل کے لیے بھی تمھارے دل میں میری محبت رہی تھی اس کا واسطہ ہے تمہیں میں تمھارے سامنے اپنے موبائ‌ل سے یہ ساری تصاویر ڈیلیٹ کر دوں گا "

ثانیہ کی خاموشی پر وہ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے گویا ہوا لہجے میں التجا بھی تھی اور ہٹ دھرمی بھی

" فضول باتیں مت کرو ، میں نہیں آ سکتی "

خائ‌ف سے لہجے میں صاف انکار کیا دل میں ملال اور خوف سر اٹھانے لگا

" دیکھو ثانیہ --- میں نے مان لیا کہ اب تمہیں مجھ سے محبت نہیں رہی ، میں کھو چکا ہوں تمہیں شائ‌د اب پاکستان واپس کبھی نا آؤں بس جاتے ہوئے ایک دفعہ تم سے آمنے سامنے ملنا چاہتا ہوں تمہیں اپنی آنکھوں میں سمو کر چلا جاؤں گا یہی میرا اثاثہ ہو گا "

اس کی یہی باتیں تھیں جن پر وہ کبھی اپنی نو عمری میں دل ہاری تھی اور آج یہ باتیں اسے غصہ دلا رہی تھیں ۔

"تم کہو تو تمھارے گھر ---"

وہ تو اس کا جواب جانے بنا ہی بڑے دھڑلے سے ملنے پر اسرار کرتا ہی جا رہا تھا

" نہیں ہر گز نہیں میرے گھر نہیں آسکتے تم "

ثانیہ نے گڑبڑاہٹ میں فوراً اس کی بات کی نفی کرتے ہوئے اس کو منقطع کیا

" اوکے --- اوکے تم پھر باہر آ جاؤ وہیں جہاں ہم ملا کرتے تھے "

بڑا سکون تھا اس کے لہجے میں ،ثانیہ ایک دم سے سوچ میں پڑ گ ئی تھی ۔ وہ مہتاب سے دل سے محبت کرنے لگی تھی جہاں اب رضا کی محبت کا تو کھنڈر بھی موجود نہیں تھا ۔ پر اس سب سے رضا کو خبر ہونے سے پہلے جان چھڑانا بھی چاہتی تھی اور پر سکون ہونا چاہتی تھی ۔

" پلیز ثانیہ اتنا تو کر سکتی ہو نا ؟ بے شک ہماری محبت اب ایک قبر بن چکی ہے پلیز اس پر فاتح پڑھنے آ جاؤ ---"

رضا کے لہجے میں التجا تھی ،اس کے پاس تصاویر تھیں جو کبھی اس نے یہ سوچ کے بنائی تھیں کہ وہ اسکا شوہر ہے پر کیا پتا تھا زندگی اس عمل کا بھی امتحاں لینے گے گی ۔

" ٹھیک ہے پر تم وعدہ کرو اس کے بعد کبھی مجھے فون مسیج نہیں کرو گے اور وہ ساری ہنی مون پکس ڈیلیٹ کرو گے "

ثانیہ نے تھوک نگل کر ہامی بھری پر لہجہ ابھی بھی سخت تھا ۔

" ہاں وعدہ بس یہ آخری ملاقات ہے "

www.classicurdumaterial.com

رضا نے خوشی سے کہا اور وہ بے بس سی اردگرد دیکھ کر ہمت باندھنے لگی ۔

****

دو گاڑیاں آگے پیچھے ملک ہاؤس کے کشادہ پورچ میں رُکی موحد گاڑی سے نکلا کوٹ دروازہ کھولے کھڑے ملازم کو پکڑایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے آگے چلتی ردا کے پیچھے بیڈروم میں داخل ہوا اور داخل ہوتے ہی اسے اپنی طرف گھمایا وہ لڑکھڑا کر سنبھلی ۔

وہ دونوں آگے پیچھے ہی آفس سے گھر داخل ہوئے تھے در حقیقت موحد آج جان بوجھ کر اس کے پیچھے ہی گھر آ گیا تھا ۔

" تمہیں کس نے بتایا ہے عرفہ کے انٹرویو کے بارے میں ؟ مجھے نمبر چاہیے اس کا "

بڑے رعب سے ہاتھ آگے کیا اور انگلیوں کو موبائل لینے کے انداز میں جنبش دی جب کے ماتھے پر افقی لکیریں اور بڑی بڑی پلکوں والی سکوڑی ہوئی آنکھیں اس کی بے چینی کا واضح ثبوت تھیں ۔

" نہیں دوں گی ۔۔۔ "

ردا نے موبائل فوراً ہاتھ گھما کر کمر کے پیچھے کیا ، وہ کیوں اس عرفہ کے لیے اتنا پریشان ہو رہا تھا ، دل حسد اور جلن کے مارے لوٹ پوٹ تھا ، موحد جھنجلا کر آگے ہوا

" مجھے تمھارا مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا ، میں تمہاری مرضی سے اس گھر میں اس عہدے پر

ہوں اور کیا چاہیے تمہیں ، پر یہ دھونس تمہاری منظور نہیں مجھے اگر برداشت سے باہر ہوں اب تو چھوڑ دو نا کیوں باندھ رکھا ہے ایسے "

موحد غصے میں کہہ رہا تھا اور اس کے چھوڑ دو کے الفاظ پر ردا کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا ۔

" مجھے جاننا ہے کون ہے جو میری مخبری تم سے کرتا ہے مجھے موبائل دو اپنا "

موحد اب اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچ رہا تھا جو وہ کمر کے پیچھے کیے ہاتھ میں تھامے ہوئے تھی ۔ اور تھوڑی سی مزاحمت کے بعد ہی ہاتھ کی گرفت میں سے موبائل وہ لے چکا تھا اور اب اس کا لاک کھولنے کے لیے ردا کے ہاتھ چاہیے تھا

" کیا ہے موبائل دو میرا "

وہ مسلسل اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہہ رہی تھی پر وہاں موحد پر کوئی اثر نہیں تھا اسے گھما کر اس کے پیچھے سے پوری طرح اپنے حصار میں لے کر اس کا ہاتھ کھولے موبائل کے سنسر کے پاس لا رہا تھا ۔

" موحد اٹس ہرٹنگ می "

ردا نے لب بھینچے تکلیف کا اظہار کیا گردن کے گرد اس کا حائل بازو اب تکلیف دے رہا تھا ۔ موبائل کا لاک تو کھل چکا تھا پر وہ گرفت سے آزاد کرنا بھول کر اب موبائل کی سکرین کو دیکھنے میں مگن تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

" اوہ ۔۔۔۔ واؤ میری پکس بھیجی ہوئی ہیں محترم نے "

موحد اس کے اتنا قریب تھا ، اچانک ذہن پر دل کی محسوسات حاوی ہوئی ہیں تو اندر روح تک سمٹ گ ئی اس سے محبت ہو جانے کے بعد یہ پہلی اتنی بے باک قربت تھی ۔ وہ تو شائ د بھول چکا تھا اسے یوں باہوں میں لیے کھڑا ہے یا پھر ابھی بھی اسے موبائ ل چھین لینے کا ڈر تھا اس بات سے بے خبر کے وہ مجسم بنی کھڑی دل بن کر دھڑک رہی ہے ۔

" اس کی تو ، بڑا آیا میری مخبری کرنے والا "

موحد خود ساختہ گفتگو کر رہا تھا اور اس بات کو محسوس ہی نہیں کیا کہ وہ کوئی مزاحمت نہیں کر رہی جسے یوں ساتھ لگائے کھڑا ہے ۔

دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر اپنا موبائ ل نکالا اس پر نمبر نوٹ کیا اور پھر الگ ہو کر ردا کی طرف موبائ ل بڑھایا اس کے الگ ہوتے ہی جیسے ردا کی اٹکی سانس بحال ہوئی اسی کھوئی سی کیفیت میں موبائ ل اس کے ہاتھ سے تھاما جو اب سر جھکائے موبائ ل پر نگاہیں جمائے باہر جا رہا تھا ۔

کیا تھا یہ سب ردا نے اپنے بازوؤں میں خود کو سمیٹ لیا اس کی قربت اتنی تسکین بخش کیوں تھی ایک عجیب احساس تھا دل نے کیوں یہ چاہا تھا وقت یہیں تھم جائے وہ یونہی کھڑا رہے اور وہ اس کے حصار میں رہے ہمیشہ وہ بوجھل سے قدم اٹھاتی بیڈ پر آ گری پھر مسکائی ، پھر

www.classicurdumaterial.com

شرمائی ، پھر ہنس دی ۔۔۔۔

ردا ملک پاگل ہو گئی ۔۔۔ ایسا احساس ایسا پیارا احساس وہ تو آشانا نا تھی اس سب سے ، یہ سب کیسے ہوا کیوں ہوا ، موحد سے ہی کیوں ہوا ، کچھ بھی اہم نہیں تھا ۔۔۔ اہم تھا تو یہ بس دل اس کے لیے دھڑکنے لگا ہے اس کی سنگت میں تسکین ملنے لگی ہے ، وہ اچھا لگنے لگا ہے ، اس کا کھونا دل کو ڈرانے لگا ہے وہ روح میں سمانے لگا ہے۔ یہی وہ لمحہ ہوتا جب کوئی خود کو فراموش کر دیتا ہے اور کسی اور کو خود سے زیادہ اہمیت دینے لگتا ہے ردا کو جو پیار خود سے تھا اب وہ پیار موحد عالمگیر سے ہونے لگا تھا ۔

اب وہ شخص خود سے اہم لگنے لگا وہ میڈل کلاس ہے، اس نے اس کی دل آزاری کی تھی ، وہ اس کے معیار کا نہیں ہے ، سب ۔۔۔ سب بے معنی ہو گیا تھا وہ داسی بن گئی تھی اور وہ حاکم تھا ۔

****

رضا آفس کا دروازہ آہستگی سے کھولتا اندر داخل ہوا اور سامنے بیٹھے مہتاب نے غور سے سامنے دیکھا ایسے جیسے کسی کی شناسا ہونے پر ذہن پر زور دیا جاتا ہے ۔

"آپ ۔۔۔"

مہتاب نے رضا کو پہچانتے ہوئے کرسی کی طرف اشارہ کیا جبکہ لبوں پر ملائم سی مسکراہٹ

ابھری ۔

" رضا۔۔۔ "

رضا نے آگے ہوتے ہوئے دست بوسی کی اور کرسی پر بیٹھ گیا ۔

" اوہ یس یس آپ کزن ہیں سرمد کے ، بٹ ۔۔۔ سوری سرمد ایک میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر ہے آج "

مہتاب کو رضا کی اس دن گھر آمد یاد آ گ ئی تھی وہ یقیناً سرمد سے ملاقات کے لیے آیا ہو گا اس بات کے پیش نظر وہ اس کو سرمد کی آفس میں غیر موجودگی سے آگاہ کر رہا تھا ۔

" میں آپ سے ملنے آیا ہوں سرمد سے نہیں "

رضا نے مسکرا کر کہا تو مہتاب نے ورطہ حیرت سے اس کی طرف دیکھا

" مجھ سے ؟ "

سر کو ہلکی سی جنبش دیے اپنی حیرت اس پر ظاہر کی

" جی ۔۔۔ پہلے تو میں اپنا مکمل تعارف کروانا چاہتا ہوں "

رضا نے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر لبوں پر رکھے بات کا آغاز لیا مہتاب اب ہم تن گوش تھا

" میں رضا ہوں ۔۔۔ ثانیہ کا سابقہ شوہر "

رضا نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا ثانیہ کا نام سنتے ہی مہتاب کی پیشانی پر شکن پڑے

www.classicurdumaterial.com

" پریشان ہونا بنتا ہے --- دراصل ہم دونوں بھی بہت پریشان ہیں "

رضا اس کی پیشانی کے بل دیکھ کر زبردستی مسکراتے ہوئے گویا ہوا ، مہتاب اب بھی خاموش تھا

" ہم دونوں مطلب میں اور ثانیہ --- "

آبرؤ چڑھائے جتاتے ہوئے کہا

" دیکھیں ہم بچپن سے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے بڑی مشکل سے خاندان کی دشمنی ہونے کے باوجود شادی ہوئی پر پھر حالات ایسے پیدا ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے "

رضا اس کی خاموشی کو غنیمت جانے ساری بابت اگل گیا ، پر مہتاب کے شکن گہرے ہو گئے ۔

"آپ کی ان سب باتوں کا مقصد میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں آپ صاف صاف کہیں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں "

مہتاب کا لہجہ سخت تھا سامنے بیٹھے شخص کا لہجہ انداز اور باتیں سب ناقابل یقین تھیں

" سر میں آپ کو آج یہ بتانے آیا ہوں ، وی سٹل لو ٹو ایچ ایدر اور آپ سے شادی کی رضامندی بھی ثانیہ نے میرے کہنے پر ہی ظاہر کی تھی ---- "

وہ سفاکی کی انتہاؤ ں کو چھو گیا تھا اپنے اندر موجود حسد جلن اور تزلیل کا بدلہ لینا اسے خوب آتا

www.classicurdumaterial.com

تھا ۔ مہتاب کے چہرے کے بدلتے رنگ اس کو اور بڑھاوا دے گئے ۔

" دیکھیں غصہ مت کریں ۔۔۔ آپ ساتھ دیں پلیز ہم پھر سے ایک ہونا چاہتے ہیں "

بڑے آرام سے وہ مہتاب کے دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہا تھا ۔ مہتاب نے ایک دم سے ضبط کو ختم کیا

" شٹ اپ ۔۔۔۔ میں تب سے آپ کی بکواس سن رہا ہوں لحاظ کر رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں آپ کچھ بھی بولتے رہیں گے "

زور سے میز ہر ہاتھ مار کر غصے سے غراتے ہوئے کہا ، پر رضا کی مسکراہٹ جلتی پر تیل کا کام کر گ ئی

" ارے بھئی میں کچھ بھی نہیں کہہ رہا ، سچ بول رہا ہوں ۔۔۔ کہ ثانیہ آج بھی صرف مجھ سے محبت کرتی ہے آپ سے علیحدگی چاہتی ہے پر کہہ نہیں پاتی "

بڑے وثوق سے ہاتھ کو جھلاتے ہوئے کہا تو مہتاب آپے سے باہر ہو کر کھڑا ہو گیا ۔

" بکواس بند کرو اور نکلو میرے آفس سے ابھی اور اسی وقت "

غصے سے کہتے ہوئے وہ اب میز کی طرف سے گھوم کر رضا کے سامنے آچکا تھا ۔

" میں بکواس نہیں کر رہا ہوں آپ کو کیا فائدہ ایسی عورت کو گھر رکھنے کا جس کے دل میں اس کا سابقہ شوہر ہو "

رضا کمینگی سے مسکراتے ہوئے بول رہا تھا

"آئی سیڈ ۔۔۔۔ گٹ لاسٹ ۔۔۔۔ "

مہتاب نے بازو لمبا کر کے آفس کے داخلی دروازے کی طرف اشارہ کیا

" سہی ہے یقین نہیں تو ابھی تین بجے ریفریش کافی کارنر پر آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا وہ مجھ سے ملنے آ رہی ہے "

رضا نے کندھے اچکائے اسے آج کی ملاقات کی جگہ کا بتایا، مہتاب کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ اور رضا کوٹ کو جھٹکا دیے مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔

مہتاب کھڑا تھا اور ذہن میں پچھلے گزرے کتنے لمحوں کے منظر ارد گرد خلا میں ایک فلم کی طرح چلنے لگے۔

****

" موحد تھنکیو ۔۔۔۔ "

عرفہ نے نادم سے لہجے میں کہا اور موحد کی طرف دیکھا جو اس وقت اس کے بلکل سامنے میزے کے دوسری طرف کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ اس کے آفس میں انٹرویو منسوخ کروا دینے پر شکریہ ادا کرنے آئی تھی۔

" یار ایک تو تم تھنکیو بہت کرتی ہو ۔۔۔ "

موحد نے مسکراتے ہوئے اس کی خفت کو مٹایا جو جز بز سی مشکور بیٹھی تھی ۔

" کیا بتاؤں میں تو کل ڈر ہی گ ئی تھی ردا ملک بہت روڈ ہے "

عرفہ روانی میں بول کر ایک دم سے رُکی ، احساس ہوا وہ ردا کے بارے میں روڈ کا لفظ اس کے شوہر کے سامنے بول گ ئی ہے

" سوری تمھاری ۔۔۔۔ "

معزرت طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ہچکچا کر اپنی بات کی تلافی کرنی چاہی

" اٹس اوکے جو جیسا ہو اسے ویسا ہی کہا جاتا ہے "

موحد نے بڑے آرام سے مسکراتے ہوئے اس کی شرمندگی کو ختم کیا

" شرم نہیں آتی بیوی ہے تمھاری "

عرفہ نے گھور کر تنبہیہ کیا

" بیوی ہے پر یہاں میری بھی باس ہے مل کر برائی بھی کر سکتے ہیں ہم دونوں "

موحد نے آنکھ دبا کر کہا اور قہقہ لگایا تو عرفہ بھی اس کے شریر سے انداز پر ہنس دی اسی لمحے دروازہ کھلا اور ردا بڑے رعب سے اندر داخل ہوئی عرفہ کی ہنسی کو ایک دم سے بریک لگی ۔

وہ شیرنی کی طرح قدم اٹھاتی آگے بڑھی ایسے جیسے عرفہ اس کا شکار ہو

" میم ۔۔۔۔ "

عرفہ گھٹی سی آواز میں کہتی اپنی جگہ سے اٹھی ۔ سر جھک گیا تھا چہرہ سفید پڑ گیا تھا جسے ردا متواتر گھور رہی تھی

" اوکے میں چلتی ہوں موحد "

بمشکل الفاظ ادا ہو سکے تھے ۔ اس کے ہاتھ تک کانپ گئے

" سنو بلکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں ہوں نا "

موحد نے کن اکھیوں سے ردا کی طرف دیکھا اور پھر مسکراہٹ کو گہرا کرتے ہوئے عرفہ سے کہا جبکہ عرفہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں ۔ جلدی سے بھاگنے کے انداز میں آفس سے باہر نکلی ۔

" واہ ---- آپ لڑکیوں سے اتنے اچھے سے بھی پیش آتے ہیں پہلی دفعہ دیکھا "

ردا نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا اور میز کے پاس آئی ۔

موحد نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جہاں عجیب سختی موجود تھی ۔ غصہ --- جلن ---- چڑ --- اکڑ -- بہت سے احساسات کا ملاپ اس کے چہرے پر موجود تھا۔

" میں عزت سے ہی پیش آتا ہوں سب لڑکیوں کے ساتھ ہمیشہ ---، بشرطیکہ لڑکی ہونی چاہیے جنگلی بلی نہیں جو پنجے جھاڑ کر آپ کے پیچھے پڑ جائے "

موحد نے کرسی کو دھیرے سے گھمایا اور معنی خیز مسکراہٹ سجا کر جواب دیا ۔ ردا نے اس

کے جنگلی بلی کے لقب پر ضبط سے لب بھینچے لیکن جواب نہیں دیا۔

"کوئی کام تھا تمہیں ، مجھے بلا لیا ہوتا خود آنے کی زحمت کیوں کی سویٹ ہارٹ "

موحد ایک دم سے کرسی پر سے اٹھا ، لہجہ طنزیہ تھا پر صورت ڈرامائی نرمی لئے ہوئے تھی ،

ردا کا یوں عرفہ سے خار کھانا اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتا تھا --- موحد کا دماغ سوچوں کی ڈگر پر تیزی سے دوڑنے لگا تھا ، ردا نے اس کی بات پر مصنوعی مسکراہٹ سجائی

" نہیں کام تو نہیں تھا ہاں البتہ بہت سے لوگ جو آفس کو ڈیٹنگ پوائنٹ بنانے کے چکر میں ہیں ان کو کام پر لگانا تھا "

دانت پیستے ہوئے معنی خیز جملہ اچھالا جس میں اس کے اندر کی جلن صاف واضح تھی ۔ موحد نے بھنویں اچکائیں

" اوہ --- ویلے آپ سے تو میں نے کہا تھا آفس مت آیا کریں ، میں ہوں نا خادم آپکا ، تو سب سنبھال لوں گا گھر رہو بس اچھی بیویاں ایلے نہیں کیا کرتیں "

بڑے ہتک آمیز لہجہ تھا سینے پر ہاتھ دھرا اور لبوں پر مسکراہٹ بھی ایسی ہی تھی ۔

" اچھا -- تو اچھے شوہر ایلے کیا کرتے ہیں جیسے آپ کر رہے ہیں "

ردا نے سینے پر ہاتھ باندھ کر ناک چڑھائی ۔ لہجہ اس کے لہجے سے برابر میل کھا رہا تھا

"اوہ --- شوہر سے یاد آیا -- ہمارا یہ رشتہ تو ضد پر ٹکا ہے نا ، تمھاری ضد ---- پھر میری

ضد--- تو میں پورے دل سے اس کو قبول کرتا رہا ہوں ، پر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ تم سہی والی بیوی بن کر مجھ پر شک کرو میری جاسوسی کرو ، یہ سب تو پیار میں ہوتا ہے نا"

موحد نے آگے جھک کر بڑے پرسکون لہجے میں اسے باور کروایا کہ وہ جو سب کر رہی ہے یہ سب وہ بیویاں کرتی ہوئی اچھی لگتی ہیں جو اس سب کی حقدار ہوں ۔

" میں نا تو شک کر رہی ہوں اور نا جاسوسی کر رہی ہوں "

ردا اس کی بات پر گڑبڑا سی گ ئی ایسے جیسے چوری پکڑی گ ئی ہو پر پیار سے انکار نہیں کرسکی ۔

" تو پھر جلنے کی بو مجھے کیوں آ رہی ہے ہر طرف سے "

موحد نے مصنوعی سونگھنے کی اداکاری کی

" میں اور اس سے جلوں گی ، وہ لڑکی ہے کیا"

ردا نے گردن اکڑائی ۔

" ایٹ لیسٹ سمارٹ تو ہے نا"

موحد نے فوراً اس کی بات اچک کر جواب دیا جس پر ردا ساکن ہوئی ، یہ-----یہ---- وہ چوٹ تھی جس پر یہ رشتہ بنا تھا جس کو وہ بھولے ہوئی تھی پہلے تو اس بات پر دماغ کے تار ہل جاتے تھے پر اب دل کے تار آپس میں جڑ کر ایک ٹیس اٹھا گئے تھے ، اور پھر کی نہیں تھی

www.classicurdumaterial.com

تیزی سے آفس سے باہر نکل آئی تھی رک سکتی بھی نہیں تھی کمزور پڑنے لگی تھی اور کمزور پڑتا موحد کیوں دیکھے اس کا ----

****

ریفریش کافی کارنر کے چمکتے شیشے ، مدھم ردھم میں بجتی انگریزی موسیقی --- اور ایک کونے پر لگی گول میز کے گرد کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے نفوس ۔

رضا نے شکل پر مسکینیت طاری کی اور پھر بڑے ملائم لہجے میں گویا ہوا ۔ ثانیہ اس کے بلکل سامنے بولائے سے عجلت بھرے انداز میں بیٹھی تھی ایسے جیسے بس ابھی بھاگنے کو تیار ہو ایسے جیسے خود پر ہی ملامت کرے کوئی ۔ ایسے جیسے بے یقینی ہو وہ یہاں آ کر بیٹھ چکی ہے ---

" مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیسے تمہارا شکریہ ادا کروں "

رضا نے سر جھکایا اور اٹھایا نگاہیں اس کے دلکش چہرے پر گاڑ دیں ، وہ آج بھی روح تک کو گھائل کر رہی تھی وہی نکھرا معصوم چہرہ

" رضا وہ پکس ڈیلیٹ کرو پلیز "

ثانیہ نے جزبز حالت میں اس کی بات کی طرف توجہ نا دیتے ہوئے اپنی بابت کہی جس کے لیے وہ مجبوری میں یہ قدم اٹھانے پر آمادہ ہوئی تھی ۔

" کونسی والی میرا تو موبائل بھرا پڑا ہے تمھاری پکس سے "

رضا نے مسکراہٹ سجائے کن اکھیوں سے دیکھا ، اور بار بار نگاہیں کافی کارنر کے داخلی دروازے کی طرف اُٹھ رہی تھیں جیسے کسی کے آنے کا انتظار ہو ۔

" رضا تم جانتے ہو میں کونسے والی کی بات کر رہی ہوں باقی سے پرابلم نہیں ہے مجھے بس وہ پکس ڈل کرو میری پلیز۔ز۔ز۔زز "

ثانیہ نے التجائی لہجہ اپنایا ، وہ کتنی بے بس تھی وہ ایسی تصاویر تھیں جن کو وہ اب خود بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی ۔ اور رضا کے پاس ان کا ہونا اس کو عجیب سی کوفت میں مبتلا کر رہا تھا ۔

" اچھا لو خود کر لو "

رضا نے موبائل اٹھایا مسکرایا اور اس کی طرف بڑھایا جسے ثانیہ نے عجلت میں پکڑ کر کھولا اور جلدی سے تصاویر کو حزف کرنے لگی ہاتھ کانپ رہے تھے ۔ کسی لڑکی کو اپنے محرم کے ساتھ بھی اس طرح کی بے باک تصاویر بنانے سے پہلے ہزار بار سوچنا چاہیے کیونکہ یہ تصاویر کبھی بھی اس کے گلے طوق بن سکتی ہیں ۔وہ آج اس کی عملی مثال بنی بیٹھی تھی ۔ وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ مہتاب کبھی یہ تصاویر دیکھے وہ چاہتی تھی بس مہتاب کو یہ لگے وہ ہمیشہ سے اُسی کی ہے ان چھوئی ان چاہی ---- تن من---- سب اس کا ہے --- یہی وجہ

تھی وہ مہتاب کو کسی صورت رضا کے بارے میں بتانا نہیں چاہتی تھی ۔

ساری تصاویر حزف کرنے کے بعد ماتھے کے پسینے کو کانپتے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے موبائل فون سامنے بیٹھے رضا کی طرف بڑھایا

رضا نے موبائل کے بجائے کلائی پکڑی تو وہ بدک گئی وہ خباثت سے مسکرا رہا تھا ۔ کیونکہ دو قدم اب ثانیہ کے دائیں طرف داخلی دروازے پر پہنچ کر اس منظر کو دیکھتے ہی تھم گئے تھے ۔

" رضا ہاتھ چھوڑو میرا ۔۔۔ "

غصے سے کانپتی سی آواز تھی ، جسے وہ اردگرد بیٹھے لوگوں کے پیش نظر آہستہ رکھے ہوئے تھی ۔

" کیا اتنا سا بھی حق نہیں رکھتا اب میں ۔۔۔ "

رضا نے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے خمار آلودہ لہجہ اپنایا ، مہتاب کی آمد سے بے خبری ظاہر کرتا وہ یوں باور کروا رہا تھا جیسے پتا نہیں وہ کب سے یوں ہاتھ میں ہاتھ لیے بیٹھے ہیں ۔

" نہیں کچھ بھی نہیں رکھتے تم اب ۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں اپنے گھر میں ۔۔۔۔ میں مہتاب سے بہت محبت کرتی ہوں اور وہ مجھ سے کرتے ہیں "

ثانیہ جھنجلائے لہجے میں سمجھا رہی تھی اور کلائی کو ہلکی سی جنبش دے کر چھڑوا رہی تھی وجہ صرف یہاں تماشہ نہیں بنانا تھا ۔

" بے بی اگر پہلے کرتا بھی تھا تو اب نہیں کرے گا وہ دیکھو ذرا ۔۔۔ سرپرائز ۔ز ۔ز ۔ز "

www.classicurdumaterial.com

رضا نے مسکراہٹ کو گہرا کیا اور نظروں سے ایک طرف اشارہ کیا ثانیہ کا ماتھا ٹھنکا وہ منجمند ہوئی اور پھر کسی ربوٹ کی مانند رضا کے نگاہوں کے تعاقب میں گردن گھما دی

مہتاب کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بے حال کھڑا تھا، کندھے ڈھلکے ہوئے تھا چہرہ زرد تھا جہاں کرب تھا تکلیف تھی ---

"م---ہ---تاب -----"

نام ٹکڑوں میں ادا ہوا ، اور ہوا میں اسی کو سنائی دینے والی بازگشت کے ساتھ گھل گیا، دل بند ہونے لگا تھا، ایسے جیسے کچھ ڈوب رہا ہو، ایسے جیسے شام ڈھلتے دونوں وقت ملتے عجیب سی اداسی چھا جاتی ہے ، سر گھوم گیا تھا آنکھوں کے آگے سایہ لہرا گیا۔

مہتاب تیزی سے پلٹا تھا اور پھر کیفے سے باہر نکل گیا تھا اور وہ یونہی زندہ لاش کی طرح مجسم بیٹھی تھی ۔ جبکہ سامنے بیٹھا شخص متواتر قہقہے پر قہقہ لگا رہا تھا جیت کا قہقہ ---- فتح کی کھنک ---- حسد کے بعد کی آسودگی --- جلتی روح کی طمانت

*****

لمبے بالوں اور گلے میں لٹکتی چین والا احمر، چشمہ ناک پر ٹکائے ٹاپ پینٹ میں ملبوس شازیہ، سیدھے لمبے بالوں اور میک اپ سے اٹی سعدیہ ، بالوں کی اونچی پونی بنائی سویرا، جینز پینٹ اور گھنگرالے بالوں والا جواد، سانولا سا مسکین صورت عابد --- سب کے منہ کھلے تھے اور آنکھیں

حیرت کدہ تھیں --- ردا سب کی طرف باری باری دیکھ رہی تھی ۔ وہ ان سب کے سامنے اپنی موحد سے اچانک ہو جانے والی محبت کا اطراف کر چکی تھی ۔

سب لوگ احمر کے گھر میں جمع تھے جہاں آج ردا نے ہی سب کو مدعو کیا تھا ۔

" کیا ہو گیا تم سب کو سانپ کیوں سونگھ گیا ؟ "

ردا نے حیرت سے پوچھا --- ان سب کا یوں حیران ہوجانے اور بلکل خاموش ہو جانے پر وہ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد بول پڑی ۔

" چلو اب بس کرو یار کیوں مزاق کر رہی ہو ؟ "

یہ ارحم کی بے اعتبار سی آواز تھی جس نے خاموشی کا سکوت توڑا ۔ اور سب باری باری حرکت میں آئے

" نہیں ---- مزاق نہیں ہے یہ ---- میں سچ میں موحد سے محبت کرنے لگی ہوں "

ردا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پھر وہی بات دہرائی جس پر وہ سب یوں دنگ بیٹھے تھے

" بے بی --- یہ محبت نہیں ہو گی، تمہیں غلط فہمی ہو گ ئی ہے کوئی---- تم کیسے محبت کر سکتی ہو ؟ یہ تمھارے بس کا کام نہیں ہے --- "

سویرا نے پچکارتے ہوئے اسے ہوش دلایا ایسے جیسے وہ اس وقت ہوش میں نا ہو ،ردا نے نفی میں زور زور سے سر ہلایا --

" محبت ہی ہے --- میں نے بھی تم سب کی طرح خود پر یقین نہیں کیا تھا بہت سوچا بہت جھٹلایا--- بٹ ---- یس ائی ایم ان لو ود ہم "

ردا نے بے بسی سے نچلے لب کے کونے کو دانت میں دبائے سب کی طرف بچارگی سے دیکھا ایسے جیسے کوئی غلطی سرزد ہونے پر کوئی دیکھتا ہو

" اوہ ---- اینڈ یو نو ہی کانٹ لو یو--- "

ارحم کی تاسف بھری آواز پر سب کی نگاہوں سے اب ایک دم سے افسوس جھلکنے لگا تھا

-- سب ترس کھاتی نگاہوں سے اب ردا کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے اسے کوئی لاعلاج بیماری ہو گ ئی ہو اور وہ سب عیادت کے لیے آئے ہوں

" ہاں پر میں یہ چاہتی ہوں وہ بھی کرے اب مجھ سے محبت --- اس کا دل جیت لوں میں اسی لیے تم سب کی مدد چاہیے کچھ مشورہ دو ---- میں تھک گ ئی ہوں کچھ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا "

ردا نے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر مدد طلب نظروں سے سب کی طرف دیکھا ۔ جو ہونق بنے بیٹھے تھے کیونکہ جو ہو گیا تھا وہ خلاف توقع تھا

" ہو سکتا ہے اس کو بھی تم سے پیار ر--ر-ر ---- پر-ر-ر-رر"

سعدیہ نے جملہ ادھورا چھوڑا اب سب سعدیہ کی طرف دیکھ رہے تھے جس میں سے بہت سے

لوگوں کی نگاہیں اس بات سے آگاہی ظاہر کر رہی تھیں جو وہ حزف کر گ ئی تھی

" پر کیا ؟ "

ردا نے بے کلی ظاہر کی ، سب کی طرف دیکھا جو نظریں چرا رہے تھے ۔

" کیا تم کر لو گی ی۔ ی۔ ی۔ ی وہ سب؟ "

سعدیہ نے بھنویں اچکائے بے یقینی سے سوال کیا اور ایسی ہی بے یقینی سب کے چہروں پر عیاں تھی۔

" کیا کرنا ہے ۔۔۔کر لوں گی سب ، ہر طرح سے ہار کر تم سب کے پاس یہ سب کہنے آئی ہوں "

ردا نے الجھتے ہوئے سب کی طرف دیکھا وہ سب ایک دوسرے کی طرف چور ، معنی خیز نگاہوں کا تبادلہ کر رہے تھے ۔

" مجھے بہت دکھ ہوا تمہیں ہارا ہوا دیکھ کر۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا "

احمر نے دکھی آواز میں گہری سانس لیتے ہوئے اپنے قلق کا اظہار کیا۔۔۔سب نے احمر کی طرف دیکھا جس میں سے آدھے لوگوں کی نگاہوں میں اس کی بات کی تائید جھلک رہی تھی ۔

" نہیں مجھے تو نہیں ہوا ، ہی از ہینڈسم ۔۔۔ ڈیشنگ اور ڈیسنٹ ۔۔۔۔۔ اور میں نے تو یہ بھی سنا ہے نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے پیار ہو ہی جاتا ہے کچھ بھی کر لو "

شازیہ نے ناک پر ڈھلکا چشمہ درست کرتے ہوئے زور زور سے گردن ہلائی، اور ان سب کی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ وہ موحد کی پرکشش شخصیت سے متاثر لگ رہی تھی۔

" چھوڑو یہ سب --- میں نے جان بوجھ کر پیار نہیں کیا اُس سے---بس ہو گیا اب آگے بتاؤ کیا کرنا ہے ؟؟؟ "

ردا نے جھنجلا کر ہاتھ اٹھایا اور ان سب کی بحث کے سلسلے کو ختم کیا۔ سب اب سعدیہ کی طرف یوں دیکھ رہے تھے جیسے کہہ رہے ہوں تم نے ہی شروع کی تھی بات اب مکمل بھی تم کرو۔

" سو سمپل ---بے بی تمہیں اب سمارٹ ہونا ہے اور کیا کرنا ہے ---- "

سعدیہ نے کندھے اچکا کر کہا اور ردا کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو اب یوں بیٹھی تھی جیسے اُسے جنگ کے لیے بارڈر پر بھیجے جانے کا مشورہ دیا ہو کسی نے۔ اور باقی سب اب سر ہلا رہے تھے جبکہ احمر بے زار سی صورت بنائے جھمگٹے سے الگ ہو گیا

****

ثانیہ کی سسکیوں کی آواز کمرے کی خاموشی میں گونج رہی تھی --- سرمد اس کے سامنے اپنی کمر پر ہاتھ دھرے سرخ چہرہ لیے کھڑا تھا اور صالحہ بیگم سفید لٹھے کی مانند چہرہ لیے مجرموں کی طرح ثانیہ کے بلکل بغل میں بیٹھیں تھیں۔

" آپی اب رونے سے کیا فائدہ --- کم از کم آپ مجھے تو بتاتیں "

سرمد نے غصے سے اونچی آواز میں کہتے ہوئے سسکیوں اور گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز کا ایک متواتر سلسلہ ختم کیا ، ثانیہ نے بچارگی سے اوپر دیکھا آنکھیں ان تمام گزشتہ گھنٹوں میں بے تحاشہ رونے کے باعث سرخ ہو گئی تھیں چہرہ بھی جگہ جگہ سے سوزش اور لالی لیے ہوئے تھا ۔

" کیا بتاتی وہ---- اور تم جو آج ہنگامہ کر آئے ہو رضا کے گھر وہی سب کرتے نا تب بھی تماشہ بنتا "

صالحہ نے ہمت کر کے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا --- کہیں نا کہیں اس سب میں وہ خود کو بھی قصوروار سمجھ رہی تھیں پر کیا کرتیں رضا کی طرف سے اس گھٹیا ردعمل کی ان کو ہرگز توقع نہیں تھی ۔

ثانیہ کافی کارنر سے نکل کر سیدھا یہاں آئی تھی اور آتے ہی صالحہ اور سرمد کے سامنے سارا قصہ بیان کر دیا کیونکہ پانی سر پر سے گزر چکا تھا اور مہتاب کے سامنے جانے کی ہمت نہیں تھی ۔ سرمد اسی وقت بپھرتے ہوئے گھر سے نکلا تھا اور پھر رضا کو ہراساں کرنے کے جرم میں اندر کروانے کے بعد ہی اب رات کے ایک بجے گھر لوٹا تھا۔

" امی وہ اسی قابل تھا --- وہ کیسے ہراساں کر سکتا ہے میری بہن کو ایسے اور یہ بیوقوف رشتہ

داری اور سابقہ محبت ہونے کا پاس رکھتے رکھتے یہ نوبت لے آئی "

سرمد اب سارا احترام بالائے طاق رکھے ثانیہ کو ڈپٹ رہا تھا اور ساتھ بار بار فون پر نمبر ملا کر کان سے لگا رہا تھا اور پھر جھنجلا کر ہٹا رہا تھا۔

"اس سب کو تو چلو چھوڑ... اصل پریشانی اب یہ ہے کہ ، مہتاب فون نہیں اٹھا رہا ہے "

سرمد نے پھر سے فون کو کان سے ہٹا کر سکرین کو گھورا وہ بے حد پریشان حال تھا کیونکہ مہتاب نا تو گھر پہنچا تھا اور نا فون ہی اٹھا رہا تھا۔

" میرا خیال ہے مجھے گھر جانا چاہیے --- شائد وہ گھر آ گیا ہو"

سرمد نے موبائ ل کو جیب میں رکھتے ہوئے عجلت میں کہا

" ابھی بہت رات ہو گ ئی ہے صبح ثانیہ کو ساتھ لے کر جاتے ہیں میں بھی چلوں گی ابھی رہنے دو مناسب نہیں وہ بہت غصے میں ہو گا اسی لیے فون نہیں اٹھا رہا ہے "

صالحہ نے جانے سے منع کرتے ہوئے کہا تو سرمد نفی میں سر ہلا گیا وہ اسی وقت جانا چاہتا تھا اور ثانیہ کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

"ثانیہ تم ٹرائ ی کرو مہتاب کو "

سرمد نے ثانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور خود بے چینی سے پیغام ٹائ پ کرنے لگا

"کیا ہے بہت میسجز بھی بھیجے ہیں --- کال نہیں اٹھا رہے ہیں نا مسیج پڑھ رہے ہیں "

ثانیہ نے سسکیاں لیتے ہوئے بمشکل جواب دیا ۔ اور سر جھکا لیا جبکہ سرمد اب بے چینی سے کچھ سوچ رہا تھا ۔

****

مشینی جاگنگ ٹریک پر سفید جوگرز تیزی سے گھومتے ٹریک کے سنگ کے دوڑ رہے تھے اور ردا اونچی پونی ٹیل بنائے اس پر بھاگ رہی تھی پسینے کے قطرے ماتھے پر چمک رہے تھے اور پونی ٹیل دائیں بائیں جھول رہی تھی کانوں میں ائیر فون تھے ۔

یہ ملک ہاؤس کا وہ چھوٹا سا جم تھا جو بہت عرصے سے بند پڑا تھا اس کی شیشے کی ایک دیوار باہر لان میں سارا منظر صاف دکھاتی تھی ۔ تابندہ بیگم جو چہل قدمی سے واپس آرہی تھیں گھورتی نگاہوں کے ساتھ دم بخودہ قدم اٹھاتی اب وہاں پہنچی تھیں ۔

"سسی --- سسی --- پانی لیا میرے واسطے (پانی لاؤ میرے لیے)"

تابندہ بیگم کی نگاہیں سامنے کے ناقابل یقین منظر کو دیکھ کر پوری کھلی ہوئی تھیں ۔ اور وہ دل پر ہاتھ رکھے سسی کو آوازیں لگا رہی تھیں ۔

سسی گھبرا کر پانی کا گلاس پکڑے وہاں آئی تو تابندہ بیگم نے جلدی سے پانی کا گلاس پکڑ کر منہ کو لگایا پانی ختم کیا اور سسی کا بازو تھامے تیز تیز قدم چلتی جم کے پاس آئیں جہاں ردا جاگنگ میں مگن تھی

www.classicurdumaterial.com

تابندہ بیگم نے لان کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر حیران سی سسی کا ہاتھ چھوڑا۔

" غور نال ویکھ کے دس اوہ سامنے ردا ہی اے (غور سے دیکھ کر بتاؤ وہ سامنے ردا ہی ہے) "

آنکھوں کو سکیڑ کر بازو لمبا کرتے ہوئے شیشے کی دیوار کے پار ردا کی طرف اشارہ کیا ، لہجہ بے یقین اور حیران تھا

" جی بیگم صاحبہ ردا بی بی ہی ہیں "

سسی نے منہ کے نیچے ہاتھ رکھے حیرت زدہ لہجے میں تصدیق کی ، اور تابندہ بیگم کو شاکی نگاہوں سے گھورا کہ ان کو کیا ہوا ردا بی بی کو ہی نہیں پہچان رہیں ۔

" انیو کیا ہوا ؟ ---- (اس کو کیا ہوا ؟) "

تابندہ بیگم منہ میں بڑبڑاتی آگے بڑھیں ، سسی کو وہیں چھوڑ کر وہ اب ردا کے سر پر موجود تھیں جو جوگنگ ٹریک پر دوڑتے ہوئے اب پھولی سانسوں سمیت سامنے پھٹی آنکھوں سے گھورتی ہوئی یں تابندہ بیگم کو دیکھ رہی تھی ۔

"آپ کو---- کیا ہوا--- ایسے----ایسے --- کیوں--- گھور رہی ہیں مجھے "

دوڑتے ہوئے پھولی سانسوں سمیت سوال کیا

"تینو کیا ہوا اج ؟ ---(تمہیں کیا ہوا آج ؟) خیریت نہیں لگتی --- "

تابندہ بیگم نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا پیشانی پر بھی حیرانگی رقم تھی ۔

" کیوں کیا ہوا ---- ؟ آپ تو چاہتی تھیں یہ سب اور اب اتنا مشکوک کیوں ہو رہی ہیں "

ردا نے ٹریک کی رفتار کو قدرے کم کیا اب وہ دوڑنے کے بجائے چل رہی تھی چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

" میں تو بہت عرصے سے چاہتی تھی بیٹا جی ---ی۔ی۔ی۔ پر یہ چن (چاند) اب کیوں چڑھا سمجھ نہیں آ رہا "

تابندہ بیگم نے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے بھنویں اچکائی یں اور سر کو بھی جنبش دی

" عجیب ہیں مما آپ ---آپ کو تو خوش ہونا چاہیے نا یہ سب دیکھ کر "

ردا نے تاسف سے سر ہوا میں مارتے ہوئے کہا۔

" خوش تو ہوں پر پریشان بھی ہوں "

تابندہ بیگم نے تشویش ناک انداز میں کہا ---- ردا بے ساختہ ہنس دی

" کیوں پریشان کیوں ہو رہی ہیں ؟ "

ردا نے چہرہ اوپر اٹھائے ہنستے ہوئے سوال کیا -- تابندہ بیگم نے رازدانہ قدم بڑھا کر ردا کا اور اپنا فاصلہ کم کیا جاگنگ ٹریک کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔

" موحد کسے ہور کُڑی پیچھے تے ن ئی پے گیا ؟ (موحد کسی اور لڑکی کے پیچھے تو نہیں پڑ گیا ؟) "

www.classicurdumaterial.com

تابندہ بیگم کا لہجے سے اب تجسس سے زیادہ خوف جھلک رہا تھا ۔ردا کے پاؤں ایک دم سے تھمے اور ہاتھ نے بٹن دبائے ٹریک کو بند کیا ۔

"مما ایسا کچھ بھی نہیں ۔۔۔ ویلے آپ یہ سب ایلے کیوں پوچھ رہی ہیں "

نظریں چراتے ہوئے وہ ٹریک سے نیچے اتری

" کچھ دن سے دیکھ رہی ہوں مسکرا مسکرا کر فون پر لگا رہتا ہے ، اور میں سمجھی تو بھی یہی فیل کر کے سمارٹ ہو رہی اب "

تابندہ بیگم کے لہجے سے پریشانی عیاں تھی اور ان کے الفاظ ردا کو بھی پریشان کر گئے تھے ۔

تابندہ بیگم آگے ہوئی یں اور ردا کے کندھے پر ہاتھ رکھا

" خیال رکھ پُت ۔۔۔ یہ مرد ذات بھروسے کے قابل نہیں ہوتی ، تیرے پیو دا موبائ ل بے وی میں چیک کر کے سوندی آں ریمنڈر لگایا ہوا میں " ہیزبینڈ فون چیکنگ ٹائ م "

۔۔۔ (تمھارے بابا کا موبائ ل میں آج بھی چیک کر کے سوتی ہوں ریمائ نڈر لگایا ہوا "ہیزبینڈ فون چیکنگ ٹائ م)"

تابندہ بیگم اس سمجھا رہی تھیں اور اس کا دل انجانے سے خوف کی وجہ سے گھٹن کا شکار ہو رہا تھا نگاہیں سامنے لان پر ٹکی تھیں ۔

****

سرمد پریشان سا آگے بڑھا اور ثانیہ کے قریب آیا جو صوفے پر بیٹھی بے حال بے آواز آنسو بہا رہی تھی ۔ ساتھ پریشان حال کھڑی ایوا مناہل کو گود میں اٹھائے ہوئے تھی ، مہتاب گھر نہیں پہنچا تھا رات سے صبح ہو گ ئی تھی ۔ وہ سب رات بھر سے مہتاب کو تلاش کر رہے تھے لیکن اس کی کوئی خبر نہیں تھی ۔

"ثانیہ تم مناہل کو سنبھالو وہ بہت رو رہی ہے "

سرمد نے ثانیہ کو سمجھایا اور مناہل کی طرف اشارہ کیا ۔ ثانیہ کو تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا ۔پتا نہیں مہتاب یوں ایکدم بنا کچھ کہے بات کیے کہاں چلا گیا تھا ۔

"ثانیہ تم ایسے رو رہی ہو مناہل کے سامنے وہ بھی روئے گی پلیز اسے لے کر جاؤ ناشتہ کرواؤ "

سرمد نے تھوڑی سختی برتتے ہوئے کہا تو ثانیہ نے گال رگڑے اور مناہل کی طرف دیکھا ۔ سرمد کے موبائ ل پر اچانک بجتی گھنٹی پر سب چونکے ہوئے ۔

" ہیلو ---- "

سرمد نے جلدی سے فون کان کو لگائے کہا دوسری طرف موجود پولیس مہتاب کی کار ملنے کی اطلاع دے رہی تھی ۔ سرمد کے چہرے کا رنگ زرد ہوا

"کہاں ہے گاڑی ایڈریس دیں میں آرہا ہوں وہیں "

سرمد نے پریشانی سے کہا ۔ سب لوگوں کے سانس خشک تھے اور سرمد پر یک ٹک نظریں جمائے ہوئے تھے ۔ سرمد نے موبائ‌ل بند کیا

" مہتاب کی کار مل گ‌ئی ہے لیکن وہ خود وہاں نہیں ہے ، میں جا رہا ہوں وہیں "

سرمد نے پریشانی کے عالم میں بمشکل جملہ ادا کیا اور تیزی سے باہر نکل گیا ۔

****

کمرے کے ملگجے سے اندھیرے میں اب موحد کے گہری نیند میں سانس لینے کی آوازیں وہ صاف سن سکتی تھی ردا نے ایک آنکھ چوری سے کھول کر دائ‌یں طرف گردن گھمائی موحد لیٹا ہوا تھا اور اب گہری نیند سو چکا تھا ۔

ردا لبوں کو بھینچے تھوڑا سا اوپر اٹھی اور پھر کھسک کر پاس ہوئی گردن اوپر اٹھائے دیکھا اس کا موبائ‌ل سائ‌یڈ میز پر لیمپ کے پاس پڑا تھا ۔

موحد پر سے بازو گھما کر فون کو اٹھایا ہاتھ کو واپس لا رہی تھی اور اسی ملحے موحد کے ہلکا سا ہلنے پر ڈر کر توازن ایسا بگڑا کہ اس پر ہی ڈھیر ہو گ‌ئی ۔

موحد ہڑبڑا کر اٹھا ، فوراً ردا کا موبائ‌ل تھاما ہاتھ گرفت میں لے لیا ۔

" تم----- تم۔ کیا کر رہی تھی "

نیند سے وہ جاگ کر اب خمار سے بھاری ہوتی آواز میں حیرت سے منہ کھولے سوال کر رہا تھا

"کہ۔۔کچھ نہیں ۔۔۔"

ردا نے گڑبڑا کر جھوٹ بولا ، چہرے پر خفت تھی

" کچھ تو تھا ۔۔۔۔ بتاؤ ۔۔۔ کیا کرنے والی تھی "

موحد نے خشمگیں نگاہوں سے گھورا ۔۔۔ پر وہاں وہ آئی یں بائی یں شائی یں کی کفیفت میں تھی

" میرے موبائی ل پر کیا کرنا تھا تمہیں بولو "

موحد نے جھٹکا دے کر اگلا سوال پوچھا

موحد کے اچانک نیند سے جاگ کر اس کی چوری پکڑ لینے پر وہ بدحواسی کا شکار ہو گ ئی تھی ۔

" کچھ بھی نہیں کرنا تھا ۔۔۔"

ردا نے گڑبڑا کر جواب دیا اور جلدی سے ہاتھ میں پکڑے موبائی ل کو چھوڑ دیا ۔ موبائی ل اس کے ہاتھ سے چھوٹا اور موحد کے سینے پر گرا موحد نے جلدی سے موبائی ل کو اٹھایا اور کہنی کے بل اٹھ کر بیٹھ گیا ۔

" میرے ساتھ زیادہ چالاکی کرنے کی ضرورت نہیں صاف صاف بتاؤ کیا کرنے والی تھی میرے موبائی ل کے ساتھ "

موحد نے شاکی نگاہوں سے گھورا ، ردا کا یوں چوری سے اس کا موبائی ل اُٹھانا بہت مشکوک حرکت تھی آخر وہ اب کیا نیا کھیل کھیلنا چاہتی تھی ۔۔۔ موحد کی بھنویں اوپر کو اچک گ ئی

www.classicurdumaterial.com

تھیں ۔۔۔ردا کچھ توقف کے لیے خاموش ہوئی پھر ایک دم سے چراتی نظریں اس کی گھورتی نگاہوں میں گاڑ دیں ناجانے کہاں سے ہمت مجتمع ہو کر یہ روپ دھار چکی تھی ۔

" تم کس سے بات کرتے رہتے ہو سارا دن ؟ "

لبوں کو بھینچے گردن کو تھوڑا سا تان کر رعب سے سوال کیا جبکہ لہجے میں ہلکی سی لغزش تھی وہ محبت بھرا یہ حق پہلی مرتبہ اس پر جتا رہی تھی ۔

" واٹ۔ٹ۔ٹ۔ٹ۔۔۔۔ "

موحد کو اس کے سوال پر حیرت کا جھٹکا لگا ،آنکھیں پٹ سے کھولے، بنا جھپکے اس کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔ کیا وہ جیلس ہو رہی تھی اس سب سے ماتھا ٹھنکا

" ہاں میں جانتی ہوں ۔۔۔ تم عرفہ سے بات کرتے ہو سارا دن ، مسیج دکھاؤ مجھے "

ردا نے اس کی حیرت سے لاپرواہی برتتے ہوئے خالص بیویوں والا رعب چلایا اور بڑے ناز سے چھوٹی سی ناک سکیڑی کلائی ہنوز موحد کے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تھی ۔

" ایکسکیوزمی۔۔ی۔ی۔ اپنی حد میں رہو ، تم نے مجھے میرے جزبات کے عوض خریدا ہے پر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں اب میں سانسیں بھی تمھاری مرضی سے لوں گا "

موحد نے پیشانی پر ناگواری سے بل ڈالے ،وہ تو اس کا خدا بن بیٹھی تھی جو اس کو کسی صورت گوارا نہیں تھا ، موحد نے غصے سے اسے گھورا اور پھر ردا کے تیور دیکھ کر اس کو ڈرانے کی

غرض سے جھٹکا دے کر قریب کیا۔

" اور اگر اتنا ہی حق جتانا ہے تمہیں تو مجھے میرا حق لینا بھی آتا ہے "

جان بوجھ کر بے خود سا لہجہ اپناتے ہوئے اس کے کان میں جملہ ادا کیا ، ردا ایک دم سے جھینپ گ ئی ۔۔۔ دل ایک دم سے ڈوب کر نیچے گیا ، پلکیں من بھاری ہو کر گالوں پر جھالر کی طرح لرزنے لگیں اور رواں رواں سمٹ گیا ، موحد کی یہ قربت اور کہا گیا جملہ ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا۔

موحد جو اس کے خونخوار رد عمل کے لیے بلکل تیار بیٹھا تھا جو وہ اس وار پر ہر دفعہ ظاہر کرتی تھی ، حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا جو اب اس کے چہرے کے قریب ایسے نظریں جھکا گ ئی تھی جیسے اسے کوئی اعتراض نہیں تھا اس کے حق لینے پر وہ تو پلکیں ایسے لرزا رہی تھی جیسے خود کو پیش کیے بیٹھی ہو ، کوئی مزاحمت نہیں کوئی غصہ نہیں موحد نے الجھتے ہوئے اس کی کلائی پر اپنی گرفت کو ڈھیلا کیا اور پھر چھوڑ دیا۔

اس کو کیا ہو گیا ہے ؟ یہ وہ سوال تھا جو ذہن کی دیواروں کے ساتھ ٹکریں مارنے لگا ، پیشانی پر افقی رخ نا سمجھی کے بل پڑے

" میں چاہیے عرفہ سے بات کروں چاہے کنتھرینا سے تم اس پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتی سمجھی ۔۔۔"

انگلی کو کھڑا کرتے ہوئے خبردار کیا اور پھر یونہی الجھا سا نا سمجھی کی لکیریں پیشانی پر سجائے باہر نکل گیا۔ردا دم سادھے بیٹھے تھی دل آہستہ آہستہ اپنی گزشتہ حالت میں دھڑکنے لگا تو اس کی سانس بحال ہوئی ۔ تکیے پر زور سے سر مارا اور خود کے یوں نڈھال ہو جانے پر تاسف سے آنکھیں بھینچ لیں ---- خود پر ترس آنے لگا تھا موحد کی محبت پوری طرح حاوی ہو چکی تھی اور ردا ملک بے بس تھی اس نے کبھی زندگی میں ایسے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ عام سی لڑکیوں کی طرح یوں محبت میں گرفتار ہو جائے گی پر آج یقین آ گیا تھا محبت عام ، خاص ، امیر ، غریب کسی کو نہیں دیکھتی

ردا کا یہ انداز تعجب خیز تھا ۔ لان کے اندھیرے میں سگریٹ سلگائی وہ چکر لگا رہا تھا --- اور پھر تین گھنٹے کے بعد جب وہ کمرے میں آیا تو ردا بے خبر سو رہی تھی ۔

****

موحد نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا ۔ سامنے بیڈ پر گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی ثانیہ نے دھیرے سے سر اوپر اٹھایا ۔

" موحد----- "

آنسوؤں سے تر بھاری سی آواز تھی ۔ موحد دروازہ بند کر کے آگے بڑھا ۔ اسے صبح ہی سرمد کی کال موصول ہوئی تھی اور اسی وقت وہ ملک جہانزیب ، تابندہ بیگم اور ردا کے ہمراہ لاہور سے

ملتان آ گیا تھا ، آج دوسرا دن تھا اور مہتاب کی کہیں کوئی خبر نہیں تھی سب کا برا حال تھا
۔

اس کی کار مل گ ئی تھی اور فون بھی کار میں ہی موجود تھا لیکن وہ خود کہیں بھی نہیں تھا بہت تلاش کے بعد اب رپورٹ درج کروا دی گ ئی تھی ۔ پولیس ہر جگہ تلاش کر رہی تھی ۔
رضا کو شک کی بنا پر تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا ۔

ثانیہ کے بارے میں ابھی صرف موحد کو ہی بتایا تھا سب ، ملک جہانزیب ، تابندہ بیگم اور ردا کو ابھی اس معاملے کا نہیں بتایا گیا تھا کہ رضا کون تھا ۔ ملک جہانزیب اپنے مکمل اثر و رسوخ لگا رہے تھے

موحد بغور ثانیہ کو گھورتا ہوا جیسے ہی بیڈ پر بیٹھا ثانیہ تڑپ کر آگے ہوتے ہوئے اس کے گلے لگ گ ئی ۔ موحد نے آہستگی سے اس کو تھپکا ۔

" روئ یں مت آپی کچھ بھی نہیں ہو گا مجھے لگتا ہے وہ خود ہی کہیں گئے ہیں -- آپ کے اور رضا کے بارے میں بتایا ہے مجھے سرمد بھائی نے سب ---"

موحد نے ثانیہ کو خود سے الگ کیا اور کندھوں سے تھامتے ہوئے تسلی دی ۔ ثانیہ بار بار ہاتھوں کی پشت سے گالوں پر متواتر بہتے آنسو صاف کر رہی تھی ۔

"آپی صرف ایک بات کہوں گا آپ کو رضا سے اتنا ڈرنے کی آخر ضرورت ہی کیا تھی ؟ کیا ہم

www.classicurdumaterial.com

نے مہتاب بھائی سے کچھ چھپایا تھا جو آپ نے یہ سب کیا ؟ "

موحد کے سوال پر ثانیہ نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو اس وقت جھاڑتے ہوئے اس کی بیوقوفی کی وجہ پوچھ رہا تھا۔

" موحد وہ ساری پکس جو رضا کے پاس تھیں میری اکیلی کی تھیں اور تم جانتے ہو رضا کتنا ضدی اور ہٹ دھرم ہے اور کس حد تک جانے والا ہے پتا نہیں کیوں پر میں یہ چاہتی تھی مہتاب کے سامنے میرا کردار اور میری معصومیت یونہی رہے ، نہیں جانتی تھی میری یہ غلطی مجھے یہ دن دکھائے گی "

ثانیہ نے بھاری سے آواز میں بمشکل بات مکمل کی ، موحد نے تاسف سے سر کو گھمایا

"آپی --- یہ ضروری نہیں کہ آپ مہتاب بھائی کو اپنی سچی محبت کا احساس دلانے کے لیے رضا کو اپنے ماضی سے بلکل مٹا سکیں ، وہ تھا --وہ ہے اور رہے گا آپ کی زندگی کے ماضی کا ایک حصہ بن کر ، جب آپ اس سے محبت میں تھیں اس کے نکاح میں تھیں آپ نے جو بھی کیا غلط نہیں تھا ، غلط تو تب بھی وہی تھا اور اب بھی وہی ہے بلکہ آپ تو مہتاب بھائی کو یہ بات فخر سے بتا سکتی ہیں کہ آپ نے جب رضا سے محبت کی تھی بے پناہ کی تھی اور اب دل آپ کو دیا ہے تو وہی محبتیں آپ پر لٹا دوں گی --- "

موحد کی باتیں سن کر ثانیہ کا رونا اب سسکیوں میں بدل گیا تھا وہ ہمہ تن گوش تھی اور موحد

مسلسل بول رہا تھا ۔

" کیا غلط تھا اس میں ---وہ بھی تو اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور اب اس کی جگہ آپ کو دے چکے تھے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ کہہ دیتے۔ جو میں اس سے کرتا تھا وہ محبت نہیں تھی محبت تو اب ہوئی ہے تم سے ---"

ثانیہ اب سسکیاں لینا بھی بھول چکی تھی اور دم سادھے اسے سن رہی تھی ۔

" محبت ایک احساس ہے جو دوسری بار بھی جاگ سکتا ہے کسی کے لیے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا آپ یہ کہیں کہ پچھلی محبت -- محبت نہیں تھی اور کچھ تھا اور اب جو ہے وہ اصل محبت ہے "

موحد نے پیشانی پر بل مزید گہرے کیے وہ اس وقت ثانیہ کو خود سے چھوٹا نہیں بڑا لگ رہا تھا

" محبت پہلی دفعہ ہو یا دوسری دفعہ احساسات میں کوئی فرق نہیں ہوتا آپی --- آپ رضا بھائی کی محبت سے نادم ہونا خود کو غلط سمجھنا چھوڑ دیں "

ثانیہ ایک دم سے نظریں چرا گ ئی تھی وہ اسے کتنا سمجھتا تھا ہاں وہ رضا کے نام تک کو ماضی سے مٹانا چاہتی تھی فراموش کرنا چاہتی تھی لیکن ایسا ہرگز ممکن نہیں تھا ۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو مجھے مہتاب کو بتانا چاہیے تھا ان کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا پر میں کیا کرتی رشتہ نیا تھا ابھی تو میں ٹھیک سے مہتاب کو جان بھی نہیں پائی تھی "

ثانیہ نے بے بسی سے اپنا موقف بیان کیا

" جان تو آپ رضا کو بھی نہیں پائی تھیں وہ بچپن سے آپ کے ساتھ تھا "

موحد نے لب بھینچے طنزیہ کہا ۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور سرمد نے دنوں پر باری باری نگاہ ڈالی جو سرمد کی آمد پر خاموش ہو گئے تھے ۔

" موحد تم چلو گھر امی کو لے کر ثانیہ گھر پر اکیلی ہے ۔۔۔ میں یہاں ہوں ثانیہ کے پاس "

سرمد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے صالحہ بیگم کے ساتھ گھر جانے کا کہا ۔

" اچھا ۔۔۔"

موحد گہری سانس لیتا ہوا اٹھا اور پھر ثانیہ کے کندھے پر تسلی آمیز تھپکی دے کر باہر نکل گیا ۔ نیچے اتر کر آیا تو صالحہ مناہل کو گود میں لے کر بیٹھی تھیں اور پاس ردا بیٹھی تھی جو بے حال سی تابندہ بیگم کے ساتھ لگی آنسو بہا رہی تھی ۔ ردا کو روتے ہوئے وہ پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا ۔ ایسا لگا جیسے وہ کچھ انوکھا دیکھ رہا ہو ۔۔۔۔ کیا اس جیسی لڑکیوں کے آنکھوں سے بھی آنسو بہتے ہیں ۔ حیرت سے سوچا پھر نظروں کا زاویہ بدلتا سنجیدگی سے پاس آ کر کھڑا ہوا

" چلیں امی گھر چلتے ہیں ۔۔۔ "

موحد نے آہستگی سے کہا تو صالحہ نے سر اوپر اٹھا کر اثبات میں ہلایا اور پھر مناہل کو ایوا کے حوالے کرتے ہوئے ردا کی طرف متوجہ ہوئی یں ۔

www.classicurdumaterial.com

" چلو بیٹا چلیں ---"

صالحہ نے محبت سے ردا کی طرف رخ موڑے کہا ردا سر ہلاتے ہوئے تابندہ بیگم سے الگ ہو کر اٹھی تو موحد نے حیرت سے دیکھا ۔

وہ کیا ان کے ساتھ ان کے گھر جانے والی تھی ۔ ردا صالحہ سے پہلے ہی کہہ چکی تھی وہ اُدھر جائے گی ان کے ساتھ لیکن یہ موحد کے لیے انتہائی تعجب کی بات تھی ۔

" کیا ہوا ایسے کیوں کھڑے ہو چلو بہو ساتھ جا رہی ہے ہمارے ---"

صالحہ نے اس کے یوں حیرت سے کھڑے رہنے پر ٹھوکا تو وہ سنجیدگی سے ردا کی طرف مڑا

" تم ---- کمفرٹیبل نہیں ہو گی وہاں رہنے دو یہیں رہو ۔"

موحد نے پیشانی پر بل ڈالے ردا کو جانے سے منع کیا ردا نے چونک کر صالحہ کی طرف ایسے دیکھا جیسے شکائیت لگا رہی ہو

" بیٹا کیوں منع کر رہے ہو پہلی دفعہ تو سسرال جا رہی ہے چلو بیٹا تم تمھارا اپنا گھر ہے شادی کے بعد سے پہلی دفعہ تو جا رہی ہو "

صالحہ نے موحد کو گھور کر دیکھا اور پھر محبت سے ردا کے گرد بازو حائل کئیے ۔ ردا نے تابندہ بیگم کی طرف اجازت طلب نگاہوں سے دیکھا جو سر ہلا گئیں ۔

وہ لوگ آگے بڑھیں تو موحد بھی دانت پیستا ہوا ساتھ ہوا ۔ محترمہ آخر کو جا کیوں رہی ہے وہاں

www.classicurdumaterial.com

پتا بھی ہے کہ ہمارا گھر اس کے شان شایان نہیں ہے ۔ امی اور تانیہ کی دوڑیں لگ جائیں گی وہ غصے سے سوچتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا ۔

ردا دھیرے سے مسکرائی تھی ۔ کبھی سوچا تک نہیں تھا وہ محبت میں سب بھول جائے گی آج موحد کے گھر جانا آسودگی بخش رہا تھا کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا وہ جو ہمیشہ قیمتی بستروں پر سونے کی عادی ہے وہاں رات کیسے بسر کرے گی بس احساس تھا تو یہ کہ موحد وہاں ہو گا اتنے عرصے ساتھ رہتے ایک کمرے میں سوتے اب جب پتا چلا وہ ادھر جا رہا ہے دل میں عجیب سی کسک اٹھی اور پھر وہ صالحہ بیگم کو ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کرنے سے خود کو نا روک سکی ۔

****

" یہ کھڑکی بند رکھنا ۔۔۔ اس سے مچھر آتے ہیں کمرے میں "

موحد نے صحن میں کھلنے والی کھڑکی کو بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا پیچھے مڑا تو وہ اس چھوٹے سے کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی ارد گرد نظریں گھما رہی تھی ۔

تانیہ نے ان کی ایک فون کال پر اس کمرے کا حلیہ بہت حد تک بہتر کر دیا تھا ۔ صاف ستھری چادر بیڈ پر بچھی تھی فرنیچر صاف تھا پردے بدل کر نئے لگا دیے گئے تھے ۔

" ائیر کنڈیشنر تو نہیں ہے یہاں ، اس لیے یہ دونوں فین چلا دیے ہیں میں نے امید ہے

گرمی نہیں لگے گی تمہیں "

موحد نے زمین پر کھڑے پنکھے کی طرف اشارہ کیا جسے وہ بیڈ کے رخ کی طرف رکھ کر چلا چکا تھا ، ملتان میں لاہور کی نسبت درجہ حرارت کافی گرم تھا اس لیے کمرہ دو پنکھوں سے قدرے بہتر درجہ حرارت پر آیا تھا لاہور میں تو وہ اے سی چلا کر کمبل اوڑھ کر سوتے تھے ۔

ردا نے اس کے یوں خیال کرنے پر حیرت اور محبت کے ملے جلے تاثر کے ساتھ دیکھا

" پہلی دفعہ دیکھا ہے کسی کو یوں اپنے دشمن کا خیال کرتے ہوئے "

شائستگی سے جملہ اچھالا موحد نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور پیشانی پر بل ظاہر کئے ۔ ردا کا ہر ہر انداز اس کی چھٹی حس کی گھنٹی بجا رہا تھا ۔

" دشمن بھی جب آپ کے گھر میں ہو مہمان ہوتا ہے اور دشمن کی مہمان نوازی صرف بزدل نہیں کیا کرتے "

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے معنی خیز جملہ ادا کیا ، ردا ایک دم سے خاموش ہوئی چہرے پر خفت نمایاں تھی کیسے اسے سب کچھ بھولنے کا کہے جو اس کے ساتھ کرتی رہی تھی کیسے اسے بتا دے کہ وہ اب ویسی نہیں ہے اس سے محبت کرنے لگی ہے بے بس ہو گئی ہے

۔

موحد کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تو ردا نے چونک کر دیکھا

www.classicurdumaterial.com

"تو تم کدھر جا رہے ہو --- ؟"

حیرت سے سوال کیا۔ وہ کیا یہاں نہیں سو رہا تھا وہ کیسے اس اجنبی کمرے میں اکیلے سو سکتی تھی۔

" میں چھت پر سوتا ہوں اس گرمی میں "

پلٹ کر کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

" چھت پر ---- ؟"

ردا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی یں

" ہاں کیوں ---- ؟"

موحد نے ناسمجھی کے بل پیشانی پر سجائے ایسے جیسے اس کا سوال ناگوار گزرا ہو

" ڈر نہیں لگتا کیا ؟"

ردا نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا وہ کبھی آج تک کھلے آسمان کے نیچے نہیں سوئی تھی اس لیے یہ بات اس کے لیے حیران کن تھی۔

" ڈر کیسا ---- ؟"

موحد نے اس کی حیرت پر حیرت ظاہر کی

" مطلب کیسے سو لیتے ہو چھت پر کھلے آسمان کے نیچے ؟ "

ردا نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے سوال پوچھا

" بند کمروں سے زیادہ اچھی نیند آتی ہے تم جیسے دولت مند نہیں سمجھو گے -- سو جاؤ "

طنزیہ سر کو ہوا میں مارتا وہ آگے بڑھ گیا تھا اور ردا دل مسوس کر رہ گ ئی جس کی خاطر وہ یہاں آئی تھی سونا تو پھر بھی اس کے بنا ہی پڑ رہا تھا ۔

وہ اب کمرے سے جا چکا تھا ردا نے خوف سے ارد گرد نظر دوڑائی ۔

****

کروٹ بدل بدل کر وہ تھک چکی تھی ۔ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گ ئی ایک گھنٹہ ہو چکا تھا نیند تو کیا آنی تھی البتہ پنکھوں کی آوازوں سے سر میں درد شروع ہو چکا تھا ۔

چوری سے کمرے سے باہر نکلی تو سناٹا چھایا ہوا تھا ۔ صحن میں کھڑا درخت ہولناک سا منظر پیش کر رہا تھا ۔

یہ چھت کی سیڑھیاں کہاں ہوں گی لبوں کو دانتوں میں دبائے وہ گردن اچک اچک کر چھت پر جانے والے زینے کو تلاش کر رہی تھی ۔

" بھابھی کیا ہوا---- ؟ "

عقب سے تانیہ کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر پلٹی ہاتھ یکایک دل پر گیا تھا پیچھے تانیہ کو کھڑا دیکھ کر سانس بحال ہوئی وہ مسکرا رہی تھی ۔

"وہ --- چھت کے لیے سٹیرز کدھر ہیں ---؟ "

حالت پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا ۔تانیہ اس کے سوال پر شرارت سے مسکا دی ۔

"اوہ --- اچھا موحد بھائی اوپر چلے گئے ہوں گے ان کو گرمی بہت لگتی ہے "

ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے تانیہ نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے اندازہ لگایا

"آئیں میں بتاتی ہوں --- "

مسکراتی ہوئی آگے بڑھی تو ردا بھی اس کے ہمراہ ہو گ ئی ۔

سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تانیہ شرمائی سے واپس مڑ گ ئی ردا اب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اوپر جا رہی تھی ۔ جیسے ہی آخری سیڑھی پر پہنچی موحد کی آواز نے قدموں کو جکڑ لیا ۔

"عرفہ---- عرفہ --- کیسے بتاؤں تمہیں میں نہیں جی سکتا تمھارے بنا اب "

موحد فون کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا ۔ردا کا دل جیسے کسی نے دبوچ لیا ہو

"تمہیں پتا ہے آج تمہیں دیکھ نہیں سکا تو دن کتنا اداس گزرا میرا --- "

موحد کی آواز پر اس کا رواں رواں جل اٹھا چہرہ سرخ ہو رہا تھا ۔ ایسا لگا جیسے کچھ چھن گیا ہو

"پریشان نا ہو--- میری جان تمھارے سارے خرچے میرے ذمے ہیں --- میں ہوں نا "

موحد بڑی محبت سے اس کے ساتھ باتوں میں مشغول تھا ۔ ردا کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا بات اتنی آگے بڑھ چکی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

" ردا کی تم فکر نا کرو ، اس کے لیے میں محض ایک ضد ہوں اور کچھ نہیں اور میں اس کی اس ضد سے ساری زندگی فائی دہ اٹھاؤں گا "

موحد قہقہ لگا رہا تھا اور ردا کا دل افسوس سے پھٹنے کو تھا ۔ موحد اتنا گر سکتا ہے کبھی سوچا بھی نہیں تھا اس کی ہمت کیسے ہوئی کسی اور لڑکی پر یوں میرا حق اور میری دولت لٹائے ۔

سرخ چہرے اور ہتھوڑے چلتے دماغ کے ساتھ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھی اور موحد کو کندھے سے پکڑ کر زور کا جھٹکا دے کر اپنی طرف موڑا ۔

" تم ---- تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟ "

موحد نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر موبائی ل کو کان سے ہٹا کر بند کر دیا ۔

" تمہیں شرم نہیں آتی یہ سب کرتے ہوئے --- "

ردا غصے سے کانپ رہی تھی دل کر رہا تھا جھنجوڑ کر رکھ دے موحد کو

" کیوں --- آئے گی --- میں کرتا ہوں اس سے محبت اور تم سے کون سے میں نے عہدوپیمان ک ئی ے جو میں اب شرم کروں "

موحد نے پیشانی پر بل ڈال کر اس پر سچ ظاہر کیا ، ردا کا چہرہ ایک لمحے کے لیے سرخ سے سفید ہوا ۔

" میں بیوی ہوں تمہاری ---- "

ردا سینے پر ہاتھ رکھ کر چیخی تھی دل پھٹ رہا تھا کیا اصول تھا قدرت کا سب بھول چکی تھی کہ یہ نکاح محض ایک ضد اور زبردستی کے کھیل کے طور پر شروع کیا تھا اس نے

" تو --- میں کیا کروں میری خوشی سے ہو کیا میری بیوی ، زبرستی کا رشتہ ہے ہمارا تمھاری ضد تھی بس "

موحد نے اس کے چیخنے پر غراتے ہوئے جواب دیا ، وہ لاجواب ہوئی لب خاموش ہو گئے

" تمہیں مس ئی لہ کیا ہے --- تم شوہر بنانا چاہتی تھی بن گیا ہوں -- اور ہمیشہ رہنے کے لیے تیار ہوں ، اور باقی میں ایک سے محبت کروں یا چار سے تمہیں اس سے مس ئی لہ نہیں ہونا چاہیے "

موحد نے گھورتے ہوئے غصے سے جتایا ، اس کی آخری بات پر ردا کا چہرہ پھر سے سرخ ہوا

" کیوں نہیں ہونا چاہیے --- تم میری دولت اس پر لٹا رہے ہو "

ردا نے دانت پیستے ہوئے کہا

" ایکسوکیوزمی میری تنخواہ ہے --- میں چاہے اس میں دس گرل فرینڈ کو پالوں تمہیں اس سب سے کیا "

موحد نے نخوت سے ناک چڑھائی

" ہے مجھے مس ئی لہ --- تم ایسا نہیں کر سکتے ہو "

ردا نے چڑ کر بازو ہوا میں اٹھائے اور پھر نیچے گرائے ، کیسے بتائے اسے سب کہ اس کی حالت کیا ہے اس وقت

" کیوں نہیں کرسکتا محنت کرتا ہوں کماتا ہوں گھپلا تو نہیں کرتا جو تم یوں چیخ رہی ہو مجھ پر "

موحد نے برابر جواب دیا

" ہنہہ --- محنت میری وجہ سے ایم ڈی ہو تم "

ردا نے سینے پر ہاتھ رکھے غصے سے جتایا دل جل رہا تھا اور ذہن حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا

" تو ختم کردو یہ وجہ --- نو پرابلم اکڑ کس بات کی دکھا رہی ہو ، چھوڑ دو مجھے --- "

موحد نے بھنویں چڑھا کر آگے ہوتے ہوئے کہا ، ردا اس کی اس بات پر دم بخودہ اسے تکتی رہ گ ئی یہ کیا کہہ رہا تھا وہ

"چپ کیوں ہو گ ئی سو سمپل --- چھوڑو مجھے خود بھی سکون میں آؤ میں بھی "

موحد نے اب کی بار پرسکون لہجے میں اسے حل پیش کیا ردا اب بھی خاموش کھڑی تھی دل تھا کہ اسے ایک پل کے لیے اب دور نہیں ہونا چاہتا تھا

اس کے یوں گم صم ہو جانے پر موحد نے گہری سانس باہر انڈیلی پھر نرم سے لہجے میں گویا ہوا

-

"رکو ---- دیکھو ---- کیا ہے یہ سب --- میرا کیا ہے میں تو بہت جلد عرفہ سے نکاح کر لوں گا تم اجازت نا بھی دو گی تو چھپ کر اور اگر چھپ کر بھی نا تو ساری زندگی محبت نبھاتا رہوں گا اس سے "

موحد بڑے آرام سے کہتا ہوا اس کے دل کے پرخچے اڑا رہا تھا

" تم یونہی اپنی زندگی صرف ایک ضد کی خاطر تباہ کر رہی ہو اور کچھ نہیں "

وہ اس سے ہمدردی جتا رہا تھا پر جانتا نہیں تھا کہ اس مٹے اس کے جزبات اس کے احساسات کو روند رہا ہے فقط ۔

" خلع لے لو --- چھوڑ دو اب بس کرو نتیجہ کچھ بھی تو نہیں نکلا اس سب کا ضد میں اتنا آگے بڑھ جانے کا ، نقصان صرف اور صرف تمھارا ہو رہا ہے "

بڑے وثوق سے وہ اسے باور کروا رہا تھا کہ اس کی غلطی پر اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا ہے ، ردا خاموشی سے پلٹی کیا کرتی کچھ بھی نہیں تھا کہنے کو ۔

" تو پھر --- چھوڑ رہی ہو نا "

موحد کی بازگشت پر قدم تھمے ---- دل ڈوبا----

" نہیں ---- "

کانپتی سی آواز تھی اور یہ سچ تھا نہیں تھا حوصلہ اس میں کہ وہ موحد کو کھو دے ، موحد جھنجلا

کر آگے بڑھا اور کندھے سے پکڑ کر اس کا رخ واپس اپنی طرف موڑا

" پاگل ہو تم ایک نمبر کی مل کیا رہا ہے تمہیں مجھ سے ، دیکھو میں تو یہ نفرت کھیلتے بھی اب تھک چکا ہوں سیدھی سی بات ہے ختم کرو یہ سب اب "

موحد اب دانت پیستے ہوئے کہہ رہا تھا -- ردا نے بچارگی سے اس کی طرف دیکھا بکھرے بال لیے وہ اس حلیے میں بھی اس کے دل کو راحت بخش گیا ۔

" نہیں کر سکتی "

آہستگی سے جواب دیا

" کیوں ---- ضد ختم نہیں کر رہی تم ------"

موحد نے ہوا میں ہاتھ اٹھائے تھکے سے لہجے میں جواز پوچھا

" ضد نہیں ہے یہ "

ردا نے سر جھکا لیا ---- سر من بھاری تھا آواز گھٹی ہوئی تھی

" تو پھر کیا ہے --- بولو چپ کیوں ہو ---- کیوں اپنی اور میری زندگی کو عذاب میں ڈال رکھا ہے کیا چاہتی ہو تم مجھ سے بولو ---؟"

موحد اب اس کے سر پر کھڑا چیخ رہا تھا اس کا یہ سب انداز سمجھ سے باہر تھا۔

" محبت ---- "

جھکے سر کے لبوں سے لفظ ادا ہوا ۔۔۔ اور خاموشی چھا گ ئی ۔۔۔۔ بلکل خاموشی ۔۔۔۔ موحد ورطہ حیرت میں ڈوبا کھڑا تھا

" کیا۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ "

موحد نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا ایسے جیسے جھٹلا رہا ہو جو بھی سنا

" ۔۔۔آئی ۔۔۔ لو یو ۔۔۔ "

سر ہنوز جھکا ہوا تھا وہ محبت کا اظہار کر رہی تھی اس کی اکڑ کا پہاڑ آج زمین بوس تھا

" ہوش میں ہو ۔۔۔۔ اب یہ نیا ڈرامہ ہے کیا ؟"

موحد نے آبرؤ چڑھائے تشویش سے پوچھا بے یقینی ہی بے یقینی تھی

" نہیں ۔۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں ۔۔۔ مجھے معاف کردو"

ردا نے چہرہ آہستگی سے اوپر اٹھایا وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہی ہے سب پر سب ہو رہا تھا خود بخود کتنی دیر یونہی خاموشی میں کٹ گئے

" ایک شرط پر معاف کروں گا "

موحد نے گہری سانس لیتے ہوئے سلسلہ کلام پھر سے جوڑا دوسری طرف جیسے کسی پتلی میں جان آئی ہو

" کیا ۔۔۔؟ "

اٹکی سانس کے ساتھ سوال کیا ایسے جیسے کسی کی زندگی موت کا فیصلہ ہونے جا رہا ہو۔

" خلع لو اور چھوڑ دو مجھے سب کے سامنے یہ ظاہر کرو کہ تمہیں میرے ساتھ نہیں رہنا "

موحد کا لہجہ پرسکون تھا یہی وقت تھا اس سے جان چھڑوانے کا

" دیکھو۔۔۔ ردا تمہیں مجھ سے جو کچھ محسوس ہو رہا ہے یہ صرف وقتی جزبہ ہے مجھے یہ احساس جرمنی میں ہی ہو گیا تھا ، پر جسے تم آج محبت سمجھ رہی ہو وہ کچھ بھی نہیں ہے "

موحد ہوا ہاتھ میں معلق کیے بول رہا تھا لہجہ بہت نرم تھا

" نہیں میں جانتی ہوں یہ محبت ہے میں ہار چکی ہوں آج تمھارے سامنے ہار مانتی ہوں پلیز مجھے معاف کردو "

ردا نے بے بسی سے کہا آواز رو دینے کو تھی مہتاب کی وجہ سے دل پہلے ہی بھرا ہوا تھا

" پاگل مت بنو۔۔۔ تم ایک انتہائی جزباتی لڑکی ہو پل میں کچھ محسوس کرتی ہو پل میں کچھ "

موحد نے سختی سے جواب دیا اور ناگواری سے دیکھا

" نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں میں تم سے محبت کرتی ہوں "

ردا نے آگے بڑھ کر بے تابی سے اس کے بازو پر ہاتھ دھرا ، وہ اس کا تھا کیسے چھوڑ دیے اس کو دل مچل اٹھا

" پر میں تو نہیں کرتا نا۔۔۔ "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکے وہ لڑکھڑا گ ئی زندگی میں پہلی دفعہ کسی کے سامنے وہ یوں بے بس تھی

" دیکھو تم یہاں بھی خود غرضی کر رہی ہو تمہیں ہو گیا مجھ سے پیار سو ---واٹ مجھے تو نہیں ہے نا اور --- کبھی ہو گا بھی نہیں "

موحد نے ناک بھینچے نفرت کا اظہار کیا

" تم جیسے امیر صرف خود کے بارے میں سوچتے --- نفرت ہوئی تو چلو اسے برباد کر دیا -- محبت ہوئی تو چلو اسے زبردستی حاصل کر لیا ارے بھئی دوسرے کی فیلنگز کا کوئی خیال ہی نہیں "

موحد اب ہتک آمیز لہجے پر اتر آیا تھا در حقیقت یہ آئینہ ہی تو تھا اور وہ وہی کہہ رہا تھا جو کچھ وہ اس کے ساتھ کرتی آئی تھی

" قصور تمھارا نہیں --- تم لوگ در حقیقت ہمیں انسان نہیں سمجھتے صرف ایک کھلونا سمجھتے ہو دل چاہا کھیل لیا دل چاہا توڑ دیا --- خرید لیا بیچ دیا "

موحد ہاتھ ہوا میں چلاتا متواتر بول رہا تھا ، نفرت کے سوا وہاں کچھ بھی تو نہیں تھا

" لیکن ہم ہمیشہ سچے جذبے رکھتے ہیں روکھی سوکھی کھاتے ہیں خوش رہتے ہیں ، نفرتوں میں ضد نہیں لگاتے محبتیں زبردستی نہیں کیا کرتے "

انگلی تانے لفظ چبا چبا کر ادا کئے ، ردا زمین میں گڑ رہی تھی

" تمھارا اور میرا نا کل جوڑ تھا اور نا آج ۔۔۔ اور اگر تم سچ میں ہی مجھ سے محبت کرتی ہو تو ثابت کرو اس محبت کو "

موحد نے وقفہ لیا

" مجھے آزاد کرو "

بارعب لہجہ تھا ۔ آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر چھت کی مٹی میں جزب ہوا تھا ۔

****

موحد اپنے ایک بازو کو سینے پر باندھے اور دوسرے بازو کو کہنی کے بل موڑ کر اس کے ہاتھ سے پیشانی کو مسل رہا تھا ۔ کمرے میں کچھ فاصلے پر پریشان صورت لیے کھڑے ملک جہانزیب سامنے بیڈ کی طرف مضطرب نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ۔

کمرے میں تابندہ بیگم کی سسکیوں کی ہلکی سی آواز چند سکینڈز کے توقف کے بعد گونج رہی تھی ۔ بے سدھ سوزش زدہ آنکھیں اور سفید پڑتے چہرے کے ساتھ ردا بیڈ پر لیٹی تھی اور ڈاکٹر اس کی بازو میں انجکشن گاڑے اس پر جھکا ہوا تھا ۔

انجکشن میں موجود محلول آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا اور ردا کی رگوں میں داخل ہو رہا تھا ۔ انجکشن لگانے کے بعد ڈاکٹر نے سیدھے ہوتے ہوئے ملک جہانزیب کی طرف دیکھا جو بے چینی سے

آگے بڑھے ۔

" بہت زیادہ سٹریس لے رہی ہیں کسی بات کا "

ڈاکٹر نے انجکشن کے سامنے موجود سرنج کو تلف کیا اور ملک جہانزیب سے کہا ۔ موحد ایک دم سے نظریں جھکا گیا ۔ وہی جانتا تھا وہ کل رات سے اب تک کس بات کا ذہنی دباؤ لے کر اس حالت کو پہنچی ہے ۔

شائد وہ رات بھر روتی رہی تھی صبح اُٹھتے ہی وہ دونوں یہاں آ گئے تھے راستے میں بھی مکمل خاموشی رہی تھی ہاں البتہ ردا کی سوزش لی ہوئی آنکھیں اور زرد چہرہ اس سے مخفی نہیں تھا ۔ یہاں آ کر دوپہر تک وہ بری طرح نڈھال ہو چکی تھی اور اب ڈاکٹر اس کے یوں بخار میں تپنے اور اعصابی تناؤ کا شکار ہو جانے کا سبب ذہنی دباؤ بتا رہا تھا ۔

" جی ڈاکٹر اپنے بھائی سے بے حد محبت کرتی ہے ، وہ دو دن سے گھر سے لاپتہ ہے تو اسی وجہ سے پریشان ہے "

ملک جہانزیب نے پریشان سے لہجے میں ردا کی اس حالت کا سبب مہتاب کی گمشدگی بتایا ۔

"اوہ --- اچھا ، میں نے انجیکشن دیا ہے مکمل آرام کرنے دیں اور دیکھیں مزید روئی یں مت یہ ، ان کی حالت بتا رہی ہے وہ مسلسل ک ئی گھنٹے روتی رہی ہیں جس کے باعث اعصابی تناؤ پیدا ہوا اور یہ حالت ہوئی "

www.classicurdumaterial.com

ڈاکٹر نے اپنا باکس بند کرتے ہوئے ہدائیت دیں جس پر ملک جہانزیب سر ہلا گئے ۔

" جی بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب "

ڈاکٹر کے ساتھ ہی ملک جہانزیب کمرے سے باہر نکل گئے تھے ۔ تابندہ بیگم اب ردا کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھیں اور موحد آہستگی سے چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا جہاں وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی ۔

عجیب جزباتی لڑکی ہے ، پہلے نفرت میں حدیں پار کر گ ئی اور اب یہ محبت جیسے فضول جزبے کو سچ مان کر یہ حالت کر لی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ردا ملک رات ہو جانے والی تمام باتوں کا رد عمل یہ ظاہر کرے گی اس نے تو یہ سوچا تھا کہ یا تو سب سن کر اسے مکمل طور پر چھوڑنے کا فیصلہ کر لے گی یا پھر غصے میں کوئی اور انتہائی قدم اٹھائے گی پر یہاں اس کی یہ حالت اسے بری طرح الجھا گ ئی تھی ، اس طرح کی جزباتی ، ضدی لڑکیاں اپنی محبت میں نفرت سے بھی زیادہ شدت پسند ہوتی ہیں ۔

*****

ٹفن باکس کے ڈھکن کو ہاتھوں سے گھماتے ہوئے ایوا نے پھر سے سامنے کھڑے منصور کو گھور کر دیکھ ۔ وہ اس وقت کچن میں کھڑے تھے جہاں منصور اس سے ایک ٹفن میں کھانا پیک کروا رہا تھا ۔ اس کا چور سا انداز ایوا کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

" اب بتا بھی دے یہ کھانا کس کے لیے بنوایا ہے اور ایسے مشکوک سا کیوں لگ رہا ہے "

ایوا نے آنکھیں سکیڑے پیشانی پر بل ڈال کر پوچھا ، منصور جلدی سے رازدانہ قریب ہوا

"آہستہ بات کر ۔۔۔ بتاتا ہوں سب پر ابھی کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے "

منصور نے رازدانہ سرگوشی کی ، ایوا اس کے اسطرح کی حرکات پر اور تشویش ناک ہوئی ۔ ایوا کی کھوجتی نگاہوں پر منصور نے گہری سانس لیتے ہوئے اسی کی طرف دیکھا جیسے اب بات کو اپنے تک رکھنا اس کے لیے مشکل ہو گیا ہو۔

" مہتاب صاحب کے لیے لے کر جا رہا ہوں یا کھانا انھوں نے منگوایا ہے "

منصور نے کندھے گرائے سرگوشی میں کہا اور جانچتی سی نظر اردگرد دوڑائی مبادہ کوئی ان کی گفتگو نا سن لے ۔

" کیا ۔۔۔ صاحب ۔۔۔!!!! "

ایوا کا منہ حیرت کے باعث کھلا تھا اور ہاتھ بے ساختہ منہ پر دھر لیا تھا آنکھیں پوری کھولے اب وہ حیرت سے منصور کی طرف دیکھ رہی تھی ۔ منصور نے اس کے یوں حیرت سے چیخنے پر فوراً انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا

" ہاں صاحب ، وہ اپنے فلیٹ پر ہیں "

منصور نے جواب دیتے ہوئے پھر سے کچن کے دروازے کی طرف دیکھا وہ آواز بھی حد درجہ کم

www.classicurdumaterial.com

رکھے ہوئے تھا ۔

" وہ ---- یہ--- یہ سب کیوں کر رہے ہیں صاحب ، سب کتنے پریشان ہیں یہاں "

ایوا نے حیرت سے بے ربط جملا ادا کیا پیشانی پر نا سمجھی کی لکیریں ابھر گ ئی تھیں ۔

" کوئی پریشان نہیں ہیں سب ناٹک ہے مجھے پتا ہے صاحب کی حالت کیا تھی "

منصور نے سر جھکا کر نفی میں ہلاتے ہوئے دکھ سے اُس کی بات کو رد کیا

" مجھے تمھاری کوئی بات پلے نہیں پڑ رہی صاف صاف بتا ہوا کیا ہے "

ایوا نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے دانت پیس کر پوچھا ، وہ دونوں ہی مہتاب ملک کے بہت پرانے ملازم تھے اور مہتاب ان کو گھر کے افراد کی طرح ہی سمجھتا تھا ۔

" یہ جو اپنی بی بی جی ہے ثانیہ بی بی صرف حلالہ کے لیے شادی کی صاحب سے ، اپنے سابقہ شوہر سے ابھی بھی چھپ چھپ کر ملتی تھیں صاحب نے دیکھ لیا اس دن "

منصور نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بتایا تو ایوا ایک دم سے ساکن ہوئی

" میں صاحب کے ساتھ ہی تھا اس دن وہ بہت پریشان اور دل برداشتہ ہو گئے تھے ، پہلے بی بی کی قبر پر گئے ، پھر فلیٹ چلے گئے اور وہاں سے جب پتا چلا کے ثانیہ بی بی گھر آ گ ئی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میں گھر نہیں جانا چاہتا "

منصور اب بول رہا تھا جب کے ایوا دم سادھے صرف سن رہی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

" صاحب ثانیہ بی بی سے بہت پیار کرنے لگا ہے ، اور اب میں جانتا ہوں ان کی کیا حالت تھی اس دن ، پہلے ملکانی جی کی ناراضگی کا دکھ پھر نائلہ بی بی کا انتقال اور اب ثانیہ بی بی کی وجہ سے وہ پھر سے جینے لگے تھے پر اب ٹوٹ گئے ہیں "

منصور مہتاب کے دکھ اور کرب کو لفظوں میں بیان کر رہا تھا ۔ مہتاب اس دن فلیٹ سے گھر کی طرف ہی آ رہا تھا جب اسے منصور نے ثانیہ اور سرمد کی آمد کا بتایا ۔ وہ کچھ دیر اکیلے وقت گزارنے کے لیے فلیٹ میں چلا گیا تھا اور منصور کو گھر بھیج دیا تھا پر جب ثانیہ اور سرمد کی آمد کا پتہ چلا تو وہ وہیں رُک گیا اور منصور کو اپنے بارے میں کسی کو بھی بتانے سے منع کر دیا تھا ۔

مہتاب باہر کا کھانا زیادہ نہیں کھاتا تھا اور اب اسی لیے منصور اس کے لیے ایوا سے کھانا بنوا کر لے جا رہا تھا ۔

" منصور مجھے صاحب سے ملنا ہے "

ایوا نے پرسوچ نگاہیں سامنے مرکوز کیئے کھوئے سے لہجے میں فرمائش ظاہر کی ایسے جیسے ذہن کچھ بُن رہا ہو ۔

" ارے پاگل ہو گئی ہے کیا تو ، وہ بہت پریشان ہیں ابھی ، کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتے "

منصور نے زور سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کی تردید کی

" میرا ملنا بہت ضروری ہے میں تمھارے ساتھ چلتی ہوں "

ایوا جلدی سے اپنا دوپٹہ گلے میں درست کرتے ہوئے بولی تو منصور نے گھور کر لب بھینچے

" مجھے تجھے بتانا ہی نہیں چاہیے تھا سب کچھ ، صاحب بہت ناراض ہوں گے مجھ سے "

منصور نے پریشانی سے کہا

" میں کچھ نہیں جانتی میرا ملنا بہت ضروری ہے ان سے چلو میں ساتھ چلتی ہوں "

ایوا نے بضد کہا اور پھر منصور کو اس کی بات ماننا ہی پڑی ۔

*****

ثانیہ نے کمرے کا دروازہ کھولا اور آہستہ سے چلتی ہوئی تابندہ بیگم کے پاس آئی جو مناہل کے پاس بیٹھی تھیں اور وہ بیڈ پر سو رہی تھی ۔

" آنٹی --- آئیں کھانا کھائیں "

ثانیہ نے قریب آ کر آہستگی سے ان کو پکارا ، تابندہ بیگم نے اداس سا چہرہ اوپر اٹھایا ۔ ردا دوپہر سے نیم بے ہوشی میں نڈھال پڑی تھی مناہل وہ جب اٹھتی مہتاب کے لیے رونے لگتی تابندہ بیگم کا خود رو رو کر برا حال تھا ایسے میں ثانیہ کو ہی ہمت کرنی تھی ۔

" مجھے بھوک نہیں ہے -- "

تابندہ بیگم نے ایک نظر ثانیہ کو دیکھا اور آنسوؤں میں رندھی سے پریشان آواز میں انکار کیا

" آنٹی آپ کو میڈیسن لینی ہوتی ہے کھانا مت چھوڑیں "

ثانیہ نے محبت سے ان کی بات کی تردید کرتے ہوئے اسرار کیا۔ تابندہ بیگم اس سے نظریں چرا گئیں وہ ان سے کس قدر محبت سے پیش آ رہی تھی اور انہوں نے آج تک اسے بھی مہتاب کی بیوی کے طور پر قبول نہیں کیا تھا۔

" بیٹا بھوک ہی نہیں مجھے "

تابندہ بیگم نے نرم سے آواز میں پھر سے انکار کیا اور سر بیڈ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ مہتاب کا اچانک یوں پرسرار سے انداز میں غائب ہو جانا پریشانی کا باعث تو تھا، ان کی ممتا خول توڑ کر تڑپ اٹھی تھی۔

ثانیہ یونہی کھڑی تابندہ بیگم کو دیکھ رہی تھی جب ان کے گال پر آنسوؤں کی بہتی لکریں دیکھ کر تڑپ کر قریب ہوئی۔ ان کے بارعب اور بے اعتنائی برتتے رویے کی وجہ سے وہ ان سے جھجکتی رہتی تھی پر اس لمحے وہ سب بھول گئی تھی۔

" آنٹی۔۔۔۔"

ان کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہی ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا، تابندہ بیگم نے نم آنکھیں کھولیں اس کے پریشان حال چہرے کو دیکھا اور بے ساختہ ثانیہ کے گلے لگ گئیں۔

" میرا بچہ کہاں ہو گا کس حال میں ہو گا اور اب ردا بھی بیمار ہے دوپہر سے "

تابندہ بیگم اب باقاعدہ رو پڑی تھیں کچھ دیر یوں ہی گلے لگے رہنے کے بعد ثانیہ نے پیچھے ہو کر جلدی سے اپنے ہاتھوں سے ان کے آنسو صاف کیے

" آنٹی ---- کچھ نہیں ہو گا مہتاب کو ان شا اللہ وہ گھر آ جائیں گے "

ثانیہ نے تسلی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے ان کو حوصلہ دیا۔ جو اب جامد سی سامنے دیکھ رہی تھیں

" میں اس سے پانچ سال سے ناراض ہوں ، میرے بچے نے مجھ سے بہت دفعہ معافی مانگی میں نے معاف نہیں کیا ، انا میں رہی سنگدل بنی رہی "

وہ روتے ہوئے متواتر بول رہی تھیں ۔

" وہ بہت چھوٹا تھا جب میں اسے لے کر آئی تھی میرا اللہ جانتا ہے میں نے اس سے بہت محبت کی ، اور جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا یہ محبت اور بڑھتی گئی اور اس کی ایک وجہ اسکی فرمابرداری تھی میرا بیٹا میری مرضی میرا کہا کبھی نہیں ٹالتا تھا اور یہ بات میرے لیے فخر کا باعث تھی وہ میرے منہ سے نکلی ہر بات پر سر تسلیم خم کرتا تھا "

ثانیہ اب روہانسی صورت بنائے ان کو سن رہی تھی جو روتے ہوئے اسے سب کچھ بتا رہی تھیں

۔

" پھر اس کی زندگی میں نائلہ آئی ، وہ نائلہ سے بے حد محبت کرتا تھا پر میں اپنی بھانجی مشعل کو اپنی بہو بنا کر لانا چاہتی تھی "

تابندہ بیگم نے ندامت سے سر جھکا لیا

" اس نے زندگی میں پہلی دفعہ میرے فیصلے کو نا ماننے کے لیے سر اٹھایا اور میرا سارا فخر ، غرور پاش پاش ہو گیا ، ملک صاحب اور ردا نے اس کا ساتھ دیا اور شادی ہو گئی پر میں اپنے غصے کے خول سے باہر نا آئی اور اس کی لاکھ معافی مانگنے پر بھی اسے معاف نہیں کیا "

تابندہ بیگم آج اسے یہ سب پچھتاوے کے انداز میں بتا رہی تھیں ۔ ثانیہ کا دل ان کی حالت پر پسیج گیا وہ بظاہر کس قدر مضبوط اور غصے والی لگتی تھیں پر آج یوں مہتاب کے لیے ان کی محبت دیکھ کر ثانیہ کے بھی آنسو نکل آئے ۔

" آنٹی وہ آپ سے اب بھی بے انتہا محبت کرتے ہیں "

ثانیہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

" مجھے یقین ہے اس بات کا بس وہ اب آ جائے اور میں اسے سینے سے لگا لوں "

تابندہ بیگم نے رندھی سی آواز میں کہا اور ثانیہ نے انہیں خود سے لگا کر بھینچ ڈالا ۔

****

کسی قدر اذیت ناک ہوتا ہے وہ پل جب کوئی آپ کو کھائی میں گرنے سے بچانے کے بعد

اُسی کھائی میں خود دھکا دیلے دے ۔ کچھ ایسا ہی کیا تھا ثانیہ نے اس کے ساتھ ۔ معصوم چہرے کے پیچھے چھپا اس کا دھوکے باز چہرہ مہتاب کو چور چور کر گیا تھا ۔

ثانیہ سے سچی محبت اور لگن سے وہ رشتہ نبھا رہا تھا اور اس کے ارادے نے ہلا کر رکھ دیا ۔ اب سب کھل گیا تھا اور یقیناً وہ اس سے طلاق کا کھلے عام مطالبہ کر دے گی اور مہتاب کسی صورت اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا ، یہی وجہ تھی وہ یہ روح پرور لمحہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتا تھا ۔

اور اب بھی وہ شکستہ حال صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھا خود کو اور اپنی قسمت کو کوس رہا تھا یقیناً یہ تابندہ بیگم کی ناراضگی کے باعث خدا اس سے ناراض ہو گیا تھا ، اس نے اپنی ماں کی نافرمانی کی تھی یہ سب شائی دا اسی کی پاداش تھی ۔

"صاحب ---"

ایوا کے آواز پر مہتاب نے چونک کر سر اوپر اٹھایا تو وہ منصور کے ساتھ سامنے کھڑی تھی ۔

مہتاب نے سوالیہ نگاہوں سے منصور کی طرف دیکھا تو وہ نظریں جھکا گیا ۔

" صاحب بہت ضد کر رہی تھی مجھے بتانا پڑا آپکا "

منصور نے جھکے سر کے شاتھ شرمندگی بھرے لہجے میں جواب دیا

" مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے ، میری بات سن لیں "

ایوا عجلت میں کہتی آگے بڑھی مہتاب نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

" صاحب آپ ثانیہ بی بی کے لیے کسی بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں "

ایوا نے تیزی سے جملہ ادا کیا اور مہتاب نے تکلیف کے باعث لب بھینچ لیے ، وہ کیسے بتا دے کہ وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہے ۔

" اس دن جب گھر میں ان کے کزن کے آنے کی آپ نے اطلاع دی تھی اور کہا تھا ان کے لیے چائے پانی کا انتظام کرو "

ایوا نے انگلی کھڑی کرتے ہوئے ، مہتاب کو اس دن رضا کی آمد کی یاد دہانی کروائی اور وہ اس ملے کو اس دو دن میں کتنی دفعہ اپنے ذہن کے مطابق تخیل میں چلا چکا تھا اور ہر دفعہ اس کے اختتام پر وہ رضا کا گلا دبوچنا تصور کرتا تھا ۔

" اس دن جب میں چائے کی ٹرالی کے ساتھ ڈرائی نگ روم میں جانے لگی تو میں اندر سے آتی ثانیہ بی بی اور ان کے سابقہ شوہر کی آوازوں کو سن کر رک گ ئی "

ایوا نے اس دن رضا اور ثانیہ کی ساری گفتگو سن لی تھی اور اب مہتاب کو وہ تمام گفتگو گوش گزار کی تھی کہ کیسے ثانیہ اسے دھکے مار کر نکالنے کا کہہ رہی تھی اور وہ کس طرح ثانیہ کو بلیک میل کر رہا تھا وہ سب بتا رہی تھی جس پر مہتاب ششدر بیٹھا تھا ۔

" صاحب اس شخص نے ضرور بی بی کو بلیک میل کر کے بلوایا ہو گا ، آپ بی بی سے بات

کریں ، اس دن تو میں چپ رہی کہ شائد ثانیہ بی بی نے اسے بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا ہے معاملہ ختم ہو گیا ہوا گا ، لیکن آج جب منصور نے مجھے بتایا تو میں خود کو روک نا سکی "

ایوا اب التجائی لہجے میں ثانیہ کی طرفداری کر رہی تھی اور مہتاب اب سوچ میں ڈوبا کڑی سے کڑی ملا رہا تھا۔

" صاحب ثانیہ بی بی بلکل ایسی نہیں ہیں وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہیں سچی محبت مجھے یقین ہے ان پر "

ایوا نے پھر التجائی لہجہ اپنایا مہتاب نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جس کا چہرہ سچائی کی عکاسی کر رہا تھا۔

" گھر آ جائیں گھر والے بہت پریشان ہیں، ثانیہ بی بی بہت رو رہی ہیں "

ایوا نے اب درخواست کی تو مہتاب نے سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر چھت کی طرف دیکھا۔

اگر یہ سب سچ ہے تو اس کا مطلب ثانیہ کو نا تو مجھ پر یقین ہے اور نا ابھی محبت ہوئی ہے ۔ وہ صرف میری محبت کا احترام کرتی ہے ۔ اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو وہ کبھی یوں مجھ سے یہ سب چھپا کر اکیلی پریشان نا ہوتی رہتی ۔ مہتاب فوراً صوفے پر سے اٹھا تھا ایک طرف پڑا کوٹ اٹھایا۔

www.classicurdumaterial.com

" چلو گھر چلیں "

مدھم سی آواز میں کہتا وہ ان دونوں کے پاس سے گزرتا آگے بڑھ گیا

****

مہتاب ہاؤس کے گول لاؤنج میں مسوائے ردا کے سب ایک دائیرے میں کھڑے سامنے کے منظر کو دیکھ رہے تھے ۔ردا کی طبیعت ابھی بھی نہیں سنبھلی تھی اور دوا کے زیر اثر سو رہی تھی ۔

تابندہ بیگم مہتاب کے گلے لگیں زارو قطار رو رہی تھیں اور وہ بھی نم آنکھیں لیے ان کے گلے لگا ہوا تھا ۔ وہ کبھی مہتاب کی پیشانی پر بوسہ دے رہی تھیں تو کبھی گال پر ہاتھ پھیر رہی تھیں ایک دن میں دل نے پتا نہیں کتنے وسوسے پال لیے تھے اور اب مہتاب کو یوں سامنے دیکھ کر سب کا خوشی کا ٹھکانا نہیں رہا تھا ۔

بس ایک ملک جہانزیب تھے جو غصے سے پیشانی پر بل ڈالے کھڑے تھے ۔ جن کو سرمد سارا قصہ بیان کر چکا تھا کہ مہتاب کے یوں جانے کی اصلی وجہ غلط فہمی اور ثانیہ کی بیوقوفی تھی ۔ وہ مہتاب کو بھی رضا کے بارے میں سب بتا چکا تھا ۔

" مہتاب یہ کیسا بی ہیو تھا تم اتنے غیر زمہ دار کبھی نہیں تھے پہلے "

ملک جہانزیب کی آواز پر سب ان کی طرف متوجہ ہوئے جو کرخت آواز میں اب مہتاب پر برس

پڑے تھے ۔ ثانیہ بے حال کھڑی بے چینی سے متواتر مہتاب کی طرف دیکھ رہی تھی جس کے بکھرے بال اور پژمردہ سا چہرہ اس کے دو دن کے کرب کا سارا حال بیان کر رہا تھا ۔

مہتاب اس سے مکمل بے اعتنائی برتتے ہوئے تھا جو وہ اچھے سے محسوس کر رہی تھی ۔

" میاں بیوی میں سو جھگڑے اور مس انڈرسٹینڈنگ ہو جایا کرتی ہیں ان کو مل کر بات کر کے سلجھایا جا سکتا ہے ، تم سب کی جان سولی پر لٹکائے غائب ہو گئے تمہیں ذرا احساس نا ہوا کہ ہم سب کس پریشانی سے گزرے ہیں "

ملک جہانزیب سرخ چہرہ لیے اس پر برس رہے تھے ، مہتاب کا سر جھک گیا ، وہ بلکل ٹھیک کہہ رہے تھے ۔ اس نے بہت بچکانہ حرکت کی تھی پر کیا کرتا۔ ثانیہ کو کھو دینے کا ڈر یہ سب کروا رہا تھا

" بابا میں شرمندہ ہوں پر اس وقت میرا ذہن بلکل کام نہیں کر رہا تھا "

گھٹی سی آواز میں اپنا موقف پیش کیا ۔ ثانیہ کی آنکھوں میں پانی تیر کر گیا

" مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے آج اپنی تربیت پر "

ملک جہانزیب نے تاسف بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا تو مہتاب مزید شرمندہ ہوا ۔ سب لوگ بلکل خاموش کھڑے تھے

" بابا میں بہت شرمندہ ہوں "

www.classicurdumaterial.com

مہتاب نے نظریں چراتے ہوئے کہا ملک جہانزیب نے گہری سانس لے کر کندھے گرائے اور آگے بڑھ کر مہتاب کو گلے لگا لیا۔ تابندہ بیگم کا یوں پانچ سال بعد مہتاب کو گلے لگا لینا ان کے لیے بہت معنی رکھتا تھا۔

"آرام کرو ۔۔۔ مناہل کو اور ثانیہ کو دیکھو بہت پریشان ہیں دونوں"

تھوڑی دیر یونہی اسے گلے لگائے رکھنے کے بعد تھپکتے ہوئے کہا۔ جس پر وہ آہستگی سے سر ہلا گیا۔

اس سارے معاملے میں رات کے دو بج چکے تھے۔ کچھ ہی دیر میں سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں کا رخ کرنے لگے۔ تو مہتاب وہیں انتظار کرتی ثانیہ کو چھوڑ کر تیزی سے اوپر چڑھ گیا۔

مہتاب کے اس رویے نے اس کے دل کو لرزنے پر مجبور کر دیا۔

ثانیہ ڈرتے ڈرتے اوپر آ کر کمرے میں داخل ہوئی تو مہتاب واش روم سے کپڑے تبدیل کیے باہر نکل رہا تھا۔ چہرہ بے تحاشہ سختی لیے ہوا تھا۔ وہ ثانیہ کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا پھر شرٹ کی آستئین کو اوپر چڑھاتے ہوئے پاس سے گزرا تو ثانیہ فوراً پلٹی۔

"مہتاب کدھر جا رہے ہیں ؟"

پگھلا سا نم لہجہ تھا، وہ کمرے کے دروازے کے پاس جا کر رک گیا پر پلٹا نہیں ثانیہ تیزی سے آگے بڑھی اور مہتاب کے سامنے آگئی۔

www.classicurdumaterial.com

" مناہل کے پاس ادھر ہی سونا ہے مجھے "

سختی سے لب بھینچے جواب دیا پیشانی پر بل تھے اور نگاہیں سامنے دروازے پر مرکوز تھیں ۔

" مہتاب میری بات سن لیں ایک دفعہ پلیز ---"

ثانیہ بے چین ہو کر آگے بڑھی پر مہتاب کے فوراً درمیان میں حائل ہوتے ہاتھ کو دیکھ کر رک گئی

"ثانیہ --- میں تم سے ناراض نہیں ہوں ، مجھے صرف دکھ ہے کہ تم مجھے سمجھ نہیں سکی میری محبت کو اتنا کمزور سمجھا کہ میں تمھارے سابقہ شوہر کے تم سے رابطہ کرنے پر تمہیں غلط سمجھوں گا "

الفاظ تھے کے مہتاب کے اندر کا کرب ثانیہ جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی ۔رو رو کر برا حال تھا پر مہتاب تو اس پر ایک نگاہ ڈالنا بھی گوارا نہیں کر رہا تھا ۔

" مہتاب مجھے معاف کر دیں مجھے سب بتانا چاہیے تھا پر مجھے ابھی آپ کو سمجھنے ----"

وہ ابھی بات مکمل نا کر پائی تھی کہ مہتاب نے اس کی بات کو کاٹ دیا

" ہاں تو سمجھنے کے لیے ہی مزید وقت دے رہا ہوں شائد میں نے بہت جلد بازی کی اس رشتے کو آگے بڑھانے میں تم اس کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھی میری محبت کو محض ایک ٹیپکل شوہر کی خواہشات سمجھ کر چپ ہو گئی "

مہتاب نے ناک بھینچے کہا جب کے وہ لگاتار روہانسی صورت بنائے نفی میں سر ہلا رہی تھی ۔

" نہیں مہتاب مجھے آپ کی محبت پر یقین ہے "

التجائی لہجہ تھا

" لیکن تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو تم کبھی بھی مجھ سے اتنی بڑی بات نا چھپاتی "

مہتاب نے غصے سے گھورتے ہوئے اس بات کو رد کیا۔

" مہتاب -- ایسی بات---"

ثانیہ نے آگے بڑھ کر بازو تھاما تھا جسے فوراً اپنے ہاتھ سے پکڑ کر مہتاب نے ہٹاتے ہوئے پھر سے اس کی بات کاٹ دی ۔

" ریسٹ کرو ، وقت لو جس دن مجھ پر اور میری محبت پر یقین ہو جائے اور تمہیں بھی مجھ سے محبت ہو جائے میں آ جاؤں گا اس کمرے میں"

سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا اور آگے بڑھ گیا کمرے کا دروازہ اس زور سے بند ہوا کہ وہ بدک کر زور سے آنکھیں بند کر گئی اور اب رونے کے علاوہ چارہ بھی کیا تھا ۔

****

www.classicurdumaterial.com

وٹس ایپ پیغامات گروپ تھا جس میں ، موحد ، ثانیہ ، مہتاب ، ملک جہانگیر ، تابندہ بیگم مشتمل تھے ۔ پر پیغامات صرف ردا کے تھے جو کتنی ہی آنکھیں ایک ساتھ پڑھ رہی تھیں۔

سب کی موبائل سکرین کھلیں تھی اور اس چمکتی سکرین پر پیغامات کی شکل میں ایک پورا پیراگراف تھا جو ایک ہی دفعہ لکھ کر بھیج دیا گیا تھا ۔ یہ پیغامات ردا کے نمبر سے تھے جو اس وٹس اپ گروپ میں سب کو نظر آ رہے تھے اور سب پڑھ رہے تھے ۔

انہیں ملتان سے واپس لاہور آئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا ۔ اس دوران ردا بلکل خاموش تھی، نا آفس آتی تھی اور نا گھر میں کسی سے بات چیت کرتی تھی ، موحد یہی سوچ رہا تھا وہ خود کو وقت دے رہی ہے اور پھر ایک ہی دفعہ پھٹے گی ، اور وہ اس کے ہر وحشی رد عمل کے لیے خود کو اور عرفہ کو ذہنی طور پر تیار کر چکا تھا، مگر آج اس کے پیغامات نے سب سمجھا دیا ۔

" ہیلو !!!

حیران مت ہوں آپ لوگ ، مجھے سب کو کچھ بتانا تھا اس لیے یہ طریقہ اختیار کیا ، کچھ سچ بتانا ہے ایسا سچ جو اب تک میں چھپاتی رہی سب سے اور غلط پر غلط کرتی رہی ، لیکن اب وہ وقت آ گیا کہ سب کو سچ جان لینا چاہیے ۔

میرے اور موحد کے رشتے اور نکاح کے پیچھے ہم دونوں کی محبت ہر گز نہیں تھی، نا تو موحد مجھ

سے محبت کرتا تھا اور نا میں اس سے ، یہ نکاح صرف میری ضد اور طاقت کا نتیجہ تھا ۔ موحد میرے خلاف اپنے دوست کے ساتھ باتیں کر رہا تھا جو میں نے سن لیں اس نے معافی بھی مانگی پر میں نے اسے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اغوا کروایا اور پھر گن پوائنٹ پر اس سے شادی کی ۔

اس کی کمزوری کا نا جائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ثانیہ کی بھا سے شادی کروا دی تاکہ یہ مجبور ہو جائے اور جو میں چاہوں کرتا جائے ، پر میں ہر جگہ غلط تھی ۔۔۔۔ زندگی کھیل نہیں ہوتی ، رشتے ناطے ضد بازی جھوٹ اور شرطوں پر نہیں بنائے جاتے۔ موحد صرف مجبوری کی خاطر یہ چند مہینے میرے ساتھ رشتہ نبھاتا رہا ہے ۔

میں آج آپ سب سے معافی مانگتی ہوں میں نے اپنی انا اور ضد میں آپ سب کو دکھ پہنچایا اور آج کچھ بھی حاصل نہیں ہوا خالی ہاتھ اور شکست خوردہ ہوں ۔

سب سے زیادہ موحد کو تنگ کیا ذہنی اذیت میں رکھا شائد اسی کی سزا اب اللہ تعالی مجھے دے رہا ہے ، میں بہت اذیت میں ہوں اور خود کو بھی معاف نہیں کر پا رہی ہوں ۔

بابا اور بھا مجھے پتا ہے اس وقت آپ کو بہت دکھ پہنچا ہو گا یہ سب جان کر کیونکہ آپ لوگوں نے میری ایسی تربیت بلکل نہیں کی تھی ، میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا ، بس غصے اور ضد میں سب ہوتا چلا گیا اور میں طاقت کے نشے میں چور موحد کو نیچا دکھانے کے لیے کرتی

چلی گ ئی ۔

ثانیہ بھابھی مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کو صرف ایک مُہرے کے طور پر استعمال کیا پر یقین جانیں میں نے دل سے آپ کو بھا کے یلے پسند کیا تھا کیونکہ ملتان میں

گزارے ان دو دنوں نے مجھے آپ کی مناہل کے یلے محبت اور خلوص نے بہت متاثر کیا تھا

۔

موحد تمھاری اکڑ اور غرور کو ختم کرنے کے یلے میں نے تم سے ضد باندھ لی تھی ۔ تم نے کہا تم سے کوئی لڑکا کبھی دل سے شادی نہیں کرے گا ، اور میں نے ضد باندھ لی اب تم سے ہی شادی کروں گی پر تمھاری " دل سے " والی بات کو یکسر نظر انداز کر بیٹھی تھی۔

تم نے بلکل سچ کہا تھا مجھ سے کوئی کبھی دل سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔ تم نے بھی نہیں کی ، مجھے اپنی غلط سوچ کا اب باخوبی اندازہ ہو گیا ہے ۔ میں ہار گ ئی ہوں اور آج اسی یلے اپنی ہر غلطی کوتاہی کا اطراف کرتی ہوں۔

تمہیں مجھ سے آزادی چاہیے ، تو تم آج سے آزاد ہو میری طرف سے عرفہ سے شادی کر لینا اور خوش رہنا ، تمہیں مجھ سے آزادی کے یلے مجھ سے خلع لینے یا طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے ، کیونکہ میں خود ہی سب چھوڑ کر بہت دور جا رہی ہوں ۔۔۔

ہاں بابا میں جرمنی میں Rida کے بزنس کو خود سنبھالوں گی ۔ میں نے اس ایک ہفتے میں

خاموشی سے سب پلین کر لیا تھا اور وہاں بھی سب کچھ سیٹ ہو چکا ہے سٹیون نے سب سنبھال لیا تھا ، اسے کچھ مت کہیے گا میں نے ہی اسے سب کچھ مخفی رکھنے کے لیے کہا تھا اور اب پانچ منٹ کے اندر میری فلائی بٹ ٹیک آف کر رہی ہے آپ میں سے کسی کا بھی سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی مجھ میں، اور بابا اس وقت میں جس حالت میں ہوں آپ کو بیس سال بعد اسی حالت میں دیکھ کر بہت زیادہ تکلیف ہوتی ، آپکی اتنی محنت مٹی ملتی نظر آتی آپکو یہ سب آپ کو نہیں دکھانا چاہتی تھی اس لیے بھاگ رہی ہوں یہی سمجھ لیجیے گا ۔

موحد مجھ سے پہلے ہی کوئی لڑکا شادی نہیں کرسکتا تھا اور اگر طلاق ہو جاتی تو اس کے بعد تو بلکل ہی نہیں کرے گا اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے اتنے گناہ تو کر ہی چکی ہوں اب طلاق لے کر اللہ کو اور ناراض نا ہی کروں تو اچھا ہے ، میں ساری زندگی تمھارے نام پر گزار دوں گی ۔

بابا میں آؤں گی جب میری ندامت کم ہو جائے گی ، جب ہمت آجائے گی اور ویسی ہی ردا بن جاؤں گی جیسی آپ چاہتے تھے ، تب آؤں گی لیکن وہ تب کب ہو گی ابھی نہیں جانتی میں ۔

اور سب سے آخر میں مما --- آپ ہمیشہ جو بھی سمجھاتی تھیں وہ سب درست تھا آپکی ردا واقعی بیوقوف ہے آپ ہمیشہ کہتی تھیں بہت پچھتاؤ گی ایک دن اپنی ضد کی عادت سے

-- مما میں آج بہت پچھتا رہی ہوں ، بہت زیادہ --- آپ پلیز بھائی کو یہاں لاہور لے آئیں

پلیز --- اور آپ بلکل بھی نہیں روئی یں گی ۔

بھا اور بابا میرے پیچھے پلیز آپ دونوں میں سے کوئی نا آئے ، میں اکیلے رہنا چاہتی ہوں ۔

اللہ حافظ "

ملک جہانزیب ہکا بکا لان میں لگی کرسی پر بیٹھے تھے ، سامنے رکھا چائے کا کپ ٹھنڈا ہو چکا تھا ۔

مہتاب نے آفس کی چ ئی یر کے ساتھ سر ٹکا لیا تھا ، آنکھوں میں بے یقینی تھی جن میں سامنے میز پر رکھے گلوب کا عکس تھا ۔

ثانیہ کچن کی شیلف کو تھام کر رہ گ ئی ، کڑاہی میں پیاز سرخ سے سیاہ ہونے لگے تھے ۔

تابندہ بیگم کا ہاتھ آہستگی سے اٹھ کر دل پر چلا گیا تھا اور آنکھوں کی پتلیوں پر پانی کی ایک تہہ چمکنے لگی تھی ۔

اور سب سے آخر میں وہ تھا جو اس وقت آفس میں بیٹھا تھا ، حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ، دائ یں ہاتھ کی انگلیوں کو ہونٹوں پر رکھے ماتھے پر بل ڈالے بار بار سکرین پر نگاہیں دوڑاتا ہوا ۔

وہ یہ تمام پیغامات کوئی بیس بار پڑھ چکا تھا اور حیرت تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

وہ یوں شکست مان کر جائے گی یہ کبھی نہیں سوچا تھا ۔ وہ خود دار تھی یہ تو جانتا تھا پر اس کا یوں اس سے الگ ہوئے بنا اسے آزاد کر جانا اس کی سچی محبت کا واضح ثبوت تھا ۔

****

موحد بوجھل سے قدم اٹھاتا ملک جہانزیب کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جیسے ہی آفس سے واپس آیا تھا اپنی پیکنگ میں مصروف ہو گیا تھا ظاہری بات تھی اب یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

ثانیہ بار بار کال کر رہی تھی جسے وہ منقطع کر رہا تھا، وہ اب ثانیہ کی وجہ سے مزید یہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔ یا معافی تلافی کر کے زبردستی ردا کے ساتھ رشتہ نہیں نبھانا چاہتا تھا۔ بہت اچھے سے یہ کھیل اختتام کو پہنچ گیا تھا اور یہ بات اسے پرسکون کیے ہوئے تھی۔

پیکنگ مکمل کرنے کے بعد اس نے ملازم کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ وہ یہاں سے جانے سے پہلے ملک جہانزیب سے ملنا چاہتا ہے۔ بے شک اس وقت وہ حد درجہ خود غرضی دکھا رہا تھا پر اتنا بے مروت ہر گز نہیں تھا کہ یوں ان سے ملے بنا اور اجازت لیے بنا چل پڑتا۔

چند منٹ کے وقفے کے بعد ملازم نے واپس آ کر اطلاع دی کہ وہ اس وقت سٹڈی روم میں ہیں اور آپکو وہیں بلا رہے ہیں۔ موحد نے بیگ ایک طرف رکھا اور قدم سٹڈی روم کی طرف بڑھا دیے

موحد نے جیسے ہی گھر میں بنے اس چھوٹے سے لائبریری نما کمرے کا دروازہ کھولا، سامنے آنکھیں موندے صوفے پر بیٹھے ملک جہانزیب نے آہستگی سے پلکیں اٹھائیں

www.classicurdumaterial.com

"آؤ بیٹا ----"

سیدھے ہوتے ہوئے سامنے میز پر پڑے چشمے کو اٹھایا اور آنکھوں پر لگا لیا۔ لہجہ پژمردہ تھا، چہرہ زرد تھا اور آنکھیں کملاہٹ کا شکار تھیں۔ موحد پاس آیا تو انھوں نے سامنے گے کاؤچ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا موحد خاموشی سے سر جھکائے بیٹھ گیا۔

عجیب وحشت زدہ سی خاموشی تھی --- ملک جہانزیب مرجھائے سے چہرے کے ساتھ بلکل خاموش بیٹھے تھے۔ موحد اپنے جانے کا بتانے کے لیے ذہن میں الفاظ ترتیب دے رہا تھا لیکن ان کی حالت دیکھ کر سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بات کہاں سے شروع کرے، پورے دس منٹ یونہی گزر گئے۔

موحد نے آہستگی سے پہلو بدلہ ملک جہانزیب نے گہری سانس لی اور پھر خاموشی کے سکوت کو توڑنے میں پہل کر دی۔

" سمجھ نہیں آ رہا کیسے نظریں ملاؤں تم سے اور کیسے بات شروع کروں "

لرزتی سی نادم آواز نے کمرے کی گہری خاموشی کو توڑا، موحد نے جھکے سر کو ہنوز جھکائے رکھا ان کی یہ شرمندگی دیکھنے کی ہمت نہیں تھی اور خود اس کے پاس کچھ بھی بولنے کو نہیں تھا مسوائے اس کے کہ وہ جا رہا ہے یہاں سے۔

" ردا نے تمھارے ساتھ جو بھی کیا سراسر غلط تھا، زیاتی تھی--- مجھے اگر اس کی ان سب

حرکتوں کی ذرا بھی بھنک پڑتی تو نوبت یہاں تک ہر گز نہیں پہنچ پاتی "

آواز کی لغزش میں تھوڑی سی کمی آئی تھی موحد نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا سر ہنوز نیچے جھکا تھا۔ اس سب میں ان کا قصور بھی کیا تھا۔

" میں نے اس کی ایسی تربیت ہر گز نہیں کی تھی ---------"

خاموشی کا دورانیہ اب کی بار تین منٹ رہا تھا۔

" ردا میری شادی کے چودہ سال بعد میری زندگی میں آئی تو یوں سمجھو میری خوشی کی کوئی انتہا نا رہی "

ملک جہانزیب کھوئے سے لہجے میں بول رہے تھے ، موحد نے سر نہیں اٹھایا ، وہ ان کو بولنے دینا چاہتا تھا تاکہ اس وقت تک اس کی ہمت جمع ہو سکے۔

" میں نے اپنے دو بچوں کی ہر خواہش کی احترام کیا لیکن کبھی ان کو غلط راہ پر چلنے کی ترغیب نہیں دی تھی کیونکہ یہ میرے خون میں شامل ہی نہیں تھا "

ملک جہانزیب کی ہر بات پر اسے سو فیصد یقین تھا وہ بلکل درست کہہ رہے تھے ۔ کیونکہ ان کی سلجھی ہوئی شائستہ شخصیت اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھی وہ تو خود حیران ہوتا تھا کہ ان جیسے مزہب اور سلجھے ہوئے انسان کی بیٹی اتنی بد دماغ کیسے ہو سکتی ہے ۔

" ردا کی ضد اور ہٹ دھرمی کے پیچھے ایک کہانی مخفی ہے -- میں جانتا ہوں تمہیں اس کو

www.classicurdumaterial.com

جاننے میں ہرگز دلچسپی نہیں ہو گی ، پر میں آج وہ سب تمہیں بتانا چاہتا ہوں میں نہیں چاہتا تم ساری زندگی میری بیٹی کو غلط ہی سمجھتے رہو --"

موحد کے پہلو بدلنے پر ملک جہانزیب کو باخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جلدازجلد بس یہاں سے جانا چاہتا ہے ، اس کی عدم دلچسپی سے بے نیازی برتتے وہ اپنا سلسلہ کلام پھر سے جوڑ چکے تھے ۔

" ردا بچپن سے ہی صحت مند بچوں میں شمار ہوتی تھی اگرچہ تابندہ بیگم بھی اپنے بچپن میں ایسی ہی تھیں ، لیکن ردا کے زیادہ صحت مند ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ردا کھانے کی بے انتہا شوقین تھی اور ہے اور اس کا صحت مند ہونا ہمیں خوشی دیتا تھا۔ اور اس دن سے پہلے تک ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ہماری بیٹی کا صحت مند ہونا اس کو عیب لگنے لگے گا "

ملک جہانزیب نے رک کر دکھ سے سانس خارج کیا، موحد نے سر جھکائے لب بھینچے اسے اس وقت تک بھی ردا کی اس سائیکی جان لینے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔

" یہ دوسری جماعت میں تھی ، اس کے سکول میں ایک فنکشن تھا جس میں اس نے بڑی خوشی سے پرفارم کرنے کے لیے شمولیت اختیار کی "

ایسا لگ رہا تھا جیسے ملک جہانزیب ماضی میں چلے گئے تھے ۔ موحد نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور پھر اسی انداز میں جھکا لیا

" یہ بہت خوش تھی روز جب سکول سے واپس آتی--- وہ سارا ایکٹ اور وہ رقص مجھے پرفارم کر

کے دکھاتی ، سارا ۔۔۔ سارا دن میرا اور تابندہ کا سر کھا جاتی ، ضد کر کے پرفارمنس کا کوسٹیوم سب سے پہلے خرید لائی ، لیکن کلاس میں فائینل بچوں کو سلیکٹ کرتے ہوئے اُسے ایک ٹیچر نے اس رقص کے ایکٹ سے باہر نکال دیا اور ایک پلے میں معمولی سا رول دے دیا"

ملک جہانزیب کے لبوں پر پھیکی سی مسکان ابھری ۔موحد نے سر نہیں اٹھایا

" بظاہر تو انہوں نے اپنی طرف سے اس پر یوں نکالے جانے کی کچھ اور بات ظاہر کی لیکن ردا نے غلطی سے اپنی اس ٹیچر کی باتیں سن لیں کہ یہ باقی سب بچیوں میں ایکسٹرا ہیلدی تھی اس لیے وہ سب میں اچھی نہیں لگ رہی تھی "

ملک جہانزیب نے زبردستی کی مسکان کو برقرار رکھتے ہوئے کہا ۔ موحد نے سر اوپر اٹھایا

" یہ گھر آ کر بہت اپ سیٹ رہی ، اور پھر اسطرح کی بہت سی باتیں اسے ذہنی طور پر پسماندہ کرنے لگیں "

اب ان کی آواز میں دکھ اور کرب شامل تھا ۔

" ہاں یہ بہت تلخ حقیقت ہے کہ ہم جیسے بڑے اور سمجھدار بھی بعض اوقات ظاہری حسن کے غلام بن کر چھوٹے معصوم ذہنیت کے بچوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ مکمل انسان نہیں ہیں اور ظاہری وضع قطع ہی سب کچھ ہے دنیا میں جینے کے لیے خوش رہنے کے لیے ، یہ بہت موٹا ہے ، یہ بہت کمزور ہے ، یہ کالا ہے ، یہ معزور ہے ، اس کو چشمہ لگا

www.classicurdumaterial.com

ہے ، اس کا چہرہ بدھا ہے ، یہ کند ذہن ہے "

وہ اب ایک سانس میں متواتر بول رہے تھے ماتھے پر بل پڑے تھے ۔

" اتنے چھوٹے بچوں کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں ہوتا وہ تو گھر کے نوکروں کے ساتھ بھی کھیلنا شروع ہو جاتے ہیں ۔ ان کے ذہنوں میں یہ سب خناس بھرنے والے ہم عقل و شعور رکھنے والے بڑے ہوتے ہیں امیر غریب ، گورا کالا ، خوبصورت بد صورت ، کمزور موٹا ، یہ سب پہچان ہم کرواتے ہیں ان کے بچے ذہنوں کو ، یہ جانے بنا کہ اتنا چھوٹا سا بچہ ذہن پر اس بات کا کیا اثر لے گا اور اس سب سے اس کا مستقبل کس حد تک متاثر ہو گا ۔

اور ردا کے ساتھ بھی یہی سب ہوا تھا ، اس دن سے پہلے وہ اپنے موٹاپے کو کوئی خامی یا اس کی کسی چیز میں جیت کی رکاوٹ نہیں سمجھتی تھی پر اس دن کے بعد اسے لگنے لگا تھا کہ اس کا موٹا ہونا اسے عام انسانوں میں شمار نہیں کرتا ، وہ اتنی چھوٹی تھی کہ کھانا پینا چھوڑنا یا ڈائی ٹ کرنا تو اس کے بس میں نہیں تھا بس وہ چپ رہنے لگی گم صم رہنے لگی جھجکنے لگی ، خود کو آئینے میں جانچنے لگی خود کا دوسروں سے موازنہ کر کے کڑھنے لگی رونے لگی ۔"

ملک جہانزیب اب بول رہے تھے اور موحد اس سارے پل میں پہلی دفعہ ان کی بات پر اب ان کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا ۔

" مجھے اس بات کا جب پتا چلا میں نے فوراً اس کا علاج کروایا کیونکہ میں اپنی بیٹی کو ایسے

کمزور ہوتا اور ذہنی طور پر پریشان ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا "

ملک جہانزیب نے ہاتھ سے چشمہ درست کیا

"آہستہ آہستہ وہ پر اعتماد ہونے لگی ، اس کو پتا چل گیا ظاہری شکل و صورت کچھ نہیں ہوتی ، ہر انسان میں کچھ خاص ہوتا ہے اور وہ ذہین تھی اب کوئی اس کی جسامت پر اس کا مزاق اڑاتا تو وہ رونے نہیں بیٹھتی تھی بلکہ ڈٹ جاتی تھی "

ملک جہانزیب کی آنکھوں میں چمک ابھری

" شوق سے کراٹے سیکھے ، لیکن ان کراٹوں کی وجہ سے سکول سے لے کر اس کے مار کٹائی کے قصے جب کالج تک پہنچنے گے میں گھبرا گیا ، میں نے اسے باہر پڑھنے کے لیے بھیج دیا اور وہاں بھی اتنے سال اس نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے باعث میرا سر جھکا ہوا "

ملک جہانزیب طنزیہ مسکرائے تھے ۔

" میں مانتا ہوں جو کچھ اس نے تمھارے ساتھ کیا سب شائید اس کی ضد اور طاقت کی بنا پر ہوا پر صرف ایک بات کہوں گا میری بیٹی بہت باکردار ہے "

ملک جہانزیب نے لب بھینچ کر فخر سے کہا ان کی آنکھوں سے ہلکی سی نمی جھلکنے لگی تھی ۔

" دیکھو میں تمہیں ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ تم زبردستی یہاں رہو اور میری ردا کو مت چھوڑنا ، وہ آئے گی تو میں اسے سمجھا دوں گا اور پھر مکمل طور پر تم دونوں کی علیحدگی کروا دوں گا ، بس

www.classicurdumaterial.com

اس وقت تم سے ایک درخواست ہے "

ملک جہانزیب نے جلدی سے چشمہ اتار کر نم آنکھیں رگڑیں ۔

" مہتاب کو ملتان میں Rida کو وائنڈ اپ کرنے میں یا پھر بزنس کو کسی اور کے ہینڈ اؤور کرنے میں چار پانچ ماہ لگ سکتے ہیں ، تم اس دوران میرے ساتھ یہاں لاہور میں اسی پوسٹ پر رہو ، میں اب اس سکت میں نہیں کہ سب دیکھ سکوں اور تم پر مجھے پورا بھروسہ ہے "

ملک جہانزیب کے لہجے میں التجا تھی ۔ موحد کے چہرے پر ایک پل کے خفت کی جھلک ظاہر ہوئی

" جب مہتاب یہاں ہمارے پاس آ جائے گا پھر تم جا سکتے ہو، میری درخواست سمجھ لو یہ "

ملک جہانزیب نے زبردستی نم آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے اچانک ہاتھ جوڑے تو موحد ششدر جھٹکا کھا کر اپنی جگہ سے اٹھا ۔

" بابا مجھے شرمندہ مت کریں پلیز ۔۔۔ میں یہیں ہوں آپ کے پاس جب تک آپ چاہتے ہیں "

ان کے دونوں جوڑے ہوئے ہاتھوں کو فوراً کھول دیا ۔ وہ اثبات میں سر کو جھکا کر ہلانے گئے ۔ اور پھر اپنی جگہ سے اس کا سہارا لے کر اٹھے ۔

" تھنکیو بیٹا ۔۔۔ اور سنو کہیں اور سٹے کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ گھر تمہارا ہی ہے "

www.classicurdumaterial.com

ملک جہانزیب نے آہستگی سے کہتے ہوئے اس کے کندھے کو تھپکا ، جو شائد "تمھارا گھر" کے لفظ پر نظریں چرا گیا

" مطلب ثانیہ کا سسرال تو ہے نا "

ملک جہانزیب نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا پھر فوراً جزبز ہوتے ہوئے وضاحت دی

" جی میں یہیں ہوں "

موحد نے مؤدبانہ سر جھکایا ۔

" بہت شکریہ بیٹا "

انہوں نے نظریں چراتے ہوئے اس کے ہاتھ کو تھاما اور پھر جلدی سے مڑ کر اپنی کرسی پر بیٹھ کر کتاب کھول لی جیسے اب وہ ضبط کھو بیٹھے ہوں اور اگر موحد ایک لمحہ بھی یہاں رکا تو وہ رو دیں گے ۔

موحد ان کی حالت کے پیش نظر بوجھل قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل آیا ، دل پر عجیب سا بوجھ تھا --- کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے پوری دیوار پر نسب ردا کی تصویر کو پہلی دفعہ اتنے غور سے دیکھا ۔ وہ شرات سے مسکرا رہی تھی ۔

سفید رنگت ، فربہی سی جسامت --- پر اس کے نقوش بہت خوبصورت تھے ، بڑی آنکھیں ، بیضوی چہرہ ، چھوٹی تیکھی ناک ، خوبصورت تراش کے لب ---

ہم انسانوں کی عادت ہوتی ہے ہم دوسروں میں صرف خامی تلاشتے ہیں اور خوبیوں کو فراموش کر دیتے ہیں ۔ ایک حسین و جمیل انسان کو بھی اس کی معمولی سی خامی کی وجہ سے یوں کہتے ہیں کہ بچارے میں یہ کمی نا ہوتی تو مکمل ہوتا ---۔ اور اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ جیسے اللہ تعالی نے ہر انسان میں کوئی نا کوئی خوبی رکھی ہے ایسے ہر کسی میں کوئی نا کوئی خامی بھی ہے ۔

مکمل تو کوئی بھی نہیں ہوتا اور مکمل ہونا ظاہر سے ممکن ہو بھی نہیں سکتا ہاں باطن کے مکمل ہونے اور خامی سے پاک ہونے کی فکر ہونی چاہیے جو ہم کرتے ہی نہیں ۔

ہم تو کسی کے باطن کو بھی اپنی نظر سے پرکھنے کی اہلیت نہیں رکھتے ہم کیا جانیں خدا کی نظر میں کس کا اجر زیادہ ہے وہ ذات پاک جو ایک یہودی ناپاک عورت کو صرف ایک کتے کو پانی پلانے پر بخش سکتی ہے اس کی نظر میں ہم میں سے کس کے عمال بالاتر ہیں ہم جیسے حقیر انسان کیا جانیں ۔

بہت دفعہ تسبیح بجانے والے ہاتھ یتیموں کا حق کھا رہے ہوتے ہیں، تہجد گزار ساس بہو کو اولاد پیدا نا کرنے کے طعنے دے رہی ہوتی ہے ۔

ہم ہمیشہ یہ کیوں سوچتے ہیں آدھا گلاس خالی ہے یہ کیوں نہیں سوچتے آدھا گلاس بھرا ہوا ہے ۔ اور موحد عالمگیر کو آج اپنا گناہ ، ردا ملک کے گناہ سے کہیں زیادہ بڑا لگ رہا تھا ۔

اپنے کہے ہوئے وہ ہتک آمیز جملے جو ردا کی ضد کے موجب بنے تھے آج وہ خود کو ردا کی جگہ پر رکھ کر سوچ رہا تھا اور سر من بھاری ہو کر جھکتا ہی چلا جا رہا تھا۔

****

ثانیہ نے سالن کا باؤل آہستگی سے کھانے کے میز پر رکھا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی، سٹنگ روم کی طرف بڑھی جس کا سارا منظر یہاں ڈائیننگ ھال میں واضح نظر آ رہا تھا۔

مہتاب لیپ ٹاپ پر جھکا کام کر رہا تھا وہ تین دن سے مسلسل رت دیر تک آفس میں کام نمٹاتا اور پھر آ کر مناہل کے کمرے میں سو جاتا۔

آج قسمت سے چوتھے دن وہ جلدی گھر آیا تھا پر آتے ہی لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا تھا وہ یہاں سے Rida کے بہت سے معاملات سرمد کے ہاتھ سونپ کر لاہور جانا چاہتا تھا جس کے لیے بہت سی تبدیلیاں درکار تھیں۔ ویسے بھی ردا کے جانے کے بعد سے مہتاب اداس اور زیادہ خاموش ہو گیا تھا۔

ثانیہ خود بھی پریشان تھی اور ایسے میں مہتاب کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی اس کی سمجھ سے باہر تھا وہ کیسے مہتاب کو یقین دلائے وہ اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ اور جو کچھ ہوا اس پر نادم ہے

"کھانا لگ گیا ہے، آپ پہلے کھانا کھا لیتے"

ثانیہ نے اس کے قریب کھڑے ہو کر آہستگی سے کہا ۔ مہتاب نے مصروف سے انداز میں آبرؤ چڑھا کر ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سپاٹ چہرے کے تاثر کے ساتھ سر جھکا لیا ۔

" تم جاؤ سو جاؤ ایوا ہے وہ سرو کر دے گی "

مگن سے انداز میں جواب دیا ، سر جھکانے کے وجہ سے بال پیشانی پر بکھرے تھے لیپ ٹاپ کی روشنی آنکھوں میں چمک رہی تھی ۔ یہ شخص اسے دل و جان سے عزیز تھا جس کا روٹھنا اب سوہان روح تھا ۔

" ایوا کیوں ۔۔۔ ؟ "

ثانیہ نے الجھے سے لہجے میں جواب طلب کیا ، مہتاب کے ہاتھ تھمے ۔

" میرا مطلب ہے ایوا کیوں کرے گی ۔۔۔ میں جاگ رہی ہوں ادھر بیٹھی ہوں آپ کا کام ختم ہو گا میں گرم کر کے پھر سے لگا دوں گی "

ثانیہ نے اس کے یوں سنجیدگی سے کام سے رکنے پر جزبز لہجے میں اپنے سوال کی وضاحت کی ۔

"کیوں تم اتنی تکلیف کیوں اٹھاؤ گی ، میرا کام کافی پڑا ہے مجھے دیر ہو جائے گی اس لیے تم زحمت نہیں کرو پلیز "

مہتاب نے اب کہ بار لہجہ تھوڑا سخت کیا ہاتھ اٹھا کر ناگواری سے روکا تو ثانیہ کا چہرہ زرد ہوگیا ۔

"تکلیف اور زحمت ایسے کیوں کہہ رہے ہیں یہ سب میرا فرض بھی تو ہے "

ثانیہ نے جھجکتے ہوئے محبت جتلائی

" نہیں صرف فرض سمجھ کر یہ رشتہ مت نبھاؤ ، فرض تو ایوا کا بھی ہے کہ مجھے کھانا دے وہ ملازمہ ہے اس گھر کی یہ سب کرنے کے لیے میں اس کو اجرأت دیتا ہوں "

مہتاب کا لہجہ حد درجہ سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔ پیشانی پر شکن ہنوز برقرار تھے ۔

" مہتاب ---- میں آپ سے محبت کرتی ہوں "

ثانیہ نے روہانسی آواز میں التجا کی ضبط اپنی آخری حد پر تھا۔

" اور مجھے ایسی محبت بھی نہیں چاہیے جس میں یقین ہی نا ہو اپنے محبوب پر کہ وہ ہر اچھے برے وقت میں ساتھ ہی رہے گا "

مہتاب نے سپاٹ لہجے میں کہا ثانیہ بس دیکھتی رہ گ ئی اور وہ موبائ ل پر نمبر ملاتا اٹھا۔

" ایکسکیوزمی --- "

بے اعتنائی سے کہتا وہ فون کان سے لگائے ایک طرف چل دیا۔ اور وہ یونہی رونی صورت بنائے لب کاٹتی کھڑی رہ گ ئی ۔

****

"یس کم ان "

دروازے پر ہلکی سی دستک پر موحد نے مصروف سے لہجے میں دستک دینے والے کو اندر آنے کی اجازت دی ۔ دروازہ کھلنے کی آواز آئی پر موحد نے فائل پر سے سر نہیں اٹھایا ۔

" سر ایک لڑکا ہے کل بھی آیا تھا اور آج بھی اس کو بتایا بھی ہے کہ میم ردا یہاں نہیں ہیں پھر بھی بضد ہے ردا بی بی سے ملنا چاہتا ہے "

سامنے کھڑی حنا کی آواز پر موحد نے سر اوپر اٹھایا ، ردا کو گئے دو ہفتے گزر چکے تھے ، ملک جہانزیب اب آفس کم آنے لگے تھے ، سارا کام موحد کے کندھوں پر آ گیا تھا جسے وہ پوری ایمانداری سے سر انجام دے رہا تھا

ردا سب سے رابطہ ختم کئے ہوئے تھی ، وہ روز رات گئے تک نا چاہتے ہوئے بھی اس کی تصویر کو دیکھتا رہتا تھا ۔ دل تھا کہ وہ ایک دفعہ ردا سے اپنے اس عمل کی جس میں اس نے اس کی دل آزاری کی تھی اور پھر سارا قصور اس کے کندھوں پر اس کی ضد کا نام دے کر تھوپ دیا تھا ، دل سے اس سب کے لیے معافی مانگے اور آج یوں ردا کا نام سن کر چونک گیا ۔

" بھجیں اسے میرے پاس "

پیشانی پر نا سمجھی کے بل سجائے حنا کو کہا اور خود سامنے رکھی فائل کو بند کر دیا ۔ ایک منٹ کے توقف کے بعد دروازے پر پھر سے دستک ہوئی اور اس دفعہ حنا کے ساتھ ایک سولہ سترہ

www.classicurdumaterial.com

سال کا لڑکا بھی کمرے میں داخل ہوا۔ ہاتھ میں ایک شاپر تھامے ، قمیض شلوار میں ملبوس وہ لڑکا پریشان سے صورت بنائے ہوئے تھا ۔ جو اب موحد کو سامنے دیکھ کر بار بار حنا کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ حنا اس کو آفس میں چھوڑ کر باہر نکل گ ئی ۔

"آؤ بیٹھو"

موحد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کرسی پر بیٹھنے کا کہا جو موحد کو اب بھی حیرت سے دیکھ رہا تھا ۔ پھر وہ یونہی پریشان سا چلتا ہوا آ کر کرسی پر براجمان ہوا ۔ موحد الجھا سا بغور اسے دیکھ رہا تھا ۔

" میں سفیان ہوں ، صاحب ردا بی بی سے ملنا ہے ، ان لوگوں سے بہت کہا کہ ان کا کوئی رابطہ نمبر ہی بتا دو پر کوئی نہیں بتا رہا"

لڑکے نے پریشان سے لہجے میں التجا کی

" مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے ، میں شوہر ہو ردا کا ، وہ دراصل ملک سے باہر ہیں اور ان سے رابطہ کا کوئی نمبر نہیں ہے "

موحد نے تشویش سے بھنویں سکیڑیں اور ملائم سے لہجے میں اسے اپنا تعارف کروایا ۔ جو اب شاپر کو کھول رہا تھا ۔

پھر شاپر میں سے ایک تصویر نکال کر میز پر رکھ کر ہاتھ سے موحد کی طرف سرکائی ۔ موحد نے

نا سمجھی میں ایک دفعہ اسے دیکھا اور پھر ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے تصویر کو تھام کر آنکھوں کے سامنے سیدھا کیا۔

" صاحب --- یہ میرے والد ہیں "

لڑکے کی آواز کانوں میں پڑی۔ تصویر میں ایک شخص ملک جہانزیب کے گھر کے بلکل سامنے ایک چھوٹی سی گول مٹول بچی کے ساتھ ڈرائیور کے یونیفارم میں ملبوس کھڑا تھا۔ بچی مسکرا رہی تھی اور اس آدمی کی ٹانگ سے چپکی ہوئی تھی آدمی نے ردا کے گرد بازو حائل کیا ہوا تھا ۔

" چار سال پہلے تک میرے والد ملک صاحب کے گھر ردا بی بی کے ڈرائیور تھے، پھر بیمار رہنے لگے تو نوکری چھوڑ دی "

لڑکا بول رہا تھا اور موحد اس تصویر میں اب ردا کی طرف متوجہ ہوا وہ بچپن میں اب کی نسبت زیادہ صحت مند تھی ۔

لڑکے نے پھر سے میز پر کچھ رکھا تو موحد تصویر پر سے نگاہیں اٹھا کر اس طرف متوجہ ہوا۔

" یہ اکاونٹ کا اے ٹی ایم کارڈ ہے آپ چیک کر سکتے ہو ردا بی بی نے بنوا کر دیا تھا دو سال پہلے ، ہر ماہ اس میں پیسے آتے ہیں جس سے ہمارے گھر کا سارا خرچ چلتا ہے ، میری اور میری دو بہنوں کی پڑھائی ، ابا کی دوا گھر کا راشن سب "

وہ لڑکا اب ایلے اس سے بات کر رہا تھا جیسے ہر طرح یقین دلانا چاہا رہا ہو ، موحد نے اے ٹی ایم کارڈ اٹھایا ۔

" صاحب اس ماہ بھی بلکل وقت پر پیسے آ گئے تھے ، پر ابا کو دل کا درد شروع ہو گیا وہ ہاسپٹل میں ہیں اس ماہ کے سارے پیسے ان پر لگ چکے ہیں ڈاکٹر بائی پاس کا بول رہے ہیں اور میں بہت پریشان ہوں ردا بی بی کے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے ایسا جس سے مدد طلب کریں جہانزیب صاحب کو ردا بی بی کی اس مدد کا بلکل پتا نہیں ہے میں ان کے پاس جانے سے جھجک رہا ہوں اگر ردا بی بی سے بات ہو جائے تو بہت مہربانی ہو گی آپ کی "

وہ لڑکا بے حد پریشانی میں مسلسل بول رہا تھا اس بات سے بلکل انجان کے سامنے بیٹھا وہ شخص ورطہ حیرت میں آنکھیں کھولے اسے تک رہا ہے ۔

کوئی کسی کو نہیں جانتا کوئی کسی کو کیسے پرکھنے لگتا ہے کہ وہ ایک مغرور ، گناہ گار شخص ہے اور ہم بہت اعلیٰ و ارفع ہیں ۔

" میں ردا بی بی کو یہ سب بتانا چاہتا ہوں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں ، پر ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے "

سفیان نے بچارگی سے آنسوؤں میں رندھی آواز کے ساتھ التجا کی جس پر چونک کر موحد حیرت سے باہر آیا ۔

" میں --- میں چلتا ہوں تمھارے ساتھ ہاسپٹل --- کس ہاسپٹل میں ہیں بلکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جتنے بھی پیسے چاہیں میں دوں گا "

موحد عجلت میں اٹھا تھا لڑکے کے چہرے پر خوشی کی چمک آگئی تھی ۔ وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا ۔

****

مہتاب جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوا تو قدم تھم گئے ۔ سامنے صوفے پر ثانیہ بے خبر سو رہی تھی انداز ایسا تھا جیسے اس کا انتظار کرتے ہوئے سوئی ہو ۔

کوٹ کو ایک بازو سے دوسرے بازو پر منتقل کرتا وہ آگے بڑھا ۔ اور پھر اس کے بلکل سامنے آ کر بیٹھ گیا ۔ کچھ دیر یونہی اس کو دیکھتا رہا پھر لب دھیرے سے مسکرا دیے ۔

بہت تنگ کر رہا ہوں نا -- پر یہ بہت ضروری ہے تمہیں مجھ پر یقین دلانے کے لیے --- مسکراتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر اس پر جھک گیا ۔

دل بار بار نرمی سے اس کے چہرے پر آئی بالوں کو لٹ کو ہٹانے کے لیے اچکنے لگا ۔

پھر ہاتھ بڑھا کر انگلی کی پور سے اس کی لٹ کو چھوا ۔ انوکھی جیت

بقلم : ہما وقاص

قسط نمبر 27

www.classicurdumaterial.com

مہتاب کا اس کی لٹ کو چھونا تھا کہ وہ کسمسائی اور کسلمندی سے بھاری پلکوں کی جھالر کو اٹھایا ۔ مہتاب کا خود پر جھکا وجود اور چہرہ اور اس میں سے اُٹھتی دلفریب مہک وہ حیرت سے منجمند ہوئی ، آنکھیں خوشگوار سے احساس سے چمک اٹھیں ۔

مہتاب فوراً چہرے پر سنجیدگی طاری کرتا ہوا سیدھا ہوا ۔ اس کو ابھی اپنی پوشیدہ بے تابی سے آگاہ نہیں کرنا تھا ۔

"آپ--- کب آئے ؟ "

نیند کی خماری میں ڈوبے حیرانگی کے لہجے میں پوچھتے ہوئے وہ صوفے پر سے اٹھ کر مقابل کھڑی ہوئی ۔ مہتاب کا نگاہیں چرانا اور کچھ دیر پہلے قربت کا وہ دلکش منظر سب اتنے دنوں کے ذہنی کشمکش کو آسودگی بخش رہا تھا ۔

" ابھی --- -- "

مہتاب نے مختصر جواب دیا اور پھر جلدی سے صوفے پر پڑے بیگ اور کوٹ کو اٹھایا ۔ ایسے جیسے کسی چور کی چوری پکڑی جائے وہ نگاہیں نہیں ملا رہا تھا ۔ اپنی خفت کا بھرم قائم رکھنا بہت ضروری تھا ۔ اس جان سے پیاری کی محبت پر تو کسی قسم کا کوئی شک نہیں تھا لیکن محبت کے سنگ یقین کا سفر ابھی اس کو مکمل کرنا تھا ۔

" کھانا لگاؤں ؟ "

ثانیہ نے دلگیر لہجے میں سوال کیا۔ مہتاب کا یہ پل پل بدلتا روپ دل کو پرسکون کر گیا تھا کہ جناب کی ناراضگی صرف ظاہری ہے۔

" نہیں باہر سے کھا کر آیا ہوں "

بے رخی سے جواب دیا اور رُخ زینے کی طرف موڑ لیا۔ جب کہ وہ مسکراہٹ دباتی چمکتی آنکھیں لیے شرما گ ئی تھی ۔ کچھ دن پہلے تک جو دل میں ڈر تھا مہتاب کی آج کی بے تابی نے وہ ڈر ختم کر دیا تھا۔

وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر جا رہا تھا اور وہ وہیں کھڑی شرارت سے اس کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی ۔

****

موحد کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ یہ لاہور شہر کا بہت اچھا ہسپتال تھا جس کے اس کمرے میں وہ اس وقت پھلوں سے بھرے بیگ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔

سامنے بستر پر ایک ادھیڑ عمر شخص لیٹا تھا اور کچھ دوری پر گے صوفے پر سفیان نامی وہی لڑکا بیٹھا تھا جو اس دن مدد طلب کرنے آفس آیا تھا۔

موحد کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر سفیان جلدی سے مؤدبانہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ نزیر نامی یہ ادھیڑ عمر شخص جو بستر پر نیم دراز تھا سفیان کا باپ اور ردا کا پرانا ڈرائیور تھا۔

بائی پاس کے بعد ہوش آنے پر اسے آئی سی یو سے کمرے میں منتقل کر دیا گیا تھا اور موحد آج ایک ہفتے کے بعد پھر سے عیادت کی غرض یہاں آیا تھا ۔

موحد نے دست بوسی کے بعد سفیان کی طرف مسکراہٹ کا تبادلہ کرتے ہوئے پھلوں کے بیگ کو بڑھایا اور خود نزیر بابا کے بیڈ کے قریب آیا جو اب آہستہ آہستہ آنکھیں کھول اور بند کر رہے تھے ۔

" کیسے ہیں اب آپ ؟ "

موحد نے مسکراتے ہوئے خوشگوار لہجے میں سوال کیا ۔ ان سے باقاعدہ گفتگو وہ آج کر رہا تھا ۔ کیونکہ اس دن سے وہ جتنی دفعہ بھی ہسپتال آیا تھا اس کی بات چیت سفیان سے ہی رہی تھی ۔

" بہت بہت شکریہ بیٹا بلکل ٹھیک ہوں "

نزیر نے سر کو آہستگی سے ہلاتے ہوئے مشکور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا ، جس پر موحد آہستگی سے سر ہلا کر مسکرا دیا

" ما شا اللہ "

موحد نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر سیدھا ہوتا ہوا سفیان کی طرف مڑا ۔

" سفیان ہاں بھئی سب ٹھیک چل رہا ہے نا کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ "

موحد نے لب بھینچے محبت سے پوچھا۔

" نہیں۔۔۔نہیں سر سب ٹھیک ہے ، بہت شکریہ آپکا "

سفیان نے جوش سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ موحد نے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے جھکایا اسی ملحے کمرے کا دروازہ کھلا تو دونوں نے ایک ساتھ نگاہوں کو اس طرف گھمایا دروازہ کھولے سانولہ شناسا چہرے والا لڑکا کمرے میں داخل ہوا۔ سفیان اس کو دیکھتے ہی باچھیں کھلائے جلدی سے آگے بڑھا اور اس سے بغل گیر ہو گیا جبکہ موحد یونہی الجھا سا ذہن پر زور دے رہا تھا آخر کو اس لڑکے کا چہرہ کہاں دیکھا ہے اس نے ۔

اس لڑکے نے موحد پر ایک نظر ڈالی اور پھر سرسری سا سلام کیا، موحد کی حیرت سے بے نیازی برتتا نزیر کے بیڈ کی طرف بڑھ گیا ۔

" کیسے ہیں آپ بابا ؟ کل گھر گیا تو پتا چلا آپ کی صحت کے متعلق ، فکر نا کریں میں نے ردا سے بات کی ہے رات ، میں سب سنبھال لوں گا اب سفیان اکیلا نہیں ہے "

عابد نے بڑے ملائم سے لہجے میں نزیر پر جھکتے ہوئے کہا تو ردا کے نام پر موحد چونک گیا۔ مطلب وہ جو کوئی بھی تھا ردا اس کے ساتھ رابطے میں تھی ۔

" بہت شکریہ بیٹا ، پر اب پیسے تو نہیں چاہیے، موحد صاحب نے سب سنبھال لیا بس ردا کو کھو مل جائے ایک دفعہ اپنے بابا سے "

نزیر کی آواز میں لغزش تھی اس بات پر عابد نے ایک چور سی نگاہ موحد پر ڈالی اور پھر نزیر کی طرف متوجہ ہوا۔

" جی میں اسے کہوں گا، بہت فکر کر رہی تھی آپ کی پر ملک سے باہر ہے نا تو آنا بہت مشکل ہے ابھی "

عابد نے مسکراتے ہوئے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا۔ پھر مڑا اور سفیان سے آپریٹ اور دیگر انتظامات کے متعلق بات کرنے لگا۔ موحد اسی طرح الجھا سا کھڑا تھا۔

وہ کون تھا ردا کا کوئی دولت مند دوست ہو گا شائد اسی وجہ سے دیکھا ہوا لگتا ہے۔ مطلب ردا اپنے دوستوں سے رابطے میں ہے۔ ذہن نے خود سے سوال کیا۔۔۔

تین ہفتے پر لگا کر گزر گئے تھے۔ پر ہر گزرتا دن اس پر ردا کی شخصیت کا ایک نیا پرت کھول رہا تھا۔

ایک عجیب سی بے چینی تھی جو اندر ہی اندر اب اسے نیچا دکھانے پر تلی تھی وہ جو خود کو بہت مہان تصور کرتا تھا اور ردا کو ایک سنگدل اور مغرور دولت کے نشے میں چور لڑکی سمجھتا تھا سب قیاس آرائیاں غلط ثابت ہو رہی تھیں۔

اب بس ایک بات دل پر بوجھ بڑھانے لگی تھی کہ اس سب تماشے میں وہ اکیلی قصوروار ہرگز نہیں تھی جو سب اپنے سر لے کر خاموشی سے چل دی تھی۔ موحد یونہی سوچوں میں گھرا کھڑا

تھا ۔

ہوش تب آیا جب عابد سفیان سے جانے کی اجازت لیتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا موحد بھی جلدی سے اجازت لے کر اس کے پیچھے لپکا باہر نکلا تو وہ راہداری میں چند قدم کے فاصلے پر ہی جا رہا تھا ۔

" بات سنو ۔۔۔۔ "

اس کے عقب سے اسے پکارا تو وہ رکا اور مڑا پر بولا کچھ نہیں ۔ اس کی خاموش سی نگاہوں میں بے اعتنائی اور روکھا پن جھلک رہا تھا ۔

" کیسے جانتے ہو ردا کو ؟ "

بھنویں سکیڑ کر سیدھا سوال دے مارا ۔ عابد کے لبوں پر پل بھر کو طنزیہ سی مسکان ابھری

" عابد عمیر ، بچپن سے جانتا ہوں دوست ہوں اس کا آپ کو یاد نہیں ہو گا شائد شادی پر ملا تھا آپکو میں "

عابد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کی پیشانی پر پڑی شناسائی کی پہچان کے لیے الجھتی لکیریوں کو دیکھ کر اپنی اور اس کی ملاقات یاد دلائی ۔

موحد کے ماتھے کے شکن ایک دم سے کم ہوئے اور منہ ہلکا سا وا ہوا ۔

" اوہ یس یس یاد آیا مجھے ۔۔۔ "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے سر ہلایا جس پر عابد پھیکا سا مسکرا دیا یوں جیسے یاد آجانے پر مشکور ہوا ہو

" اوکے نائس ٹو میٹ یو سر "

عابد نے لب بھینچے ہاتھ آگے بڑھایا تو موحد نے بھی دست بوسی کی وہ پلٹا اور چل دیا موحد نے گہری سانس لی اور اس کے پیچھے ہی مریل سے قدم باہر کی طرف بڑھا دیے ۔

دل بار بار چاہ رہا تھا اسے روکے اور ردا کا رابطہ نمبر اس سے لے لیکن ایک جھجک آڑے آ رہی تھی ۔

کار کو ہسپتال کی پارکنگ سے نکال کر وہ سڑک پر لایا تو سامنے کے منظر کو دیکھ کر گاڑی روک دی ، عابد سڑک کے کے کنارے کمر پر ہاتھ دھرے کھڑا تھا اور رکشہ کو روک رہا تھا جو رکا نہیں تھا ، اب وہ ایک اور رکشے کو رکنے کے لیے اشارے کر رہا تھا ۔ موحد کے لیے یہ حیران کن تھا ردا کا دوست اور یوں رکشے روک رہا تھا اس کے مطابق تو اس کا ہر دوست اسی کی طرح دولت مند ہونا چاہیے تھا ۔ موحد جلدی سے کار سے باہر نکلا اور قدم اس کی طرف بڑھا دیے ۔

" سنو عابد --- آؤ میں چھوڑ دوں "

موحد نے اسے پیش کش کی جس پر وہ چونک کر پلٹا

" نہیں بہت شکریہ میں چلا جاؤں گا "

لب بھینچے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے انکار کیا

" نہیں مجھے تم سے بات کرنی ہے کچھ پلیز تھوڑا سا وقت دے دو ۔۔ "

موحد نے التجائی لہجے میں درخواست کی جس پر عابد نے پرسوچ نگاہوں سے اسے گھورا ۔ اور پھر ساتھ چل پڑا کار میں موحد کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اسے پانچ سے دس منٹ کا وقت یونہی خاموشی میں گزرا تھا جب موحد نے سوال کیا ۔

" تم ردا کو کب سے جانتے ہو ؟ "

ہاتھ کار کے سٹیرنگ پر مضبوطی سے جماتے ہوئے تھوڑا سا عابد کی طرف رخ موڑے اسے دیکھا ، عابد نے اس کے سوال پر سامنے سکرین پر جمی نگاہیں ایک پل کے لیے موحد کی طرف گھمائیں اور پھر سامنے مرکوز کیئے کھوئے سے لہجے میں گویا ہوا ۔

" جب میں میٹرک کے بعد جناح کالج کے سکالر شپ میں نام نا آنے کی وجہ سے ایک بنچ پر بیٹھا رو رہا تھا "

عابد نے پھیکی سی مسکراہٹ سجائے عجیب الجھا ہوا جواب دیا ۔ موحد نے نا سمجھی سے پیشانی پر بل ڈالے

" مطلب ۔۔۔ سمجھا نہیں میں "

موحد نے اس کی بات پر سامنے دیکھا ایک نظر اس پر ڈال کر اس کی بات کی مزید وضاحت

طلب کی

" مجھے سوفٹ ویر انجرنیئنگ کرنی تھی اور جناح کالج میں ایڈمیشن لینے کا شوق تھا پر افسوس ہم جیسے غریب اس کی فیس بھرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے اور سکالر شپ میں میرا میرڈ چند نمبروں کی وجہ سے بنتے بنتے رہ گیا"

عابد نے موحد کی طرف دیکھے بنا سامنے نظریں جمائے گہری سانس لے کر اپنی بات کا جواب دیا

۔ موحد اب خاموشی سے صرف اسے سننے پر اکتفا کیے ہوئے تھا۔

" سکالر شپ کے لیے کوشش کی پر نام نہیں آیا، دل برداشتہ ہوا اور وہیں کالج کے باہر بیٹھ کر رونے لگا"

عابد نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا ایسے جیسے وہ آج پھر سے وہی لمحہ جی رہا ہو

" ردا بھی ایڈمیشن کروا کر باہر آرہی تھی، مجھے دیکھا گاڑی رکوائی اور پاس آگئی یوں رونے کی وجہ پوچھی۔۔۔۔ بہت اصرار پر میں اسے سب بتاتا چل گیا اپنے گھر کے حالات اپنا یتیم ہونا سب کچھ، احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ اجنبی ہے اور پھر وہ اجنبی لڑکی مجھ پر ایسی مہربان ہوئی کہ میری پڑھائی اور ہر خرچہ یوں اپنے ذمہ لیا جیسے میری دوست نہیں میری اماں ہو"

عابد مسکرا دیا اور وہ اس بات سے بلکل انجان اپنی بات کہے چلا جا رہا تھا کہ پاس بیٹھا شخص منوں مٹی کے ڈھیر تلے دبتا چلا جا رہا ہے۔ اور اب سانس میں دشواری کے سبب اپنی ٹائی کی

ناٹ کو دائیں بائیں ایسے گھما رہا ہے جیسے ایسا کرنے سے سانس آنے لگے گا ۔

" اس نے کالج میں میرا ایڈمیشن کروایا ، میری فیس بھری ، میری کتابیں ، بیگ ، یونیفارم سب۔۔۔ سب لے کر دیا ، میرے حیران ہونے پر مجھے کہتی تھی تم چھوٹے بھائی ہو میرے میرا کوئی چھوٹا بھائی نہیں ہے ، کار میں بیٹھا کر گھر تک چھوڑ دیتی تھی تب سے نزیر بابا کو میں جانتا ہوں ، اب بھی کل ملنے کی غرض سے ان کے گھر گیا جو کے اکثر میں جاتا رہتا ہوں تو پتا چلا کہ وہ بیمار ہیں "

عابد نے اپنی بات مکمل کی اور پھر سانس کو کچھ یوں اندر انڈیلا جیسے یہ سب اسے بتانا نہیں چاہتا تھا پر بتا گیا ۔ موحد بلکل خاموش تھا اور عابد کو اس خاموشی کو توڑنے میں قطعً کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔

" چلیں مجھے یہاں اتار دیں ، یہاں سے میرا گھر قریب ہے بہت شکریہ آپ کا "

عابد کی آواز پر موحد ایک دم سے ہوش میں آیا اور سر کو اثبات میں جنبش دی گاڑی سڑک کے ایک طرف روکی ۔ چہرہ ندامت سے دھواں دھواں ہو رہا تھا ۔

" تمھارا فون نمبر مل سکتا ہے ؟ "

عابد نے جانے کی غرض سے دروازہ کھولا ہی تھا کہ موحد کی آواز پر ہاتھ رک گئے ، گھٹی سی آواز تھی ۔

”جی مل سکتا ہے ،“

عابد نے آہستگی سے جواب دیا جس پر موحد اب اپنا موبائل نکالے اس کی طرف سیدھا ہوا۔۔۔۔۔

******

وہ نہیں میرا مگر اس سے محبت ہے تو ہے

یہ اگر رسموں رواجوں سے بغاوت ہے تو ہے

سچ کو میں نے سچ کہا جب کہہ دیا تو کہہ دیا

اب زمانے کی نظر میں یہ حماقت ہے تو ہے

کب کہا میں نے کہ وہ مل جائے مجھ کو یا میں اسے

غیر نا ہو جائے وہ بس اتنی سی حسرت ہے تو ہے

جل گیا پروانہ گر تو کیا خطا ہے شمع کی

رات بھر جلنا جلانا اس کی قسمت ہے تو ہے

پیار بن کر دشمنوں سا وہ ستاتا ہے مجھے

پھر بھی اس ظالم پہ مرنا اپنی فطرت ہے تو ہے

www.classicurdumaterial.com

دور تھے اور دور ہیں ہر دم زمین و آسماں

دوریوں کے بعد بھی دونوں میں قربت ہے تو ہے

سرمئی سی روشنی اور ڈوبتا سورج کتنا ادس تھا سب اس کے اندر پھیلی گہری اداسی کی طرح ، لیگزری فلیٹوں پر مشتمل یہ جرمنی کے ایک پر آسائیش علاقے کی بلند و بانگ عمارت تھی جس کی چھٹی منزل پر موجود فلیٹ کے خوبصورت ٹیرس پر وہ ریلنگ پر بازو ٹکائے سامنے ڈوبتے سورج پر نگاہیں مرکوز کیے خاموش کھڑی تھی ۔

ہوا کے جھونکے کھلے بالوں اور گلے میں ڈالے سکارف کو اڑا رہے تھے ڈھیلی سی سیاہ شرٹ میں اس کا چہرہ زردی مائل لگ رہا تھا ۔ آنکھوں کے گرد حلقے بہت گہرے تھے جن کی سوزش تین ہفتوں کے رتجگوں کی چغلی کھا رہی تھی ۔

اسے آج خود سے لڑتے تین ہفتے ہو چکے تھے ۔ آج بھی یہ شام اپنے ساتھ بہت اداسی لیے ہوئے تھے ۔ جو اسے بار بار گزشتہ تمام لمحوں میں گھسیٹ کر اس کی غلطیوں کی کھوج میں پاگل کئے ہوئے تھی ۔

وہ کہاں غلط تھی کہاں نہیں یہ جاننا اور خود کو باور کروانا بہت ضروری تھا ، اپنی ندامت کو کم کرنا بہت ضروری تھا۔

www.classicurdumaterial.com

وہ ردا ملک تھی جس کی آنکھ کھلی تو ہر طرح کی آسائیشیں اس کے قدموں میں تھیں ۔ منہ سے نکلنے سے پہلے ہر خواہش پوری ہو جاتی تھی ، ماں باپ کے دل کی دھڑکن ، ہر دم کھلکھلاتی چہکتی ردا ملک ۔

ایک خود دار باپ کی خود دار بیٹی جس کی ظاہری قد و قامت نے اسے خود کو دوسروں سے کم تر ہونے کا احساس دلانا شروع کر دیا ۔ جیسے جیسے بڑی ہونے لگی لوگوں کی باتیں ان کے مزاق اور ہتک آمیز جملوں کی سمجھ آنے لگی ۔

اور پھر وہ سوچنے لگی کڑھنے لگی احساس کمتری محسوس کرنے لگی ، لیکن ملک جہانزیب نے اسے اس بھنور سے نکال دیا پر یہ سب احساسات ختم ہونے کے بجائے ایک عجیب ہی روپ دھارنے لگے اس نے اپنی کمزوری کو اپنی طاقت سمجھنا شروع کر دیا ۔

جب وہ لوگوں کو ان کی ظاہری وضع قطع سے نہیں جانچتی تھی تو لوگ کیوں ایسا کرتے تھے ۔

بس انھی حالات میں وہ ٹکرایا جس نے سب بدل کر رکھ دیا ۔

جب وہ پاکستان لوٹی تھی اور یہاں آ کر پھر وہی سب کا سامنا کرتے کرتے وہ ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئی تھی ۔ تب وہ آیا تھا اچانک ۔

اس دن بھی کچھ یوں ہی ہوا تھا اس کی کار ابھی Rida کے گیٹ کے پاس ہی پہنچی تھی جب ایک لوفر لڑکے نے ایک خاتون کے ساتھ چھیڑ خانی کی تھی جو ردا کی نظروں میں آ گیا ،

خاتون کی بچارگی اور بے بسی دیکھ کر وہ باہر نکلی اور اس لڑکے پر برس پڑی اسی دوران اس لڑکے نے اسے موٹا کہا تو اس کا دماغ گھوم گیا وہ اس کو پے در پے گھونسے اور ٹانگیں جڑ رہی تھی جب موحد نے آ کر پکارا ۔

" ایکسکیوزمی ۔۔ بس کریں کیوں مار رہی ہیں اسے "

بس وہ لمحہ تھا جب اسے اپنے سامنے کھڑا یہ شخص حد درجہ برا لگا اس بات سے بلکل انجان کچھ مہینے بعد یہ ہی پوری دنیا میں اس کے دل کو تسخیر کرنے والا ہوگا ۔ اور پھر اس کی بحث اور پھر سارے واقعے میں موحد کے چہرے پر ایک اکڑ پتا نہیں کیوں اسے خود کے لیے ایک نفرت جیسا احساس دلاتی تھی ۔ وہ اگر ردا کو بد دماغ ، مغرور ، خود سر سمجھتا تھا تو وہ خود بھی تو ردا کے لیے وہی سب کچھ تھا ۔

اگر ردا اسے سناتی تھی تو وہ بھی تو کوئی لمحہ بھی اس کا دل جلانے کا نہیں جانے دیتا تھا اور اس دن پارٹی میں ، وہ سب بھول کر مسکراتی ہوئی اس کی آواز پر اسے داد دینے ہی تو آ رہی تھی سب بھول کر اس کا شکریہ ادا کرنے ہی تو آ رہی تھی ۔

اسے کہنا چاہتی تھی وہ بلکل غلط تھی جو سوچتی تھی صرف زرداد ہارون ہی ان کی تقریب کو چار چاند لگا سکتا تھا ۔ اس نے اپنی آواز کا جادو جگا کر اس تقریب میں جان بھر دی ہے ۔

پر ہوا کیا موحد اس کے بارے میں ایسے جملے بول رہا تھا جو اس کے بیس سال پہلے والی ذہنی

پسماندگی کو جھنجوڑ گئے تھے ۔ وہ کب احساس کمتری کا شکار تھی ، وہ کب اپنی ظاہری جسامت کو اپنی کمزور سمجھتی تھی وہ تو ایسی لڑکی تھی جو اس طرح کے احساس رکھنے والوں کا سہارا بن جاتی تھی ۔ ان کو اس سب سے باہر نکل کر مضبوط ہونے کا حوصلہ دیتی تھی ۔

اور پھر موحد کے وہ الفاظ جس نے اسے اندر تک گاڑ دیا کہ کوئی اس شادی نہیں کرے گا اس نے تو آج سے پہلے اپنی شادی کے متعلق یوں سوچا تک نہیں تھا ۔

اور پھر چل نکلا تھا یہ ضد کا دور جس میں وہ بھول گ ئی تھی سب اور آج اتنی جنگ کے بعد وہ سب ہارے کھڑی تھی ۔

دل ، انا ، غرور ، ضد سب ہار گ ئی تھی سب کچھ بچا تھا تو کیا صرف موحد کی محبت ، وہ محبت جو اسے کمزور بنا رہی تھی ۔ ردا کو کمزور نہیں ہونا تھا ۔ اس محبت کو دفن کرنا تھا اپنے ہی اندر کہیں اور پھر ایک ن ئی زندگی جینی تھی ۔

ردا نے گہری سانس خارج کی ایسے جیسے خود کو تیار کرتا ہے کوئی خود سے ہی جنگ کے لیے ۔

--- اور اسے جیتنا تھا اس جنگ میں ۔

****

ثانیہ نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی ۔ واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی ۔ مناہل سو چکی تھی اور بیڈ پر نیم دراز تھی ۔ مہتاب آج بھی رات گیارہ بجے کے

قریب گھر آیا تھا ۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی کمرے میں آیا تھا اور ثانیہ بھی کل کے واقعہ کے بعد ہمت جما کرتی پیچھے کمرے میں آگ ئی تھی ۔ مہتاب کپڑے تبدیل کرنے کے بعد واش روم سے باہر نکلا تو اس کو یوں کمرے میں دیکھ کر پہلے ٹھٹکا پھر بے اعتنائی برتتا ہوا بیڈ پر آ کر تکیہ درست کرنے لگا ۔

اس کو کیا ہوا آج یہاں آگ ئی ۔۔۔ کن اکھیوں سے ثانیہ کی طرف دیکھا جو پیچھے کمر پر ہاتھ باندھے معصومیت سے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی ۔ اوپری لب کا ایک کونا منہ میں دبائے کسی سوچ میں ڈوبی ۔

بے اختیار اس کی اس ادا پر پیار امڈنے لگا تھا ۔ دل کی اس بے کلی پر لگاتار جھانپڑ ریسد کیے اور خفگی سے اس کی طرف دیکھا ۔

" ہاں کیا کرنے آئی ہو کچھ چاہیے کیا ؟ "

ماتھے پر بل ڈالے غصے سے پوچھا ، ثانیہ نے آہستگی سے سر نفی میں ہلایا ۔ پاؤں کو فرش پر دھیرے سے گھماتی سر جھکائے کھڑی وہ اس کی ساری سختی کو پاش پاش کر رہی تھی ۔

" تو پھر یوں سر پر کیوں کھڑی ہو جا کر سو جاؤ اپنے کمرے میں "

نظریں چرا کر کہا اور بے اعتنائی برتتا بیڈ پر مناہل کے ساتھ لیٹ گیا ہاتھ بڑھا کر لیمپ آف کیا

تو کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا پر ثانیہ اب بھی وہیں خاموش کھڑی تھی ۔

" تم جا کیوں نہیں رہی ثانیہ کیوں تنگ کر رہی ہو "

مہتاب جھٹکے سے اٹھا اور لائیٹ پھر سے جلا دی ، جیسے ہی کمرہ روشن ہوا نگاہیں اس پر اٹھیں اور پھر دل مچل گیا ۔ کیا ہے کیوں برداشت آزما رہی ہے ۔ مہتاب اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا ۔

"ثانیہ --- رات بہت ہو گ ئی ہے جاؤ کمرے میں "

قریب جا کر اپنی طرف سے سختی برتی پر وہ تو جیسے اس کے پاس آنے کے انتظار میں تھی آگے ہو کر جھٹ بازو اسے کی کمر کے گرد حائ ل کرتی سینے سے جا لگی ۔

" مہتاب --- معاف کر دیں اب ، مانا بہت بڑی غلطی کی ہے "

محبت سے سینے میں منہ چھپاتے گزارش کی وہ جو پہلے ہی دوری سے تنگ آ گیا تھا اس کی قربت پر دم سادھے کھڑا تھا ۔

" میں نے معاف کیا ہے تو تم رہ رہی ہو نا یہاں "

مہتاب نے اسے بازو سے تھام کر خود سے الگ کیا جو اب نادم سا چہرہ جھکائے کھڑی تھی ۔

" پر ثانیہ بات معافی تلافی کی تو نہیں یقین کی ہے نا جو تمہیں مجھ پر ہونا چاہیے "

بہت ہی نرم سا لہجہ تھا اتنے دن کی سختی کے بعد یہ لہجہ ٹھنڈی پھوار جیسا لگا ثانیہ کو ، بے

اختیار اس کی آنکھیں نم ہو گ ئی یں ۔

" مہتاب مجھے یقین تھا ، پر آپ کے غصے سے ڈرتی تھی یاد نہیں ایک دن مناہل کا میک اپ کرنے پر آپ نے کیسے جھاڑ دیا تھا مجھے اور پھر کہا تھا ، مجھے ایلے ہی غصہ آتا ہے کبھی کبھی ، میں ڈر گ ئی تھی اس غصے سے رضا نے بھی تو غصے میں آ کر پل بھر میں مجھے چھوڑ دیا تھا جو جینے مرنے کے وعدے کر چکا تھا بچپن سے ، پر آپ نے تو ایلے کوئی وعدے بھی نہیں کیے تھے میں ڈر گ ئی تھی کہ اس بات کو آپ کیسے لیں گے "

ثانیہ بچوں کی طرح متواتر رونے جیسی آواز میں بولے چلے جا رہی تھی اور وہ اسے آج بولنے دینا چاہتا تھا سب غبار نکال لینے دینا چاہتا تھا ۔

" بس یہی غلطی ہوئی مجھ سے ، سوچا سب خود ہی سنبھال لوں گی آپ کو کھونا نہیں چاہتی تھی ، میں آپ سے بہت محبت کرنے لگی تھی "

ثانیہ کے گالوں پر آنسو لڑھک گئے ۔ اور پھر اس سے کچھ بھی بولنا مشکل ہو گیا ۔

" اچھا تو اب میں بتاؤں کہ اگر تم مجھے بتاتی تو کیا ہوتا "

مہتاب نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے نرمی سے اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے کہا

آنسوؤں میں تر آنکھیں اور بھیگی پلکیں اٹھائے وہ اب مہتاب کی طرف دیکھ رہی تھی ۔

" تم مجھے بتاتی تو میں فوراً اس کے خلاف کوئی ایکشن لیتا ، تمہیں اپنے اندر سمیٹ کر یہ احساس

دلاتا کہ تمہیں اس سے ڈرنے کی قطعً ضرورت نہیں ہے یہ گھٹیا مردوں کے طریقے ہیں جس سے ہم واقف ہوتے ہیں ، ہر کم ظرف محبوب اور عاشق لڑکی کو ہراساں کرنے کے یلیے یہ گھٹیا طریقہ اپناتا ہے اور وہ تو پھر بھی شوہر رہا تھا تمہارا "

ثانیہ اب نم آنکھیں یلے اسے سن رہی تھی ۔

" مجھے تم وقت پر بتاتی تو میں اس کا منہ توڑ دیتا جو تمہیں حلالہ کرنے کے یلیے فورس کرتا تھا ، اس جاہل کو تو یہ تک نہیں پتا کہ حلالہ جان بوجھ کر کرنا جائز نہیں ہے اسلام نے شادی کو مزاق نہیں بنایا ہے "

مہتاب کے ماتھے پر رضا کے ذکر سے ناگواری کے بل پڑے تھے ۔

" خیر اب بھی اسے بخشا تو نہیں ہے میں نے اچھا مزہ چکھایا ہے ابھی بھی جیل میں ہے "

مہتاب نے فوراً سانس اندر انڈیل کر اپنے غصے پر قابو پایا اور پھر نرمی سے اس کی طرف دیکھا

" مہتاب میں اب آپکو کیسے یقین دلاؤں کہ مجھے محبت سے بڑھ کر آپ پر یقین ہے "

ثانیہ نے معصومیت سے نم آنکھوں کے ساتھ سوال کیا، جس پر وہ مزید اس کے امتحان کا ارادہ ترک کرتا ہوا اس کے قریب ہوا ۔

" اممممم ہاں یہ سوال تو کرنا بنتا ہے تمہارا ، پر جواب میں یہاں نہیں اپنے کمرے میں جا کر دیتا ہوں "

اسے کے چہرے پر جھکتے ہوئے بھیگے سے شریر لہجے میں جواب دیا ، وہ جو پژمردہ سی کھڑی تھی جھینپ گ ئی زور سے آنکھیں بند کیے مسکا دی ۔ اور اس کے یوں آنکھیں میچ لینے پر مہتاب کا بے ساختہ قہقہ گونجا تھا ۔

****

موحد کار سے اترا نگاہیں اٹھائے سامنے دیکھا اور سرخ اینٹوں کی بنی خوبصورت روش پر قدم بڑھا دیئے ، یہ ایک چھوٹے سے کیفے کے سامنے بنی راہداری تھی جس کے ارد گرد مختلف پودوں کے گملے راہداری کے دونوں اطراف میں قطار در قطار میں کیفے کے دروازے تک لگے ہوئے تھے ۔ کیفے کا شیشے سے بنے دروازے کو کھول کر وہ اندر داخل ہوا ہلکی سی موسیقی اور خنکی کے نے اس کا استقبال کیا ، وہ اب لبوں کو ملائے متلاشی نگاہیں ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف دوڑا رہا تھا اور پھر بائ یں طرف لگے کرسی میز پر بیٹھے عابد پر نظر پڑتے ہی نگاہ تھم گ ئی مضطرب سا اس کی طرف بڑھا ۔

عابد اس کی آمد سے بے خبر اپنے موبائ ل کو ہاتھ میں تھامے اس پر گردن جھکائے ہوا تھا ۔ اور وہ جو پچھلے تین دن سے ایک اضطرابی کیفیت سے دوچار تھا اب اس کی طرف بڑھ رہا تھا ، عجیب بے چینی تھی ایک ذہنی دباؤ ۔۔۔ آفس کے بعد گھر جا کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوتا تو سامنے لگی ردا کی تصویر کو دیکھ کر خود سے نظریں چرانے لگتا اس رات چھت پر اس کا

آنسوؤں سے تر چہرہ تخیل میں آ کر کچو کے لگانے لگتا۔

اپنے الفاظ یاد آنے لگتے جو وہ اس رات اس کے لیے بول گیا تھا حقیقتاً وہ ویسی بلکل نہیں تھی ، دراصل اس نے آج تک ردا کو اپنے علاوہ کسی سے بھی بات کرتے یا پھر کسی بھی قسم کا تعلق روا رکھتے دیکھنے کی کوشش تک نہیں کی تھی اور اب تین راتوں سے وہ ذہن پر زور دے رہا تھا تو اسے کوئی بھی تو ایسا لمحہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور یوں ردا کے عتاب کا شکار رہا ہو اگر وہ اس پر یوں اپنی طاقت اور اکڑ کا رعب جماتی رہی تھی تو اس نے بھی تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

پہلی ملاقات سے لے کر آخری ملنے تک اس کی دکھتی رگ پر ہی وار کرتا رہا تھا اور رہی عرفہ احمد کے ساتھ سلوک کی بات تو اس کے پیچھے شائی داس کا حسد پوشیدہ تھا جو موحد کو چاہنے کی وجہ سے تھا۔ یہی وہ ساری باتیں تھیں جن کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے آج عابد کو یہاں بلوایا تھا۔

" اسلام علیکم "

عابد کے قریب آ کر شائی ستگی سے سلام کیا جو اس کے قریب آنے تک اس کو دیکھ کر پہلے ہی کھڑا ہو چکا تھا۔

" وعلیکم سلام "

عابد نے سنجیدگی سے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا اور پھر موحد کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی سامنے لگی کرسی پر بیٹھ گیا ۔

" شکریہ وقت نکال کر آنے کا "

موحد نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ ذہن لفظوں کو ترتیب دے رہے تھے ۔

"کوئی بات نہیں آپ تھوڑے پریشان لگ رہے تھے رات ، خیریت ہے "

عابد نے بھنویں سکیڑ کر تشویش ظاہر کی جس پر موحد جزبز ہوا ، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے عابد سب کچھ جانتا ہو ۔

" ہاں --- ہاں خیریت ہے "

موحد نے بولائے سے انداز میں جواب دیا اور پھر دائیں ہاتھ کو پیشانی پر رکھتے ہوئے دھیرے سے مسلا عابد بغور اس کی حرکات و سکنات نوٹ کر رہا تھا ۔

" دراصل مجھے تم سے ردا کا نمبر چاہیے تھا جرمنی والا "

موحد نے خفت پر قابو پاتے ہوئے اپنی بابت کہی عجیب لگ رہا تھا اگر تو وہ اس سب باتوں سے انجان تھا جس کی وجہ ردا گھر چھوڑ کر جرمنی گئی تھی تو وہ کیا سوچے گا کہ شوہر ہو کر نمبر اس کے دوست سے مانگ رہا ہے یہی بات موحد کو نظریں نہیں ملانے دے رہی تھی ۔

دوسری طرف تو جیسے خاموشی طاری ہو گئی جواب نا ملنے پر موحد نے نظر اٹھا کر عابد کی طرف

www.classicurdumaterial.com

دیکھا جو پریشان سا خاموش بیٹھا تھا پھر موحد کے یوں دیکھنے پر سیدھے ہو کر ہاتھ میز پر دھرتا آگے ہوا۔

" وہ ---- ---۔ موحد بھائی رئیلی سوری پر بات یہ ہے کہ اس نے سختی سے منع کیا ہے نمبر دینے سے ، ایکچولی نمبر صرف میرے اور سعدیہ کے پاس ہے اس وقت "

عابد نے معزرت طلب لہجے میں کہتے ہوئے انکار کیا۔ موحد اس کے انداز سے بھانپ گیا کہ اس سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے ظاہر س بات تھی وہ ردا کے بہت قریب تھا، ردا کے یوں جانے کے سبب سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔

" جانتا ہوں پر مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے اس سے "

موحد نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے مدد طلب نظروں سے دیکھا جس پر عابد مضطرب سا پہلو بدل گیا

" موحد بھائی آپ جانتے ہیں اس کو وہ بہت خفا ہو گی، مجھ پر پلیز آپ فورس مت کریں "

عابد نے التجائی لہجہ اپنایا اور اس کے انداز سے صاف ظاہر تھا وہ ہر گز موحد کو ردا کا نمبر نہیں دینا چاہتا ہے۔

" جانتا ہی تو نہیں ہوں اس کو میں "

موحد نے خودکلامی کی آواز آہستہ تھی پر عابد کو باآسانی سنائی دے گئی تھی۔

" وہ ایسی ہی ہے ابھی تو آپ کچھ بھی نہیں جانتے اس کے بارے میں "

عابد نے استہزائیہ مسکراتے ہوئے اس کی خود کلامی کا جواب دیا تو موحد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا

" مطلب ---- ؟ " سوالیہ نظروں سے عابد کی طرف دیکھا جو اب طنزیہ مگر دکھی سی مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا

" جاننا چاہیے آپ کو اسے شائید اس سے آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو "

عابد نے آبرؤ چڑھائے معنی خیز جملہ ادا کیا موحد اس کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا مطلب وہ سب جانتا ہے ۔

" ہاں میں جاننا چاہتا ہوں اسے "

کھوئے سے لہجے میں سر ہلاتے ہوئے حامی بھری ، عابد نے حیرت سے کچھ دیر اس کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد سانس خارج کی

" کار میں ڈرائیو کروں گا ، چابی دے دیں "

عابد فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اور ہتھیلی موحد کے آگے پھیلا کر کہا ، اب وہ مسکرا رہا تھا تھوڑی دیر پہلے والی طنزیہ مسکراہٹ کی جگہ اب دوستانہ مسکراہٹ نے لے لی تھی ۔

" مطلب ---؟ "

موحد نے نا سمجھی کی لکیریں نمودار کرتے ہوئے سوال کیا، وہ ردا کے بارے میں بتانے کے بجائے کار کی چابی کیوں مانگ رہا تھا۔

"ردا کو جاننا ہے نا؟ تو یہاں بیٹھے بیٹھے کیا جان سکیں گے آئیں میرے ساتھ"

عابد نے مسکراتے ہوئے کہا موحد نا سمجھی میں اٹھ کر کھڑا ہوا اور پھر چابی عابد کی طرف بڑھا دی جو اب بھرپور انداز میں مسکرا رہا تھا جیسے وہ موحد کی ردا کے لیے اس کھوج پر بہت خوش ہو۔

****

سکول کی اس وسیع عریض عمارت میں بچوں کا شور چاروں اطراف سے گونج رہا تھا، ثانیہ، مناہل کا ہاتھ تھامے ایک لمبی لابی میں سے گزرتے ہوئے جا رہی تھی۔ جس کے دائیں اور بائیں طرف مختلف کمرہ جماعت بنے تھے۔

آج مناہل کا رزلٹ ڈے تھے، مہتاب آفس میں بہت مصروف تھا جس کے باعث اسے اکیلے ہی آنا پڑا تھا۔ وہ مناہل کے ساتھ سکول کے اندر پہلی دفعہ آئی تھی۔

مناہل اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے اب ایک کمرے میں آ گئی تھی جہاں ایک کلاس ٹیچر کرسی پر براجمان تھیں، مناہل ثانیہ کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑائے بھاگ کر کلاس ٹیچر کے ساتھ بغل گیر ہوئی۔

ثانیہ مسکراتی ہوئی رسمً سلام دعا کے بعد سامنے لگی کرسی پر بیٹھی تو کلاس ٹیچر نے مناہل کا رپورٹ کارڈ اس کو تھاما دیا ۔

مناہل بہت اچھے گریڈ میں اگلی کلاس میں پرموٹ ہو گ ئی تھی یہ بات ثانیہ کے لیئے بے حد خوشی کا باعث تھی ۔ کیونکہ مہتاب کے بہت اسرار کے باوجود وہ مناہل کو کسی ٹیوٹر سے پڑھوانے پر آمادہ نہیں ہوئی تھی ۔

" بہت زیادہ اچھی پروگرس رہی مناہل کی یہ پچھلے چار ماہ میں ، مجھے بہت خوشی ہوئی اس نے اچھے طریقے سے امپرؤو کیا "

ثانیہ نے سامنے بیٹھی سکول ٹیچر کی آواز پر رپورٹ کارڈ پر جھکا سر اوپر اٹھایا ۔ مناہل کی اس تعریف پر ثانیہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں ۔

" جی ۔۔۔ شی از انٹیلیجنٹ "

ثانیہ نے کچھ دور کھڑی مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا ، جو کسی دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی ۔

" یس ۔۔۔ بٹ کریڈیٹ گوز ٹو یو وہ بہت پر اعتماد اور خوش رہنے لگی ہے اس نے بتایا کہ وہ گھر میں اپنی آنٹی سے پڑھتی ہے آئی تھنک آپ ہیں اس کی آنٹی ثانیہ "

کلاس ٹیچر نے ستائیشی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ثانیہ کی تعریف کی اور سوال کیا ، ثانیہ نے

مسکرا کر سر ہلایا

" تھنکیو سو مچھ ان شا اللہ وہ ایسی ہی کارکردگی دکھاتی رہی گے ، میں اس کی آنٹی نہیں سٹپ مدر ہوں "

ثانیہ نے محبت سے پھر سے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا تو سامنے بیٹھی کلاس ٹیچر حیرت سے دیکھنے لگیں ۔

ثانیہ پھر سے رپورٹ کارڈ پر جھک گ ئی تھی جب کے کان کچھ دور مناہل اور اس کی دوست کی باتوں کی طرف تھے اس کی دوست مناہل کو اپنی والدہ سے ملوا رہی تھی اور اس کی دوست کی زبان سے بار بار ادا ہوتا " مما " کا لفظ ثانیہ کے اندر عجیب سی خواہش پیدا کر رہا تھا ۔ آج کلاس ٹیچر کے منہ سے آنٹی کا لفظ سن کر اس کو ایسے لگا جیسے مناہل کے اتنا قریب ہو جانے اس پر اتنی محبتیں لٹانے کے باوجود کوئی خلا ہے جو ابھی بھی باقی ہے ۔ وہ مہتاب کے ساتھ اور مناہل کے ساتھ ایک خوش و خرم زندگی گزارنے لگی تھی پر آج کچھ خالی سا محسوس ہوا ۔

وہ اپنے خیالوں میں گم تھی جب سامنے بیٹھی کلاس ٹیچر کی آواز پر چونکی ۔

" مسز مہتاب اللہ کسی بچے سے اس کی ماں کو جدا نا کرے اور اگر قسمت ایسا کر بھی جائے تو آپ جیسی ماں ہو جو بچے کو اسطرح سنبھال لے آئی ایم ویری پراؤڈ آف یو "

کلاس ٹیچر مسکراتے ہوئے ثانیہ کی طرف دیکھ رہی تھی ، ثانیہ نے مسکراہٹ کا تبادلہ کیا

" تھنکیو فار دس کمپلیمنٹ ٹیچر "

ثانیہ نے خوشگوارایت سے جواب دیا اور ہاتھ ملاتے ہوئے کرسی سے اٹھ کر مناہل کی طرف بڑھ گ ئی ۔

" مناہل چلیں بیٹا ؟ "

مناہل کے پاس جا کر محبت سے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

" مناہل تمھاری آنٹی ہیں یہ ؟ "

مناہل کے ساتھ کھڑی چھوٹی سی بچی نے ثانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا ، مناہل نے سر اٹھا کر ثانیہ کی طرف دیکھا ۔ اور پھر سامنے کھڑی بچی کی طرف دیکھا ۔

" یہ آنٹی نہیں ہیں میری مما ہیں "

مناہل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ثانیہ کے ہاتھ کو تھام لیا ، ثانیہ نے حیرت سے مناہل کی طرف دیکھا جو مسکرا رہی تھی ۔

" ویری بیوٹی فل مما مناہل "

بچی نے سر کو ہلاتے ہوئے کہا مناہل تو جیسے چھک اٹھی اور وہ جو اس وقت بھی ساکن کھڑی تھی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے

" مما چلیں "

مناہل نے معصومیت سے چہرہ اوپر ک ئی یے اس کے ہاتھ کو جھٹکا تو جیسے وہ ہوش میں آئی اور پھر نیچے بیٹھ کر مناہل کو خود سے بھینچ ڈالا ۔ ننھا سا وجود اس کے اندر ٹھنڈک اتار گیا ۔

****

کار کسی بڑی سی عمارت کے پورچ میں رکی تھی باہر ٹریننگ سینٹر کا بورڈ لگا تھا جسے موحد اچھے سے پڑھ نہیں سکا تھا ۔ عابد کار کو پورچ میں روکنے کے بعد اب اس کی طرف رخ موڑے دیکھ رہا تھا ، موحد حیرت سے پیشانی پر بل ڈالے کار کی کھڑکی سے باہر عمارت کو دیکھ رہا تھا جہاں پورچ کے ایک طرف لان نظر آ رہا تھا ۔

"اتریں موحد بھائی"

عابد کی آواز پر موحد نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا جو اب مسکرا رہا تھا اور اسے اترنے کا اشارہ کر رہا تھا ۔

موحد یونہی اس کی پیروی کرتا کار سے اترا اور اس کے ہمراہ پورچ سے آگے بنے کمروں کی طرف قدم بڑھا دیے ۔

وہاں کچھ لوگ کمروں میں آ جا رہے تھے شائد وہ ملازم تھے یہاں کے ۔

ابھی تک گیٹ پر بیٹھے گارڈ سے لے کر یہاں موجود لوگ عابد کو یوں سلام کر رہے تھے جیسے

بہت اچھے طریقے سے جانتے ہوں ۔ بس ایک وہ تھا جو اب بھی حیران پریشان سا ارد گرد دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا ۔

اب وہ ایک آفس نما کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں بیٹھا شخص بہت خوشی دلی سے ان سے ملا تھا اور جیسے ہی عابد نے اس سے موحد کا تعارف کروایا اور بتایا کہ وہ ردا ملک کا شوہر ہے تو وہ شخص تو جیسے بچھ سا گیا جلدی سے سینے پر ہاتھ رکھے مؤدبانہ آگے بڑھا کیونکہ عابد اسے وزٹ کا کر رہا تھا ۔

اب وہ تینوں ایک ہال نما بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے تھے ۔ اور وہاں کے منظر نے موحد کو ششدر کر دیا تھا ۔

یہ لمبائی کے رخ بنا بڑا سا ہال تھا جہاں جگہ جگہ نٹنگ ، پرنٹنگ اور کٹنگ کی مشینیں نسب تھیں اور بہت سے لڑکے اور لڑکیاں مختلف مشینوں پر نٹنگ ، کٹنگ اور ڈیزانگ کا کام سیکھ رہے تھے لیکن حیرانگی کی بات کچھ اور تھی ۔

ان میں موجود ہر دوسری لڑکی اور لڑکا کسی نا کسی جسمانی کمی اور خامی میں مبتلا تھا ۔ کوئی معزور تھا ، کسی کا چہرہ جھلسا ہوا تھا ، کسی کا اوپری ہونٹ کٹا ، کسی کی آنکھ خراب تھی ، کسی کی ناک پچکا ہوا تھا ۔ وہ حیرت سے بنا پلکیں جھپکے دیکھ رہا تھا ایک عجیب سا منظر تھا جیسے یہ کوئی اور ہی دنیا ہو ، سب لوگ ہنستے مسکراتے اپنے کام میں مصروف تھے ، کسی کو کسی سے

بھی جھرجھری یا گھن نہیں آ رہی تھی ۔

یہاں کوئی اپنے آپ کو کمتر محسوس کرتے ہوئے کسی دوسرے سے نظریں نہیں چرا رہا تھا سب لوگ بڑے پرسکون اور پر اعتماد لگ رہے تھے ۔

وہ حیرت میں ڈوبا یونہی یک ٹک سامنے دیکھ رہا تھا جب عابد جو کسی سے کوئی بات کر رہا تھا اب اس کی طرف آ کر بلکل اس کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوا

" موحد بھائی یہ ردا نے انسٹیٹوٹ بنایا ہے ، میں بھی یہیں ملازمت کرتا ہوں "

وہ عابد کی آواز سن رہا تھا لیکن دیکھ سامنے رہا تھا ۔ کہنے کو کچھ نہیں تھا ۔

" موحد بھائی وہ سامنے دیکھیں وہ لڑکی جس کے چہرے پر ایک طرف بال ہیں ، اس نے سوسائیڈ ایٹمپٹ کی تھی بہت سی نیند کی گولیاں کھا لیں تھیں ، پتہ ہے کیوں؟"

عابد نے موحد کو سامنے دیکھنے کا کہا جہاں ایک بائیس تئیس سال کی لڑکی مشین پر جھکی کام کر رہی تھی اس کے دوپٹے کی اوٹ سے اس کے چہرے کا ایک رخ نظر آرہا تھا جو سیاہ تھا ایسے جیسے کسی جانور کے چہرے پر بال ہوں ۔ بال اس کی آنکھ ، گال اور گردن کو ڈھکے ہوئے تھے ۔

" لوگ اس سے بچپن سے ہی عجیب سی باتیں کرتے تھے کہ جب یہ پیدا ہونے والی تھی سورج گرہن کے دن اس کی ماں نے دروازے کی اوٹ سے ریچھ کا کرتب دیکھا اسی لیے یہ

www.classicurdumaterial.com

لڑکی آدھا ریچھ ہے آدھا انسان جب یہ مجھے اور ردا کو ملی تھی یہ بہت زیادہ ڈری سہمی زندگی سے بیزار تھی پر اب دیکھیں کتنی خود اعتماد لگ رہی ہے "

عابد اپنی بات کہہ رہا تھا اور موحد دم سادھے سامنے دیکھتا ہوا اسے سن رہا تھا۔

" اور وہ لڑکا دیکھ رہے ہیں آپ جو وہیل چ‍ئیر پر ہے اس کو اس کی بھابھی گھر میں شام کو تب تک کھانا نہیں دیتی تھی جب تک یہ کچھ کما کر پیسے لے کر نہیں جاتا تھا ، جس دن یہ ردا سے ملا یہ خالی ہاتھ سڑک کے کنارے اپنی چیزیں خریدنے کے لیے بھیک مانگ رہا تھا کہ آج اس کی ایک چیز بھی نہیں بکی "

عابد کا لہجہ دلگیر تھا ، موحد اب سامنے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا جو وہیل چ‍ئیر پر بیٹھا ہی کمپوٹر پر کام کر رہا تھا۔

" اور وہ دیکھیں اس خاتون کو سسرال والوں نے جلانے کی کوشش کی ماں باپ نے بھی قبول نہیں کیا "

عابد کی نگاہوں کے اشارے کے تعاقب میں سامنے دیکھا تو دل دہل گیا کمسن لڑکی جھلسے چہرے اور پگھلی بند آنکھ کے ساتھ مسکراتی ہوئی اپنے ساتھ والی لڑکی سے بات کر رہی تھی۔

" اور اُس کو دیکھیں ایک لڑکے کے لیے گھر سے بھاگ آئی اور لڑکا پیسے لے کر فرار ہو گیا "

موحد نے عابد کی آواز پر گردن گھمائی لڑکی سر جھکائے بیٹھی کچھ سمجھ رہی تھی

"یہ سب یہاں پہلے نٹنگ کی لیے ٹرینڈ ہوتے ہیں اور پھر Rida میں کام کرتے ہیں ان میں سے بہت سے ورکرز کی رہائی‌ش کا انتظام بھی ہے پیچھے ہاسٹل ہے اور کچھ پڑھائی بھی کرتے ہیں "

عابد پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے سب کچھ بتا رہا تھا ، اور وہ یہ سب دیکھ کر اب اپنی کتنی ہی سوچوں کی خود ہی تردید کر رہا تھا۔

ہر انسان کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں کوئی بھی انسان کبھی بھی سب کے لیے ایک جیسا نہیں ہوتا ہے ، اسکا اپنے گھر والوں سے اور سلوک ہوتا ہے ، باہر والوں سے اور ، وہ کسی کا دوست ہوتا ہے تو کسی کو وہ دشمن لگتا ہے ، کسی کے لیے مسیحا ہوتا ہے تو کسی کی محبت ہوتا ہے ، وہ خلوت میں کچھ اور ہوتا ہے ، وہ لوگوں کی ہجوم میں کچھ اور ہوتا ہے ۔

ضروری نہیں ایک انسان اگر آپ کا دل دکھنے کی وجہ بنا ہے تو وہ ساری دنیا میں موجود لوگوں کے دل دکھنے کی ہی وجہ بنا ہو ، ہو سکتا ہے اس نے کسی ٹوٹے دل کو جوڑا بھی ہو۔

کوئی بھی مکمل نہیں ہے یہاں ، ہر شخص خوبیوں اور خامیوں کے ملاپ ہے ظاہر اور باطنی خامیاں ، حسد ، جلن ، آگے نکلنے کی خواہش ، خوبصورت نظر آنے کا خبط ، طاقت کا نشہ ، مہارت پر غرور ، عبادتوں پر تنی گردنیں ، یہ سب اس دنیا میں انسانوں کے نفس کی بیماریاں ہیں جو کسی وقت میں کسی پر بھی حاوی ہوتی ہیں ۔

لیکن اس نفس کی بیماری میں مبتلا انسان کبھی اچھا ہو ہی نہیں سکتا یہ ان پر قابو پا ہی نہیں سکتا یہ کہنا سراسر غلط ہے ۔ بعض اوقات ہم اپنی نفس کی بیماری سے بے خبر کسی اور پر یوں انگلی اٹھائے کھڑے ہوتے ہیں جیسے اس سے بڑا مجرم کوئی نہیں ۔

موحد نے بھی ردا کے ساتھ کچھ ایسا ہی کیا تھا اور وہ انسان تھی اپنی غلطی کا اطراف کرنا اس جیسی طاقت ور لڑکی کے لیے کتنا کٹھن تھا لیکن وہ جھکی تھی اور آج اس کو محسوس ہو رہا تھا اس کو بھی اپنی غلطیوں کا اطراف کھلے دل سے کرنا چاہیے ۔

ردا کے لیے دل میں نفرت چھٹ گ ئی تھی اور اب تو وہ کسی اور ہی مقام پر پہنچ چکی تھی جس میں کوئی کسی کی بہت عزت کرتا ہے ۔ عابد پتا نہیں اسے کیا بتا رہا تھا اچانک وہ خیالوں کے بھنور سے باہر آیا تو اس کی آواز سنائی دی

" اور ان میں سے تو اب بہت سے ورکر جرمنی بھی جائ یں گے "

عابد نے مسکراتے ہوئے اپنی بات مکمل کی جس میں سے آدھی بات وہ سن ہی نہیں پایا تھا ۔

" ردا نے نا صرف ان کو روزگار دیا بلکہ اپنی اس جسمانی کمزوری سے لڑنا بھی سیکھایا ہے ان کو بتایا ہے زندگی میں جینے کے لیے خوش رہنے کے لیے ظاہری خوبصورتی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اپنی جسمانی کمزوری کو عیب سمجھنا خدا کی دی ہوئی زندگی جیسی نعمت سے انکار کرنا ہے "

عابد اب کھوئے سے لہجے میں کہہ رہا تھا اور پھر ایک دم سے سیدھا ہو کر سب کو پکار کر اپنی

طرف متوجہ کیا

" سنو سب ادھر دیکھو کون ملنے آیا ہے آج آپ لوگوں سے "

عابد کے یوں اونچا پکارنے پر سب لوگ متوجہ ہوئے تھے اور اب جا کر ان سب کی توجہ موحد پر گ ئی تھی اب سب آنکھوں میں ناشناسائی کی چمک لیے موحد کی طرف دیکھ رہے تھے۔

" یہ آپ لوگوں کی ردا میم کے ہزبنڈ ہیں مسٹر موحد عالمگیر "

عابد نے خوشگوار لہجے میں مسکراتے ہوئے موحد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کا تعارف کروایا۔ سب لوگوں کے چہروں پر یکایک مسکراہٹ بکھر گ ئی۔

ان میں موجود لڑکے اب باری باری آگے بڑھ کر موحد سے مصافحہ کر رہے تھے۔ ان کے چہروں پر انوکھی سی خوشی کی رمق تھی۔

" سر یو آر لکی مین "

وہیل چ ئیر پر بیٹھے لڑکے نے موحد کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام کر گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ موحد اس کی بات پر ساکن ہوا۔۔۔

اور پھر اسی فقرے کے گونج لیے وہ بلکل خاموش سا واپس لوٹ آیا تھا عابد اس کی طرف دیکھتا رہا لیکن اس نے موحد سے کوئی بات بھی نہیں کی تھی ہاں البتہ اب عابد کا وہ روکھا پن جو موحد کے لیے تھا اب یکسر بدل گیا تھا۔

****

" امی چلیں بات کر لیں اس سے کب سے فون کر رہا ہے " ثانیہ نے صالحہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فون کو ان کے سامنے کیا ، جس پر فون رنگ گونج رہی تھی اور سکرین پر موحد کا نام جگمگا رہا تھا

" نہیں کرنی مجھے اس سے بات ، بند کر دو تم فون "

صالحہ بیگم نے ناگواری سے چہرے کا رخ موڑتے ہوئے بات کرنے سے انکار کر دیا ، ردا کے چلے جانے کے بعد سے اب چار ہفتے ہونے کو آئے تھے صالحہ بیگم موحد سے ناراض تھیں۔

" امی وہ بہت پریشان ہے ، سرمد بھائی ہیں تو وہ اس سے بات نہیں کر رہے ہیں ، دیکھیں اس سب میں اس کا کیا قصور ہے ، ردا نے زیاتی کی اس کے ساتھ شادی کی سب کیا اور اب وہ خود چھوڑ گ ئی اس کو "

ثانیہ ہاتھ کو ہوا میں اٹھائے پیشانی پر بل ڈالے صالحہ کو سمجھا رہی تھی۔ آج وہ گھر سے خاص طور پر صالحہ کی بات موحد سے کروانے آئی تھی ۔ صحن میں درخت کے نیچے لگی ایک کرسی پر وہ بیٹھی تھی اور سامنے صالحہ بیگم

" نہیں مجھے سرمد بتا رہا تھا اس نے جینا حرام کر رکھا تھا ردا کا ، وہ تو اب اس سے طلاق نہیں لینا چاہتی تھی ، مہتاب نے تم سے تو اس حوالے سے کچھ بھی بات نہیں کی لیکن سرمد

کو سب پیغام دکھائے ہیں اس نے ردا کے "

صالحہ بیگم اب غصے سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ اسے سب بتا رہی تھیں ۔ جو اب موحد کی کال کاٹ رہی تھی ۔

"آفس میں کسی لڑکی کے ساتھ افیر چل رہا تھا نواب کا اس پر پیسے لٹا رہا تھا ۔۔۔ اسی لیے ردا چھوڑ گ ئی اسے "

صالحہ نے نفرت آمیز لہجے میں بات میں اضافہ کیا تو ثانیہ نے تاسف سے ارد گرد نگاہ دوڑائی

" امی وہ بات ابھی میری اس سے نہیں ہوئی ہے وہ ابھی سہی سے کچھ نہیں بتا رہا مجھے بس آپ سے بات کرنا چاہتا ہے ،آپ ایک دفعہ اس کی بھی بات سن لیں "

ثانیہ نے پھر سے موبائ ل کی سکرین پر موحد کے چمکتے نام کو دیکھ کر صالحہ سے بات کرنے کی منت کی

" مجھے کوئی بات نہیں کرنی اس سے ، کہہ دے اسے اور اب ملتان آنے کی بھی ضرورت نہیں ہے "

صالحہ نے سختی سے نا صرف انکار کیا بلکہ وہاں سے اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گ ئ یں ۔

ثانیہ نے فون کی سکرین پر انگوٹھے کی مدد سے کال اٹھانے کے آپشن کو منتخب کیا اور کان سے لگایا۔

" موحد امی نہیں کرنا چاہتی تم سے بات "

افسردہ سے لہجے میں اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی بول پڑی ، دوسری طرف خاموشی چھا گ ئی تھی جس کا دورانیہ طویل ہوتا دیکھ کر ثانیہ پھر سے گویا ہوئی

" ردا کی کوئی خبر --- ؟"

آہستگی سے سوال کیا دوسری طرف پہلے موحد کے گلا صاف کرنے کی آواز آئی ایسے جیسے کوئی بہت دیر خاموش رہنے کے بعد بولنے کی تیاری کرتا ہو

" نہیں اس کے دوستوں سے رابطہ ہے اس کا پر اس نے نمبر دینے سے منع کر رکھا ہے "

موحد کی آواز بہت آہستہ سی تھی وہ بات کرنے کے دوران بھی بار بار گلا صاف کر رہا تھا ۔ اس وقت وہ لان میں موجود چبوترے پر بیٹھا تھا ، جہاں سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا ، چائے کا خالی کپ پڑا تھا ۔

خاموشی اور ندامت اب اندر ہی اندر عجیب طرح سے کاٹنے لگی تھی ، تابندہ بیگم تو اسے دیکھتی تک نہیں تھیں اکثر ان کی ملک جہانزیب سے اس بات پر جھڑپ بند کمرے سے سنائی دیتی تھی کہ موحد ابھی تک اس گھر میں کیا کر رہا ہے ۔

اور یہاں اس کے اپنے گھر والے وہ اس سے بات تک نہیں کر رہے تھے ، وہ جو یہ سمجھا تھا شروع میں کہ ردا کا یوں چلے جانا سب ٹھیک کر گیا ہے اس کا سوچنا سب غلط تھا ۔ اس کے

جانے کے بعد سب بدل گیا تھا۔ اس کے اپنے اس سے سخت ناراض تھے اور خود اس کا ضمیر اسے احساس جرم کی مار دے رہا تھا۔

وہ بلکل خاموش فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔ ثانیہ کی آواز دوسری طرف سے گونجی۔

" تو تم بتاؤ اس لڑکی سے شادی کب کر رہے ہو پھر ؟ کر لو اب اور خوش رہو اب ردا کی فکر کیوں کھائے جا رہی ہے تمہیں وہ اجازت دے تو گ ئی ہے تمہیں "

ثانیہ نے تلخ لہجے میں طنز کیا، موحد کی پیشانی پر یک لخت بل پڑے

" میں کسی لڑکی سے شادی وادی نہیں کر رہا ہوں "

موحد کا لہجہ اب اکھڑا ہوا تھا، اچانک عرفہ کا چہرہ اور اس رات کی ساری گفتگو ذہن میں گھوم گ ئی اتنے دن سے عرفہ سے بھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

" اب مجھے بتاؤ تمھاری اصل پرابل ہے کیا پھر ؟ "

ثانیہ نے بھی متواتر اکھڑے لہجے میں سوال کیا

" ردا سے معافی مانگنا چاہتا ہوں اس سب میں جتنا اس کا قصور تھا اتنا میرا بھی تھا وہ اکیلی سزا کیوں بھگتے ، اور اس کو یوں میری وجہ سے اپنے ماں باپ اور گھر کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا یہ سمجھانا چاہتا ہوں اسے "

موحد نے روانی میں اسے بتایا کہ وہ اب کیا چاہتا ہے ، حقیقت میں وہ پرسکون ہونا چاہتا تھا

کیونکہ کے ضمیر کی ملامت بہت بری ہوتی ہے اور موحد جیسے خود دار انسان کے لیے ضمیر کا یوں اس کے سامنے تن کے کھڑے ہو جانا اور اسے ملامت کرنا یہ سب اب برداشت سے باہر تھا۔

" اور ردا جو تم سے محبت کرتی ہے وہ ؟"

ثانیہ نے آہستگی سے پوچھا، موحد کی بھنویں ایک دم سے اچک گ ئی تھیں۔

" وہ جزباتی ہے صرف کوئی محبت نہیں ہوئی اسے مجھ سے اور اب تک تو شائد اسے خود بھی یہ بات سمجھ آگ ئی ہو گی "

موحد کے لہجے میں ندامت تھی پر آج بھی وہ محبت پر یقین نہیں کیے ہوئے تھا، اسے اب یہ سب ردا کے نرم دل ہونے کا سبب لگ رہا تھا اس نے ردا کی تیمارداری کی اور بس وہ ان جزبات کو محبت سمجھنے لگی۔

"آپی یار امی کو سمجھاؤ بات کر لے مجھ سے ایک بار اس سب میں میرا اتنا قصور نہیں ہے، میں گھر آنا چاہتا ہوں ایک دفعہ "

موحد نے التجائی لہجے میں پھر سے وہی بات دہرائی جو وہ کل سے ثانیہ سے کہہ رہا تھا۔ دل کسی طرف سے بس سکون چاہتا تھا۔

" تم ابھی فون مت کرو ان کو، کچھ دن اور ٹھہر جاؤ پھر میں خود بات کروا دوں گی تمھاری، چلو اب اپنا خیال رکھو "

ثانیہ نے اس کے خاموش ہو جانے پر بات ختم کی ، اور وہ بس سر ہلا کر رہ گیا

" اللہ حافظ "

پژمردہ سے لہجے میں اللہ حافظ کہتا ہوا وہ اب فون بند کر چکا تھا۔ ثانیہ نے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے جہاں صالحہ بیگم کو اسے رات ہونے سے پہلے منانا تھا۔

موحد نے لیپ ٹاپ بند کیا اور بالوں کو ہاتھوں میں جکڑ کر گردن پیچھے کے رخ کرتے ہوئے کمر کو کرسی کی پشت سے ٹکایا اور نگاہیں چھت پر جما دیں۔

چبوترے کی تکونی چھت کے بیچ و بیچ ردا مسکا رہی تھی ، پھر رونے لگی جیسے اس دن چھت پر رو رہی تھی سرخ آنکھیں ، متورم چہرہ ، موحد جلدی سے سر جھٹک کر سیدھا ہوا ، اسکا چہرہ پریشان تھا اور نگاہیں پرسوچ تھیں۔

****

گاڑی کی چابی کو جیب میں رکھتے موحد اب پورچ سے ہوتا ہوا عابد کے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ رات ہی سوچ چکا تھا کہ آج عابد سے پوچھنے جائے گا کہ اس نے ردا سے بات کی اس کے بارے میں یا نہیں۔

دراصل وہ عابد سے کہہ چکا تھا کہ وہ ردا سے کہے کہ ایک دفعہ بس اس سے بات کر لے ، وہ عابد کی طرف سے جواب کا انتظار کرتا رہا تھا پر جواب نا آنے پر آج ٹریننگ سینٹر پہنچ گیا

تھا۔ ابھی وہ آفس کی کچھ دوری پر ہی تھا جب اندر سے سنائی دیتی آوازوں پر قدم لمحہ بھر کو منجمند ہوئے۔

"ردا کا نمبر دو تم بس مجھے زیادہ بحث نہیں چاہیے سمجھے"

یہ کوئی مردانہ سخت سی آواز تھی، موحد تیزی سے قدم اٹھاتا آفس میں داخل ہوا تو احمر نے عابد کے گریبان کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ رکھا تھا اور اس پر چیخ رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ چھوڑو اسے--"

موحد جلدی سے آگے بڑھا اور احمر کے بازو کو جھٹکتے ہوئے عابد کو چھڑوایا جب کے وہ اب موحد کو حیرت اور بد حواسی سے دیکھ رہا تھا۔ پھر غصے سے عابد پر ایک نگا ڈالی اور باہر نکل گیا

"یہ---؟"

موحد نے باہر جاتے احمر کی پشت کی طرف دیکھا اور پھر سوالیہ نظروں سے عابد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"احمر ہے دوست ہمارا"

عابد نے اپنا کالر درست کرتے ہوئے سر کو ہوا میں مارتے ہوئے پرسکون لہجے میں جواب دیا

"تو یہ تمہیں کیوں مار رہا تھا ایسے؟"

موحد نے آبرؤ چڑھائے تشویش ظاہر کی

" لمبی کہانی ہے چھوڑیں موحد بھائی ، آپ بتائی یں کیسے ہیں ، کیسے آنا ہوا ؟ "

عابد نے لاپرواہی سے ہوا میں ہاتھ مارتے ہوئے جواب دیا

" نہیں تم بتاؤ مجھے ، جہاں تک میں نے سنا وہ ردا کا نمبر مانگ رہا تھا تم سے "

موحد نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور بھنویں سکیڑتے ہوئے سوال کیا

" ہاں مانگ رہا تھا۔۔۔ "

عابد نے اثبات میں سر ہلایا انداز ہنوز پرسکون تھا

" تو اس کو کیوں نہیں دیا نمبر یہ تو ردا کا بیسٹ فرینڈ ہے نا "

موحد نے تجسس سے پوچھا ، عابد مسکرا دیا

" ہاں وہ تو ہے پر بیسٹ فرینڈ ہونے کے ساتھ جو اس کو کچھ مہینوں کے بعد دورہ پڑ جاتا ہے اس کے پیش نظر ردا اسے نمبر نہیں دے کر گ ئی "

عابد نے معنی خیز جملا ادا کیا جس پر موحد نے الجھ کر دیکھا ، عابد نے بیٹھنے کے لیے کرسی کی طرف اشارہ کیا

" مطلب سمجھا نہیں میں ؟ "

موحد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا ، ایک تو اسے عابد کا یہ پرسرار سا انداز الجھا دیتا تھا

" چھوڑیں موحد بھائی لمبی کہانی ہے "

عابد نے گہری سانس لے کر بات کو ٹالا جبکہ لبوں پر ابھی بھی مسکراہٹ تھی ۔

" نہیں بتاؤ مجھے "

موحد بضد ہوا جس پر وہ اپنے مخصوص انداز میں کچھ دیر خاموشی سے موحد کی طرف دیکھتا رہا پھر گویا ہوا

" یہ جو احمر ہے نا چند ماہ بعد اس کا ردا کے لیے عشق جاگ اٹھتا ہے "

عابد نے خفیف سا قہقہ لگاتے ہوئے اسے حقیقیت سے آگاہی دی ، موحد کی پیشانی پر پڑے بل ختم ہوئے

" یہ صاحب کالج کے زمانے سے ہی ردا سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں ، ردا اچھا سنا دیتی ہے اس کو تو چپ ہو جاتا ہے اور پھر میں صرف دوست ہوں یہ --- وہ کہہ کر ردا کو رام کر دیتا ہے "

عابد دائیں بائیں سر کو جھلاتے ہوئے بات کو جاری رکھے ہوئے تھا ۔

" لیکن کچھ عرصے کے بعد پھر وہی سب اب بھی جب ردا نے آپ کو چھوڑا تو اس کا عشق پھر سے جاگ اٹھا ہے یہ ردا کو سمجھانا چاہتا ہے اسے اپنی محبت کا یقین دلانا چاہتا ہے "

عابد نے مسلسل بولتے ہوئے آگے ہو کر میز پر بازو دھرے جبکہ موحد اب ہم تن گوش تھا

اس کی ان ہی حرکتوں کی وجہ سے وہ اسے نمبر نہیں دینا چاہتی ہے اور یہ بضد ہے "

www.classicurdumaterial.com

عابد نے کندھے اچکائے اور بات کو اپنی طرف سے ختم کر دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی ۔

"آپ بتائیں کیسے آئے ہیں "

عابد نے پھر سے آنے کا سبب طلب کیا ، موحد جو ان سب باتوں کی وجہ سے اندر کھلبلی سی مچ جانے پر پریشان حال بیٹھا تھا جلدی سے سیدھا ہوا ۔

" میں ۔۔۔ ویسے ہی آفس سے جلدی نکلا تھا تو سوچا یہاں کا چکر لگاتا جاؤں "

موحد نے سیدھے ہوتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا جس پر عابد نے قطعاً یقین نہیں کیا

" بہت اچھا کیا "

عابد معنی خیز مسکرایا ، اور خاموش ہو گیا جانتا تھا موحد کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی ہے ۔

" تم نے بات کی ردا سے میرے بارے میں ؟ "

موحد اصل بات پر آیا ، عابد شرمندگی سے نگاہیں چرا گیا

" اس نے کہا ہے وہ بات نہیں کرنا چاہتی کسی سے بھی اور آپ سے تو بلکل نہیں "

عابد نے آہستگی سے تاسف بھرے لہجے میں اس کی بات کا جواب دیا تو وہ خاموش ہو گیا ایک ملحے کو دل کیا زبردستی عابد سے موبائل چھین لے ، جرمنی جانا اتنا آسان نہیں تھا Rida کے بہت سے کام تھے جو اس وقت اس کے کندھوں پر تھے ۔

www.classicurdumaterial.com

پر تابندہ بیگم اور ملک جہانزیب کی اداسی اور اپنے اندر کی بے کلی بھی جان کا عذاب بن رہی تھی۔

"اچھا پھر میں چلتا ہوں "

اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر وہاں سے نکل گیا بنا پیچھے دیکھے ۔

****

شیشے کی طرح چمکتے آفس میں لگی جہازی سائز میز کے پیچھے ردا سیاہ کوٹ پینٹ میں ملبوس کرسی پر براجمان تھی ۔ ایک ہاتھ سے فون کو کان سے لگائے اور دوسرے ہاتھ میں قلم تھامے سامنے رائٹنگ پیڈ پر رکھے وہ خلا میں گھور رہی تھی ۔

فون کے دوسری طرف موجود عابد آج پھر موحد کے آنے اور آکر اس کا نمبر مانگنے کے بارے بتا رہا تھا اور وہ یونہی دم سادھے سن رہی تھی ۔

ردا نے قلم کو زور سے کاغز پر دبایا کاغز اندر کو دھنستا ہوا ایک کالا چھوٹا سا نقطہ وہاں چھوڑ گیا ۔ پھر جیسے ہی عابد نے اپنی بات مکمل کی ردا نے کاغذ پر موجود اُسی نقطے کے ایک سرے کے گرد دائرہ کھینچا دیا ۔

وہ خود بھی اپنے گرد ایک ایسا ہی دائرہ کھینچ چکی تھی جس میں سے ایک اصول یہی تھا جس پر عمل کرتے ہوئے اسے موحد کی آواز تک نہیں سننی تھی ۔ پر اس کے یہاں آنے کے بعد

www.classicurdumaterial.com

سے جیسے عجیب سی تبدیل آئی تھی موحد کے آگے اس کے سارے پوشیدہ عمال کھلنے گے تھے اور اب بقول عابد کے وہ نادم ہے شائد ۔ اس سے پہلے عابد پھر سے موحد کی سفارش میں بولنا شروع کرتا ردا نے اس کی بات کاٹ دی ۔

"کوئی اور بات ہو سکتی ہے کیا ؟ اب جب بھی تم سے بات ہو تم موحد ، موحد کی رٹ کیوں لگائے رکھتے ہو میرے سامنے "

ردا نے آہستگی سے دلگیر لہجے میں کہا ، ایک ماہ دس دن ہو چکے تھے اور عابد اسے ہر فون پر موحد کے قصے اس کی آمد سنانے بیٹھ جاتا تھا اور یہ ساری باتیں اسے کھینچ کر پھر پیچھے لے جاتی تھیں ۔

" اس لیے کہ وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے ، وہ آج بھی آفس آیا تھا تم کر لو نا اس سے بات ، آئی تھنک وہ شرمندہ ہے اپنے رویے پر "

عابد نے اپنی طرف سے آنے والے خیال کو ظاہر کیا ردا نے کچھ بھی بولنا مناسب نہیں سمجھا ۔

" دیکھو کوئی تو ایسی بات ہو گی جو اُسے کرنی ہو گی تم سے "

عابد نے پھر سے موحد کی وکالت کی ردا نے قلم کو پھینکنے کے انداز میں میز پر رکھا

" میں نے خود کو بہت مشکل سے سنبھالا ہے میں اس کی آواز تک نہیں سن سکتی تم میری

پوزیشن نہیں سمجھ سکتے "

ردا نے حد درجہ لہجے کو متوازن رکھتے ہوئے جواب دیا، سچی محبت یوں ہی ہوا کرتی ہے یہ ایک دلدل ہوتی ہے جس میں انسان نہیں اس کا دماغ دھنستا چلا جاتا ہے اب اس دلدل سے کوئی انسان ایک جھٹکے میں باہر نہیں آسکتا ہے۔ اس دلدل سے اپنے دماغ کو نکالنے کے لیے بہت زیادہ وقت، سکون اور زندگی جینے کی چاہ درکار ہوتی ہے اور بعض اوقات تو انسان ایسا ناکام ہوتا ہے کہ یہ دلدل اسے نگل جاتی ہے۔

اور ردا کا حساب اب کچھ اسی طرح تھا وہ بڑی مشکل سے خود کو کچھ بہتر کر پائی تھی اور اب موحد کی آواز سن کر پھر سے واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔وہ اسی طرح ضبط کرتے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی اور عابد متواتر اسے سمجھا رہا تھا

" مضبوط بننا ہے تو پوری طرح بنو نا یہ کیا بات ہوئی اس کے نام پر بھی رہنا چاہتی ہو اس سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی ہو "

عابد نے اب کی بار سخت لہجے میں کہا

" اگر اس نے پھر سے طلاق کا مطالبہ کر دیا تو ؟ "

ردا کی آواز بہت آہستہ تھی ایسے جیسے خودکلامی کی ہو، دوسری طرف اب عابد نے اس کی اس بات پر چپ سادھ لی تھی

" محبت تو وہ عرفہ سے کرتا ہے نا ، کیاپتا وہ اسے فورس کر رہی ہو کہ چھوڑ دو ردا کو اسی لیے وہ بات کرنے کے لیے اتنا بے تاب ہو رہا ہو "

ردا کا لہجہ رنجیدہ تھا

" ردا تو پھر اس بات پر میں تمہیں کہوں یہ پاگل پن ہے ، ایک ایسے انسان کے لیے بیٹھے رہنا جو کسی اور سے محبت کرتا ہو ، میری مانو تو تم چھوڑ دو موحد کو ، احمر سچ میں بہت محبت کرتا ہے تم سے ، نکلو موحد کے چکر سے جو ہوا سو ہوا اور ویسے بھی وہ اپنے حصے کی معافی مانگ کر سارا حساب برابر کرنا چاہتا ہے "

عابد نے ایک ہی سانس میں سمجھایا

" میرا خیال ہے مجھے فون بند کر دینا چاہیے "

دوسری طرف سوگوار لہجے میں جواب آیا اور پھر ساتھ ہی فون بند ہو چکا تھا ۔

" ردا۔۔۔۔ ردا ۔۔۔۔۔ "

عابد نے اسے بے ساختہ پکارا پر دوسری طرف وہ فون بند کر چکی تھی عابد نے فون کو دیکھا اور پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا دی ۔ فون کو آہستگی سے میز پر رکھ دیا

وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور شیشے کی بنی اس دیوار کے سامنے آ گئی ۔ موحد عالمگیر ایک ایسا نام جو اب اس کے دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر دیتا تھا ۔

اس کا دل جانتا تھا وہ کسطرح خود کو روز سمیٹتی تھی ۔ موحد کی یاد اس کے ساتھ گزرے پل ساری باتیں وہ جیتی تھی پر اس ایک رات پر آ کر سب ختم ہو جاتا تھا ۔ موحد پر لاکھ اس کی اچھائیاں کھل گ ئی یں تھیں پر اس نے موحد کے ساتھ جو بھی کیا غلط تھا اور غلط رہے گا ہمیشہ وہ آج جو سب دیکھ رہا ہے صرف اسی کی وجہ سے تھا وہ یہ سب کیسے بھول سکتی تھی ۔

****

مہتاب بیڈ پر گہری نیند سوئی مناہل پر کمبل اچھی طرح درست کرتا ہوا سیدھا ہوا سامنے نظر ثانیہ پر پڑی جو بیڈ پر ہی ایک طرف بیٹھی تھی ۔ وہ آفس سے آنے کے بعد شام سے یہ بات نوٹ کر رہا تھا وہ آج معمول کے برخلاف خاموش تھی ۔

" کیا ہوا ۔۔۔؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو ؟ "

آہستہ سے قدم اٹھاتا ثانیہ کے قریب آیا ثانیہ نے اس کے سوال پر سر اٹھایا اور پھر نگاہیں گھما کر مناہل پر جما دیں جو اس وقت گہری نیند سو رہی تھی ۔

" مناہل کو لے کر پریشان ہو رہی ہوں "

ثانیہ نے آہستگی سے جواب دیا نگاہیں ہنوز مناہل پر ٹکیں تھیں ، اور انداز پریشان تھا ، مہتاب نے بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں ایک نگاہ مناہل پر ڈالی ۔

" مناہل کو لے کر ۔۔۔؟ کیا ہوا مناہل کو ایسے کیوں کہہ رہی ہو ؟ "

مہتاب نے پیشانی پر پریشانی کے شکن نموادر کرتے ہوئے سوال کیا اور چند قدم اس کی طرف آگے بڑھا۔

" نہیں اللہ رحم کرے مناہل کو کیوں کچھ ہو گا ، بس اب آپ کو وقت دینا ہو گا مناہل کو زیادہ سے زیادہ ، میں نہیں دے سکوں گی "

ثانیہ نے گہری سانس لے کر پریشان سے لہجے میں جواب دیا اور اٹھ کر مہتاب کے مقابل کھڑی ہو گ ئی جس کے ماتھے پر پریشانی کے بل مزید گہرے ہوئے

" ایسے کیوں کہہ رہی ہو تم کہیں جا رہی ہو کیا ؟ کیوں پریشان کر رہی ہو صاف بات کرو نا "

مہتاب مضطرب ہوا ، اسے ثانیہ کا لہجہ اور باتیں بے چین کر گ ئی تھیں دل میں عجیب سا خوف سر اٹھا رہا تھا۔

" نہیں جا تو کہیں نہیں رہی پر میں ایک ساتھ دو بچوں کو کیسے سنبھال پاؤں گی ، مناہل کسی بھی صورت اگنور نہیں ہونی چاہیے "

ثانیہ نے سنجیدہ سے لہجے میں اپنی بات کہہ کر معصومیت سے مسکراہٹ دباتے ہوئے مہتاب کی طرف دیکھا جس کو اس کی بات سمجھنے میں چند سکینڈز گے تھے اور پھر جیسے ہی بات سمجھ آئی ماتھے پر پڑے بل ختم ہوئے اور خوشگوار حیرت سے منہ کھل گیا۔

" کیا کہا--- ؟ مطلب --- "

ایک دم سے بتیسی نکالے سر کو نفی میں ہلاتے سوال کیا ایسے جیسے اس کی بات پر خود کو یقین دلا رہا ہو جبکہ ثانیہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی ، گال گلال ہو رہے تھے ۔ پھر لجاتے ہوئے سر کو اثبات میں جنبش دی ۔

" اوہ مائی گاڈ --- "

مہتاب کی خوشی دیدنی تھی پرجوش انداز میں آگے بڑھا اور فرط جزبات میں اسے اپنے حصار میں لیا ۔

" بس بس مناہل اٹھ جائے گی "

ثانیہ نے کھلکھلاتے ہوئے مصنوعی خفگی ظاہر کی مہتاب اب مسلسل ہنس رہا تھا

" خوش ہیں آپ ؟ "

محبت سے چہرہ اوپر کیے پوچھا جبکہ اس کے انگ انگ سے پھوٹتی بے پناہ خوشی کہاں اس سے مخفی تھی ۔ آج صبح جب اسے یہ پتا چلا تھا وہ تب سے ہی سوچ رہی تھی کہ یہ بات مہتاب کو کیسے بتانی ہے یہ سارا ڈرامہ اس پر ہی تھا ۔

" بہت بہت زیادہ اور تم خوش ہو ؟ "

مہتاب نے بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہی سوال اس سے پوچھ ڈالا جو سرشار سے اس کے چہرے کو محبت سے دیکھ رہی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

"مجھے تو یقین نہیں آتا اپنی قسمت پر وہ کونسی نیکی تھی جس کے بدلے خدا نے آپ کا ہمسفر ہونا لکھ دیا اور اب یہ خوشی دے کر مکمل کر دیا"

ثانیہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مدھر سے لہجے میں کہہ رہی تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں چمکتی خوشی کی نمی میں ثانیہ کے چہرے کا عکس تھا۔

" اور پتا ہے مجھے کیا لگتا تھا نائی لہ کے بعد جیسے سب ختم ہو گیا، پر تم نے زندگی میں آ کر پھر سے جینا سیکھا دیا، خوش رہنا سیکھا دیا، مناہل کو سنبھال لیا اور اب یہ خوشی دی "

مہتاب نے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اسے قریب کرتے ہوئے خود میں سمیٹ لیا جو آنکھیں موندے بھی مسکا رہی تھی۔

****

پورے کمرے میں کھٹ پٹ کی آوازیں گونج رہی تھیں اور موحد الماری میں منہ دیے کھڑا تھا۔ یہ ردا کی الماری تھی جس میں اس کے کپڑے جوتے اور مختلف کاغزات اور کتابیں پڑی تھیں۔

وہ بہت دیر سے ان سب چیزوں کو جانچنے میں مصروف تھا مقصد صرف ردا کی چیزوں میں سے سعدیہ کا نمبر حاصل کرنا تھا۔ شائی د کوئی ڈائی ری یا ایسا کچھ ہو جس پر اس نے اپنے تمام دوستوں کے نمبر لکھے ہوں۔ پر ایسا کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔ آج دو ماہ تین دن ہو

چکے تھے اسے گئے اور وہ اپنی بے چینی سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا دل کا بوجھ کم کرنا چاہتا تھا۔

تھک کر وہ اب کمر پر ہاتھ دھرے لبوں کو بھینچے پیشانی پر بل ڈالے گہری سوچ میں کھڑا تھا اور پھر اچانک ذہن میں امڈ آنے والے خیال کے زیر اثر باہر نکلا قدم تابندہ بیگم کے کمرے کی طرف تھے۔

ہو سکتا تھا ردا کی دوست سعدیہ کا نمبر تابندہ بیگم کے موبائ‌ل میں سے مل جائے اسی سوچ کے زیر اثر وہ اب تابندہ بیگم کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا۔ کچھ دیر یونہی کھڑے رہنے کے بعد دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

کچھ دیر بعد ہی دروازہ کھولے وہ سامنے کھڑی تھیں اور پھر موحد کو سامنے دیکھ کر ایکدم سے ماتھے پر ناگواری کے شکن ابھر گئے تھے۔

" کیسی ہیں آپ آنٹی ؟ "

گلے کو صاف کرتے ہوئے حال پوچھا ، ردا کے جانے کے بعد ان کی یہ پہلی آمنے سامنے گفتگو تھی ورنہ تو اگر سامنا آ بھی جاتا تو بات نہیں ہوتی تھی۔

" زندہ ہوں جو تم تو کبھی نہیں دیکھنا چاہتے "

کرخت لہجے میں روکھا سا جواب دیا اور گھور کر موحد کو اوپر سے نیچے دیکھا۔

" اندر آ سکتا ہوں کیا ؟ "

www.classicurdumaterial.com

ان کے غصے میں بھری نگاہ کا بھی مسکراہٹ میں جواب دیتے ہوئے اندر آنے کی اجازت طلب کی اب وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا دونوں ماں بیٹی کا یہ سخت خول صرف ظاہری ہے اندر سے تو وہ موم کی طرح نرم ہیں ۔

تابندہ بیگم کچھ کہے بنا آگے بڑھیں اور خاموشی سے جا کر صوفے پر بیٹھ گئیں ۔ موحد اردگرد نگاہ دوڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور پھر آ کر ان سے کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھ گیا ۔

چند لمحے یوں ہی خاموش رہنے کے بعد موحد نے ہی بات شروع کرتے ہوئے خاموشی کو توڑا ۔

" آنٹی --- میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں "

سر جھکائے نادم سے لہجے میں کہا ، تابندہ بیگم نے کوئی بھی جواب دیے بنا سامنے نگاہیں غیر مرئی نقطے پر مرکوز کیں ، موحد اس گھر میں ملک جہانزیب کی ضد کی بدولت موجود تھا ورنہ انہیں تو موحد کا وجود کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا ۔

" آنٹی دراصل ردا اپنا نمبر دوستوں کو دے چکی ہے اس کی دوست سعدیہ کے پاس اس کا نمبر ہے میں نے بہت کوشش کی پر عابد نمبر نہیں دے رہا "

اب کی بار تابندہ بیگم نے چونک کر موحد کی طرف دیکھا تھا ایسے جیسے پوچھ رہی ہوں تمہیں کیسے خبر ہوئی ۔

" مجھے پتا ہے ، پر اب یہ آپ کا کام ہے آپ کیسے سعدیہ سے اس کا نمبر نکلواتی ہیں "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ ان کے چہرے کے تاثرات یکسر اس کے سوچ سے مختلف تھے ۔

" بیٹا جی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے اس سے نمبر نکلوانے کی میری گل ہو چکی اے ردا نال (میری بات ہو چکی ہے ردا کے ساتھ) ، شی از مچھ بیٹر ناؤ تم بیکار میں ٹینشن نا لو"

تابندہ بیگم نے نخوت سے ناک چڑھائے اسے آگاہ کیا جس پر وہ اب چونک کر ایک دم سیدھا ہوا

" مطلب آپ کے پاس ہے اس کا فون نمبر"

حیرت سے پوچھا منہ بھی کھل گیا تھا

" ہاں ہے ، تمہیں ضرورت نہیں ہے وری ہونے کی ہمارے معاملوں میں ، سانو ساڈے حال تے چھڈ دے (ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو) "

تابندہ بیگم کا لہجہ اب کی بار زیادہ سخت اور ناگوارای لیے ہوئے تھا ۔

" آنٹی مجھے اس سے بات کرنی ہے ، اس کا نمبر مل سکتا ہے کیا"

موحد نے التجائی لہجے میں کہا ، وہ ایسے ہی عابد کی منتیں کرنے میں لگا رہا یہ ذہن میں ہی نہیں آیا کہ تابندہ بیگم آخر اس کی ماں ہیں یہ کیسے ممکن تھا کہ اتنے عرصے تک وہ اپنی ماں سے رابطہ نا کرے ۔

" دیکھو وہ بہت مشکل سے وہاں سیٹ ہوئی ہے تم بات نا کرو تو اچھا ہے "

تابندہ بیگم نے ناک پھلائے اسے بات کرنے سے منع کیا

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں مجھے۔۔۔۔ وہ میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں اس لیے بات کرنا چاہتا ہوں اس سے "

موحد نے ان کو اپنی بات سمجھائی ۔

"معافی کس بات کی معافی کیا تو اس نے سب ہے نا تو تم کس بات کی معافی مانگو گے اب اس سے "

تابندہ بیگم نے پیشانی پر نا سمجھی کے بل ڈالے سوال کیا

" آنٹی ۔۔۔ آپ نہیں سمجھ سکیں گی آپ اس کا نمبر دے دیں پلیز مجھے "

موحد نے گہری سانس لیتے ہوئے التجا کی ، تابندہ بیگم نے کن اکھیوں سے موحد کو دیکھا

" نہیں میں اس سے پہلے پوچھوں گی پھر اگر وہ کہے گی تو ہی نمبر دوں گی "

تابندہ بیگم نے ایک غصیلی نگاہ موحد پر ڈالی اور پھر نمبر ڈائی ل کیا ۔ دوسری طرف چند سکینڈز کے بعد ہی شائیدرد ا نے فون اٹھا لیا تھا۔

" ردا ۔۔۔ وہ ۔۔۔ موحد بیٹھا ہے میرے کمرے میں تمھارا نمبر مانگ رہا ہے "

دوسری طرف شائید خاموشی چھا گ ئی تھی ۔ وہ کچھ دیر یونہی بیٹھی رہیں ۔ کچھ دن پہلے ہی ردا نے تابندہ بیگم سے خود رابطہ کر لیا تھا ۔ موحد اب مضطرب سے کھڑا ان کو دیکھ رہا تھا کچھ دیر

www.classicurdumaterial.com

بعد تابندہ بیگم نے لب بھینچے موحد کو دیکھا اور پھر کان سے موبائل نیچے کیا

" لو بات کرو "

تابندہ بیگم نے موبائل موحد کی طرف بڑھایا ۔ موحد نے حیرت سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے فون لیا اور پھر کان سے لگایا ۔

" ہیلو "

موحد نے متوازن لہجے میں کہا دوسری طرف گہری خاموشی تھی لیکن فون بند نہیں ہوا تھا ۔

ایک عجیب سا احساس ہوا وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا ۔

" ہیلو ۔۔۔ ردا ۔۔۔۔ "

موحد نے پھر سے پکارا ، مگر کوئی جواب نہیں آیا فون بند نہیں ہوا تھا ۔ موحد نے گہری سانس لی اور گویا ہوا

" ردا ۔۔۔ دیکھو یہ سب جو تم نے کیا اس مسئلے کا حل نہیں

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ " کچھ دیر خاموش رہا وہ کیوں نہیں بول رہی تھی وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا

" اس رات جو بھی ہوا میں مانتا ہوں سب غلط ہوا ، میں نے تمہیں جو بھی کہا مجھے ایسا کچھ بھی نہیں کہنا چاہیے تھا ۔۔۔ " بڑے سے نرم سے لہجے میں رک رک کر کہا وہ پہلی دفعہ ردا سے

یوں مخاطب تھا۔ وہ اب بھی کچھ نہیں بولی تھی

" پلیز ردا ---- تم واپس آؤ سب بہت پریشان ہیں "

التجا کی دوسری طرف خاموشی ہی تھی ۔

" ردا آئی ایم سوری ---- پلیز مجھے بھی معاف کردو ان سب باتوں کے یلے جتنا قصور تمھارا تھا اتنا میرا پھر تم خود کو اور اپنے پیرنٹس کو سزا کیوں دو ، مجھے معاف کر دو "

موحد نے مدھم سی آواز میں معافی طلب کی انا ، اکڑ ، غصہ اور نفرت تو کب سے ختم تھا اب تو فقط شرمندگی اور ردا کے یلے بے پناہ عزت تھی ۔اس کی آواز سننے کو دل عجیب طرح بے کل سا تھا۔

" معاف کر دیا"

بہت ہلکی اندوہ گیں آواز تھی اور پھر اسی لمحے فون بند ہو گیا ۔ موحد کا دل عجیب طرح سے ڈوبا ایسے جیسے کوئی بہت اونچائی پر لے جا کر دھکا دے ۔ عجیب سا احساس جیسے کوئی خواب میں پانی پینے کے بعد بھی پیاس محسوس کرتا ہے ۔

موحد اب ردا کا فون نمبر اپنے موبائل میں نوٹ کر رہا تھا ۔

****

عرفہ نے آہستگی سے ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس سامنے میز پر رکھا ۔ موحد بلکل سامنے میز پر کہنیاں ٹکائے اور ہاتھوں کے پنجوں کو ملا کر اس پر چہرہ ٹکائے بغور اس کو دیکھ رہا تھا ۔

جوس کارنر میں بجتی انگلش موسیقی اور لوگوں کی باتوں کا شور اور موحد کی پیشکش سب کچھ ایک ملحے کے لیے گھوم گیا تھا ۔ وہ اس سے کیا کہہ رہا تھا کچھ دیر تو کانوں پر یقین تک نہیں آیا پر وہ تو بہت سنجیدہ بیٹھا تھا اور اب اپنے جواب کے انتظار میں تھا ۔

" موحد لیکن ۔۔۔"

عرفہ جزبز سی بات کرتے ہوئے رک گ ئی وہ گہری سوچ میں تھی موحد کی پیشکش بلکل مناسب تھی ۔

" لیکن ویکن کچھ نہیں تمہیں کیا اس شادی سے انکار ہے "

موحد نے بھنویں اچکائی یں ۔ وہ تو اس سب سے بہت خوش تھا اور رات کو وہ ثانیہ کو بھی اس بات کے لیے رضا مند کر چکا تھا ۔ اور دل کو یہ تسلی بھی تھی کہ سب اس رشتے پر مان جائی یں گے عرفہ بہت سلجھی ہوئی اور پڑھی لکھی خوبصورت لڑکی تھی ۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے بات کرنے دو پہلے اپنے گھر امی کو اعتماد میں لینا ضروری ہے "

عرفہ نے اپنے پریشان ہونے کا اصل وجہ بتائی جس پر وہ سر اثبات میں ہلا گیا ہاں یہ تو اس

www.classicurdumaterial.com

نے سوچا ہی نہیں کہ اسے بھی تو اپنے گھر میں بات کرنی ہو گی ۔

" ہاں تو کر لو نا ، انکل آنٹی کو بتاؤ ، میں بھی بات کرتا ہوں گھر میں بس امی کچھ ناراض ہیں بات نہیں کر رہی مجھ سے لیکن ثانیہ آج بات کرے گی ان سے اس معاملے میں اور مان جائیں گے سب ان شا اللہ "

موحد نے پرسکون لہجے میں کہا جس پر عرفہ زبردستی مسکرائی ۔ وہ ابھی بھی الجھی ہوئی لگ رہی تھی ۔ موحد کے پے در پے احسانات تو پہلے سے بہت تھے اور اب یہ اتنی بڑی پیش کش اس کا تو اس نے سوچا تک نہیں تھا ۔

" اب کیوں اتنی پریشان ہو بھئی "

موحد نے ہنستے ہوئے پھر سے پوچھا ، عرفہ اکثر باتوں ہی باتوں میں اپنے رشتے کے بارے میں اپنے والدین کی پریشانی کے متعلق اس سے بات کرتی رہتی تھی اور تب سے ہی وہ یہ سب سوچ چکا تھا پر اُس پر اپنی سوچ آج ظاہر کی تھی

" نہیں عجیب سا لگ رہا ہے کبھی سوچا بھی نہیں تھا یہ سب تمھارا اور میرا ایسا رشتہ "

عرفہ نے ہنستے ہوئے کندھے اچکائے جس پر موحد نے بھی ہنستے ہوئے سر کو خلا میں جنبش دی ۔

" تو اب سوچ لو نا میری فیمیلی بہت اچھی ہے ، امی بہت نرم دل کی ہیں اور سرمد بھائی ان

جیسا شاندار بندہ نہیں ہے کوئی ، بہنیں تینوں بلکل امی پر ہیں ثانیہ تو آج شام کو کال بھی کرے گی تمہیں میں اس سے بات کر چکا ہوں "

موحد نے سر جھکا کر مسکراتے ہوئے اسے سب کے بارے میں بتایا تو وہ بھی مسکرادی وہ جانتی تھی موحد کی طرح سب ہی بہت اچھے دل کے مالک ہوں گے ۔

" سہی ہے میں آج ہی امی سے بات کرتی ہوں "

عرفہ نے لب بھینچے سر ہلایا

" ہاں کر لو ہو سکتا ہے اگلے ہفتے تک میری امی آ جائیں رشتہ لے کر تمھارے گھر "

موحد نے مسکراتے ہوئے کہا تو عرفہ آہستگی سے مسکرا دی اور سامنے پڑا جوس کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا ۔

****

****

مدھر سی آواز میں بجتا گیت جو پورے اپارٹمنٹ کے ہر کونے میں سنائی دے رہا تھا۔۔۔

آپ کا ارمان آپکا نام میرا ترانہ اور نہیں ----

ان جھکتی پلکوں کے سوا دل کا ٹھکانہ اور نہیں ----

بجھتا۔ااا۔اااا ہی نہیں۔ں۔ں۔ں آنکھوں میں کوئی۔ی۔ی۔ی۔ی۔

دل تم کو ہی چاہے تو کیا کیج ئی یے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

او۔۔۔۔ میرے ۔۔۔۔۔ دل کے چین ن۔ن۔ن۔

چین آئے میرے دل کو دعا کیجیے ۔۔۔۔

گلدان میں سجے سفید اور گلابی پھول اور شیشے کے خوبصورت گول میز پر پڑا گلدان ، میز کے گرد لگے ہلکے گرے رنگ کے صوفے اور گول خوبصورت کاؤچ اور لکڑی کا بنا گہرے بھورے رنگ کا فرش ایک طرف اوپن کچن کی شفاف سفید ٹائی لز سے بنی شیلف اس کے پیچھے پوری دیوار میں نسب برتنوں کی الماری ، جگہ جگہ دیواروں پر لگی دلکش سجاوٹی بیش قمیت پینٹنگز کچن کے بائیں طرف تھوڑی سی اونچائی پر رکھا ٹریڈمل اور اس پر دوڑتی ردا ہلکے سبز رنگ میں پہنی ٹی شرٹ کے نیچے سفید ٹریکنگ ٹراوزر اور سفید جوگرز بالوں کی بنی اونچی پونی جو دوڑنے کی وجہ سے دائیں بائیں کندھوں کو چھو رہی تھی ۔ اور اس کی خالی سی نگاہیں جو سامنے خلا میں مرکوز تھیں ۔

گیت کے بول گونج رہے تھے اور ساتھ ساتھ اس کے قدم ٹریڈمل پر پوری رفتار سے بھاگ رہے تھے ان تین ماہ میں وہ اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اپنا اتنا وزن کم کرنے میں کامیاب ہوئی تھی ، کبھی تو خود پر ہی یقین نہیں آتا تھا وہ وہی ردا ملک ہے جو کبھی کسی کے لیے خود کو بدلنا نہیں

چاہتی تھی پر اب وہ خود کو ہی ایک چیلنج کی طرح لے رہی تھی ۔ اور یہ سب اس کی زندگی میں پہلی دفعہ ہو رہا تھا ۔ اور بھی بہت کچھ ایسا تھا جو اس کے ساتھ زندگی میں پہلی دفعہ ہوا تھا

موحد سے یوں اچانک شادی ہو جانا ، اس سے انوکھی سی ضد کا جڑ جانا اور پھر اچانک نا چاہتے ہوئے اس سے محبت کا ہو جانا ۔

انسان کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا بس یہ ہمارے اندر ایک خوف ہوتا ہے جو ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہم وہ نہیں کر سکتے جو سامنے والا کر سکتا ہے اور بعض اوقات اسی سوچ کے زیر اثر ہم خود کو بہت ڈھیل دے کر نکما سمجھ کر پیچھے ہٹنے لگتے ہیں اور پھر زندگی جب ہمیں اس موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں ہمیں وہ سب کرنا پڑ جاتا ہے پھر ہمیں احساس ہوتا ہے کچھ بھی ناممکن نہیں کچھ بھی -----

اور ردا ملک جس کو لگتا تھا وہ زندگی میں کبھی اپنی بھوک کو برداشت کرتے ہوئے سمارٹ نہیں ہو سکتی وہ آج سالوں کا سفر تین مہینوں میں طے کر چکی تھی ۔

گانے کے بول اور آنکھوں کے سامنے خلا میں گھومتا موحد عالمگیر کا چہرہ سب ایک دم سے موبائل فون پر بجتی رنگ ٹون کی وجہ سے چھناکے سے خیالوں کے پردوں پر ٹوٹ گیا تھا ۔

ٹریڈ مل پر بھاگتے قدم فون کی بار بار بجتی رنگ ٹون پر آہستہ ہوتے ہوئے رکے تھے ۔ ردا نے

www.classicurdumaterial.com

ٹریڈمل سے اتر کر ایک طرف پڑے تولیہ کو اٹھا کر گردن کے گرد حائل کیا اور پاس پڑی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولتی ایک دو زینے اتر کر لاؤنج میں پڑی میز تک آئی جہاں اس کا فون ہلکا ہلکا سا رنگ ٹون کی وجہ سے سرک رہا تھا فون کرنے والا بار بار کال کر رہا تھا ۔فون پر جرمنی کے کسی فون بوتھ کا نمبر چمک رہا تھا ، بھنویں اچکائے فون کو اٹھا کر کان سے لگایا ۔

" ہیلو "

جیسے ہی فون اٹھایا دوسری طرف سے شناسا سی مردانہ آواز ابھری اور ایک سیکنڈ کے بارہویں حصے میں اس کا ذہن اس آواز کو پہچان چکا تھا ۔

" احمر۔ر۔ر۔۔ر۔ "

حیرت میں ڈوبی آواز نکلی اور اس نے جلدی سے فون نیچے کر کے نمبر کو دوبارہ سے دیکھا ایسے جیسے یقین نا ہو وہ جرمنی کا ہی نمبر تھا ۔ فون پھر سے تیزی سے کان کے ساتھ لگایا

" ہاں میں ہی ہوں "

دوسری طرف سے احمر کی پرسکون آواز ابھری

" تم جرمنی ۔۔۔۔ کیا کرنے آئے ہو یہاں ؟ میرا نمبر کس نے دیا ۔۔۔؟ "

ردا نے حیرانگی میں ماتھے پر بل ڈالے تابڑ توڑ سوال پوچھ ڈالے

" سوال جواب بعد میں کرنا پہلے مجھے آکر پک کرو ائیر پورٹ پر ہوں کب سے فون کر رہا ہوں

"

احمر کی تھکے سے لہجے میں آواز ابھری ---ردا نے سر پر زور سے تاسف میں ہاتھ مارا

" تم --- تمھارا دماغ --- "

دانت پیستے ہوئے ابھی اسے جھاڑنا شروع ہی کیا تھا جب احمر نے اس کی بات کاٹ دی

"کہا نا بعد میں کرنا آرام سے بیٹھ کر سوال جواب پہلے مجھے پک کرو آ کر بہت ایگزاسٹڈ ہوں اس وقت "

اس کی بات پر ردا نے بے بسی سے کندھے گرائے اور پھر لب بھینچے

" اوکے رکو وہیں میں آ رہی ہوں بیس سے پچیس منٹ لگیں گے "

اسے عجلت میں جواب دے کر وہ کمرے کی طرف بڑھی کپڑے تبدیل کرنے کے بعد باہر آئی تو ایک ہاتھ میں گاڑی کی چابی بھی تھی ۔

سن گلاسز آنکھوں پر چڑھائے وہ اب لفٹ میں کھڑی فون کی سکرین پر انگلیاں چلا رہی تھی لفٹ نیچے بیس منٹ میں بنی پارکنگ میں جا رہی تھی ۔ نمبر ملانے کے بعد کان سے لگایا دوسری طرف جیسے ہی عابد نے فون اٹھایا وہ برس پڑی

" تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں احمر کا ؟ کس نے دیا تم دونوں میں سے اسے میرا نمبر ؟ "

دانت پیستے ہوئے اونچی آواز میں پوچھا ، دوسری طرف جیسے اس کے ایسے فون کا پہلے سے ہی

www.classicurdumaterial.com

انتظار ہو رہا تھا

" ضرورت نہیں سمجھی "

عابد کے پرسکون لہجے اور غیر متوقع جواب پر وہ جل بھن گئی ۔

" عابد اچھا نہیں کیا تم نے ---- وہ جرمنی پہنچ گیا ہے تمہیں پتا ہے نا اس کا کیا چیز ہے وہ ، اب میرا سر کھا جائے گا "

ردا نے لفٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف قدم بڑھائے ، عابد بہت دن سے احمر کے لیے اسے باتوں ہی باتوں میں اکسا رہا تھا اس لیے اسے پورا یقین تھا کہ اس کا نمبر احمر کو عابد نے ہی دیا ہو گا ۔

" ہاں پتا ہے پر اب تم بھی پلیز اس کو سمجھو ------ میرا کہنے کا مطلب ہے ایک دفعہ دل سے احمر کے بارے میں سوچو ہی لوز یو آلاٹ --- اور ایک لڑکی کو کیا چاہیے اتنے سال کوئی یونہی پیچھے نہیں پڑا رہتا "

عابد نے اسی کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے سمجھایا ۔ ردا اب کار کے پاس پہنچ چکی تھی ، سفید پیشانی سیاہ گلاسز کے اوپر بری طرح شکن آلودہ تھی

" عابد بس کرو یہ تم کہہ رہے ہو ؟ تم اچھی طرح جانتے ہو اُسے ، وہ ڈرنک کرتا ہے اور کیا کچھ کر چکا ہے جانتی ہوں میں میرے ساتھ ہی یونیورسٹی میں پڑھا ہے ، مجھے ایسے لڑکے پسند

نہیں ہیں "

ردا نے پیشانی پر بل ڈالے غصے میں اس کی بات کا جواب دیا اور دروازہ کھول کر گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی ۔

" اُس نے پرامس کیا ہے مجھ سے وہ سب چھوڑ دے گا تمھارے لیے وہ نہیں بھول پا رہا ہے تمہیں "

عابد کا لہجہ ہنوز پرسکون تھا

" اوہ جسٹ شٹ اپ عابد ۔۔ تمہیں تو میں بعد میں پوچھتی ہوں پہلے اس کو لے آؤں میں ذرا جس کو ایک دفعہ کا انکار سمجھ میں نہیں آتا ہے "

ردا نے غصے میں کہا اور پھر فون بند کر کے سیٹ پر پٹخا اب وہ گاڑی کے سٹیرنگ پر ہاتھ تیزی سے گھماتی گاڑی کو پارکنگ ائیریا میں سے نکال رہی تھی ۔

****

موحد فون پر نگاہیں جمائے پینٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا ، یہ کوئی لڑکیوں کی چمچماتی برانڈڈ کپڑوں کی دوکان تھی ، جہاں تیار شدہ جوڑے قطار در قطار فرش پر رکھے ریکس میں لٹک رہے تھے۔ وہ ٹرائیل روم کے دروازے کے پاس ایک طرف کھڑا تھا جہاں چھوٹی سی راہداری کے دائیں بائیں بہت سے ٹرائیل روم تھے ، اچانک ایک طرف سے آتی

www.classicurdumaterial.com

مردانہ آواز پر وہ بے اختیار متوجہ ہوا ۔

" بے بی ذرا سمارٹ ہو جاؤ تو اتنا مس ئ لہ نا ہو پھر "

قریبی ٹرائ ل روم میں سے مرادنہ آواز ابھری -- کوئ لڑکا شائ د کسی لڑکی سے مخاطب تھا ،

وہ اسے جوڑے پہن پہن کر دکھا رہی تھی ۔

"آرام سے رہیں --- جان پیاری ہے نا آپکو "

نسوانی تیکھی سی غصے میں بھری آواز ابھری اور ساتھ ہی ایک صحت مند لڑکی پیشانی پر ناگواری کے بل ڈالے خفگی سے منہ پھلائے باہر نکلی جس کے بازو پر جوڑے لٹک رہے تھے جو شائ د ناکام ہو چکے تھے اور اس لڑکی کے پیچھے شرارت سے مسکراتا لڑکا اسکی پیروی کرتا ہوا نکلا ۔

" تم پیاری ہو بہت بس یہ جو شادی کے بعد تم فٹ بال بنتی جا رہی ہو نا یہ مس ئ لہ بن گیا ہے "

لڑکے نے مسکراہٹ دباتے ہوئے لڑکی کو کہا جو اب موحد کے قریبی ریک میں ہاتھ چلاتی پھر سے جوڑے دیکھ رہی تھی ، موحد دلچسپی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا شائ د اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس لڑکی کا سراپا ردا کی یاد دلا گیا تھا ۔

" اچھا یہ فٹ بال شادی سے پہلے بہت پیاری تھی آپکو یاد ہے کچھ ؟ پوری دنیا سے زیادہ حسین

www.classicurdumaterial.com

لگتی تھی میں ہی تھی وہ "

لڑکی ایک دم سے غصے میں پلٹی اور گھور کر اپنے شوہر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو گ ئی

" اب بھی لگتی ہو کوئی شک ہے کیا اس میں ، پر میں تو یہ کہہ رہا ہوں نا بے بی کے تین گھنٹے ہو گئے ہیں کوئی پسند کا جوڑا پورا نہیں آ رہا تمہیں "

لڑکے نے معصوم سی صورت بنائے فوراً جواب گھڑا ، موحد اس کے اس انداز پر بے ساختہ ہی ہنس دیا لڑکی کی نظر موحد پر پڑی تو فوراً سر موبائ ل پر جھکا لیا

" گھر چلیں میں آپکو بتاتی ہوں "

لڑکی شائ داب اپنے شوہر کو غصے میں جانے کے لیے کہہ رہی تھی ، موحد نے آبرؤ چڑھائے چور سی نگاہ اٹھائی تو وہ دوکان سے باہر نکل رہے تھے ۔

وہ اب کھلکھلا کر ہنس دیا ، شیشے کے بنے دروازے سے باہر اب وہ دونوں گاڑی کے پاس کھڑے بھی لڑ رہے تھے ۔ عجیب رشتہ ہوتا ہے یہ میاں بیوی کا ، ذہن میں ابھرتے خیال کے زیر اثر چھپاک سے ردا کا سراپا سامنے آ گیا ۔

دو ہفتوں سے یہی تو ہو رہا تھا اس کے ساتھ ، ایک عجیب انوکھا سا انجان احساس تھا وہ یاد آنے لگی تھی ہر بات پر ہر گھڑی ، صبح RIdaکی لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے وہ سامنے کھڑی

ہوتی ، " یوز دا سٹیرز "

آفس میں داخل ہوتا تو کرسی پر جھول رہی ہوتی ، " اپنی اوقات میں رہو سمجھے "

گھر واپس آتا تو وہ کمرے میں لیٹی ہوتی ۔۔۔ " خبردار اگر میرے قریب بھی آئے تو "

وہ خود حیران تھا وہ کیوں یاد آنے لگی تھی ، اس کی باتیں ، اس کا انداز ، اس کی خوشبو ، اس کا ہنسنا ، اس کا غصہ کرنا ، ضد کرنا ، مارنا ، برابر لڑنا اور پھر اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ

آہ۔۔۔۔۔

اس دن سے جس دن سے اس سے فون پر بات ہوئی ، اس کے وہ تین الفاظ ذہن کی دیواروں میں گونج گونج کر اسے پاگل کئے ہوئے تھے ۔ ایک عجیب سی خواہش سر اٹھاتی تھی وہ فون پر اس کا محفوظ کیا ہوا نمبر نکالتا تھا اور پھر کچھ دیر دیکھنے کے بعد خود ہی سر کو نفی میں ہلاتا خود کو جھٹلاتا وہ موبائ‌ل کو ایک طرف رکھ دیتا تھا اور اب بھی یہ لمحہ عجیب طرح سے ردا کی یاد کو جھنجوڑ گیا تھا اور بے اختیار وہ موبائ‌ل پر اس کا نمبر نکال کر کھڑا تھا ۔ انگوٹھا ہوا میں معلق تھا اور دل چیخ رہا تھا۔۔۔

نمبر ملا۔۔۔۔۔۔ نمبر ملا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نمبر ملا لے ۔۔۔۔۔۔

اور دماغ کھڑا دل کو روک رہا تھا

نہیں پاگل ہے کیا ۔۔۔ ہو کیا گیا ہے بھئی ۔۔۔۔ جو چاہتا تھا وہ ہو گیا نا اب بس ختم ہے

www.classicurdumaterial.com

سب ، تو جو چاہتا تھا مل گیا نا ----- آزادی ----- ردا ملک سے چھٹکارا --- اس کی اکڑ کا خاتمہ -----

" موحد--- دیکھو تو یہ والا کیسا لگ رہا ہے ؟"

عرفہ کی آواز پر اس نے چونک کر سر اوپر اٹھایا وہ ٹرائی ل روم کے دروازے پر کھڑی اسے خود پر زیب تن کیا جوڑا دکھا رہی تھی ۔ کل صالحہ بیگم ، ثانیہ اور سرمد کے ساتھ لاہور عرفہ کو دیکھنے کے لیے آ رہی تھیں عرفہ اسی سلسلے میں آج موحد کو لے کر شاپنگ پر نکلی ہوئی تھی اور اب کل کی چھوٹی سی تقریب کے لیے وہ کوئی جوڑا پسند کر رہی تھی ۔

" ہاں --- ہاں پرفیکٹ --- بہت اچھی لگ رہی ہو"

موحد نے اوپر سے نیچے نگاہ دوڑاتے ہوئے لب بھینچ کر سراہا یہی فقرہ وہ اس کے پچھلے جوڑے پر بھی اسے کہہ چکا تھا۔

" بتا دو یار کنفیوز ہو رہی ہوں یہ والا یا پھر یہ"

عرفہ نے ایک ہاتھ میں پکڑے جوڑے کو جھلاتے ہوئے بھنویں اچکا کر پوچھا ، موحد نے انگلی کو لبوں پر دھر کر بغور دونوں جوڑوں کی طرف ایسے دیکھا جیسے واقعی فیصلہ کر رہا ہو کہ کونسا اور پھر اسکے پہنے ہوئے جوڑے کی طرف اشارہ کیا

" اممم --- میرا خیال ہے یہ بلو والا "

جبکہ ذہن کہیں اور ہی تھا۔

" اوکے ڈن ---"

عرفہ نے چہکتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا اور پھر دروازہ بند کر لیا اور موحد نے سر کو نفی میں ہلاتے کندھے گرائے موبائل بند کرنے کے بعد جیب میں رکھ لیا۔ آج پھر دماغ جیت گیا تھا اور دل کو جھٹلا دیا تھا اور دل پھر سے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر دماغ کو کوس رہا تھا۔

****

یہ Ridaکی لابی تھی جس میں وہ لڑکا فائل تھامے یہاں ہال میں پہنچا تھا اور پھر کانوں میں پڑتی آواز پر اس کے کان کھڑے ہو گئے تھے اور آنکھوں میں حیرت جھلکنے لگی تھی۔

" ہاں آج آئی ہیں گی موحد کی امی اور اس کی بہن "

عرفہ نے شرماتے ہوئے پاس کھڑی لڑکی سے کہا، لڑکی کا منہ خوشی سے واہ ہوا، عرفہ کے گال گلال ہو رہے تھے۔

" بہت بہت مبارک ہو یار اللہ نصیب اچھا کرے بیسٹ آف لک "

لڑکی نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا جسے اب عرفہ تھام کر مسکرا دی۔ اور پھر فائل کو تھامے چلتے ہوئے حیران سے کھڑے لڑکے کے پاس سے گزرتی آگے بڑھ گئی۔ لڑکا یونہی بار بار

www.classicurdumaterial.com

عرفہ کو دیکھتا اب اسی لڑکی کے پاس آیا جس سے کچھ دیر پہلے عرفہ بات کر رہی تھی ۔

" بڑی خوش ہے بھئی یہ--- کیا چکر ہے --- ؟"

کاونٹر پر کہنی ٹکائے معنی خیز انداز میں لڑکی سے سوال پوچھا ، جو مگن سی فائی لز کو ترتیب دے رہی تھی ۔

" ہاں آج بات پکی ہو رہی ہے اس کی "

لڑکی نے خوشی سے سر اوپر اٹھائے مختصر جواب دیا اور اس سے پہلے کہ لڑکا اور سوال کرتا اسی وقت فون پر بجتی رنگ پر لڑکی نے فون اٹھا کر کان کو لگایا ۔

" جی --- اوکے سر میں آتی ہوں "

لڑکی نے فون کے دوسری طرف موجود نفس سے مؤدبانہ کہا اور پھر کچھ فائی لز اٹھا کر ایک طرف چل دی ۔ لڑکا بھی حیران سا سر ہلاتا جوش میں ایک طرف چھوٹے سے کیبن نما آفس کی کی طرف بڑھا داخل ہوتے ہی سامنے بیٹھے لڑکے کے قریب ہوا ۔

" لو سن لو پھر --- میں نا کہتا تھا دال میں کچھ کالا ہے پر جناب یہاں تو ساری دال ہی کالی نکلی "

رازدانہ لہجے میں سامنے بیٹھے نفس کو کہا ، جو اس کی طرف نا سمجھی میں دیکھنے لگا

"کیا ہوا ؟ "

کرسی پر بیٹھے لڑکے نے تجسس سے آگے ہوتے ہوئے پوچھا

" شادی کر رہے ہیں ایم ڈی موحد صاحب عرفہ بی بی سے "

لڑکے نے آنکھیں نچاتے خبر گوش گزار کی

" اوہ نا کر یار ---- یعنی وہ بات غلط نہیں جو آفس میں پھیلی ہوئی ہے تین ماہ سے "

لڑکے نے جوش سے پوچھا

" سو فیصد درست ہے --- میں نے اپنے ان گناہ گار کانوں سے سنا عرفہ انجم سے کہہ رہی تھی کہ موحد کے گھر والے آج شام آرہے ہیں ہمارے گھر رشتہ لے کر بلکہ بات پکی کرنے "

آنکھوں کو سکوڑے خبر دیتا وہ اب اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

" حیرت کی بات ہے ویلے--- ردا میم کو شائ دپتا نہیں ہے اس بات کا ؟ "

میز کی دوسری طرف موجود نفس نے ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

" یار غلط کر رہا ہے موحد کہاں سے کہاں لا کر بیٹھایا ہے ردا ملک نے اسے "

پہلے لڑکے نے تاسف سے سر کو مارتے ہوئے کہا

" او بھئی ردا ملک نے زبردستی شادی کی تھی موحد سے پتا تو ہے عدنان نے بتایا نہیں تھا سب کو اور اب وہ خود چھوڑ گ ئی ہے سب میری بیوی کی دوست ہے اس کی دوست اس

نے بتایا ہے "

دوسرے نفس نے اسے یاد دہانی کروائی ، اسے ملحے آفس کا دروازہ کھولے ایک اور لڑکا داخل ہوا ۔

" تم دونوں کو کوئی کام نہیں کیا ؟ کیا راز و نیاز ہو رہے ہیں مجھے بھی بتاؤ "

لڑکے نے آنکھیں نچاتے ہوئے پوچھا اور پھر دلچسپی سے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا ۔

****

بہت اداس تھا اس دن مگر ہوا کیا تھا

ہر ایک بات بھلی تھی تو پھر برا کیا تھا

موحد بلکل خاموش سامنے کے منظر پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا جہاں ایک تتلی ایک پھول پر بیٹھی پروں کو کھول اور بند کر رہی تھی ، یہ ردا ٹریننگ سینٹر کا کشادہ لان تھا جس میں ایک طرف چھوٹی سی کینٹین بنی تھی اور لان میں جگہ جگہ کرسیاں اور میز لگے تھے ۔ اسے آج عابد کی کال موصول ہوئی تھی وہ ملنا چاہتا تھا ، اور جب وہ آفس آیا تو پتا چلا وہ کسی سروے پر نکلا ہے کچھ دیر میں یہیں آنے والا ہے۔ شام کا سرمئی سا سایہ پھیل رہا تھا اور وہ لان میں ہی اس کا انتظار کرنے کی غرض سے بیٹھ گیا۔ جہاں ردا کے نام سے لگے بورڈ پر نظر پڑتے ہی دل عجیب سی اداسی میں ڈھل گیا ۔

"آپ کب پہنچے ؟"

ایک طرف سے آتی عابد کی آواز پر وہ چونک کر متوجہ ہوا۔ وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف ہی آ رہا تھا ، موحد نے بھی زبردستی لبوں پر مسکان سجائی

" بس ابھی کچھ دیر پہلے "

کرسی سے اٹھ کر عابد سے بغل گیر ہوا

"آئیں نا آفس چلتے ہیں "

عابد نے آفس کی طرف اشارہ کیا جس پر موحد سر اثبات میں ہلاتا اس طرف چل دیا ۔

" ردا سے بات ہو گئی تھی میری آنٹی کے پاس نمبر تھا اس کا ، تمہیں بتانا یاد ہی نا رہا ، خیریت آج کیوں بلوایا مجھے "

موحد قدم سے قدم ملائے اس کے ساتھ باتیں کرتا ہوا اس کے آفس میں داخل ہوا ۔

" اوہ یہ تو اچھا ہوا بہت کہ آپ کی بات ہو گئی اس سے ، ردا نے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا ، آج ویلے ہی آپ سے کچھ باتیں کرنی تھیں، آپ نے تو چکر ہی نہیں لگایا دوبارہ "

عابد نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں گلا کیا ، موحد چشمے کو درست کرتا ہوا کرسی پر براجمان ہوا اور اس کے شکوے پر مسکرا دیا

" ہاں بس وہ مصروفیت ہی ایسی ہیں کچھ آفس کام اور پھر انکل آجکل بلکل آفس جانا بند کر چکے ہیں ، سنو --- تم اس کے اچھے دوست ہو تو پلیز اس سے کہو مجھے معاف کر ہی دیا ہے تو واپس آ جائے اب یہ بیکار میں خود کو اور انکل آنٹی کو سزا دینا ٹھیک نہیں "

موحد نے پریشان سے لہجے میں عابد سے وہ کہا جو وہ اتنے دن سے سوچ رہا تھا کہ اس کو اگر اب فون کرے گا تو کیا کہنا ہے ۔ عابد نے بڑے غور سے موحد کی طرف دیکھا اور پھر معنی خیز مسکراہٹ سجائے آگے ہوا ۔

" فکر نا کریں احمر بھی جا چکا ہے جرمنی ردا کے پاس ، وہ لے کر ہی آئے گا اسے "

عابد کی بات پر موحد نے چونک کر دیکھا ، فوراً احمر کا وہ سارا قصہ ذہن میں گھوم گیا جو عابد اسے سنا چکا تھا ۔

" احم--م----احمر --- کیا کرنے گیا ہے جرمنی "

بوکھلائے سے لہجے میں سوال کیا تیوری ایک دم سے چڑھ گ ئی اور وہ بے اختیار کرسی پر پہلو بدل گیا جبکہ سامنے بیٹھا عابد اس کی اس حالت پر محظوظ ہوا ۔ پھر دونوں ہاتھ جوڑے میز پر رکھ کر آگے ہوا

" موحد بھائی --- دراصل بات اب کسی سے ڈھکی چھپی تو ہے نہیں ، آپ اس سے الگ ہونا چاہتے ہیں اور احمر اسے بہت پسند کرتا ہے ، میں نے خود احمر کو بھیجا ہے ردا کے پاس اس

کا نمبر بھی دے دیا تھا“

عابد نے سنجیدگی سے اپنی بات کہی جبکہ سامنے بیٹھا موحد اپنے اندر اٹھنے والے عجیب سے لاوئے پر پریشان حال تھا۔

”کب --- کب گیا ہے وہ اور وہ وہاں کہاں رہے گا ؟ جرمنی میں کون ہے احمر کا ؟ “

پیشانی پر بل ڈالے غصے سے سوال کیا، بس نہیں چل رہا تھا اس خبر پر عابد کا ہی گریبان پکڑ لے کہ اس نے احمر کو کیوں بھیجا ردا کے پاس جبکہ پتا تھا سب کہ وہ ردا سے محبت کا دعویٰ دار بنا پھرتا ہے۔

” اس کا تو کوئی نہیں جرمنی میں ، ظاہر سی بات ہے ردا کے پاس ہی رُکے گا ، وہ چار دن پہلے گیا تھا، ردا کی طرف ہی ہے سٹے اس کا “

عابد نے کندھے اچکاتے ہوئے متوازن لہجے میں جواب دیا، چار دن کا لفظ سن کر موحد کی پیشانی کے بل مزید گہرے ہوئے کنپٹی کی رگیں باہر کو ابھر گئیں ، چہرہ سرخ ہونے لگا خود پر قابو ہی نہیں رہا تھا۔ کچھ چیخ رہا تھا اندر شائد دل ہی تھا کمبخت ---

” تم ایک دفعہ مجھ سے تو پوچھتے اس بارے میں اٹھا کر ردا کا نمبر دے دیا اس کو“

ضبط سے لب بھینچے رعب سے عابد کو کہا جو بھنویں اچکا کر حیرت ظاہر کرتا گویا ہوا

” کیوں --- موحد بھائی آپ سے کیوں پوچھتا ؟ “

" کیونکہ ردا میری بیوی ہے اس لیے "

موحد نے ترکی با ترکی جواب دیا اور پھر ایک دم خاموش ہوا چونک کر عابد کی طرف دیکھا جو مسکراہٹ چھپا رہا تھا اور نگاہیں گاڑے بیٹھا تھا ۔

خاموشی تھی صرف خاموشی --- موحد اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے اور اس کے پیچھے آفس میں بیٹھا عابد اب گہری مسکراہٹ لبوں پر سجائے سر ہوا میں مار رہا تھا---

او--- ری محبت ------ او --- ری محبت

یہ تنی گردنیں ، یہ انا کے غلام لوگ ، یہ مضبوط جسامت ، یہ ذہانت ، یہ دولت ، یہ غربت ، یہ بد صورت چہرے ---- یہ خوبصورت چہرے ، رنگین جسم ، مسکین چہرے ، کم سنی ، جوانی کچھ کچھ بھی نہیں دیکھتی جب یہ ہوتی ہے--- ہاں جب اس کو ہونا ہوتا ہے ---

تو پھر ایسے ہی ہوتی ہے ۔ جناب یہ تو ایک بیماری ہے اور اس میں مبتلا شخص عاشق ، آوارہ ، محبوب ، بچارا ، بد چلن تک کہلاتا ہے --

اور پھر وہ--ہ-ہ-ہ-ہ-ہ-ہ-ہ- دیکھو

ایک اور مریض اب کار میں بیٹھا ہے ، مضطرب ---بے کل---- چشمے کے پیچھے آنکھیں پژمردگی لیے ، پیشانی پر دل اور دماغ کی جنگ کی لکیریں ، لبوں کا بار بار خشک ہونا ---- وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے بار بار بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا ۔

****

تو پھر موحد عالمگیر تم نے عرفہ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ ردا نے فون پر موجود پیغام پر سے نگاہیں اٹھائی یں تو ان میں چمکتے آنسوؤں میں کرب کی جھلک واضح تھی۔

وہ موبائ ل کو ہاتھ میں تھامے ٹیرس کی ریلنگ پر کھڑی تھی۔ رات کے اندھیرے میں بھی جرمنی روشنیوں میں نہایا ہوا تھا پر اس کی آنکھوں کی پتلیوں پر جمتی آنسوؤں کی موٹی تہہ کی وجہ سے اب وہ چمکتی روشنیاں پھیل کر ایک ستارے کی مانند ہو رہی تھیں۔

محبت انسان کو بہت کمزور بنا دیتی ہے، کھوکھلا بنا دیتی ہے ایک ڈر-----ایک خوف---- محبوب کو کھو دینے کا ڈر اس سے بچھڑ جانے کا خوف، یہی وجہ تھی آج ردا جیسی مضبوط اعصاب کی مالک لڑکی بھی کمزور پڑ گ ئی تھی، اور وہ نا صرف کمزور پڑی تھی بلکہ یک طرفہ محبت کی تکلیف کو محسوس کر رہی تھی۔

بظاہر تو جو اب موحد کرنے جا رہا تھا اس سب کی اجازت موحد کو وہ خود دے کر آئی تھی لیکن اب موحد کی شادی کی خبر نے ہلا کر رکھ دیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دل پر دباؤ ہو کسی وزنی چیز کا۔

وہ آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں چہرے کو تھوڑا اوپر اٹھائے گہرے سانس لے رہی تھی پر آنسو کہاں تھمے تھے آنکھوں کے کناروں کا بند توڑے گالوں پر ایک سیال کی مانند لڑھک

گئے تھے ۔ اور ٹھنڈی ہوا نم ہوتے گالوں کو برف کی مانند ٹھٹھرا رہی تھی ۔

عورت چاہے کتنی بھی مضبوط اور سخت دل بن جائے پر اللہ نے اسے احساس ، نرم دلی اور محبت میں مرد سے زیادہ درجہ دیا ہے ۔ اگر عورت کے اندر یہ احساس اور محبت کا سمندر نا ہوتا تو اللہ پاک کبھی اسے بچہ جننے اور ماں جیسی عظمت پر فائز نہیں کرتا ۔

ردا کا سخت خول بھی اس کے ماضی کی تلخ یادوں کے باعث تھا لیکن موحد کی محبت اور دل موہ لینے والی شخصیت نے اسے پاش پاش کر دیا تھا ، وہ سالوں سے گئے اس کے دل کے قفل توڑے دل کا حکمران بن بیٹھا تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکی تھی ۔

سینہ دہک رہا ہو تو کیا چپ رہے کوئی

کیوں چیخ چیخ کر نہ گلا چھیل لے کوئی

ثابت ہوا سکونِ دل و جاں کہیں نہیں

رشتوں میں ڈھونڈھتا ہے تو ڈھونڈا کرے کوئی

ترکِ تعلقات کوئی مسئلہ نہیں

یہ تو وہ راستہ ہے کہ بس چل پڑے کوئی

دیوار جانتا تھا جسے میں وہ دھول تھی

اب مجھ کو اعتماد کی دعوت نہ دے کوئی

میں خود یہ چاہتا ہوں کہ حالات ہوں خراب

میرے خلاف زہر اگلتا پھرے کوئی

اے شخص اب تو مجھ کو سبھی کچھ قبول ہے

یہ بھی قبول ہے کہ تجھے چھین لے کوئی

ہاں ٹھیک ہے میں اپنی انا کا مریض ہوں

آخر مرے مزاج میں کیوں دخل دے کوئی

اک شخص کر رہا ہے ابھی تک وفا کا ذکر

کاش اس زباں دراز کا منہ نوچ لے کوئی

خاموش آنسو گلا پھاڑ کر چیختے ارمانوں کا جنازہ اٹھائے گالوں سے بہہ رہے تھے وہ یونہی نمکین آنسوؤں کو پیتے ہوئے رنجیدہ کھڑی تھی جب اپنے پاس آ کر کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر آنسو صاف کرتی ، ارحم اس کے ہاتھ سے موبائل تھام چکا تھا۔

" میرا موبائل دو ارحم ، کیوں تنگ کر رہے ہو "

ردا نے ایک دم سے تنک کر کہا اور اس سے موبائل لینا چاہا لیکن وہ فوراً رخ موڑ ئے تیزی سے موبائل سکرین پر کھلا پیغام پڑھ چکا تھا جسے وہ بار بار پڑھ کر گھل رہی تھی ، جیتے جی مر

www.classicurdumaterial.com

رہی تھی ۔ پیغام پڑھنے کے بعد ارحم نے خاموشی سے اس کی طرف موبائل کو بڑھایا جو اچھل اچھل کر اس کے ہاتھ سے موبائل لینے کے لیے کوشش کر رہی تھی ۔ ردا نے غصے سے گھورتے ہوئے اس سے موبائل تھاما اور بند کر دیا ۔

جبکہ ارحم اب سینے پر ہاتھ باندھے اس کے بلکل سامنے آ کر کھڑا ہو چکا تھا ۔ اور ردا کو اس کا یوں دیکھنا عجیب کوفت میں مبتلا کر رہا تھا ۔

" دیکھو ردا کیوں بھاگ رہی ہو اس کے پیچھے جس کو تمھارا احساس تک نہیں ہے ، انہتائی کوئی چیپ انسان ہے جو سب جانتے بوجھتے آرام سے دوسری شادی کر رہا ہے "

ارحم نے ناک چڑھاتے ہوئے ہتک آمیز لہجے میں کہا ، ردا کی پیشانی پر یک لخت شکن گہرے ہوئے

" شٹ اپ ارحم احمر ---- موحد میرا ہزبینڈ ہے اور وہ چیپ بلکل نہیں ہے دوبارہ میرے سامنے اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال مت کرنا سمجھے "

ردا کو اچانک ارحم کا یوں موحد کو چیپ کہنا انتہائی ناگوار گزرا ، وہ جانتی تھی موحد ایسا بلکل نہیں ہے ہاں اسکو ردا سے محبت نہیں ہوئی لیکن وہ جانتی تھی وہ ایک ایسا مرد ہے جسے اپنے جذبات پر قابو ہے ، کتنی راتیں وہ اس کا محرم ہو کر اس کے ساتھ تھا پر کبھی جزبات کی رو میں بہہ کر اس نے اس کا فائدہ نہیں اٹھایا تھا اسے ڈراتا تھا دھمکاتا تھا پر یہ سب صرف

باتیں تھیں اور ردا کو ایسے ہی مرد پسند تھے ارحم احمر جیسے نہیں جو اس سے سچی محبت کا دعویٰ بھی کرتا تھا اور جذبات کی رو بہہ کر دوسری لڑکیوں کے ساتھ حدیں بھی پار کرچکا تھا۔

" ردا ---- از اٹ یو --- سیریسلی ---"

ارحم ردا کی بات پر حیرانگی سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا، ردا نے ہوا میں ہاتھ ناگواری سے مارا اور اسکے ایک طرف سے نکلتی ٹیرس کے دروازے کی طرف بڑھی۔

" ردا ایک ہفتہ ہو گیا ہے مجھے تمہارے ساتھ یوں سر کھپاتے ہوئے اور تم ہو کے میری محبت پر یقین کر کے نہیں دے رہی اور کھڑی اس بے قدرے انسان کے لیے رو رہی ہو ---ہاؤ از پوسبل یاررر تم وہ ردا نہیں ہو جو تھی کبھی، بریو، محبت کو ایک مزاق سمجھنے والی، ہنس کھیل کر زندگی گزارنے والی"

ارحم بھنویں سکیڑے اسے حیرت سے کہہ رہا تھا اور اس کے پیچھے چلتا ہوا اب لاؤنج میں آچکا تھا۔

" اور مجھے ایک ہفتہ ہو گیا ہے تمہیں یہ بات سمجھاتے ہوئے کہ میں شادی شدہ ہوں اب، سو تم یہ اپنی محبت کا پٹارا لے کر چلتے بنو پلیز۔ز۔ز۔ز "

ردا نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سختی سے لب بھینچے اور پھر پلٹ کر کچن کی طرف بڑھی۔

" شادی شدہ --- وہ شادی یار وہ تو جسٹ ایک مزاق تھا"

ارحم نے خفیف سا قہقہ لگاتے ہوئے اسے یاد دہانی کروائی اور کچن کی شیلف پر اس کے بلکل سامنے کہنیاں ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔

" نہیں اب وہ مزاق نہیں رہا--- بلکہ نکاح کبھی مزاق ہوتا ہی نہیں "

ردا نے اس کی نگاہوں سے بے اعتنائی برتتے ہوئے جواب دیا اور کچن کی شیلف سے چیزیں سمیٹنے لگی ، ارحم اسے مسلسل گھور رہا تھا ردا ایک دم سے غصے میں اسکے بلکل سامنے آکر کھڑی ہوئی

" تم چلے جاؤ پلیز--- تم ایک ہفتہ کیا ایک صدی بھی یہاں رکو گے میرا جواب تب بھی یہی ہو گا ، میں موحد کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور نا ہی سوچنا چاہتی ہوں بھلے وہ تین اور شادیاں کر لے اور میں ردا ملک ہوں میں ایک دفعہ خود سے جو عزم کر لوں اس سے پیچھے نہیں ہٹتی اس کے نام پر زندگی گزار دوں گی پر نا تو کبھی اس سے محبت کی بھیک مانگوں گی اور نا کبھی اس سے محبت کرنا چھوڑوں گی "

ردا نے سینے پر ہاتھ باندھے دو ٹوک لہجے میں اسے جواب دیا اور یہی بات وہ اسے پچھلے چھ دن سے سمجھا رہی تھی پر وہ تھا کہ اس بار پتا نہیں کیا سوچ کر آیا تھا۔

" اور وہ چاہے ساری زندگی تمھاری طرف لوٹ کر نا آئے "

ارحم نے گہری نگاہوں سے گھورتے ہوئے سوال کیا

www.classicurdumaterial.com

" ہاں تب بھی "

ردا نے سپاٹ لہجے میں فوارً جواب دیا

" عجیب بیوقوف انسان ہو تم یار اور ڈھیٹ بھی ہمیشہ سے ، پر سن لو میری بات میں تمھیں خود کے ساتھ یہ ظلم نہیں کرنے دوں گا سمجھی تم ، میں کہیں نہیں جا رہا یہیں ہوں ، اس بار تمہیں منا کر اپنے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا "

ارحم نے انگلی تان کر اس کی سامنے کرتے ہوئے خبردار کیا اور پھر غصے میں ناک پھلائے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ ردا حیرت سے اس کا ڈھیٹ پن دیکھتی ہی رہ گ ئی تھی پھر زور سے ہاتھ میں پکڑی ٹوکری کو شیلف پر پٹخا اور کمر پر ہاتھ دھر کر کھڑی ہو گ ئی ، اب ایک دھکے دے کر اسے بھیجنا باقی تھا ۔

****

ثانیہ نے مہتاب کے پیچھے کھڑے ہو کر اسے کوٹ پہنایا اور گھوم کر اس کے بلکل سامنے آ گ ئی ، وہ آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا ۔

"آپ کو بھی جانا چاہیے تھا لاہور ہمارے ساتھ ، سرمد نا صرف آپ کا سالا ہے بلکہ دوست بھی تو ہے "

ثانیہ نے محبت بھری خفگی میں مہتاب سے شکوہ کیا ، وہ عرفہ کے ساتھ سرمد کا رشتہ طے کر

آئے تھے ، ثانیہ کی بہت خواہش تھی کہ مہتاب ان کے ساتھ جاتا پر اس نے انکار کر دیا تھا جس کا شکوہ اب وہ اس سے کر رہی تھی ۔

" ہاں --- پر رشتہ موحد نے دکھایا ہے ، مجھے موحد کا سامنا نہیں کرنا ہے "

مہتاب نے نگاہیں چرائی یں اور اس کے پہلو سے نکلتا ہوا سنگھار میز کے سامنے کھڑا ہوا ، ثانیہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر سے اس کے سامنے آئی مہتاب اب کوٹ کے بٹن بند کر رہا تھا ۔

" مہتاب موحد کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے جو کچھ بھی ہوا ردا کی ضد کی وجہ سے ہوا ، موحد نا کل غلط تھا اور نا آج "

ثانیہ نے آہستگی سے موحد کی وکالت کی وہ نہیں جانتی تھی مہتاب موحد کے لیے دل میں خفگی رکھے ہوئے ہے دل عجیب طرح سے اداسی کا شکار ہوا ، مہتاب نے ایک نظر ثانیہ کے جھکے سر اور اداس سے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر رخ اس کی طرف موڑا ۔

" میں نے کب کہا کہ موحد کی کوئی غلطی ہے ، میں نے صرف یہ کہا کہ میں اس کا سامنا نہیں کر سکتا ، پتا نہیں تب ردا کی باتوں میں آکر میں نے اسے کیا کچھ سنا دیا تھا اور اب جب پتا چلا کہ میری ہی بہن نے وہ سب کیا تھا تو عجیب سی شرمندگی ہے مجھے اس سے "

مہتاب نے شائستگی سے اس کی سوچ کی نفی کی ، ثانیہ نے چونک کر سر اوپر اٹھایا اور محبت

سے مہتاب کی طرف دیکھا

" مہتاب سرمد سے جس کی بات طے ہوئی ہے یہ وہی لڑکی ہے جس کے بارے میں ردا کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ موحد کا اس کا ساتھ کوئی تعلق ہے ، موحد کا کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ، وہ صرف موحد کی کلاس فیلو ہے بس "

ثانیہ نے کی بات پر مہتاب گہری سانس لے کر رہ گیا

" جانتا ہوں یہ بھی ، سرمد بتا چکا ہے مجھے یہ بات لیکن بات تو اب بھی وہی ہے کہ موحد ردا کو چھوڑنا چاہتا ہے اور وہ اس بات کے ڈر سے پاکستان نہیں آنا چاہتی "

مہتاب نے دلگیر لہجے میں جواب دیا

" یقین کریں ہم سب نے تو اس دن لاہور میں موحد کو بہت سمجھایا ، وہ تقریباً مان بھی گیا ہے ، ردا کو واپس آ جانا چاہیے"

ثانیہ نے پریشان سے لہجے میں کہا ، اس رات رشتے کی بات ہوجانے کے بعد سرمد ، ثانیہ اور صالحہ بیگم نے موحد کو اس رشتے کو قائم رکھنے اور ردا کو دل سے معاف کر دینے پر بہت سمجھایا

" جیسے پہلے مان گیا تھا ، مت کرو یار---- تم لوگ مت کرو اس کے ساتھ زبردستی اب پھر ، یہ رشتے زبردستی کے نہیں ہوتے "

مہتاب نے التجائی لہجے میں پیشانی پر شکن ڈالے کہا

" نہیں مہتاب زبردستی تو نہیں کر رہے ہیں صرف سمجھایا ہے اسے کہ اب جو رشتہ بن گیا ہے ایک دفعہ ، چاہے جیسے بھی بنا ، اسے نبھایا بھی تو جا سکتا ہے "

ثانیہ نے ملائم سے لہجے میں کہتے ہوئے اپنا مؤقف سامنے رکھا

" تو کیا کہا موحد نے پھر کیا وہ معاف کر دے گا ردا کو ؟"

مہتاب نے پیشانی پر تجسس بھری افقی لکیریں ڈالے سوال کیا

" وہ معاف کر چکا ہے ردا کو بات بھی کی ہے اس نے جرمنی میں ردا سے ، اسے خود بھی اس بات کا احساس ہے کہ ردا کے جانے سے انکل آنٹی پر کیا گزر رہی ہے "

ثانیہ نے آہستگی سے جواب دیا

" ہم۔م۔م چلو دیکھتے ہیں بس کچھ دن کا کام باقی ہے پھر لاہور جانا ہے دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے "

مہتاب نے پرسوچ لہجے میں کہا پھر قریب ہو کر اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔ ثانیہ نے آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں

" ایک بات تم موحد سے کہہ دینا ، وہ اس سوچ کے ڈر سے ردا کے ساتھ زبردستی رشتہ مت نبھانے کے لیے راضی ہو کہ میں چھوڑ دوں گا تمہیں ، تم میری روح میں بسنے لگی ہو اور روح

جسم سے جدا ایک ہی صورت میں ہوتی ہے "

قریب ہو کر اس کی مانگ پر لب رکھے تو ثانیہ نے پرسکون مسکراہٹ کے ساتھ آنکھیں موند لیں ۔ اس کے کوٹ سے اٹھتی مہک دل کو تسکین بخش رہی تھی ۔

****

بڑھی ہوئی شیو ، بکھرے سے بال مضمحل نڈھال سی آنکھیں ، موحد کھویا سا آفس کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ ن ئی ن ئی محبت میں مبتلا مریض کی مانند ایسا مریض جسے خود کو اس بیماری کا شکار ہونے پر ملال بھی ہو اور کچھ کر بھی نا پائے ۔

ردا کو کتنی بار فون کر چکا تھا اپنے نمبر سے آفس کے نمبر سے وہ مسلسل کال منقطع کر رہی تھی ۔ وہ اس سے بات تک نہیں کرنا چاہتی تھی ۔ اور اس کا دل تھا اس کی آواز سننے کو مچلنے لگا تھا ، عجیب سی بے تابیاں تھیں کچھ بھی نہیں یاد تھا کہ وہ تو اسے موٹی بدھی لگتی تھی ، وہ تو اسے ایسی لڑکی لگتی تھی جس سے کوئی لڑکا محبت نہیں کرسکتا تھا کبھی ۔

ساری ساری رات اس کی تصویر دیکھتے گزر جاتی تھی ، اس کی ہر بات ہر ادا یاد آتی تھی ، دل اس کی موجودگی چاہتا تھا اداس ہو گیا تھا کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا کوئی بھی بات کوئی بھی چیز اداسی کا خاتمہ کرنے میں کارآمد ثابت نہیں ہو رہی تھی ۔

اور سونے پر سہاگہ وہ احمر عرف ارحم وہاں تھا اس بات پر دل عجیب طرح سے بے چین ہو

جاتا تھا کہ وہ اڑ کر وہاں پہنچ جائے بس مہتاب کے آنے کا انتظار تھا ابھی ملک جہانزیب کو وہ اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا تھا ۔ اس لیے ردا کو بار بار فون کر رہا تھا پر وہ تو اتنی سخت دل ہو گ ئی تھی فون اٹھا نہیں رہی تھی پیغام کا جواب نہیں دے رہی تھی وہ ہیلو ---- بات سنو میری ---- جیسے کتنے پیغام بھیج چکا تھا جو شائ د وہ دیکھ بھی نہیں رہی تھی ۔

یہ چار دن اس نے انگاروں پر لوٹتے گزارے تھے ، روز عابد سے فون پر پوچھ لیتا تھا کہ ارحم واپس آیا کہ نہیں پر وہ بھی سدا کا فارغ انسان دو ہفتے ہو گئے تھے وہیں براجمان تھا اور یہ بات عجیب سے وسوسے پیدا کر رہی تھی دل میں --- اگر ردا نے اس کی باتوں میں آ کر مجھے چھوڑنے کا فیصلہ لے لیا تو ؟ ابھی تو اس کے دل سے عرفہ والی غلط فہمی دور کرنی تھی ، ابھی تو اسے یہ بتانا تھا کہ وہ بھی یہ رشتہ ختم نہیں کرنا چاہتا ہے ------ اور یہ کہ وہ بھی اس سے محبت کرنے لگا ہے

" سر ---- سر -- "

کانوں میں پڑتی آواز پر موحد چونکا تھا سامنے حنا تھی وہ کب سے یہاں کھڑی تھی اور اب اسے پکار رہی تھی احساس ہی نہیں ہوا ۔

" سر یہ غلط فائ ل دی ہے آپ نے "

حنا نے فائ ل آگے کرتے ہوئے فکر مندی سے کہا ،

"کون سی فائل ---؟"

موحد نے بولائے سے انداز میں کہتے ہوئے حنا کی طرف دیکھا جو اس وقت اسے عجیب طرح سے دیکھ رہی تھی ۔

"سر سمر کولیکشن کی فائل دینی تھی آپ کو سیگنیچر کے لیے دی تھی میں نے ،آپ نے یہ پتہ نہیں کونسی فائل اٹھا کر دے دی ہے "

حنا اس کی حالت پر پریشان سے لہجے میں جواب دے رہی تھی ۔

"اوہ ہاں --- ہاں --- ہاں تو کیا نہیں کیے ہیں ابھی سائن میں نے "

موحد نے پیشانی پر انگلیاں مسلتے ہوئے الجھے سے لہجے میں سوال کیا

"سر یہ تو آپ کو پتا ہو گا نا ؟"

حنا نے حیرت سے کہا وہ اب موحد کی اس بوکھلائی سی حالت پر مزید پریشان نظر آ رہی تھی

" ہاں ---- اچھا آپ چلیں میں بھجواتا ہوں"

موحد نے شرمندہ سے لہجے میں اسے جانے کا اشارہ کیا اور سامنے رکھی فائلز کو الٹنے لگا ۔ حنا اسی طرح حیرانگی سے دیکھتی باہر نکل گئی ۔ اور وہ اس کے جانے کے بعد اپنے بالوں کو جکڑ کر سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام چکا تھا ۔ ---

کیا ہو گیا ہے مجھے ؟ ؟ ------ کیا ہو گیا ہے------ دماغ نے چیخ کر دل سے سوال کیا تھا اور دل نے مسکرا کر یہ غزل سنا دی ۔

ہو گ ئی ان سے محبت ہو گ ئی

ان کی مرضی میری قسمت ہو گ ئی

چپکے چپکے دل سے کرنا گفتگو

تیری فرقت میں یہ عادت ہو گ ئی

آرزو تک مٹ گ ئی تو امید کیا

میری ہستی وقف حسرت ہو گ ئی

غیر کی جانب یہ تیری نظر التفا

خیر ہے ہم سے کیوں نفرت ہو گ ئی

ہاں انہیں بیدار ہمیشہ رہنا چاہیے

میری صورت غم کی صورت ہو گ ئی

جب سے وہ ہر ذرے میں دکھنے لگے

ہم کو بھی سجدوں کی عادت ہو گ ئی

آنکھ لگ کر لگ سکی نا تب سے میری

آنکھ لگنا اب اک مصیبت ہو گ ئی

****

موحد نے آہستگی سے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور ملک جہانزیب کی اجازت پر اندر داخل ہوا وہ لیمپ کی روشنی میں کتاب پر جھکے بیٹھے تھے چشمہ ناک پر ٹکائے وہ کھوئے ہوئے تھے ، وہ اب اپنا زیادہ وقت لائبریری میں گزارنے لگے تھے ۔ موحد کی آمد پر انہوں نے سر اوپر اٹھایا اور پھر چہرہ افسردہ سا ہو گیا نگاہیں ایک دم سے چرا لیں ۔

" اجازت لینے آئے ہو ؟ جاؤ بیٹا تمہیں ہم روک نہیں سکتے ہیں "

ملول لہجے میں کہتے وہ کتاب کو بند کر چکے تھے ، کل رات مہتاب اور ثانیہ لاہور پہنچ چکے تھے اور ملک جہانزیب یہی سمجھے تھے کہ موحد ان سے اب رخصت چاہتا ہے ۔

" جاؤ بیٹا پہلے ہی بہت روک چکا ہوں تمہیں اب مزید نہیں رکوں گا "

موحد کے خاموش رہنے پر اب وہ پھیکی سی مسکراہٹ سجائے کہہ رہے تھے ۔ موحد آگے بڑھا اور ان کے بلکل سامنے آ کر کھڑا ہوا ۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں جانے کی اجازت لینے نہیں آیا ہوں "

آہستگی سے کہا جس پر ملک جہانزیب نے چہرہ اوپر اٹھائے سوالیہ انداز میں دیکھا

" میں آپ سے کچھ کہنے آیا ہوں "

بہت نادم سا لہجہ تھا اور چہرہ متروم تھا حلیہ مجنوں جیسا

" کیا --- ؟ "

ملک جہانزیب اب اس کے اس بے حال سے حلیے کو جانچ رہے تھے ۔

" میں --- ردا کو --- "

موحد نے بات ادھوری چھوڑی ، ملک جہانزیب کی بوڑھی آنکھوں میں ایک خوف سا جھلکا کہیں وہ ردا کو طلاق دینا چاہتا ہے ۔ موحد کی شخصیت اور عادات ایسی تھیں کہ انہیں تلاش کرنے پر بھی اپنی بیٹی کے لیے ایسا انسان نا ملتا پر وہ ان کی بیٹی کی قسمت نہیں تھا شائد ۔

" میرا مطلب ہے میں ردا کو چھوڑنا نہیں چاہتا ہوں "

موحد نے اپنی بات بمشکل کہی جس پر ملک جہانزیب کی اٹکی سانس تو بحال ہو گئی لیکن ان کی افسردگی کم نہیں ہوئی ۔

" موحد بیٹا --- زبردستی کے رشتے کھوکھلے ہوتے ہیں ان کی چھاپ کہیں نا کہیں رہ جاتی ہے مت کرو بیٹا ابھی ہی ختم کر دو "

ملک جہانزیب نے دلگیر لہجے میں کہا

" بابا --- میں کسی دباؤ میں یہ فیصلہ نہیں لے رہا ہوں اور نا اب کوئی مجھ سے زبردستی کر

رہا ہے ---- اب تو میرا دل ہے جو مجھ سے زبردستی کر رہا ہے "

آخری بات پر موحد سر کو مکمل جھکا گیا تھا اور ملک جہانزیب کی آنکھوں میں حیرت پھیل گ ئی تھی ان کی زبان گنگ تھی

" بابا میں بھی بہت سی جگہوں پر غلط تھا میں نے بھی ردا کے ظاہر سے اس کی شخصیت کو اپنے ذہن میں ایک امیج دے دیا تھا اور اس سے آگے کبھی سوچا ہی نہیں "

موحد بول رہا تھا اور ملک جہانزیب کو اپنے کانوں پر یقین نہیں تھا ۔

" اگر جذباتی وہ تھی تو جذباتی اور غصے والا میں بھی کم نہیں تھا ، پر جو کچھ بھی ہوا دل کو اب کسی بات پر ملال نہیں ہے میں ردا کو دل سے چاہنے لگا ہوں "

موحد نے سر اوپر اٹھایا تو ملک جہانزیب کے لب مسرت سے کپکپا رہے تھے ۔

" میں جرمنی جانا چاہتا ہوں اسے واپس لانا ہے "

محبت سے کہا ملک جہانزیب کے آنسو گال پر لڑھکے تو موحد تڑپ کر آگے ہوا اور ان کے بوڑھے وجود کو باہوں میں سمیٹ لیا وہ موحد کی پیشانی کو فرط محبت سے بوسہ دے رہے تھے ۔

****

موحد نے آفس کے دروازے پر دستک کی آواز سنی اور اندر آنے کی اجازت دی ، لڑکا ہاتھ میں ایک بڑا سا پارسل پیک لیے داخل ہوا ۔

"سر آپ کے لئے کوئی پارسل آیا ہے جرمنی سے ہے شائد"

حیرت کا شدید جھٹکا تھا، سماعتیں بے یقین، آنکھیں پھٹی کی پھٹی اور منہ کھلا رہ گیا تھا۔ اس کی کل جرمنی کے لیے فلائی بٹ تھی پر یہ جرمنی سے کس کا پارسل تھا کس نے کیا بھجوایا تھا دل کو ایک دم سے عجیب سے خدشے نے گھیر لیا۔

"ک ک کک کس کا پارسل ہے ؟ نام کس کا لکھا ہے ؟"

آنکھوں کو ضرورت سے زیادہ کھولے سامنے کھڑے آفس بوائے سے پوچھا۔

" سر، جرمنی سے ہے اور میم ردا کا نام ہے "

آفس بوائے نے ایک نظر پھر سے پارسل کی طرف دیکھ کر جواب دیا

"دکھاؤ ادھر" وہ میز پر پارسل رکھنے کا اشارہ کر کے اپنی کرسی آگے گھسیٹ رہا تھا، بے چینی اس حد پر تھی کے اس کے رکھنے سے پہلے اچک اچک کر پارسل کے اوپر لکھی تحریر پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا

" ادھر رکھو اور جاؤ تم"

نظریں اٹھا کر جونہی اس کے چہرے پر گئیں اپنی کیفیت پر خود کو سنبھالا اور چہرے پر زبردستی سختی کو ابھار دیتے حکم صادر کیا۔

اس کے کمرے سے جانے کی دیر تھی کے موحد پارسل کو میز پر اپنی جانب یوں گھسیٹنے لگا

کے ایک سیکنڈ بھی دیر ہو گئی تو وہ اسے کھو دیگا۔

تجسس تھا کے آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ، حیرت تھی کے سمندر کی گہرائیوں میں ڈوبتا جاتا، وہ اب پارسل کو گود میں لے کر کرسی پیچھے کئے اسے کھول رہا تھا۔

ایک درمیانے سائز کا باکس تھا ، ایک بات تو یقینی تھی کے یہ پارسل موحد کے لئے ردا ملک کے علاوہ اور کوئی بھیج ہی نہیں سکتا تھا

باکس کھل گیا تھا اور وہ اپنے ہاتھ کو ماتھے پر مار کر کہنی کے بل میز پر ٹکا گیا تھا، نظریں گود میں پڑے گفٹ پر تھیں جس کے ساتھ ایک خوبصورت سے کارڈ پر " ہیپی برتھ ڈے ٹو یو کے الفاظ درج تھے۔اس کو کیسے پتا تھا کہ آج اس کی سال گرہ تھی یہ تو اسے بھی یاد نہیں تھا ۔ پیشانی ہتھیلی میں دیئے میز پر کہنی ٹکائے وہ گود میں رکھے باکس میں موجود نہایت سلیقے سے سجایا ہوا اپنا پسندیدہ پرفیوم جنہیں گلاب کی پتیوں کے بیچ سجا کر رکھا گیا تھا، ساتھ ہی ٹیبل ڈیکوریشن پیس جو بہت قیمتی اور خوبصورت تھا ایک الگ ترتیب سے رکھا گیا تھا۔

پھول کی پتیاں اپنی خوشبو بکھیر کر اب رنگ کھونے کو تھیں، جرمنی سے انہیں یقیناً پریمیئم کوریئر سروسز کے ذریعے بھیجا گیا تھا ۔

وہ پیغام کچھ یوں لایا میرے لیے
خفا ہوں مگر بھولا نہیں تجھے

اب موحد کسی خط یا وش لیٹر کی کھوج میں تمام چیزیں جوش و خروش سے نکال کر میز پر جمع کر رہا تھا۔

باکس خالی ہو چکا تھا مگر پورے گفٹ میں ہیپی برتھ ڈے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

اگلے ملحے موحد کے کارڈلیس پر ابھرتی نمبر ملانے کی بیپ تھی۔ دوسری طرف کال جا رہی تھی جس کا بے چینی سے انتظار تھا وہ میز پر رکھے تحفے کو دیکھ رہا تھا، اور پاؤں انتظار کی سی کیفیت میں بے چینی سے ہلا رہا تھا۔

"ردا ملک۔۔ پک اپ دا فون۔۔" بار بار کال ملانے پر بھی کال ندارت ، وہ اب کرسی پر پشت ٹکا کر پیچھے ہوتا چھت کو گھور رہا تھا

تصور میں ردا کو ہاتھ میں یہ گفٹ باکس تھامے اس کی گہری خوشی سے لبریز آنکھوں اور دلکش سراپے کے سحر میں ڈوبتا ابھرتا اپنی اس ہی کرسی پر براجمان سامنے تحفہ پیش کرتے مسکراتا دیکھ رہا تھا۔ اسی ملحے گہری

مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا حصار کیا۔

پر یہ کیا وہ فون تو اب بھی نہیں اٹھا رہی تھی لیکن اب دل کو ایک تسلی تھی ردا اس سے محبت کرتی ہے۔ اب اسے جانا تھا۔ کل تک کا انتظار سوہان روح تھا۔

www.classicurdumaterial.com

★★★★★★★★★★★★★★★★★

ردا تیز تیز قدم اٹھاتی کار سے نکلنے کے بعد زینے چڑھ رہی تھی یہ جرمنی میں Ridaکی شاندار فلک سے باتیں کرتی عمارت تھی جہاں اب وہ شیشے کے ردوازے کو اندر کو دھکیلتی سلام کرتے گارڈ سے بے نیازی برتتی اندر داخل ہو رہی تھی ۔

پیشانی پر انگنت شکن سجائے اب وہ لفٹ کی طرف بڑھ رہی تھی ، کچھ دیر پہلے آئے سٹوین کے پیغام نے عجیب الجھن میں ڈال دیا تھا وہ صبح آفس کے لیے نکل ہی رہی تھی جب سٹوین کا پیغام آیا کہ میم پاکستان سے باس بنا انفارم کیے Ridaپہنچ گئے ہیں اور تمام فائلز اور رکارڈ چیک کر رہے ہیں ، آپ آفس جلدی پہنچیں ۔ اتنے سے پیغام کو پڑھ کر وہ بار بار سٹوین کو واپسی کال کر رہی تھی جو وہ اب نہیں اٹھا رہا تھا۔

یہ یقیناً بابا اور بھائی میں سے کوئی ہو گا مما بھی عجیب ہیں مجھے انفارم تک نہیں کیا کہ ان دونوں میں سے کوئی یوں بنا بتائے جرمنی آ رہا ہے ، جب میں منع کر چکی تھی پھر یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی آخر ---- وہ دانت پیستے ہوئے سوچ رہی تھی ۔ لفٹ سے نکل کر جیسے ہی ھال میں داخل ہوئی تو سب بوکھلائے سے بیٹھے تھے اسے دیکھتے ہی اپنی اپنی نشست سے کھڑے ہو رہے تھے ۔ ردا نے نگاہیں ارد گرد سٹوین کی تلاش میں گھمائیں ۔

" سٹیوین کہاں ہے ؟ "

ردا نے اپنی طرف آتے آفس بوائے سے پوچھا ، جس کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں ۔ وہ آفس دیر سے پہنچتی تھی جس کی وجہ سے سارا عملہ بھی ان گھنٹوں میں غیر سنجیدہ ہوتا تھا اور آج اچانک پاکستان سے چھاپا پڑ گیا تھا جس پر سب بوکھلا گئے تھے ۔ جو کوئی بھی آیا تھا اس نے ایک گھنٹے میں ہی سب کو لائن حاضر کر دیا تھا سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑی تھیں اور بولائے بولائے سے کام میں جتے تھے ۔

" میم سر سٹیوین سامنے آفس میں ہیں اور باس بھی وہیں ہیں "

آفس بوائے نے بھی گھبرائے سے لہجے میں جواب دیا ، ردا نے قدم آفس کی طرف بڑھا دیے جیسے ہی آفس کا دروازہ کھلا قدم وہیں منجمند ہو گئے تھے اور دل کی دھڑکن تھم گئی سامنے نا تو مہتاب تھا اور نا ہی ملک جہانزیب ، سامنے تو وہ چین و سکون چھین لینے والا دشمناں جان براجمان تھا ۔ جس نے نگاہیں اٹھائیں تو وقت ، سانس ، رگوں میں بہتا خون سب کچھ تھم گیا تھا ۔

آہ--- وہ آگیا وہی کہنے جس کے ڈر سے میں فون نہیں اٹھا رہی تھی ، عرفہ کو میرا اس کے نام پر رہنا بھی گوارا نہیں --- ردا کا دل جیسے کسی نے پنجے میں جکڑ لیا ہوا ۔

زخم دیتے ہو

www.classicurdumaterial.com

کہتے ہو

سیتے رہو

جان لینے کر !

کہو گے

کہ جیتے رہو

پیار جب جب

زمین پر اتارا گیا

زندگی تجھ کو

صدقے میں وارا گیا

پیار زندہ رہا

مقتلوں میں مگر

پیار جس نے کیا ہے

وہ مارا گیا !!!!!!!

وہ صبح جب جرمنی پہنچا تو سیدھا Ridaآیا تھا ویسے بھی ردا کو اپنی آمد کا سرپرائز دینا چاہتا تھا ۔آتے ہی یہاں Ridaمیں سب کی جان پر بنا چکا تھا ، سٹوین نے گھبرا کر ردا کو پیغام

بھیجا اور جیسا موحد نے کہا صرف وہ بتانے کے بعد فون بند کر دیا ۔

اب جب وہ آفس میں داخل ہوئی تو سرپرائز کرنے والا اس کو دیکھ کر خود سرپرائز ہو چکا تھا ۔ وہ اتنا بدل چکی تھی خود کو کہ موحد کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں رہا تھا ۔

کوٹ پینٹ میں ملبوس خوبصورت ڈیل ڈول اور اونچے قد کاٹھ کی یہ لڑکی جو ایک ہی نگاہ میں سامنے والے پر اپنی شخصیت کا سکوت طاری کر سکتی تھی اُس ردا سے بلکل مختلف تھی جو چار ماہ پہلے پاکستان چھوڑ کر آئی تھی ، نا وہ بھاری بھرکم وجود رہا تھا اور نا ہی ٹھوڑی کے نیچے بنتی وہ ڈبل چن ہاں وہ بہت دبلی پتلی تو نہیں ہوئی تھی البتہ وہ اتنا وزن کم کر چکی تھی کہ اس کو چار ماہ بعد دیکھنے والا یونہی ششدر رہ جاتا جیسے اس وقت موحد عالمگیر تھا ۔

سٹوین دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا جو انگشت بدنداں کھڑے ایک دوسرے کو تک رہے تھے ۔

سٹوین ان کو وہیں مجسم چھوڑ کر پریشان سا سر جھکائے آفس سے نکل گیا ۔

جیسے ہی سٹوین نے آفس کا دروازہ بند کیا تو موحد اس سراسیمگی کی حالت سے باہر آیا ۔ وہ وہیں کھڑی تھی متعجب ذہن میں الجھتے بنتے خیالوں کے زیر اثر خون خشک تھا اور دل کی رفتار کم ۔

موحد یقیناً ہر رشتہ ختم کرنے آیا تھا یہ خیال سانس لینے میں دشواری پیدا کر رہا تھا ۔

موحد آہستگی سے میز کے پیچھے سے نکلا اور بلکل اس کے سامنے آکر سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور نگاہیں ردا پر مرکوز کردیں جو حواس باختہ کھڑی اب اس کے قریب آنے پر نگاہیں

جھکائے پلکوں کو لرزا رہی تھی ۔

اُسی طرح سرخ و سفید رنگت والا دھلا چہرہ سنہری بال جن کی درمیان میں مانگ نکالے وہ کندھوں پر بکھیرے ہوئے تھی ۔ چہرہ پہلے کی نسبت دبلا ہو کر بیضوی کی نسبت تھوڑا لمبا دکھنے لگا تھا پر نقوش اور غضب ڈھانے لگے تھے یا پھر موحد عالمگیر اسے آج دیکھ ہی اور نگاہ سے رہا تھا ۔

جب کوئی دل میں بس جائے تو وہ عام سے خاص ہو جاتا ہے وہ چاہے ساری کائنات کے لیے معمولی ہی کیوں نا ہو پر جس کے دل کی دنیا اسی کے دم سے بستی ہو اسے وہ پوری دنیا میں حسین لگنے لگتا ہے اور موحد عالمگیر کو بھی آج اپنے سامنے کھڑی ردا ملک دنیا کی دلکش ترین لڑکی لگ رہی تھی اور اپنی قسمت پر رشک وہ کیوں نا کرتا کہ اس کے سامنے کھڑی یہ لڑکی اس سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اس نے اپنا آپ ہی بدل ڈالا اس بات سے بلکل انجان کے سامنے کھڑا یہ شخص جو یوں اسے پیاسی نگاہوں سے تک رہا ہے اسے اب اس کی ظاہری خدوخال کے بدلنے یا نا بدلنے سے کوئی سروکار نہیں تھا اسے تو ردا سے محبت تھی اس ردا سے جس نے اس کی زندگی اس کا دل اس کی شخصیت ، اس کی حیثیت تک بدل ڈالی تھی وہ مقدر کا سکندر تھا اور وہ لمحہ اس کی قسمت کا اکا تھا جب اس نے ردا کے خلاف باتیں کی تھیں ۔

موحد کا یوں خاموشی سے دیکھے جانا ردا کو عجیب سی بے چینی میں مبتلا کر رہا تھا ۔ وہ کچھ بول

بھی تو نہیں رہا تھا بس دیکھے جا رہا تھا ۔ ردا نے پلکیں جھپکاتے ہوئے نگاہیں اٹھائی یں اور اس کے لبوں کی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک نے ایک دم سے الجھا دیا ۔

موحد نے اس کے نگاہیں اٹھانے پر مصافحے کی غرض سے ہاتھ آگے بڑھایا جیسے ابھی تک بس اس کی نگاہ اٹھانے کا ہی منتظر تھا ۔

جان لینے سے پہلے ہاتھ ملا رہا ہے۔۔۔آہ کتنا سنگ دل ہے

۔ ردا نے ایک نظر اس کے ہاتھ پر ڈالی اور پھر نگاہیں اٹھا کر اس کے چہرے پر مرکوز کیں ، عرفہ اور موحد کی شادی والا پیغام نگاہوں میں گھوم گیا ۔

"میں نے منع کیا تھا کہ کوئی بھی نہیں آئے گا میرے پیچھے جرمنی تو تم کیوں آئے "

بہت کوشش کے باوجود سخت آواز میں ہلکی سی لغزش ابھی باقی رہ ہی گ ئی تھی ۔ موحد نے اس کے سلام لینے کے بجائے سختی سے ک ئی یے گئے سوال پر ہاتھ کو پینٹ کی جیب میں ڈالا اور گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھا جو اب نگاہیں ایک طرف کیے اس سے بے اعتنائی ظاہر کر رہی تھی ۔

" غلط بلکل غلط تم نے میسجز میں صرف بھائی اور بابا کا لکھا تھا ، کوئی بھی تو نہیں لکھا تھا"

موحد نے گہری مسکراہٹ میں جواب دیا ، ردا اب نگاہیں سامنے میز پر مرکوز کیئے ہوئی تھی اور دل کی رفتار آہستہ ہو رہی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

" تم کیوں آئے ہو ؟ "

سختی سے سوال پوچھا جب کے دل اس سوال کے جواب سے پہلے لرز اٹھا تھا۔

" فون کیوں نہیں اٹھاتی میرا ؟ "

موحد نے گہری سانس لیتے ہوئے نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑیں

" تو یہ پوچھنے آئے ہو پاکستان سے یہاں ؟ "

ردا نے نگاہیں ملائی یں اور غصے سے پوچھا ، جھوٹا--- اپنی محبوبہ سے وعدہ لے کر آیا ہو گا کہ اس سے علیحدگی کر کے ہی لوٹوں گا ---ردا کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگیں

" نہیں حساب چکتا کرنے آیا ہوں "

مسکراہٹ دبائے اس کے چہرے کی سختی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے جواب دیا

"کیسا حساب ؟ ، کوئی حساب نہیں میں سب ختم کر آئی تھی اور اگر تمہاری عرفہ کو مجھ سے کوئی ڈر ہے تو کہہ دو اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ، میں اگر کبھی پاکستان آئی بھی تو تم دونوں کے فرشتوں تک کو خبر نہیں ہوا کرے گی کہ ردا ملک پاکستان آئی ہے جاؤ اور کر لو شادی "

ردا نے تیز تیز ایک ہی سانس میں اپنے دل کے تمام وہم اس کے سامنے اگل دیے اور وہ اس کی باتوں پر بس بے ساختہ ابھر آنے والے قہقے کو ہی روکتا رہ گیا۔

عابد پہلے ہی بتا چکا تھا کہ ردا کو کسی نے اس کے اور عارفہ کی شادی ہونے کی غلط خبر پہنچائی ہے ۔ اور ابھی اس کی یہ غلط فہمی اسے بہت پیاری لگ رہی تھی ۔

" ہمم پر عرفہ مان نہیں رہی نا مس ئی لہ یہ ہے-- چلو پھر گھر جا کر تفصیل سے بات کرتے ہیں اس بارے میں "

موحد نے بڑے پرسکون لہجے میں جواب دیا اور وہ جو اپنے اندر کے طوفان کو قابو کئے کھڑی تھی ،چونک کر موحد کی طرف دیکھا ۔

" گھر --- مطلب میرے اپارٹمنٹ کی بات کر رہے ہو ؟ "

ردا نے آبرو چڑھائے ، عرفہ کا نام اسکے منہ سے یوں محبت سے نکلتا سن کر تو خون کھول گیا تھا ۔

" مطلب کیا فلائیٹ سے سیدھا آفس آ گیا تھا ، بہت تھکا ہوا ہوں ، ظاہر سی بات ہے فریش ہونا ہے آرام کرنا ہے ، کچھ کھانا ہے "

موحد نے بڑے مزے سے کہا

" تو پھر اس کے لیے ہوٹل کا انتظام کرو میرا اپارٹمنٹ کوئی سرائے نہیں ہے جہاں تم اپنا حساب چکتا کرنے سے پہلے ، فریش ہو گے---- کھانا کھاؤ گے --- "

ردا نے منہ چڑاتے ہوئے نخوت سے ناک چڑھائی ، موحد اس کی اس ادا پر دل و جان سے فدا

ہوتا مسکراہٹ دبا گیا ۔

" دیکھو نا ڈیل تمھارے ساتھ طے کرنی ہے ، حساب کتاب بھی تمھارے ساتھ چکتا کرنا ہے تو سٹے بھی تمھارے ساتھ کروں گا نا ؟ "

موحد نے شرارت سے دیکھتے ہوئے لہجے کو بظاہر سنجیدہ رکھا ، جیسے ہی ردا نے نگاہیں اس کی طرف گھمائی یں تو فوراً لہجے والی سنجیدگی کو چہرے پر بھی طاری کیا ۔

" میرے اپارٹمنٹ میں صرف دو کمرے ہیں جن میں سے ایک میں اس وقت میرا دوست ارحم رہ رہا ہے "

ردا نے ناک پھلاتے ہوئے جواب دیا --- آیا بڑا تعلق ختم کرنے آیا ہے اور رہنا میرے ساتھ ہے دل خون کے آنسو رو رہا تھا ، کتنی محبت کرتا تھا وہ عرفہ سے جس کے لیے یہاں جرمنی تک پہنچ گیا تھا ۔

" تو دوسرا کمرہ ہے نا ؟ "

موحد نے بھنویں سکیڑ کر یاد دہانی کرائی

" وہاں میں سوتی ہوں "

ردا نے لہجے کی سختی کو برقرار رکھا

" تو میں بھی وہیں سوؤں گا نا ، ہمیں تو عادت ہے ایک کمرے میں رہنے کی "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے پرسکون لہجے میں مس ئی لہ حل کیا، جبکہ نگاہیں محبت سے اسے دیکھتے ہوئے اس کی جلن سے محظوظ ہو رہی تھیں۔

" نہیں مجھے اب عادت نہیں ہے میں اپنا کمرہ کسی کے ساتھ ش ئی یر نہیں کر سکتی "

ردا نے غصے سے ماتھے پر بل ڈالے -- دل کر رہا تھا گلا دبا دے موحد کا اس ستم ظریفی پر

" ٹھیک ہے پھر ارحم کو لاؤنج میں سلا دیں گے "

موحد نے اُسی لہجے میں ترکی با ترکی حل پیش کیا، ردا نے غصے سے گھورا

" وہ گیسٹ ہے میرا ہر گز نہیں سوئے گا وہ لاؤنج میں "

آنکھوں کو سکوڑ کر دانت پیس کر جواب دیا

" ٹھیک ہے پھر تم لاؤنج میں سو جانا "

بڑے آرام سے کہا جس پر ردا نے حیرت سے منہ کھول کر اس کی طرف دیکھا جو اب دانت نکال رہا تھا۔

" چلو --- چلو تو سہی پہلے میں سو جاؤں گا لاؤنج میں بہت تھکا ہوا ہوں "

موحد نے قہقہے پر بمشکل قابو پایا اور التجائی لہجے میں کہا تو ردا نے خشمگیں نگاہوں سے گھورا اور پھر منہ میں بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی طرف قدم بڑھائے جبکہ وہ گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ اور محبت سے دیکھتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا۔

******

تابندہ بیگم کمرے سے باہر نکل کر لاؤنج میں آئی یں تو مناہل کو لاؤنج میں کارٹون کے سامنے بیٹھا دیکھ کر اس کی طرف بڑھیں ، جس دن سے مہتاب لاہور آیا تھا ، وہ پرسکون ہو گئی تھیں اور کمرے سے باہر رہنے لگیں تھیں مناہل میں تو ان کی جان بستی تھی۔ وہ پاس آئی یں تو مناہل فوراً اٹھ کر ان سے لپٹ گئی ۔

" مما کہاں ہیں آپکی ؟ "

تابندہ بیگم نے اس کے گال پر بوسہ دیا اور پھر ثانیہ کی تلاش میں اردگرد دیکھتے ہوئے سوال کیا ۔

" مما کچن میں ہیں دادو "

مناہل نے باریک سی آواز میں جواب دیا ۔۔۔ ہیں کچن میں ۔۔۔ تابندہ بیگم نے ماتھے پر بل ڈالے اور کچن کی طرف بڑھ گئی یں۔

کچن میں داخل ہوئی یں تو ثانیہ چولہے کے آگے کھڑی کچھ پکا رہی تھی اور بسمی بڑے مزے سے شیلف سے کمر ٹکائے جھولتے ہوئے اس سے باتیں کر رہی تھی ۔ تابندہ بیگم کے گھورنے پر وہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی ۔

"ثانیہ ۔۔۔ بیٹا آپ کیوں کام کر رہی ہو ؟ باہر آؤ اتنے ملازم ہیں نا وہ کریں گے کام "

تابندہ بیگم نے محبت سے ثانیہ کو ڈپٹا

" مما --- ملتان میں بھی کرتی تھی نا تو یہاں کیوں نہیں ؟ "

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے نرمی سے جواب دیا

" نہیں --- ایسی حالت میں اتنی دیر کچن میں کھڑے ہونا ٹھیک نہیں چلو آؤ باہر "

تابندہ بیگم نے خفگی سے نفی میں سر ہلایا اور آگے بڑھیں

" مما --- کچھ نہیں ہوتا مجھے اور مہتاب کو عادت ہے میرے ہاتھ کا بنا کھانے کی "

ثانیہ نے محبت سے انکار کیا ، جبکہ سسی اب جزبز سی لب کچل رہی تھی

" مہتاب دی عادت دی ایسی دی تیسی ، تینو میں اس حالت وچ کوئی کم ن ئی یں کرن دینا (مہتاب کی عادت کی ایسی کی تیسی ، تمہیں میں نے اس حالت میں کوئی کام نہیں کرنے دینا ہے "

تابندہ بیگم نے خفگی سے ماتھے پر شکن ڈالے ثانیہ سے کہا اور سسی کو گھور کر ثانیہ کے ہاتھ سے چمچ لینے کا اشارہ کیا ثانیہ ان کی اس محبت پر سرشار ہوتی آگے بڑھی۔

" ٹھیک اے جیویں تُسی خوش مما ، میں کوئی کم ن ئی کراں گی، آپاں مل کے گلاں کراں گے ۔(ٹھیک ہے جیسے آپ خوش مما ، میں کوئی کام نہیں کروں گی ، ہم مل کر باتیں کریں گے)"

ثانیہ نے محبت سے ان کو کندھوں سے تھام کر کہا جبکہ وہ ثانیہ کے یوں پنجابی بولنے پر خوشگوار حیرت میں مبتلا منہ کھولے کھڑی تھیں ۔۔۔ کوئی تو تھا جس نے ان کی پنجابی کی بات کا جواب پنجابی میں دیا تھا ۔

" ہائے صدقے ۔۔۔۔ تینو پنجابی آندی جے (ارے قربان تمہیں پنجابی آتی ہے) "

خوشی اور حیرت کے لئے جلے لہجے میں پوچھا ثانیہ بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس دی ۔ مہتاب اسے تابندہ بیگم کی پنجابی زبان سے محبت کے بارے میں اسے بتا چکا تھا ۔

" ہاں جی مما اسی پنجابی ہی تے آں (جی مما ہم پنجابی ہی تو ہیں) "

ثانیہ نے محبت سے جواب دیا ۔

" اچھا !!!! او موحد نکمے ج ئی یے نو تے ن ئی آندی پنجابی (اچھا اسے موحد نالائ ق سے کو تو نہیں آتی پنجابی) "

تابندہ بیگم نے ناک چڑھا کر کہا تو ثانیہ ان کی بات پر قہقہ لگا گ ئی ۔ موحد سے ان کے شکوے ختم نہیں ہوتے تھے ۔ وہ تو اب جب ردا کو منا کر پاکستان لائے گا تب ہی تابندہ بیگم اسے گلے لگائ یں گی ۔

ثانیہ مسکراتی ہوئی ان کے ساتھ چل دی تھی ۔

****

موحد ردا کے بلکل پیچھے کھڑا ارد گرد گردن گھما کر دیکھ رہا تھا اور ردا اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول رہی تھی ۔ یہ عمارت کی چھٹی منزل کی بہت لمبی چوڑی گیلری تھی جس میں اپارٹمنٹ کے دروازے دائیں بائیں دونوں اطراف میں موجود تھے ۔

سفر کے دوارن گاڑی میں دونوں کے درمیان بلکل خاموشی رہی تھی موحد تو بار بار محبت بھری چور نگاہوں سے اس کے اس بدلے سے سراپے کو دیکھ کر سیر ہو رہا تھا مگر وہ ان نگاہوں سے ناآشانا ذہن کے خوف کے ساتھ لڑنے میں مصروف تھی ۔

موحد اس سے خلع کا مطالبہ کرے گا وہ کیا کہے گی کیسے کہے گی وہ ساری باتیں ذہن میں ترتیب دے رہی تھی ۔

ردا نے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور موحد کو اندر آنے کا کہے بنا بے رخی سے آگے بڑھ گ ئی جبکہ وہ ستائیشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتا ہوا اندر داخل ہوا ۔

" ہمم اپارٹمنٹ تو شاندار ہے "

لبوں کو تھوڑا سا باہر نکالے تعریفی جملہ کہا جس سے بے نیازی برتتی ردا آگے بڑھ رہی تھی اور دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی چھوٹی سی لابی سے گزر کر سامنے لاؤنج تھا جس میں گے صوفے پر ارحم ہاتھ میں باؤل پکڑے بیٹھا تھا وہ کچھ کھا رہا تھا شائی د اور سامنے بڑی سکرین پر کوئی فلم چل رہی تھی ۔

موحد کو دیکھ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا چمچ ہوا میں ہی معلق رہ گیا اور آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گ ئی ہیں جبکہ موحد اس کو دیکھ کر کھولتے خون کے ساتھ اب لب بھینچے اس کی طرف بڑھ رہا تھا ۔

اس خبیث کے تو مزے میں ختم کرتا ہوں ------- موحد نے ارحم پر آنے والے غصے پر بظاہر قابو پایا ۔ اور زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجائی ۔

" اوہ--- یو ارحم احمر نا ؟ "

موحد نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے بڑے خوشگوار لہجے میں حیران ہوتے ہوئے ایسے پوچھا جیسے اس کی یہاں موجودگی سے پہلے واقف نا ہو ۔

ارحم اب اسی طرح حیرت سے آنکھیں اور منہ کھولے کھڑا ہو گیا تھا ۔ کبھی ردا کی طرف دیکھ رہا تھا تو کبھی موحد کی طرف

" ہیلو برو ---کیسے ہو بھ ئی ؟"

موحد نے پاس آ کر ایک طرف سے اسے ساتھ لگایا اور اس کی پیٹھ پر زور دار تھپکی نما جھانپڑ رسید کیا کہ وہ ہل کر رہ گیا ۔

" ٹھیک ہوں --- "

گھٹی سی آواز میں جواب دیا اور ایک طرف پریشان حال خود سے الجھتی ردا کی طرف سوالیہ نگاہوں

سے گھورا ۔ جو اس کی گھوری کے جواب میں بس ناک چڑھا کر رہ گ ئی

" کھاؤ ۔۔۔ کھاؤ ۔۔۔ یار سوری تمہیں ڈسٹرب کیا "

موحد نے پھر سے اسے کندھے پر زور کی تھپکی دی ، تھپکی اتنے زور کی تھی کہ وہ کندھے کو سہلانے پر مجبور ہو گیا ۔

جبکہ موحد اب مسکراتا ہوا ردا کی طرف مڑا

" ردا مجھے فریش ہونا ہے ہمارا کمرہ کونسا ہے ؟"

موحد نے بڑے پرسکون لہجے میں پوچھا

" ہمارا کمرہ-ہ-ہ-ہ "

ارحم نے بھنویں سکیڑ کر اس کے ہمارا کمرہ والے لفظ کو دہرایا اور حیرت سے ردا کی طرف دیکھا جو سنجیدہ سی اس کی گھوری کو بنا دیکھے موحد کو کمرے کی طرف لے جا رہی تھی ۔

موحد کو کمرے میں بھیج کر وہ واپس آئی تو حیرت میں مبتلا ارحم تیزی سے اس کی طرف بڑھا ۔

" ارے بھئی یہ کیا چکر ہے ۔۔۔ ؟ یہ کیا کرنے آیا ہے یہاں ، اور ہمارا کمرہ !!!!۔۔۔"

ارحم نے بھنویں سکیڑ کر حیرت سے سوال کیا ، اسے موحد کے تیور عجیب سے لگے تھے

" تمہیں اس سے مطلب ۔۔۔ "

ردا نے سختی سے لب بھینچے ارحم کو گھور کر دیکھا ، ایک تو اس کی جان پر بنی تھی اوپر سے یہ

www.classicurdumaterial.com

ارحم فضول میں دماغ کھا رہا تھا۔

"اوہو۔و۔و۔۔ اب سمجھا ۔۔۔ باہر نکالو اس کو اور کتنی تکلیف دے گا تمہیں منہ پر خلع کے پیپر مارو اس کے "

ارحم نے سر کو ہلاتے ہوئے مشورہ دیا وہ ردا کے اترے چہرے کو دیکھ کر سب سمجھ گیا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ ۔۔۔۔ یہ میرا اور اس کا معاملا ہے تم نکلو بلکہ یہاں سے "

ردا نے غصے سے گھور کر ناگواری سے کہا۔

" نہیں اب تو تمہیں اکیلا چھوڑ کر ہرگز نہیں جاؤں گا، دیکھتا ہوں کیا کرے گا یہ سمجھتا کیا ہے خود کو"

ارحم نے سر کو زور زور سے نفی میں ہلاتے ہوئے کہا، ردا نے تاسف سے ارحم کی طرف دیکھا

" تم سے بات کرنا بیکار ہے"

ردا نے پیر پٹخا اور ایک طرف چل دی۔ جبکہ وہ اب بھنویں اچکائے موحد کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

****

بالوں کو سلیقے سے بنائے وہ جب کمرے سے باہر نکلا تو ردا اور ارحم سامنے صوفے پر براجمان تھے۔ ردا کا چہرہ اترا ہوا تھا جب کے ارحم نے کن اکھیوں سے اسے گھورا تھا۔ سامنے ٹی وی

چل رہا تھا جس سے ردا بلکل بے نیاز اپنے خیالوں میں گم بیٹھی تھی ۔

موحد شرٹ کے کف فولڈ کرتا ہوا آہستگی سے چلتا کچن کی طرف بڑھ گیا تھا، کچن کے کیبن میں لگی چیزوں کو بغور دیکھ کر وہ صرف کافی کا جار نکلانے میں کامیاب ہوا تھا ۔

وہ اب ساس پین کی تلاش میں ارد گرد دیکھ رہا تھا جب ردا سپاٹ چہرے کے ساتھ پیچھے آ کر کھڑی ہوئی ۔ اپنے عقب میں وہ کسی کی موجودگی محسوس کر چکا تھا ۔

" کافی بنانی تھی مجھے "

موحد نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور لب بھینچے کہا، ردا ہنوز اسی طرح آگے بڑھی اور اس کے ہاتھ سے زور سے کافی کا جار کھینچتی اب کیبن سے کپ نکال رہی تھی ۔ موحد کو اس کے اس غصے پر بھی بے پناہ پیار آ گیا تھا ۔ وہ الجھا سا چہرہ لیے اب کچھ جار نکال کر کچن شیلف پر رکھ رہی تھی وہ اب کپ میں کافی انڈیل رہی تھی ۔

" اوہ -- نہیں میں بنا لوں گا دو مجھے "

موحد جلدی سے آگے بڑھا اور نرمی سے کہتے ہوئے کافی کی طرف ہاتھ بڑھایا ۔

" میں بنا دیتی ہوں جاؤ بیٹھو جا کر "

ردا نے بنا دیکھے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پلکیں گالوں پر کپکپا رہی تھیں ۔ موحد نے ایک بھرپور نگاہ اس کے غصے سے بھرے چہرے پر ڈالی کتنا متجعب تھا سب وہ اس سے اتنی محبت

کرنے لگی تھی کہ ناراضگی میں بھی وہ اس کے لیے کافی بنا رہی تھی ۔ موحد کچھ دیر اسے یونہی دیکھنے کے بعد آگے بڑھا ۔ بھنویں سکیڑے ارحم کو گھورتا اب وہ لاونج میں آ کر اس کے پاس بیٹھ چکا تھا ۔

" اور مسٹر ارحم کیا کرتے ہو آپ ؟"

موحد نے ارحم کے طرف رخ موڑے متوازن لہجے میں سوال کیا ؟ ارحم نے زبان کو دانتوں کے پیچھے گھماتے ہوئے پیشانی پر بل ڈالے ۔ اسے شائدموحد کی طرف سے یوں بے تکلفی کی توقع نہیں تھی ۔

" ڈیڈ کا بزنس ہے اس کو دیکھتا ہوں "

تیوری چڑھائے روکھے سے لہجے میں جواب دیا

" تو وہ تو ڈیڈ کا بزنس ہوا نا تمھارا تو نہیں خیر ---"

موحد نے طنزیہ جملا ادا کیا جس پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا جبکہ موحد اب صوفے کی پشت سے ٹیک لگا چکا تھا۔

"گڈ تو بزنس کو تو بہت لاس ہو رہا ہو گا نہیں ؟ "

موحد نے اپنے مخصوص انداز آبرؤ چڑھائے مصنوعی فکر مندی ظاہر کی

" کیوں بزنس کو کیوں لاس ہو گا ؟"

www.classicurdumaterial.com

ارحم نے ناگواری سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف سوال پوچھا۔

" تم ادھر ہو دو ہفتے سے تو ؟"

موحد نے پرسکون لہجے میں کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ ارحم نے غصے سے دیکھا

" میرا بزنس میرے پاپا ہی دیکھتے ہیں "

ارحم نے گردن کو خم دے کر بڑے زعم میں جواب دیا

" اوہ ---- اچھا ---- "

موحد نے سر کو اثبات میں ہلایا ، ارحم نے ایک مشتعل نگاہ موحد پر ڈالی اور پھر نگاہیں سامنے ٹی وی سکرین پر جما دیں ۔

جبکہ موحد سامنے کچن میں کافی بناتی ردا پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا. وہ کافی بیٹ کرتے ہوئے بالوں کی لٹ کو دو بار کان کے پیچھے کر چکی تھی ، شرٹ کے بازو کو ایک دفعہ درست کر چکی تھی ، وہ اس کے ہر انداز کو نوٹ کر رہا تھا جبکہ وہ پلکیں گرائے بہت مصروف انداز میں کافی بنا رہی تھی ۔ پھر جیسے ہی کافی بنا کر اس نے نگاہیں اٹھائی یں موحد نے اپنی نظروں کا زاویہ فوراً بدل لیا ۔

موحد کی نگاہیں وہ خود پر مسلسل محسوس کر رہی تھی ۔ اس کے دیکھنے اور مسکرانے کا انداز بلکل مختلف تھا وہ عجیب پرسرار سا کیوں لگ رہا تھا ردا کی سمجھ سے باہر تھا۔ چائے کا کپ

تھامے وہ اس کے قریب آ چکی تھی جو اب ٹی وی دیکھنے میں خود کو مگن ظاہر کر رہا تھا۔ ردا نے کافی کا کپ موحد کی طرف بڑھایا۔

" تھنکس ۔۔۔ "

موحد نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے کپ کو تھاما ردا اب کاؤچ کی طرف بڑھی تھی جہاں قریبی میز پر اس کا موبائل پڑا تھا۔

" مبارک ہو تمہیں شادی کر رہے ہو "

ارحم نے ایک نگاہ ردا پر ڈالی اور پھر استہزایہ مسکراتے ہوئے موحد سے پوچھا۔ ردا چونک کر مڑی تھی اور گھور کر ارحم کی طرف دیکھا جو اب طنزیہ مسکراہٹ کو لبوں پر اور گہرا چکا تھا۔

" خیر مبارک پر وہ تو میں کر چکا ہوں "

موحد نے کافی کا سپ لیتے ہوئے بڑے آرام سے جواب دیا، ردا کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گ ئی تھی ایسا لگا تھا جیسے یہ الفاظ خنجر کی طرح اس کے سینے میں پیوست ہو گئے ہوں وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اب کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

" اوہ ۔۔۔ گریٹ، تم تو ہماری سوچ سے بھی آگے ہو "

ارحم نے طنزیہ جملہ اچھالا وہ دونوں اب کمرے کی طرف جاتی ردا کو دیکھ رہے تھے ردا کے کمرے کے دروازہ بند کر لینے پر ارحم نے ٹی وی بند کیا اور رخ موحد کی طرف موڑا۔

" سنو ایک ڈیل کرتے ہیں ؟ "

ارحم نے ناک بھینچے گردن کو دائیں بائیں جھٹکا دیتے ہوئے بڑے رعب سے کہا

" کیا ڈیل --- ؟ "

موحد نے کافی کا سپ لیتے ہوئے بھنویں اوپر چڑھائے سوال کیا

" تم ردا کو طلاق دو حق مہر کا ایک کرڑوڑ میں دیتا ہوں "

ارحم نے مغرور لہجے میں کہا موحد کے جبڑے یک لخت ضبط کے انداز میں باہر کو ابھرے

" ہمم-- "

وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا انگوٹھے سے ناک کو سکیڑے بمشکل وہ اپنے ضبط کو برقرار رکھے اس کے پاس آیا تھا ۔ جو اب غرور سے گردن تانے موحد کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

" کیا ہوا ہے ، بتاؤ اٹس اے بگ ڈیل چلو دو کرڑوڑ لے لو ؟ "

ارحم نے موحد کو خود پر جھکتے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ وہ اب ارحم کے گریبان کو دبوچ چکا تھا ۔

" تمھاری ڈیل کا جواب میں تمہیں دیتا ہوں ؟ "

موحد نے جھٹکا دے کر اسے صوفے پر سے اٹھایا تھا ۔ وہ اس کے ایک جھٹکے سے ہی لڑ کھڑا گیا تھا ۔

" دماغ ٹھیک ہے تمھارا چھوڑو میرا گریبان ؟ "

ارحم نے گڑبڑا کر اپنے گریبان کو موحد کی گرفت سے آزاد کروانے کی ناکام سعی کی پر وہ تو غصے پر سے ضبط کھو چکا تھا ۔ اور گریبان پر گرفت مزید بڑھا رہا تھا اور ارحم کو اوپر اٹھا رہا تھا بازو کی رگیں پھول رہی تھیں۔ ارحم کا چہرہ درد اور سانس کی دشواری کے سبب سرخ ہو چکا تھا ۔

" ابھی کے ابھی نکلو یہاں سے "

موحد نے ایک جھٹکے سے اس کو چھوڑ کر دانت پیسے غصے میں کہا جبکہ وہ ایک طرف صوفے پر گرا اب سینے کو مسلتے ہوئے اٹھا تھا۔

" تم پاگل ہو گئے ہو کیا ، ردا----- ردا---- "

ارحم نے بوکھلاہٹ میں دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے ردا کو پکارا وہ شائد پہلے ہی شور سن کر دوروازے تک پہنچ چکی تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے اس طرف آ رہی تھی جہاں وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اب گتھم گتھا ہوئے تھے ۔ موحد اس کا گریبان پکڑنے کی کوشش میں تھا جبکہ وہ خود کو بچا رہا تھا۔

" موحد چھوڑو اسے یہ سب کیا ہو رہا ہے "

ردا نے موحد کے کندھے کو پکڑ کر پیچھے کرتے ہوئے کہا آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

" نکالو اسے ابھی کے ابھی باہر میں اسے یہاں مزید برداشت نہیں کر سکتا ہوں "

موحد نے سرخ چہرے کے ساتھ ردا کی طرف رخ موڑے کہا ۔ ارحم نے موحد کے ہاتھ کو زور سے جھٹکا اور تنک کر آگے ہوا ۔

" پاگل ہو گیا تم نکلو گھر سے باہر سمجھے ، ردا یہ انسان تمہیں اور کتنا ہرٹ کرے گا بولو ، دوسری شادی کر چکا ہے اور اب دھڑلے سے یہاں تم سے خلع کا کہنے آن پہنچا ہے "

ارحم چیختا ہوا ایک طرف ہوا ، ردا نے اس کی بات پر لب بھینچے

" تمہیں اس سب سے کیا یہ میرا اور میری بیوی کا معاملا ہے نکلو میرے گھر سے "

موحد نے ایک جھٹکے سے دوبارہ اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا جو اب ردا کے سامنے کھڑا تھا ۔ ردا ایک دم سے موحد کی طرف مڑی تھی ۔

" یہ تمھارا گھر نہیں ہے ، میرا گھر ہے اور ارحم کہیں نہیں جائے گا "

ردا نے گلا پھاڑتے ہوئے موحد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ، ارحم کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ نے گھیراؤ کیا

" ردا اس کو نکالو یہاں سے اسی وقت "

موحد نے غصے میں ارحم کی مسکراہٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر جھپٹ پڑا اس پر ارحم برابر اس سے لڑ رہا تھا

" شٹ اپ ---- بس کرو تم دونوں "

ردا نے سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر چیختے ہوئے آواز کو اتنا اونچا رکھا جتنا وہ رکھ سکتی تھی

، موحد اور ارحم ایک دم سے اس کے اتنا اونچا چیخنے پر اس کی طرف متوجہ ہوئے

" ردا میں نے اسے کہا مجھ سے ایک کرڑوڑ لو اور ردا کو طلاق دو آگے سے کہتا ہے تین کرڑوڑ دو تب دوں گا طلاق "

ارحم نے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے غصے میں لال چہرے کے ساتھ جھوٹ بولا جبکہ لبوں پر ایک خباثت بھری مسکراہٹ تھی جسے وہ دبا رہا تھا ۔

" کیا !!!!!!---- ابے تیری تو ---- ، وہ میری بیوی ہے تو اگر دس کرڑوڑ بھی دے گا تو بھی نہیں چھوڑوں گا اسے سمجھا "

موحد اچھل کر پھر سے اس کا گریبان تھام چکا تھا اور وہ جو سفید لٹھے کی مانند چہرے کے ساتھ کھڑی تھی اس کے قدم پیچھے کے رخ کو ہی کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے ۔

موحد نے ارحم کے منہ پر گھونسے جڑتے ہوئے گردن موڑ کر فکر مندی سے ردا کی طرف دیکھا جو بدحواس سی اب کمرے کے اندر داخل ہو چکی تھی ۔ موحد تقریباً بھاگتا ہوا جب تک دروازے پر پہنچا وہ دروازہ بند کر چکی تھی ۔

" ردا --- لسن ---- ردا ---- بکواس کر رہا ہے یہ سب میری بات سنو ردا ---- "

موحد نے دروازہ زور سے بجاتے ہوئے کہا۔

"ردا میری بات سنو ایک دفعہ اوپن دا ڈور۔۔۔ ردا میں نے کوئی شادی نہیں کی ردا۔۔۔۔ آر یو لسن می ؟ "

موحد نے دروازے پر بارہا دستک دی پر کوئی جواب نہیں آیا جیسے ہی اس نے رخ پھر سے ارحم کی طرف موڑا ارحم تقریباً بھاگتا ہوا دوسرے کمرے کی طرف بڑھا اور موحد کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی کمرے میں بند ہو چکا تھا۔ اور وہ پھر سے دروازے پر دستک دینے لگا تھا پر وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی۔

****

موحد کی دروازے پر بار بار دستک دینا بند ہو چکا تھا۔ وہ گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی۔ وہ اتنا گھٹیا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ارحم سے کہے گا کہ تین کروڑ دو میں طلاق دوں گا۔

دل گھٹ گھٹ سی چیخیں مارنے لگا تھا اور آنسو گال سے لڑھک رہے تھے۔ اتنی تکلیف آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

اتنا گہرا سناٹا ہے

جیسے کوئی بول رہا ہے

اے انکار کے لہجے والے!

میں نے تجھ سے کیا مانگا ہے

باہم موت کا وعدہ چھوڑو

کون کسی کے ساتھ جیا ہے

توڑنے والے کیا توڑے گا

تیرا میرا رشتہ کیا ہے

پیڑ تیمم کرنے کو ہیں

وقتِ نمازِ استسقا ہے

کھلتے پھول اور کھیلتے بچّے

دیکھ کے کتنا ڈر لگتا ہے

سارے جگ کی خیر ہو یا رب

کتنے زور سے دل دھڑکا ہے

دردوں نے تو زندہ رکھا

بے دردوں نے مار دیا ہے

کیسا کمسن درد ہے میرا

آدھی رات کو جاگ اٹھا ہے

یاد آتا ہے کم کم لیکن

یاد آئے تو دل دکھتا ہے

الف لام اور میم نے مل کر

کیسا الم تخلیق کیا ہے

اے مجھ سے نہ ملنے والے

میں نے خود کو چھوڑ دیا ہے

اس نے کیا توقیر کمائی

جو رسوائی سے ڈرتا ھے

کون زیاں کا حاصل جانے

ساری عمر کا سرمایہ ہے

آتش دان کو تاپ کے دیکھو

باھر کیسی سرد ہوا ہے

بوندیں پاؤں پڑ سکتی ھیں

بادل کس کے ساتھ رہا ہے

درد کی کوئی انت نہیں تو

صبر کا کیسا پیمانہ ہے

موبائل پر بار بار بل بج رہی تھی جس سے بے نیاز وہ روئے جا رہی تھی ۔

****

"سنو، مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے"

وہ زمین پر گے بستر پر کروٹ بدل رہا تھا جب سامنے صوفے کے کنارے پر ہاتھ میں چائے کا کپ لئے ردا کو بیٹھا پایا۔ سوئی جاگی کیفیت میں آنکھیں کھلنے کو نہ تھیں اور رات بھر زمین پر بستر لگا کر سونے کے باعث نیند کی چادر سر تا پا تھی۔

رات کتنی دیر وہ دروازہ بجاتا رہا تھا پھر مایوس ہو کر واپس لاؤنج میں آ گیا تھا ۔ اور پھر زمین پر ہی کمفرٹر اور بستر لگا کر سو چکا تھا جو شائد ردا پہلے سے ہی وہاں رکھ چکی تھی ۔

نا سمجھی کی حالت میں ایک نظر ردا کی آواز کو وہم سمجھ کر اسے بغور دیکھا وہ پرسکون چہرے کے ساتھ چائے کا سپ لے رہی تھی۔ موحد نے آنکھیں دوبارہ موند لیں۔ ۔

"ہاں تم ہی سے کہا ہے، مجھے کچھ بات کرنی ہے"

ردا نے چائے کا کپ منہ سے ہٹا کر بدستور پر سکون انداز میں کہا، اب وہ اپنے گھٹنوں پر کہنیاں ٹکا کر آگے کو جھک گئی تھی"

وہ نیند کی خماری میں اسے بھی اپنا خیال تصور کرتا ہوا کروٹ بدل چکا تھا اور چادر کو چہرے پر لیتے سر کو تکیے میں گاڑھ دیا۔ وہ ساری رات سوچتا رہا تھا اور اب یہ اسی کا اثر تھا کہ ردا کا یوں پاس بیٹھنا بھی خام خیالی ہی لگ رہا تھا۔

" میں ارحم سے شادی کر رہی ہوں، بس یہی بتانا تھا تمہیں"

وہ لاپرواہی سے کہتی ہوئی اپنے چائے کپ کو ایک طرف رکھ کر اب صوفے سے کھڑے ہونے کو تھی کے بجلی کی سی رفتار میں اٹھتا ہوا وہ اس کے سامنے اسی کے گھٹنوں پر ہاتھ دھرے بیٹھا، چہرہ اونچا کیئے اسے دیکھ رہا تھا۔

کمفرٹر دور جا گرا تھا، وہ خود اتنی تیزی سے اٹھا تھا کے ردا بھی ایک ملحے کو رک کر پیچھے ہو گئی تھی۔

" ردا۔۔ رکو رکو۔۔ کیا کہہ رہی ہو تم؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

نیند سے اچانک اٹھنے پر اتنا تیز جھٹکا اسے سنبھلنے نہیں دے رہا تھا، بمشکل گڑبڑاتا ہوا بول کر پھٹی آنکھوں سے سامنے بیٹھی لاپرواہ ، نخوت چڑھائے اپنی بیوی کو تک رہا تھا۔

" میں خلع کے لیے وکیل کو فون کر چکی ہوں کچھ دیر میں کاغذات آجائیں گے "

وہ بڑے پرسکون لہجے میں کہہ رہی تھی یہ صبح جسے وہ خوبصورت بنانے کے ساتھ ساتھ دن بھر کے معاملات کے لئے کئی منصوبے رات بھر تیار کرتا رہا تھا اس کے لئے ایک ملال کی آندھی لیتی آئی تھی ۔ وہ یہ کیا کہہ رہی تھی ۔

وہ ہلکا سا میک اپ کیے بالوں کی اونچی سی پونی بنائے جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس کہیں جانے کی تیاری میں لگ رہی تھی ۔

" میری بات سنو پہلے "

موحد ایک دم سے اٹھ کر صوفے پر اس کے برابر میں بیٹھا تھا جب کہ وہ یونہی سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی ۔ اس سے پہلے کہ موحد اپنی بات شروع کرتا ردا تنک کر گویا ہوئی ۔

" نہیں مجھے کسی کی کوئی بات نہیں سننی ، میں تمھاری بے وفائی تمھاری شادی سب برداشت کر سکتی تھی پر اتنا گھٹیا پن جو تم نے ارحم سے کہا کل وہ نہیں ---- بلکل نہیں برداشت کر سکتی "

ردا نے سختی سے دنوں ہاتھ اٹھائے اپنے سر کے قریب لا کر ناگواری سے کہا اور صوفے پر سے اٹھنا چاہا ، موحد نے اسی مطے بازو تھام کر جھٹکا دے کر پھر سے ساتھ بیٹھا لیا ۔

" بکواس کر رہا ہے وہ سنو میری بات عرفہ سے میں شادی نہیں کر رہا ہوں اس کی شادی سرمد بھائی سے ہو رہی ہے "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے شائستگی سے اس کے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے وہی بات کہی جو وہ رات بھی اسے بتانے کے لیے دروازہ بجاتا رہا تھا۔ ردا نے دم سادھے پوری آنکھوں کو کھول کر موحد کی طرف دیکھا، موحد کو اس کی حیرت اور اس حیرت زدہ کھلی آنکھوں پر بے پناہ پیار آیا ۔یہی وہ حیرت تھی یہی وہ سرپرائز تھا جو وہ ردا کو دینا چاہتا تھا اور اب اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں رقص کر رہا تھا اور اسے اندر تک سرشار کر رہا تھا۔

" ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں "

موحد نے اس کی حیرت اور خاموشی کے جواب میں گہری مسکراہٹ لبوں پر مزین کیے اپنی بات کی تائید کی،بغور اس کے چہرے پر خوشی کی رمق کے تلاش میں نگاہیں گھمائیں پر یہ کیا اس کی پیشانی تو شکن آلودہ ہو رہی تھی ۔

" تم کیا ہو موحد !!!!!! محبت تم کرتے تھے عرفہ سے باتیں تم کرتے تھے ساری ساری رات اور اب شادی اپنے بھائی کی----- اففففف ------مجھے افسوس ہو رہا ہے میں نے اس طرح کے انسان سے محبت کی "

ردا نے تاسف اور ناگواری سے افسوس کا اظہار کیا، موحد کی مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہوئی

" ارے یارررر وہ بھی جھوٹ تھا اس رات میں اس سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا سچ

میں ، یقین کرو ، تم چھت پر آ رہی تھی میں دیوار کے پاس کھڑا سگریٹ پی رہا تھا ، تمہیں دیکھا اور وہ سب شروع کر دیا اس دن فون پر کوئی نہیں تھا "

موحد نے اس کے چہرے پر موجود ناگواری کے پیش نظر متوازن لہجے میں صفائی دی

" ٹھیک ہے یہ بات بھی مان لیتی ہوں پر پھر بھی وہ سب تم نے مجھ سے چھٹکارے کے لیے کیا تھا ، اور اب رات ارحم کو تین کروڑ کی آفر بھی اسی لیے---- "

ردا کا افسوس بھرا لہجہ ابھی بھی قائم تھا بات کو ادھورا چھوڑ کر وہ اب سامنے دیکھنے لگی تھی۔

" وہ جھوٹ بول رہا ہے ردا وہ مجھے یہ آفر کر رہا تھا میں تو اسے اس آفر پر مار رہا تھا "

موحد نے جھنجلا کر جواب دیا ، وہ تو ساری بات کو الٹ سمجھ رہی تھی

" کیوں ----!!!! تم کیوں مار رہے تھے تم چھوڑنا ہی تو چاہتے ہو نا مجھے تو اب میں خود کر رہی ہوں سب تو کیا ہے پھر اب مسئلہ "

ردا نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا انداز بے اعتنائی بھرا تھا

" چاہتا تھا ----- پر اب نہیں چاہتا ہوں --- "

موحد نے محبت سے مسکراتے ہوئے کہا لبوں کو آپس میں ملائے شرارت سے اس کی طرف دیکھا جو یوں خفا سی بیٹھی تھی ۔

" کیوں اب ایسا کیا ہے ----؟ "

ردا نے آبرؤ اچکائے کرخت لہجے میں سوال کیا

" اب نہیں چاہتا چھوڑنا یہ رشتہ نبھانا چاہتا ہوں "

موحد نے محبت بھری نگاہوں کو اس کے چہرے پر مرکوز کرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا جو اسی طرح بے تاثر چہرہ لیے اس کو بے یقینی سے تک رہی تھی ۔

" مجھے بھیک نہیں چاہیے موحد عالمگیر "

سخت لہجے میں سخت الفاظ تھے جن پر موحد اب حیران سا اس کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

" بھیک --- ؟ "

حیرت میں مبتلا آواز ابھری اور ماتھے پر نا سمجھی کے بل پڑے

" ہاں بھیک --- نا بھیک چاہیے نا تمھارا احسان بہت ہوا--- بہت پاگل بن چکی تمھارے پیار میں اب بس اور نہیں ارحم کی محبت کو جھٹلاتی رہی بیوقوف تھی وہی سچی محبت کرتا ہے مجھ سے احساس ہو گیا ہے مجھے اور سہی کہتا ہے وہ میں کیوں تم جیسے انسان کے نام پر بیٹھی رہوں ساری عمر "

ردا نے نگاہیں سامنے خلا میں مرکوز کیے سخت لہجے میں اپنا انوکھا ہی فیصلہ سنا دیا تھا جس پر وہ ساکن سا بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا ۔

" ردا --- یہ نا تو بھیک ہے نا ہی احسان میں سچ میں دل سے تمہیں اپنانا چاہتا ہوں "

www.classicurdumaterial.com

موحد نے اب کی بار بچاگی سے اپنی سچائی کی گواہی دی ۔ ردا نے اس کی اس بچاگی پر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ناک چڑھا کر چہرہ اس کی طرف موڑا

" اور یہ فیصلہ تم نے یہاں آکر مجھے دیکھ کر لیا ہے نا ؟ مجھے ایسا شوہر نہیں چاہیے جو میری ظاہری حالت سے پیار کرے کل پھر میں موٹی ہو جاؤں گی تم پھر سے نفرت کرنے لگو گے "

ردا نے ہنوز طنزیہ مسکراہٹ سجائے کہا اور نخوت سے ناک چڑھائی اس کی بات پر موحد کا منہ کھلا اور آنکھیں سکڑ کر اپنا حجم چھوٹا کر چکی تھیں ۔

" تمہیں کس نے کہا کہ مجھے تمھاری ظاہری حالت کو دیکھ کر رشتہ نبھانے کا احساس ہوا ؟ میں پاکستان سے یہاں آیا ہی تمہیں لینے ہوں محبت وہیں ہو گ ئی تھی ، مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا میری ڈبل ڈیکر بس اب لیموزین بن گ ئی ہے "

موحد نے پیشانی پر بل ڈالے اسے دونوں بازؤں میں تھام کر اپنی طرف کیا اور پھر شرارت اور محبت کے لیے جلے تاثر کے ساتھ آنکھ دباتے ہوئے کہا ، ردا نے فوراً گڑ بڑا کر نگاہیں چرائی یں اور چہرے پر سختی کو برقرار رکھا

" مجھے تمھاری کسی بات پر یقین نہیں ہے اور فکر نا کرو میں پاکستان تو جا ہی رہی ہوں لیکن وہاں جا کر سب کو بتا دوں گی کہ میں اب مزید تمھارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی "

ردا نے غصے سے ایک جھٹکا دے کر اپنا بازو چھڑوایا اس کی شرارت بھک سے اڑی

" تم ایسا نہیں کر سکتی تم محبت کرتی ہو مجھ سے اور ابھی پرسوں تو میری برتھ ڈے کا گفٹ بھیجا مجھے "

موحد نے ایک دم سے اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی بات سے انکار کرتے ہوئے پھر سے مسکرا کر دیکھا

"کونسی محبت ---- "

ردا نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں جو اب بھی بڑے اعتماد سے اس کو تک رہا تھا ، تکتا بھی کیوں نا ردا نے ٹوٹ کر چاہا تھا

" اوہ------ اچھا اس محبت کی بات تو نہیں کر رہے جو کل شام تک مجھے تمھارے ساتھ تھی ----وہ محبت تو رات میں آنسوؤں میں بہا بھی چکی "

ردا نے بڑے انداز میں کندھے اچکائے پرسکون لہجے میں جواب دیا ۔ موحد نے حیرت سے دیکھا ، مسکراہٹ آہستہ آہستہ غائب ہو کر اب پریشانی جیسے تاثر لے رہی تھی ۔

" ردا ملک ایسی ہی ہے موحد عالمگیر اگر محبت کی تو بہت شدید کی اور جب ختم ہونے پر آئے تو لمحہ بھر نہیں لگتا ----- پر اس محبت کو تو میں چار ماہ سے نوچ نوچ کر خود سے الگ کر رہی تھی رات کچھ ذرے باقی بچے تھے وہ بھی نوچ کر الگ کر دیے خود سے ، میں اب تم سے نا تو

www.classicurdumaterial.com

محبت کرتی ہوں اور نا ہی نفرت کھیل ختم موحد تم بھی خوش میں بھی خوش "

ردا نے موحد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا اور پھر کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر گردن موڑ کر آواز کے تعاقب میں دیکھا ، موحد نے بھی ربورٹ کی طرح نگاہیں گھمائی یں

ارحم پوری تیاری کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا موحد نے بھی دم بخودہ اس طرف دیکھا ارحم کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی ۔

" ارحم ہو گئے تیار چلو خلع کے پیپر ریڈی ہیں ،لائی یر کا فون آ چکا ہے ، لے کر آتے ہیں موحد کو زیادہ ویٹ نہیں کروانا چاہیے "

ردا مسکراتی ہوئی ارحم کی طرف بڑھی

" ردا ----- ایک منٹ --- تم اس کی باتوں میں آ کیسے سکتی ہو ، اور اگر آ چکی ہو تو یہ سب غلط کر رہی ہو "

موحد نے اچک کر ردا کے بازو کو تھاما تھا اس کے ارحم کی طرف بڑھتے قدم ڈگمگا گئے تھے ، موحد کے چہرے پر اب جا کر سنجیدگی آئی تھی ۔

" موحد میں اس کی باتوں میں بلکل نہیں آئی اگر ایسا ہوتا تو دو ہفتے پہلے آ چکی ہوتی میں صرف اپنے دل کی باتوں میں آتی ہوں ، اب چھوڑو میرا بازو ہمیں جانا ہے "

ردا نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا اور زور سے اپنا بازو موحد کی گرفت سے آزاد کیا ارحم نے

استہزایہ مسکراہٹ سجائے کوٹ کو جھٹکا دیا اور فتح کا جھنڈا لہراتے ردا کے ساتھ قدم دروازے کی طرف بڑھا دیے جبکہ موحد اب کمر پر ہاتھ دھرے لب بھینچے پیشانی پر بل ڈالے کھڑا تھا اس کا سرپرائز اسی پر الٹا پڑا تھا ۔

سوچا تھا پہلے ردا کو تنگ کرے گا پھر اظہار محبت کر کے اسے حیران کرے گا پر یہ کیا یہاں تو اس کے دل سے محبت ہی ختم کر بیٹھا تھا اس چکر میں اور وہ ٹھہری بلا کی ضدی اب کیسے یقین دلاؤں کہ سچ میں اس سے محبت کر بیٹھا ہے وہ ۔

****

گاڑی ایک عالیشان کیفے کے سامنے پارکنگ آیریا میں رکی تھی ردا کے ساتھ بیٹھے ارحم نے حیرت سے سامنے کیفے اور پھر ردا کی طرف دیکھا جو بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اب گاڑی کو پارکنگ میں لگا رہی تھی ۔

" ردا یہ کہاں آ گئے ہیں ۔۔۔ ہمیں تو وکیل کے پاس جانا تھا نا ؟ "

ارحم نے حیرانگی سے کہتے ہوئے ایک نگاہ ردا پر ڈالی اور پھر ماتھے پر بل ڈالے بغور باہر کیفے کے پارکنگ آئی یریا کو ایسے دیکھا جیسے ابھی بھی غور کر رہا ہو کہ وہ درست سمجھ رہا ہے کہ نہیں

" نہیں ۔۔۔۔ وکیل کے پاس نہیں جانا تھا یہیں آنا تھا اترو "

ردا نے سن گلاسز بالوں پر چڑھا کر شرارت سے مسکراتے ہوئے ارحم کو کہا اور خود نیچے اتری

" مطلب میں سمجھا نہیں تم تو "

ارحم نے ہنوز حیرت سے سوال کیا وہ ابھی بھی گاڑی میں ہی بیٹھا تھا ۔

" سمجھاتی ہوں آجاؤ ---- "

ردا نے گاڑی کی کھڑکی میں ہاتھ اوپر نیچے دھر کر اس پر ٹھوڑی اٹکائے چہرہ اندر کیا اور اسے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے وہ اب کیفے کی طرف جا رہی تھی ۔

ارحم پیشانی پر بل ڈالے گاڑی سے اترا اور اس کے پیچھے چل دیا ۔ اندر آنے کے بعد وہ یونہی حیران سا ردا کی پیروی کرتا اب ایک میز کے گرد لگی کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ چکا تھا ۔

کچھ دیر ردا اسے گھورتی رہی اور وہ الجھ کر رہ گیا ۔

" تم خود کو بڑا عقل مند سمجھتے ہو ؟ "

ردا نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی ارحم اس کے انداز پر اب اور زیادہ حیرت میں مبتلا ہو چکا تھا ۔

"کیا !!!!!"

حیرت سے بھنویں سکیڑ کر پوچھا

" تم نے رات موحد کے بارے میں جھوٹ بولا تو تمہیں کیا لگا میں آنکھیں بند کر کے اس جھوٹ پر یقین کر لوں گی "

ردا نے مسکراتے ہوئے طنزیہ پوچھا

"کیا--- ؟"

ارحم کو ابھی بھی اس کی بات اس کا انداز سمجھ نہیں آیا تھا ، وہ آخر کہنا کیا چاہتی تھی اور یہ سب کیا تھا وہ تو خود صبح اس کے پاس آئی تھی اور کہا تھا کہ وہ موحد کو سمجھ چکی ہے اور اب اسے چھوڑنا چاہتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے لیکن اب وہ یہاں آکر کچھ اور ہی بات کر رہی تھی ۔

"ہاں کیا----- شرم نہیں آئی تمہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اس سے کتنی محبت کرتی ہوں ، تم نے موحد کو یہ آفر دی کہ مجھے طلاق دے اور تم اسے پیسے دو گے"

ردا نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا اور وہ منہ کھولے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا ۔

"وہ تو شکر ہے اسے مجھ سے محبت ہونے کے بعد وہ تم جیسے خبیث انسان سے ٹکرایا ، اگر پہلے مل لیا ہوتا تو کب سے چھوڑ چکا ہوتا مجھے"

ردا نے دانت پیستے ہوئے خونخوار نگاہوں سے سامنے بیٹھے ارحم کو گھورا ۔

"کیا---- محبت ---- ؟ !!!!"

ارحم نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے پوچھا

"ہاں --- محبت ----وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور یہاں مجھے لینے آیا ہے"

ردا کے لبوں پر ایک دم سے دلکش مسکراہٹ سجی تھی وہی مسکراہٹ جو دل پر گدگدی ہونے کے باعث لبوں پر سج کر چہرے کے پیٹھے کھینچ دیتی ہے۔ آنکھوں میں انوکھی سی چمک ابھری تھی۔

رات ملک جہانزیب کے فون اور ان کی باتوں اور پھر ثانیہ کے انکشاف پر وہ تو مجسم ہو گئی تھی ایسی مجسم جس کو اپنی قسمت پر یقین نا ہو۔۔۔ کہ اس کی محبت میں کیا اتنی طاقت تھی کہ موحد کے دل کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔ اور پھر اس نے عابد کو فون کیا اور اس نے موحد کے تڑپ کے ایسے ایسے قصے سنائے کہ ردا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

موحد کا ارحم کو پیٹنا اور کہنا کہ یہ میری بیوی ہے یہ الفاظ تو پہلے ہی کھٹک رہے تھے اسے پر اب سب کی باتیں سن کر تو وہ ششدر تھی موحد عالمگیر جو کل تک اس سے نفرت کے دعوے کرتا تھا آج اس کی محبت میں اس کے پیچھے اسے لینے جرمنی پہنچ گیا تھا۔

ثانیہ کی زبانی اس کی وارفتگی سن کر وہ حیران ہی رہتی اگر صبح موحد کی تڑپ کو خود اپنی آنکھوں سے نا دیکھ لیتی۔ رات کو سب سے باتیں کرنے کے بعد وہ جب حیران سی باہر آئی تو وہ بے خبر سو رہا تھا اور ردا اس کے سامنے صوفے پر بیٹھی اسے گھنٹوں تکتی رہی تھی وہ معصوم بچے کی طرح زمین پر سو رہا تھا۔

اور وہ آنکھوں میں خوشی کے آنسو لیے بیٹھی تھی کہ وہ اس سے اتنی محبت کرنے لگا ہے کہ

www.classicurdumaterial.com

اس کے لیے یہاں آیا اور اب یہ سب کر رہا ہے تقریباً دو گھنٹے وہ مسلسل دروزہ پیٹتا رہا تھا منتیں کرتا رہا تھا --- کیا اتنا پیار ہو گیا تھا اس کو ---

ردا نے اپنے چہرے کو بے یقینی سے اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا اور پھر وہ رو دی تھی یونہی بیٹھی اس کو سوتے ہوئے دیکھ کر دل چاہا اسے اٹھائے اور پھر کے موحد مجھے اپنی قسمت پر یقین نہیں مجھے یقین دلاؤ ، پر پھر اچانک خیال آیا ، کیا اس کی دی گ ئی ساری تکلیفوں کو اتنی آسانی سے معاف کر دے گی وہ نہیں ---بلکل نہیں تھوڑا سا احساس تو اسے بھی ہو کہ کیا ہوتا ہے جب کوئی ایک پیار کرنے والے کے احساسات کو اس کا ناٹک کہتا ہے اور اس کو فقط وقتی جذبہ کہتا ہے ۔

اور اسی سوچ کے زیر اثر اب اس نے یہ سارا ڈرامہ رچایا تھا ۔ اور اس وقت ارحم حیرت میں اچھل پڑا تھا یہ سب سن کر۔

" ردا پاگل کسی اور کو بنانا وہ اور تم سے محبت الو بنا رہا ابھی بھی تمہیں ، ردا وہ نہیں کرتا تم سے محبت لکھوا لے مجھ سے "

ارحم نے ناک چڑھائے حقارت سے کہا

" الو تو تم بنا رہے ہو اتنے سال سے مجھے تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے معلوم نہیں تمھارے اُن ایک سو گیارہ افیرز کے بارے میں جو تم مجھ سے محبت کا اظہار کرنے کے بعد بھی چلا چکے ہو

"

ردا نے لبوں کو اور آنکھوں کو ایک ساتھ سکیڑ کر سر ہلاتے ہوئے ارحم سے کہا

"ردا وہ افیرز تھے محبت صرف تم سے ہے آئی سوئی یر"

ارحم نے بچارگی سے گردن کی گلٹی کو تھام کر کہا

"بکواس بند کرو اپنی ۔۔۔۔ اور اب یہ بھوت سر سے اتار کر ساتھ دو میرا سیدھے طریقے سے"

ردا نے میز پر زور سے ہاتھ مارا

"کیسا ساتھ ۔۔۔ ؟"

ارحم نے گڑبڑا کر چہرہ پیچھے کرتے ہوئے سوال کیا

"موحد سے سارے بدلے لینے کا ساتھ"

ردا نے شرارت سے آگے آئی پونی کو جھٹکا دے کر پیچھے کیا

"تم پاگل واگل ہو گیا ؟"

ارحم نے آنکھیں پوری کھولیں اور بازو میز پر دھر کر آگے ہوا

"ایک طرف خوشی سے پاگل ہو رہی ہو کہ تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ وہ محبت کرتا ہے تم سے اور دوسری طرف کہہ رہی ہو اس سے بدلے لینے ہیں"

ارحم اب حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جو منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

" ہاں پاگل تو ہو چکی تھی اب تو پاگل کرنا ہے بس ---- اور تم ---- "

ردا نے مسکراتے ہو کر ایک دم سے دانت پیس کر اس کی طرف انگلی تانی

" خبردار اگر زیادہ ہوشیاری کی وہ کل رات جس محبوبہ سے باتیں بگار رہے تھے نا اس کو فون کر دوں گی وہ بھی جائے گی ہاتھ سے "

ردا نے اپنے موبائل سکرین کو اس کے سامنے کیا اور دھمکی دی ارحم نے موبائل پر نمبر دیکھا اور پھر چہرہ رنگ بدل گیا

" ارے--- ابے --- "

ہاتھ جلدی سے اٹھا کر بات شروع کرنے کی کوشش کی

" بس چپ اب--- رات تمھارے کمرے میں آئی تھی میں سب سن لیا تھا میں نے ---- "

ردا نے ناک پھلا کر اسے آئینہ دکھایا جب وہ رات اسے یہ سب بتانے کے لیے اس کے کمرے پر دستک دینے کی غرض سے گئی تو اندر سے آتی آوازوں پر دروازے سے کان لگا بیٹھی اور پھر جو کچھ سنا اس پر پانی پانی ہو گئی ۔ ارحم نے اس کی بات پر شرمندگی سے نظریں جھکا لیں اٹھاتا بھی کیسے وہی جانتا تھا وہ رات کیا باتیں کر رہا تھا اور ردا نے کیا کچھ سنا ہو گا ۔

" اچھا اب زیادہ شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں گھر چلو اور جیسا میں کہوں گی ویسا کرو گے سمجھے "

ردا نے رعب سے کہا جس پر وہ سر جھکائے ہی سر ہلا گیا ردا نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ویٹر کو اشارہ کیا

****

فون کان سے لگائے دائیں ہاتھ سے گردن کی پشت کو تھامے وہ متحوش سا لاؤنج میں گے صوفے پر بیٹھا تھا ۔ شکن آلودہ ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوس ، صبح سے کچھ کھائے پیئے بنا مسلسل ردا کا انتظار کر رہا تھا ۔

" موحد بھائی وہ میری کوئی بات نہیں سن رہی ہے ، ایکچولی وہ فیصلہ کر چکی ہے اور جب وہ کسی بات پر اڑ جائے تو ایسے ہی کرتی ہے "

فون کے دوسری طرف سے عابد کی پریشان کن آواز ابھری ، ردا کو ارحم کے ساتھ گئے ہوئے چھ گھنٹے ہو چکے تھے اور وہ یہاں اپارٹمنٹ میں اکیلا بیٹھا انگاروں پر لوٹ رہا تھا ۔ اس کو بار بار فون کر رہا تھا جو وہ مسلسل منقطع کر رہی تھی ۔

کچھ دیر پہلے اس نے عابد سے کہا تھا کہ وہ ردا سے رابطہ کرے اور اس کو سمجھائے کہ یہ بیوقوفی مت کرے ، ارحم کی بات پر یقین مت کرے لیکن اب عابد بتا رہا تھا وہ کسی کی بھی

بات سننے کو تیار نہیں ہے ۔

" تو یہ تو سراسر غلط ہے ، وہ مجھ سے ایک دم سے اتنا بیزار کیسے ہو سکتی ہے "

موحد نے الجھے سے لہجے میں اپنی الجھن بیان کی ، ردا کا یہ رویہ اس کی سوچ سے بلکل برعکس تھا وہ کیا سوچ کر آیا تھا اور یہاں محترمہ پھر سے اپنے پہلے والے رویے پر لوٹ کر اس کی بینڈ بجانے پر تل گ ئی تھی۔

" موحد بھائی ایک دم سے تو نہیں ہوئی چار ماہ ہو گئے ہیں آپ شائ د بھول رہے ہیں "

عابد کے معنی خیز جملے پر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔ دوسری طرف عابد بھی بلکل خاموش رہا، موحد نے گہری سانس خارج کی

" ہم۔م۔م۔ تو یقین تو اسے کرنا ہی ہوگا میری بات کا ، چلو میں دیکھتا ہوں اب مجھے کیا کرنا ہے ، پر اب یہ سب ختم نہیں ہوگا "

موحد نے پر عزم لہجے میں کہہ کر فون بند کیا اور پھر ٹیرس کی طرف قدم بڑھا دیے ---- کیا واقع ہی ردا کے دل سے اس کی محبت مٹ چکی ہے ؟ کیا اس نے بہت دیر کر دی جرمنی آنے میں؟ ---- کتنے ہی وسوسے تھے جو ذہن میں سر اٹھا کر اسے خوفزدہ کر رہے تھے ۔

دراصل زیادہ الجھن اس لیے بھی تھی کہ ردا ایک پرسرار سی نا حل ہونے والی شخصیت کی حامل تھی وہ آج تک اس کو سلجھانے میں ہی لگا تھا ایک سرے کو سلجھاتا تو دوسرا الجھ جاتا

دوسرے کو سلجھاتا تو پہلا ، جب سے وہ زندگی میں آئی تھی وہ اسی کو تو سلجھا رہا تھا اور اسی سلجھن الجھن میں وہ کب دل کی اتھا گہرائیوں کی مکیں بن بیٹھی خبر ہی نا ہوئی اور اب اس کی یہ بے اعتنائی یہ روکھا پن کہاں برداشت تھا ، دل اسے چاہنے لگا تھا اور اس سے بھی ویسی ہی چاہت کا طلبگار تھا ۔

اچانک دل ربا موسم کا دل آزار ہو جانا
دعا آساں نہیں رہنا سخن دشوار ہو جانا
تمہیں دیکھیں نگاہیں اور تم کو ہی نہیں دیکھیں
محبت کے سبھی رشتوں کا یوں نادار ہو جانا
ابھی تو بے نیازی میں تخاطب کی سی خوشبو تھی
ہمیں اچھا لگا تھا درد کا دل دار ہو جانا
اگر سچ اتنا ظالم ہے تو ہم سے جھوٹ ہی بولو
ہمیں آتا ہے پت جھڑ کے دنوں گل بار ہو جانا
ابھی کچھ ان کہے الفاظ بھی ہیں کنج مژگاں میں
اگر تم اس طرف آؤ صبا رفتار ہو جانا

ہوا تو ہم سفر ٹھہری سمجھ میں کس طرح آئے

ہواؤں کا ہماری راہ میں دیوار ہو جانا

ابھی تو سلسلہ اپنا زمیں سے آسماں تک تھا

ابھی دیکھا تھا راتوں کا سحر آثار ہو جانا

ہمارے شہر کے لوگوں کا اب احوال اتنا ہے

کبھی اخبار پڑھ لینا کبھی اخبار ہو جانا

وہ ریلنگ کے اوپر بازو ٹکائے بلکل اسی جگہ پر کھڑا تھا جہاں چار ماہ پہلے ردا کھڑی اپنی یک طرفہ محبت کا سوگ منا رہی تھی ۔ وقت اپنا آپ دہراتا ہے اور بعض اوقات آپ کے دیے گئے دکھ بھلے آپ نے کسی کو انجانے میں ہی دئیے ہوں آپ کے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کو انہی لمحوں میں سے گزرنا پڑتا ہے جہاں سے کبھی وہ گزرا ہو جس کو آپ سے دکھ پہنچا ہو اس کی آنکھ سے نکلا ایک آنسو یا اس کے تکلیف سے پھٹتے دل کی آہ کب عرش کے پردوں کو چیرتی قبولیت کا شرف حاصل کر لے آپ کو کیا پتا ---- ہاں آپ کو تو تب احساس ہوتا ہے جب وہی ملے خود آپ پر آن پہنچیں اور موحد عالمگیر اب اسی احساس سے دوچار تھا ۔

****

" ردا مجھے پیٹے گا بھی ، اس سب پر موحد ، تو کیا اس وقت تم بچاؤ گی مجھے ؟"

ارحم نے گاڑی کے رکنے پر گردن موڑ کر ردا سے سوال کیا جو اب کار کی چابی کو نکال رہی تھی مسکرا کر ارحم کی طرف دیکھا۔

" کھا لو گے تھوڑی سی مار میرے لیے تو کچھ نہیں ہو گا ، آفٹر آل میں تمہاری اکلوتی محبت ہوں "

بات مکمل کرنے پر ردا نے بمشکل ہنسی کو دبایا جبکہ ارحم نے بچارگی سے ردا کی طرف دیکھا جو اسے زبردستی کا مہرہ کیا بکرا بنا کر موحد کے آگے پیش کرنے والی تھی ۔ چھ گھنٹے کے بعد وہ واپس آئے تھے

" ارے کیوں کھاؤں میں اس سے مار ، بھئی اتنی زور سے پنچ مارتا ہے رات دیکھا نہیں تھا تم نے ایک نمبر کا سنکی ہے "

ارحم نے آنکھیں پوری کھولے اسے آنے والے خطرے سے آگاہ کیا جس میں خطرے کا سامنا صرف ارحم کو ہی کرنا تھا وہ تو بس مزے اور بدلے لے رہی تھی ۔

" ٹھیک ہے پھر اس سے نہیں مجھ سے مار کھا لینا ، شرافت سے اترو نیچے اور جیسا سمجھایا ویسا ہی کرنا ہے تمہیں "

ردا نے ناک بھینچے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور خود کار سے نیچے اتر گ ئی ۔ شاپنگ بیگ کار سے نکالے اور قدم لفٹ کی طرف بڑھا دیے ۔ ارحم بھی بے چارگی سے اس کے پیچھے چل دیا ۔

www.classicurdumaterial.com

****

اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز پر موحد نے ٹیرس کی ریلنگ پر سے بازو اٹھائے اور لاؤنج کی طرف قدم بڑھا دیے ۔ یقیناً ردا اور ارحم واپس آ گئے تھے ۔

" اففف ارحم تم بھی نا بس ----"

ردا ارحم کی کسی بات پر قہقہ لگاتی ہوئی لابی سے آگے لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی ، دونوں چہک رہے تھے موحد نے ناک پھلائے غصے سے گھورا تو دونوں کے قدم لاؤنج میں ہی تھم گئے ۔ ردا نے کن اکھیوں سے موحد کا جائزہ لیا تیر سیدھا نشانے پر لگا تھا جناب مجنوں جیسے حلیے میں کھڑے تھے بکھرے بال ، شکن زدہ لباس تھکی سی آنکھیں ماتھے پر پرسوچ وسوسوں کو بنتی لکیریں ۔

ردا نے شاپنگ بگیز کاؤچ پر رکھے اور سینے پر ہاتھ باندھے موحد کی گھورتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہوئی۔

" ارحم خلع کے پیپرز دو موحد کو "

بڑے بارعب لہجے میں ارحم کو حکم دیا جو اب ہاتھ میں پکڑے لفافے کو لے کر موحد کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ جن میں کاغذات کے نام پر فقط سفید اوراق تھے

"کونسی خلع اور کونسے پیپر تم مجھے نہیں چھوڑ رہی سمجھی تم یہ سب غلط ہے جو کر رہی ہو "

موحد نے غصے سے لب بھینچے کہا ارحم لفافہ موحد کی طرف بڑھائے ہوا تھا جسے موحد نے تھامنا گوارا نہیں کیا تو ارحم اسے وہیں میز پر موحد کے پاس رکھ کر خود چند قدم کی دوری پر کھڑا ہو چکا تھا۔

" غلط تو ہمیشہ سے کرتی آئی ہوں میں ، یہ کوئی ن ئی بات تو نہیں ہے "

ردا نے کندھے اچکائے پرسکون لہجے میں کہا سن گلاسز اتار کر ہاتھ میں گھمائے ، موحد کی پریشانی اور یہ بے کل سا لہجہ اس کی محبت کی گہرائی کا ثبوت تھا۔

ہاں عابد اور ثانیہ کی تمام باتوں کی تصدیق تھی اس کی یہ حالت وہ محبت میں چور ہو چکا ہے جو اب اس کی حالت دیکھ کر صاف ظاہر تھا ، وہ کہاں چار ماہ پہلے والا موحد لگ رہا تھا۔

" ردا پیار محبت یہ رشتہ یوں کسی بھی بے بنیاد بات پر یقین کر کے ختم نہیں ہوا کرتا "

موحد نے جھنجلا کر کمر پر ہاتھ دھرے اسے سمجھایا جو ہر بار جذبات اور ضد بندی میں غلط فیصلہ لیتی تھی ، اور اسے اب اس جذباتی لڑکی سے بے پناہ محبتی تھی ۔

"پیار محبت --- رشتہ --- موحد تم نے خود ہی تو کہا تھا یہ وقتی جذبہ ہے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جائے گا تو لو ہوا ختم آج "

ردا نے پرسکون لہجے اور باہم تاثر کے ساتھ جواب دیا

" ردا تم ایسا نہیں کر سکتی ہو --- وہ بھی اس چیپڑ کے لیے "

موحد نے ناگواری سے کہتے ہوئے بازو لمبا کیے ارحم کی طرف اشارہ کیا جو چیپڑ کہنے پر گڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

" موحد میں کر سکتی نہیں۔۔۔ بلکہ کر چکی ہوں یہ سب اور وہ بھی اس چیپڑ کے لیے "

ردا نے طمانت سے جواب دیا پر ردا کے پھر سے چیپڑ کہنے پر تو ارحم تِلملا کر آ بیل مجھے مار کی مترادف آگے بڑھا

" کیا چیپڑ، چیپڑ لگا رکھی ہے، تم خود کیا ہو بلڈی مڈل کلاس ویلے بھی تم ردا کے لائق ہی نہیں تھے "

ارحم نے نخوت سے ناک چڑھائی، موحد جو پہلے سے تپا کھڑا تھا ارحم کی اس بات پر اس کے ضبط کا پیمانہ ایسا لبریز ہوا کہ چہرہ لال بھبوکا ہو گیا۔

" تمہیں تو اب سہی مڈل کلاس بن کر دکھاتا ہوں میں، باپ کے بزنس پر پلنے والے پلے "

موحد ایک سکینڈ کے ہزارویں حصے میں اس کے قریب پہنچا تھا، ارحم کو اس کے یوں اچانک حملے کی توقع نہیں تھا اس لیے بدحواسی میں اپنا بچاؤ بھی نا کر سکا۔

" موحد اسے کچھ نہیں کہو گے تم "

ردا چیختی ہوئی آگے بڑھی جبکہ موحد اسے دو چار کے جڑ بھی چکا تھا۔اور وہ زمین پر لیٹا اپنے اوپر جھکے موحد کے تابڑ توڑ گھونسوں سے خود کا بچاؤ کرنے میں مکمل طور پر ناکام تھا۔

" بتا ردا کو جھوٹ کہا تو نے سب جو بھی کہا رات "

موحد نے پھولتی رگوں کے ساتھ مُشت تانے غضب ناک لہجے میں غرا کر کہا ، ردا جو تقریباً موحد کے عقب میں پہنچ چکی تھی گھور کر ارحم کی طرف دیکھا اور گردن کو نفی میں ایسے ہلایا جیسے کہہ رہی ہو خبردار اگر سچ اُگلا تو

" کوئی جھوٹ نہیں بولا میں نے ، تم نے رات والی آفر دی تھی مجھے "

ارحم نے بچارگی سے ردا کا ساتھ دیتے ہوئے پھر سے جھوٹ بولا ، کرتا بھی کیا موحد سے بچنے کے لیے اگر سچ بولتا تو ردا کا ساتھ نا دیتے پر اس سے مار کھاتا اب تو دل میں خود کو ہی کوس رہا تھا کہ وہ کیوں دو پاگلوں میں پھنس گیا ہے ۔ ردا مسکرا دی پھر ارحم کی غیر ہوتی حالت کے باعث جلدی سے آگے بڑھی

" موحد ---- سٹاپ اٹ ---- خلع کے پیپرز لو اور جاؤ --- "

ردا نے موحد کو کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑا جو ارحم کو پھر سے ڈک پر ڈک جڑ رہا تھا ۔ ردا کے جھنجوڑنے پر ایک جھٹکے سے ارحم کو چھوڑ کر ردا کی طرف مڑا ۔

پھر گھور کر کچھ دور پڑے لفافے کی طرف دیکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا میز کی طرف بڑھا لفافہ دائیں ہاتھ میں اٹھایا

" بھاڑ میں گ ئی خلع ، پاکستان چلو گی تم میرے ساتھ سب انتظار کر رہے ہیں ہمارا "

لفافے کے دو ٹکڑے کر دیے ، لب بھینچے گردن کو دائیں بائیں جھٹکے دے کر رعب سے کہا ، ردا نے حیرت سے منہ کھولا اور پھر آنکھیں سکیڑیں

" نہیں جاؤں گی "

گردن کو غرور سے خم دیا ، وہ جانتی تھی یہ پیپر وہ بنا دیکھے پھاڑے گا اگر اس سے سچی محبت کرتا ہے تو اور ایسا ہی ہوا تھا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا ۔

" تمھارے تو اچھے بھی جائیں گے "

موحد دفعتاً آگے بڑھا اور پھر ایک جھٹکے میں وہ ردا کو اپنے بازو پر اٹھا چکا تھا ۔ پر اس ردعمل کی اسے بلکل توقع نہیں تھی ردا کی پوری آنکھیں کھل گئی تھیں اور ارحم بھی ایک جھٹکے سے فرش پر سے اٹھا تھا ۔ موحد تو ساری گیم ہی الٹ چکا تھا ۔

" موحد ۔د۔د۔د۔د۔۔۔۔۔"

حیرت سے چیخ ہی تو نکلی تھی اس کی جبکہ وہ لمبے ڈگ بھرتا اب کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا ۔

" تم ایسے نہیں مانو گی ، دکھاتا ہوں تمہیں "

موحد اس کی ٹانگوں کو قابو کرتا ہوا تیزی سے کمرے میں پہنچا تھا اور پھر جاتے ہی ارحم کے پہنچنے سے پہلے وہ گھوم کر دروازہ لاک کر چکا تھا ۔ ارحم اب دروازہ بجا رہا تھا ۔

موحد نے ردا کو نیچے اتارا اور اس کے حملے سے پہلے ہی بازو کلائیوں سے تھام لیے ۔

www.classicurdumaterial.com

" ہاں اب بتاؤ ، مس ئی لہ کیا ہے تمھارے ساتھ "

اس کی مسلسل کلائی چھڑوانے کی سعی کو ناکام کرتے ہوئے قریب ہوا نگاہیں اس کے خفا سے چہرے کا طواف کر رہی تھیں ۔

" مس ئی لے سب ختم ہوئے موحد عالمگیر اور ساتھ ساتھ ہمارا رشتہ بھی "

ردا نے نگاہیں چراتے ہوئے لہجے کی سختی کو برقرار رکھا ، موحد کا یوں مخمور سی نگاہوں سے گھورنا دل کے تار چھیڑ گیا تھا اور کچھ عجیب سا احساس تھا جو رگوں پے میں دوڑنے لگا تھا ۔

"آئی بڑی ---- جب چاہا اپنی مرضی سے رشتہ جوڑ لیا جب چاہا اپنی مرضی سے توڑ لیا "

موحد نے اس کی کلائی یوں ایک جھٹکا دیا تھا جس پر وہ لڑکھڑا کر اس کے حصار میں آچکی تھی ۔ وہ جو خود کو بڑا مضبوط ظاہر کر رہی تھی اس کی اس وارفتگی پر گھگی بندھ گ ئی ۔ دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے بمشکل پلکیں اٹھا کر اوپر اس کی نگاہوں میں دیکھا ۔

" ہاں میری مرضی جو چاہے کروں میری زندگی ہے "

ردا نے بمشکل لہجے کو کرخت رکھتے ہوئے الفاظ ادا ک ئی ے ، دل تو سرے سے ساتھ دینے سے انکاری تھا جسے دن رات چاہا تھا اس کی قربت نے دل کو پاگل کر رکھا تھا وہ ساتھ دیتا بھی تو کیسے

" تو میرا بھی کچھ حق ہے ، میں چلاؤں پھر مرضی اپنی ؟ "

موحد نے اس کے دونوں بازو کلائیوں سے تھامے پیچھے کرتے ہوئے کہا وہ جو خود کو پہاڑ بنائے کھڑی تھی موم کا ڈھیر بن گئی پلکیں گال پر لرز گئیں تھیں اور گال تپ گئے تھے ۔ وہ جو صبح سے ذہن کے وسوسوں سے جنگ کر رہا تھا ردا کے یوں تانبے سے مخمل بن جانے پر پرسکون ہو گیا۔ دل کو شک تو پہلے ہی تھا کہ یہ سب اس کی ناراضگی کا ردعمل ہے اب یقین ہو گیا تھا۔

" نا تو تم مجھے چھوڑ رہی ہو اور نا میں تمہیں سنا تم نے ، ہم کل پاکستان جا رہے ہیں پیکنگ کرو "

اس کے کان کے قریب سرگوشی کی اور پھر دھیرے سے پہلے اس کی کلائیوں پر سے ہاتھ کی گرفت ختم کی اور پھر پیچھے ہوا ، ایک بھرپور نگاہ اس کے مجسم بنے وجود پر ڈالی یوں لجائے رنگ و روپ میں وہ دل میں اتر گئی تھی لب مسکرا دیے تھے اور پھر دلکش مسکراہٹ سجائے دروزہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اور وہ یونہی جھکی پلکوں اور اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سمیٹتی کھڑی کی کھڑی رہ گئی ۔

****

الماری کو بند کرتی ثانیہ مسکراتی ہوئی بیڈ کی طرف آئی جہاں مہتاب صالحہ بیگم سے فون پر بات کا اختتام کرنے کے بعد اب فون بند کر رہا تھا۔

"آپ جن کو ہدایت کر رہے تھے وہ میری ماں ہیں "

ثانیہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پاس بیٹھ کر کہا تو مہتاب جو فون کو بند کیے اب میز پر رکھ رہا تھا اس کی طرف مڑا ۔

" نہیں جی ہدایت نہیں کر رہا تھا شکائیت لگا رہا تھا تمھاری ، کیونکہ مجھے پتا ہے کہ تم ملتان جا کر بلکل خیال نہیں رکھو گی اپنا "

مہتاب نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کے لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا ، وہ سرمد کی شادی کے سلسلے میں ملتان جا رہی تھی پر سرمد کو اس کی صحت کی فکر زیادہ تھی اسی سلسلے میں وہ صالحہ بیگم کو اس کی ساری لاپرواہیوں سے آگاہ کر رہا تھا ۔

" مہتاب اتنی بے اعتباری کیا یہ صرف آپ کا ہے "

ثانیہ نے مصنوعی خفگی دکھائی

" نہیں ۔۔۔ بے اعتباری نہیں تمھارا پتا ہے مجھے ، تم دوسروں کے دھیان میں زیادہ لگی رہتی ہو ، کبھی مناہل ، کبھی مما کے ساتھ گپ شپ تو کبھی بابا کی فرمائش پر کھانے بنانا ، سنی تھی باتیں ڈاکٹر کی "

مہتاب نے بظاہر سخت لہجہ اپنایا اور گھور کر دکھا

" جی سنی تھیں پر آپ یقین رکھیں امی کو جتنا آپ نے بھڑکا دیا ہے میرے خلاف وہ اب سر

www.classicurdumaterial.com

پر کھڑے ہو کر کھلائی یں گی مجھے "

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر محبت سے مہتاب کی ناک کو پکڑ کر دائی یں بائی یں ہلایا ،

ملتان میں تو صرف اس پر مناہل کی ذمہ داری تھی لیکن لاہور میں ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم

کا خیال کرنا وہ اپنا فرض سمجھتی تھی ۔

" اچھی بات ہے --- اور ابھی میں سر پر کھڑا ہوں میڈیسن لو پہلے "

مہتاب نے اس کے ناک کو تھامے ہاتھ کو تھام کر ایک طرف پڑی میڈیسن اٹھائی تو ثانیہ نے

بچوں کی طرح بیزار سی صورت بنا کر دیکھا

اور پھر واقع مہتاب نے ایک ایک ٹیبلیٹ اپنی نگرانی میں کھلائی تھی ۔ دوا کھانے کے بعد وہ بیڈ

سے اٹھی ہی تھی جب پھر سے کلائی مہتاب کی گرفت میں تھی ۔

" اتنے دن پہلے جانا ضروری ہے کیا ؟ "

محبت سے دیکھتے ہوئے روٹھے پن میں شکوہ کیا

"تانیہ کے پیپرز نا ہوتے تو نہیں جاتی اتنی جلدی ، میرا کہاں دل کرتا آپ کو آزادی دوں "

ثانیہ نے شرارت سے کہا جس پر وہ ہنس دیا اور کلائی چھوڑ دی

"آپ کس دن آئی یں گے ؟ "

ثانیہ کے پوچھنے پر مہتاب گہری سانس لیتا ہوا سیدھا ہوا

" ردا سے بات ہوئی ہے وہ اور موحد آتے ہیں تو ان کے ساتھ میں بھی آجاؤں گا "

مہتاب نے سنجیدگی سے جواب دیا وہ مسکرا کر الماری کی طرف بڑھی تو وہ بھی ٹی وی کے ریموٹ کو تھامے سیدھا ہو گیا۔

****

کمرے کا دروزہ کھلنے پر ارحم نے اچھل کر پیچھے مڑ کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ رکھے شکر کا کلمہ پڑھا وہ سمجھا تھا موحد اب اس کے کمرے میں آ گیا ہے۔

ردا چھکتی ہوئی اسکی طرف آ رہی تھی ، ارحم نے ناک پھلا کر اس کی طرف دیکھا۔ کمرے کا دروازہ کچھ دیر بجانے کے بعد وہ آ کر جلدی سے اپنی پیکنگ میں جت گیا تھا اور اب کچھ دیر بعد ردا کو یوں مسکراتے ہوئے دیکھ کر جل بھن گیا۔

" یہ کیسا بدلہ ہوا تمہارا ذلیل تو صرف میں ہوا وہ تو اٹھا کر تمہیں ، تمہارے کمرے میں لے گیا اور تم اب شرما شرما کر گلال ہو رہی ہو "

ارحم نے منہ چڑاتے ہوئے غصے دانت پیسے ردا سے کہا جو مسلسل مسکراہٹ دباتے اس کو دیکھ رہی تھی جو چل بھی لڑ کھڑا کر رہا تھا موحد نے چند منٹوں میں ہی درگت بنا ڈالی تھی۔

" زیادہ چیڑ چیڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ، ایک اور مقصد بھی تھا میں دیکھنا چاہتی تھی اس کی محبت اپنے لیے اور تمہیں کس نے کہا تھا چیپڑ کو اپنی انا کا مس ئلہ بنا کر میدان میں کود

پڑو "

ردا نے کمر پر ہاتھ رکھے گردن گھماتے ہوئے سارا ملبہ اس پر ہی انڈیل دیا وہ اب روہانسی صورت بنائے ردا کے دوغلے پن کو دیکھ رہا تھا ۔

" سب سمجھ گیا ہوں میں سب ---- تمہارا مقصد صرف مجھے مار کھلانا تھا جا رہا ہوں میں "

ارحم نے سر کو ہوا میں مارتے ہوئے کہا اور بیگ کو بند کیا جبکہ وہ ہنس ہنس کے بے حال ہو رہی تھی ۔

" اچھا سنو --- دوست ہو نا تو کیا ہوا میرے پیار سے تھوڑی سی مار کھا لی اور ویسے بھی تمہارے سر سے اپنے عشق کا بھوت اچھی طرح اتارنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں تھا "

ردا نے بمشکل ہنسی کو قابو میں رکھتے ہوئے اس سے کہا جو تاسف سے ردا کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

" بہت بری ہو تم "

افسوس اور خفگی سے کہا پر یہ سچ تھا عشق کا بھوت اچھی طرح اس کے سر پر سے اتر گیا تھا ۔

" تم سے کم ہی ہوں اور سنو اب اس نتاشہ بچاری سے شادی کر لو تم "

ردا نے فون والی لڑکی کا نام لیتے ہوئے کہا تو ارحم نے لب بھینچ کر غصے سے دیکھا

" کر لوں گا شکر بھی ادا کر رہا ہوں تم سے بچ گیا ہوں ، تمہارے لیے وہ تمہارا بھینسا ہی ٹھیک

www.classicurdumaterial.com

ہے "

سخت لہجے میں کہا جس پر ردا ایک دم سے مارنے کے لیے آگے ہوئی

" ارے بس بس --- پہلے ہی انگ انگ دکھ رہا ہے "

ارحم نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے اسے مارنے سے روکا جو اب کان پکڑ کر اس سے معافی مانگ رہی تھی ۔ ارحم نے سر ہلا کر معافی قبول کی اور پھر بیگ تھامے باہر آ گیا جہاں جناب بھینسا صاحب صوفے پر بیٹھے تھے ۔

" ارحم پلیز مت جاؤ پلیز ---- دیکھو --- "

ردا نے فوراً مصنوعی اداکاری پھر سے شروع کی جس پر ارحم گڑبڑا کر قدم دروازے کی طرف تیز کر چکا تھا ۔

موحد سامنے نگاہیں مرکوز کیے صوفے پر سے اٹھا اور پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکراہٹ دباتا ہوا ردا کے بلکل پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا ، جو بھرپور انداز میں ڈرامہ کرتی ہوئی اب ارحم کو روک رہی تھی ۔ جبکہ ارحم اس کی باتوں پر بنا کان دھرے تیزی سے اپارٹمنٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا ۔

" بس کرو اب جانے دو اسے ، نہیں تو جان سے جائے گا "

موحد نے عقب سے چہرہ اس کے کان کے قریب کرتے ہوئے شریر لہجے میں کہا اور پھر گھوم

کر اس کے بلکل سامنے آگیا جو اب پھر سے بلا کی مصنوعی سختی چہرے پر سجائے کھڑی تھی ۔

" کیوں جائے گا جان سے ، جان سے تو تم جاؤ گے "

ردا نے آنکھیں سکوڑ کر ناک چڑھاتے ہوئے اس کو باور کروایا کہ وہ اس کی اتنی سی قربت پر پگھلی نہیں ہے ۔

" جان سے تو جا چکا ہوں ، اسی لیے تو خود کو یہاں آنے سے روک نہیں سکا "

موحد نے مسکراہٹ دبائے اسکے چہرے پر تھوڑا سا جھکتے ہوئے معنی خیز جملہ اچھالا جس پر وہ ناگوار سی صورت بنائے چہرے کو پیچھے لے گ ئی ۔

" تو مجھ پر تو کوئی احسان نہیں اگر آئے ہو "

ردا نے چہرے کی سختی کو برقرار رکھے غصے سے جواب دیا ، اتنی آسانی سے معاف نا کرنے کا عزم کر رکھا تھا تو کھیل کا پاسا پلٹ جانے پر کیسے کمزور پڑ جاتی ۔

" احسان کرنے کون کمبخت آیا ہے ، میں تو اظہار کرنے آیا ہوں ، "

موحد نے مسکراہٹ سجائے جواب دیا ، مخمور لہجہ گہری محبت کی چمک لیے ہوئے آنکھیں وہ آنکھوں کے رستے دل میں اترنے کا ہنر اچھے سے جانتا تھا ۔

"آئی لو یو ۔۔۔ "

موحد نے اس کی پوری کھلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جذبات میں ڈوبے لہجے میں الفاظ ادا

کیے جن پر وہ مبہوت سی اس کے چہرے کو تکتی رہ گئی ۔ یہی وہ لمحہ تھا جس کی چاہ نا جانے دل نے کتنی بار کی تھی ، جاگتی آنکھوں نے کتنی بار یہ خواب بنا تھا اور کانوں نے کتنی خواہش کی تھی اس بازگشت کی اور آج جب وہ سب سچ ہو گیا تھا تو دل کی بے ترتیب دھڑکنیں جو "آئی لو یو ٹو" کا راگ آلاپ رہی تھیں زبان نے ان کو گھور کر دیکھا اور دماغ کا ہاتھ تھامے تن کر کھڑی ہو گئی ۔

"آئی ہیٹ یو ---"

ملائم سے لہجے میں نفرت کا یہ اظہار اس کی خفگی کا منہ بولتا ثبوت تھا ، اور موحد کو اس جواب میں " ہیٹ " کے لفظ سے زیادہ اس کے لبوں پر موجود نرم سی مسکراہٹ نے پاگل کیا

" ہاں وہ جانتا ہوں یو ہیٹ می آلاٹ ---- ابھی دیکھا تھا میں نے کمرے میں کتنا ہیٹ کرتی ہو تم مجھے "

موحد نے کمرے کی طرف نگاہیں گھما کر شرارت سے اشارہ کیا تو وہ لمحہ بھر کو جھینپ کر سنبھلی

"کرتی ہوں بہت کرتی ہوں "

ردا نے گڑبڑا کر فوراً رخ موڑا ، بالوں کی پونی لہرا کر کندھے پر گری اس کے پلٹنے پر موحد نے اچک کر ہاتھ تھاما اور پھر بازو گھما کر اپنے سامنے سیدھا کر لیا ۔

www.classicurdumaterial.com

" ڈیمو دوں پھر سے اب تو روم میں بھی لے جانے کی ضرورت نہیں "

ردا نے پلکیں جھکائی یں پھر پورا زور لگا کر اس کے پاؤں پر پاؤں مارا ۔ وہ جو پوری طرح بے خود ہونے کے موڈ میں تھا اس حملے پر تڑپ گیا

" افففف مار ڈالا ، اتنا غصہ ---- "

موحد نے تکلیف کے اثر سے پاؤں پیچھے کیا پر ہاتھ نہیں چھوڑا اور وہ تو اب پھر سے سرخ چہرے پر سنجیدگی کو بڑھاتے ہوئے مسلسل کلائی کو گھما رہی تھی اور پھر اسی ملے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کے اوپر سے جو پلکوں کی جھالر اٹھا کر خفگی سے موحد کو دیکھا تو وہ تڑپ گیا ۔

ردا کی آنکھوں کی پتلیوں پر پانی کی موٹی تہہ جمی تھی اور پلکوں کی ہلکی سی جنبش پر ہی وہ آنکھوں کے کنارے سے باہر لڑھک پڑے تھے ۔

" ردا ۔ا۔ا۔ا---- --- "

موحد نے ایک دم سے کلائی کو چھوڑ کر محبت سے کندھے تھامتے ہوئے اسے قریب کیا تھا ، آج اس کی یہ بھیگیں پلکیں اور متروم آنکھیں سیدھا دل پر وار کر رہی تھیں ۔

" ہاں کرتی ہوں تم سے محبت --- اور کرنے لگی تھی ، جیسی بھی تھی ، وجود میں دل تو ایک لڑکی کا تھا نا ، ایسا دل جو خود بخود اپنے محرم رشتے کی طرف جھکنے لگتا ہے "

ردا کی آواز بھی اس کی آنکھوں کی طرح بھیگی ہوئی تھی جو موحد کو ایک پل میں گھٹنوں کے بل

www.classicurdumaterial.com

جھکا چکی تھی آج باخوبی سمجھ آرہا تھا کہ کسی نے سچ کہا تھا آنسو عورت کا ہتھیار ہوتے ہیں اس سے وہ مرد کی روح تک چھلنی کر سکتی ہے لیکن صرف اس مرد کی جو اس سے سچی محبت کرتا ہو۔

" ، نہیں پتا چلا کب کیسے اس نفرت کی آڑ میں تم سے محبت کرنے لگی تھی اور تم نے کیا کیا مجھے اور میری محبت کو جھوٹا قرار دیا اور کہا چھوڑ دو مجھے ، کیا اتنا آسان ہوتا ہے چھوڑ دینا جتنا تم سمجھے تھے ؟ "

ردا اب غم و غصے کے اظہار میں بول رہی تھی اور وہ شرمندہ دلگیر کھڑا تھا ، ردا نے بات مکمل کرنے کے بعد آنسوؤں کو رگڑا تو موحد جلدی سے مزید آگے ہوا

" ردا ---- مجھے معاف کر دو دیکھو میں ان احساسات سے بہت عاری سا انسان تھا لیکن اس سب کے پیچھے یہ میری غلطی ہے کہ میں نے کبھی تمہیں سہی سے جاننے کی کوشش تک نہیں کی "

ندامت میں ڈوبا لہجہ تھا اور چہرہ مکمل طور پر اس کے دکھ کو محسوس کرنے کی عکاسی کر رہا تھا ۔ ردا نے پھر سے بھیگی پلکیں اوپر اٹھائے خفگی سے اس کی پریشان آنکھوں میں جھانکا ۔

" اس دن پارٹی میں تمہیں داد دینے ہی آرہی تھی میں جس دن تم نے میرے غرور کو میری احساس کمتری کا نام دے کر میری دھجیاں اڑائی تھیں "

www.classicurdumaterial.com

آنسوؤں میں بھیگی آواز میں بچوں کی طرح اسے اس کے رویے کی یاد دلائی

" ردا ---- میں بہت شرمندہ ہوں ان سب باتوں پر یقین کرو میرا ، اس وقت نہیں جانتا تھا تمہیں جو سامنے تھا وہی تو کہہ دیا تھا اور تم نے بھی تو پھر بینڈ بجا دی تھی میری کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی اور آج خود معصوم بن رہی ہو "

موحد نے آخری جملہ شریر سے لہجے میں ادا کیا ، وہ بھیگی پلکوں اور گالوں سمیت ہوش ربا لگ رہی تھی ۔

" اچھا اب ختم کرو نا ناراضگی یہ گلے شکوے چھوڑو اب سب "

موحد باہیں پھیلائے قریب ہوا ، ردا نے فوراً پیچھے ہو کر نگاہیں جھکا دیں پتا نہیں کیوں دماغ ابھی مزید سزا دینے پر اکسا رہا تھا اور دل پھڑپھڑا رہا تھا ۔

" نہیں کرنے --- اتنی آسانی سے کر دوں کیوں ---؟ "

ردا نے اس کے بازو کو آہستگی سے فولڈ کرتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا

" اچھا ----- مطلب ختم کرنے ہیں پر اتنی آسانی سے نہیں ---- ٹھیک ہے منظور ہے یہ بھی مجھے ، پر یہ ارحم والا طریقہ انتہائی گھٹیا تھا "

موحد نے پھیلی باہیں سمیٹ کر کمر پر ہاتھ دھرے ماتھے پر بل ڈال کر ارحم والے جھوٹ اور ڈرامے کا شکوہ کیا

" تمھارا عرفہ والا بہت اچھا تھا کیا یہ اُسی کا بدلہ تھا "

ردا نے فوراً گردن اکڑائے تنک کر جواب دیا

" اوہ----- بدلہ ----بدلہ ---- تم کیوں اتنا بدلہ لیتی ہو سیدھے سے معاف کیوں نہیں کرتی "

موحد نے جھنجلائے سے انداز میں بازو ہوا میں اٹھائے کہا

" کیوں کے ٹیڑھے انسان کے ساتھ یہی طریقہ ٹھیک ہوتا ہے "

ردا نے سینے پر بازو باندھے پرسکون لہجے میں کہا ، اسے تنگ کرنے میں اب دل کو بھی تسکین ملنے لگی تھی ۔

" ٹیڑھا اور میں ؟ "

موحد نے بھنویں اچکا کر بے یقینی سے اپنی طرف اشارہ کیا

" جی بہت ٹیڑھے --- غرور دیکھا تھا اپنا اور اکڑ پرنس چارلس والی -- "

ردا نے نخوت سے ناک چڑھائے یاد دلایا

" او بھئی کوئی غرور کوئی اکڑ نہیں تھی --- وہ بس گھر چھوڑ کر لاہور آ کر رہنا منظور نہیں تھا ، پر ایک بات ہے بدتمیز لڑکیاں مجھے اچھی نہیں لگتی تھیں شروع سے اور تم بدتمیزی کرتی تھی "

موحد نے ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے کندھے اچکائے

"اچھا میں بدتمیز تھی"

ردا نے ایک دم سے منہ پھلایا اور حیرت سے سوال کیا

"ہاں تم تھی اور ہو بھی"

موحد نے پرسکون لہجے میں اپنی بات کی تائید کی سر زور سے ہلا کر لب بھینچے

"کیا!!!!! میں بدتمیز ہوں"

ردا نے آنکھیں سکیڑ کر چیختے ہوئے پوچھا

"ہاں ہو نا --- ویسے مجھ سے محبت کرتی ہو میں تمھارا شوہر ہوں اور مجھ سے تم تم کہہ کر مخاطب ہو یہ بدتمیزی ہوئی نا اور کیا ہوا"

موحد نے کندھے اچکائے اسے اس کی غلطی باور کروائی ، ردا نے گھور کر دیکھا اور پھر جھٹکے سے مڑی

"کہاں جا رہی ہو اب ؟ دیکھا پھر سے ناراض ہو گ ئی ایک تو تمھارا یہ جو دماغ ہے"

موحد نے گہری سانس لی اور اس کے ساتھ لمبے ڈگ بھرتا ہمقدم ہوا اس کے ہاتھ کو پھر سے تھام کر رکنے پر مجبور کیا، ردا نے فوراً مڑ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں

"نہیں میں اس بات پر ناراض نہیں ہوئی پہلے سے ہی ہوں تو اب آپ میرا بازو چھوڑ دیں مجھے

سونے جانا ہے رات بہت ہو چکی "

ردا نے دانت پیستے ہوئے نخرے سے کہا، چہرہ بلکل اس کے چہرے کے سامنے اور آنکھیں اس کی آنکھوں میں محبت کے موجزن سمندر کو دیکھ رہی تھیں۔

" چلو ، اب ختم کرو نا اس ناراضگی کو پلیز "

موحد نے لاڈ سے قریب کرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں التجا کی ، ردا نے وجود میں اٹھتی سنسناہٹ پر بمشکل قابو پایا

" کر دوں گی پر وقت لگے گا "

ہنوز خفا لہجہ بمشکل برقرار رکھا ، اس کو اتنے قریب سے ایسے دیکھنا کتنا حسین لمحہ تھا یہ

" ردا یہ ظلم ہے نا "

موحد نے مخمور سے لہجے میں التجا کی ، اس کے بالوں کی لٹ میں انگلی پھنسائے آنکھوں میں دیکھا

" تو میں نے بھی تو سہا تھا نا "

ردا نے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسی کے لہجے میں جواب دیا

" ہاں پر اب میں معافی مانگ رہا ہوں نا "

موحد نے نگاہیں اس کے چہرے پر گھماتے ہوئے التجا کی ، لٹ کو دھیرے سے چھوڑا تو وہ

سپرنگ کی طرح اوپر چڑھ گ ئی

" ہاں تو میں ابھی معاف نہیں کر رہی نا "

ہنوز آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بے خود سے لہجے میں کہا

" بری ہو تم بہت ---"

لاڈ سے شکوہ کیا ، ردا نے لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ کو روکا

" اچھے تو آپ بھی نہیں "

اسی کے لہجے میں جواب دیا اور پھر اس کے بہکنے کو محسوس کیے جھٹکے سے بازو چھڑاتی اب وہ کھلکھلاتی ہوئی کمرے کی طرف بھاگ رہی تھی اور موحد کے ہوش میں آنے اور پیچھے بھاگنے تک وہ کمرے میں جا کر دروازہ بند کرچکی تھی۔

" ردا ---- ردا---- یہ ظلم ہے ----"

موحد نے دروازے کے بلکل ساتھ لگتے ہوئے کہا ، جبکہ وہ دوسری طرف کمرے میں دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں زور سے میچ کر مسکرا رہی تھی دل کے دھڑکنے کی آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرا رہی تھی ۔

" دیکھو مجھے اس چیپڑ کے بستر میں ہر گز نہیں سونا "

دستک دیتے ہوئے کہا ، وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنس دی ۔

" یار مت کرو ایسا دروازہ کھول دو "

پیار سے منت کی جس پر وہ گلال ہوتی سر ایسے نفی میں ہلا گ ئی جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو ،

موحد نے گہری سانس لی پیچھے ہوا

" اچھا سنو مت کرو معاف ابھی جتنا وقت چاہیے دوں گا ، اور اب پیکنگ کر لو سٹوین نے سیٹس کروا دی ہیں کل فلائی ٹ ہے ہماری "

اونچی آواز میں کہا اور پھر بالوں میں ہاتھ پھیرتا قدم پیچھے کی طرف لے جا رہا تھا لبوں پر دلکش مسکراہٹ تھی اور آنکھیں طمانت سے چمک رہی تھیں۔

****

تابندہ بیگم کے کمرے میں گے قیمتی فانوس کے بلکل نیچے کاؤچ پر بیٹھی ردا مسکرا کر سیدھی ہوئی

" مما بس کریں خوش ہونا اب ، کیوں ایسے دیکھے ہی جا رہی ہیں مجھے "

ردا نے مسکراتی اور چمکتی آنکھوں کے ساتھ محبت سے تکتی تابندہ بیگم کی طرف دیکھ کر کہا جو بار بار اس کے اتنا دبلا ہو جانے پر سر شار ہو رہی تھیں ۔

وہ آج ہی پاکستان پہنچے تھے اور گھر میں تابندہ بیگم اور ملک جہانزیب کا استقبال انتہائی شاندار تھا ، اور اب اس وقت سے تابندہ بیگم اسے اپنے کمرے میں لے کر بیٹھی تھیں ۔

" کیوں نا ہوواں خوش ---- میری تے دلی خواہش پوری کر دیتی نکمے موحد نے کنی سونی لگ رئی آں تو، لک لائی ک آے کتہ پنا پتر جی (کیوں نا ہوں خوش ---- میری تو دل کی خواہش پوری کر دی ہے اس نکمے موحد نے) "

تابندہ بیگم نے مصنوعی خفگی سے جھاڑا اور پھر محبت سے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا، وہ جانتی تھی دبلا ہونے سے زیادہ خوشی ان کو ردا کے گھر بچ جانے کی ہے۔

" مما ---- موحد کے لیے نہیں ہوئی سمارٹ میں اپنے لیے ہوئی ہوں یہ بات ذہن سے نکال دیں "

ردا نے تابندہ کے دونوں ہاتھوں پر ہاتھ رکھے محبت سے ان کو یہ باور کروایا کہ موحد کی محبت پانے کے لیے وہ ہرگز سمارٹ نہیں ہوئی ہے وہ صرف خود کے لیے ایک چیلنج بن گئی تھی اس نے خود کو خود سے ہرایا تھا اور اپنے نفس سے جنگ جیتے آج وہ فاتح بنی بیٹھی تھی۔

" اچھا ---اچھا زیادہ بکواس نا کر بوت چنگا منڈا اے تیرے جان تو باد تیرے بابا دا انا خیال رکھایا اُس نے ، تے Rida نوں انج سنبالیا کہ بس نا پچھ آئی ایم ویری امپریسڈ (اچھا اچھا زیادہ بکواس مت کرو بہت اچھا لڑکا ہے ، تمھارے جانے کے بعد تمھارے بابا کا اتنا خیال رکھا اس نے اور Rida کو اسطرح سنبھالا کے بس پوچھو مت "

تابندہ بیگم پہلی دفعہ موحد کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں اور ردا حیرت اور خوشی سے ان کو

www.classicurdumaterial.com

دیکھ رہی تھی ۔ وہ تھا ہی ایسا سب کے دلوں کو جیت لینے والا

" قدر کر بیٹا موحد بوت اچھا اے "

تابندہ بیگم نے سنجیدہ لہجے میں اسے کہا ، تو وہ فوراً شرارت سے سیدھی ہوئی

" اچھا --- یہ سب اس کے سامنے نا کہہ دیجیے گا ، پہلے ہی مجھے کہہ چکا ہے مجھے آپ کہہ کر مخاطب کرو شوہر ہو تمھارا "

ردا نے شرما کر خفا سے لہجے میں موحد کی شکائیت لگائی ۔

" ہاں تو بیٹا آپ کہنا بھی چاہیے ، میاں ہے تمھارا "

تابندہ بیگم نے فوراً موحد کی بات کی تائید کی

" میاں -----؟ "

ردا نے ایک نئے لفظ پر حیرت سے سوال کیا

" ہاں شوہر --- بھئی اسے میاں بھی کہتے "

تابندہ بیگم نے سر ہلائے اسے سمجھایا

" افف ایک تو پتا نہیں کیا کیا کہتے مما میں تو موحد ہی کہتی ہوں --- "

ردا نے سر گھماتے ہاتھ اٹھا کر محبت سے کہا اس کے نام پر لب بلاوجہ مسکرا دیے

" جو بھی کیندے بس دل سے کیندے نے بیٹا --- بہت پیارا رشتہ اے احترام ، محبت ---

اک دوجے نو معاف کرنا ، درگزر کرنا ، کمپرو مائی ز کرنا "
تابندہ بیگم آج اسے روایتی ماؤں کی طرح سمجھا رہی تھیں ،

" مما میں ان میں سے صرف محبت کر سکتی ہوں بس ---- اگر میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آئے گا میں کیا اپنا غصہ دیواروں پر اتاروں گی اُسی پر اتاروں گی نا ، ہاں معاف کر دوں گی پر بدلہ لے کر اور کمپرومائی ز میں اکیلی ہی کیوں کروں گی ہر جگہ ، کہیں وہ کرے گا کہیں میں "

ردا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی تقریر جھاڑی

" ساری باتیں ٹھیک ہیں بیٹا جی ، پر سو باتوں کی ایک بات ---- مرد جب غصے میں ہو چپ سادھ لینا اچھی بیویوں کا شیوہ ہے ، ہاں نخرے کرو ، بدلے لو ، پر جب بحث بڑھنے لگے تو خاموشی اختیار کر جاؤ ، اور جب شوہر کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے پھر پیار سے روٹھ کر یاد دلا دو کہ آپ نے تب غصے میں یہ الفاظ کہے تھے وہ برے لگے مجھے "
تابندہ بیگم نے ہاتھ کو نچاتے ہوئے محبت سے سمجھایا

" مما جو باتیں آپ مجھے سکھا رہی ہیں یہ سب تو بابا آپ کے ساتھ کرتے ہیں جب آپ غصے میں ہوتی ہیں "

ردا نے لب بھینچے شرارت سے بھنویں نچائی یں اور پھر تابندہ بیگم کے پہلو بدل لینے پر کھلکھلا

دی

" ہاں تے دونوں طرف دی گل اے ناں جے بیوی غصے وچ آجائے تے شوہر نو اے سب کرنا چائی ی دا (ہاں تو دونوں طرف کی بات ہے نا اگر بیوی غصے میں آجائے تو یہ سب شوہر کو کرنا چاہیے) "

تابندہ بیگم نے فوراً بات کا رخ بدل ڈالا جس پر ردا ہنستے ہوئے ان کو گلے لگا چکی تھی ۔ اور اس کے قہقے کی کھنک تابندہ بیگم کو سرشار کر گ ئی چوری سے آنکھوں کے نم کونوں کو صاف کیا ۔

****

یہ ملک جہانزیب کے گھر کا وسیع ڈائیننگ ہال تھا جہاں کھانے کے میز پر بیٹھے تمام نفوس محو گفتگو تھے ، موحد نے آنکھیں اوپر اٹھائے کھانے کی میز کے گرد بیٹھے ملک جہانزیب ، مہتاب ، ردا اور تابندہ بیگم کو دیکھا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے آگے ہوا

" نہیں ۔۔۔ میں متفق نہیں ردا کے فیصلے سے "

آہستگی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا جس پر اب سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا ۔

ردا سب کو کہہ رہی تھی کہ وہ اب ملتان جا کر اپنے سُسرال میں رہے گی ، موحد اور وہ ملتان

کا بزنس سنبھالیں گے اور مہتاب بھا یہاں لاہور میں رہیں گے بابا کے ساتھ ۔

سب ردا کے فیصلے پر تائیدی گردن ہلا رہے تھے جب موحد کی نفی کرنے پر سب اب اس کی طرف حیرت سے دیکھنے پر مجبور ہوئے ، اُسے تو خوش ہونا چاہیے تھا اس فیصلے پر ، وہ کیوں متفق نہیں تھا ؟ سب کے ذہنوں میں ایک جیسا سوال ابھرا ۔

" ہم جیسے پہلے رہتے تھے ویسے ہی رہیں گے ، مہتاب بھائی نے اتنی لگن اور محنت سے ملتان کے بزنس کو سیٹ کیا وہاں اپنا گھر بنایا ، یہ وہیں رہیں گے اور میں یہاں آپ لوگوں کے پاس لاہور میں رہوں گا "

موحد نے بڑے وثوق سے کہہ کر سب کی طرف دیکھا ردا سمیت سب اس کی طرف حیرانگی سے دیکھ رہے تھے ۔

"میں گھر داماد دنیا والوں کی نظروں میں ہوں لیکن میں جانتا ہوں میں بیٹا ہوں اور بیٹا ہی بن کر دکھانا ہے مجھے ، میں انا کا غلام بن کر صرف اپنی اکڑ کی خاطر ردا کو کیوں مجبور کروں کہ وہ ملتان جا کر رہے "

موحد نے محبت سے سامنے بیٹھی ردا کو نظروں کے حصار میں لیا جو اب ورطہ حیرت میں موحد کو تک رہی تھی وہ تو یہ سوچ رہی تھی ملتان جانے کا فیصلہ سنا کر وہ موحد کو خوش اور حیران کر دے گی پر وہ اس پر ہر بار کی طرح بازی لے گیا تھا۔

www.classicurdumaterial.com

بازی وہ لے گیا تھا پر جیت ردا گ ئی تھی کتنی انوکھی جیت تھی یہ سامنے بیٹھا شخص اسے دو زانو جھکا کر بھی تخت پر بیٹھا چکا تھا وہ کیسے نا اس کی محبت پر یقین کرتی اسے کیسے نا اس جیسے سے محبت ہو جاتی نظریں اس کی بلائی یں اتار رہی تھیں تو نگاہیں اسکے نقش کے بوسے لے رہی تھیں ۔

" تھنکیو بیٹا ۔۔۔۔ "

ملک جہانزیب نے لب بھینچے تشکر آمیز لہجے میں موحد کو کہا ، تابندہ بیگم بھی اسی طرح مشکور سی دیکھ رہی تھیں جو تب سے ردا کے جانے کی خبر سے دل تھامے بیٹھی تھیں

" بابا تھنکیو کس بات کا مہتاب بھائی اگر ہمارے گھر کو ایک بیٹے کی طرح سپورٹ کر سکتے ہیں تو میں کیوں اس بات کو اپنی انا کا مس ئ لہ بناؤ ں "

موحد نے فوارًا ان کی بات کا جواب دیا جس پر سب مسکرادیے ۔

" باقی اب آپ سب ردا سے پوچھ لیں وہ مجھے اس گھر میں برداشت کر لے گی کہ نہیں ؟ "

موحد نے شرارت سے ردا کی طرف اشارہ کیا تو سب کھلکھلا کر ہنس دیے پر وہ مصنوعی خفگی سے موحد کو گھور کر رہ گ ئی ۔ جو اب شرارت سے چمچ منہ میں دبائے مسکراتی آنکھوں اور لبوں کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا ۔

****

صحن میں موجود گھنے درخت کے نیچے لگی کرسیوں پر ہلکی ہلکی دھوپ آ رہی تھی جہاں ردا صالحہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی ۔ وہ صبح کی فلائیٹ سے ملتان پہنچے تھے

موحد تھکا سا صحن میں داخل ہوا تو سامنے درخت کے نیچے بیٹھی ردا کو دیکھ کر طمانت سے مسکرا دیا ، وہ صالحہ بیگم کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی کسی بات پر کھلکھلا رہی تھی ۔ ۔ ردا آج تیسرے دن بھی تنگ کرنے کے عزم کو برقرار رکھے ہوئے تھی ۔

موحد نے قدم اسی طرف بڑھا دیے آج رات کو سرمد کی مہندی کی تقریب تھی اور گھر میں اسی کی گھما گھمی کے باعث چند مہمان بھی موجود تھے

مہتاب کے آنے پر ثانیہ تو مناہل کو لے کر اپنے گھر چلی گ ئی تھی ۔ اور موحد صبح سے سارے انتظامات دیکھ کر اب گھر لوٹا تھا ۔ وہ آہستہ سے چلتا ہوا قریب آ کر کرسی پر بیٹھا تو صالحہ اور ردا ایک ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئیں ۔

" بھابھی یہ لیں چائے آپکی ۔۔۔ "

عقب سے آتی تانیہ کی آواز پر ردا نے گردن کو خم دیا تو وہ چائے تھامے مسکرا رہی تھی ۔ ردا ملتان آتے ہی سو گ ئی تھی اور پھر کچھ دیر پہلے ہی اٹھ کر فریش ہونے کے بعد باہر آئی تھی ، تانیہ اور صالحہ بیگم کی محبت اسے صبح سے سرشار کیے ہوئے تھی کہ وہ بھی آ گیا تھا جس کو نگاہیں صبح سے تلاش کر رہی تھیں ۔

ردا نے چور سی نگاہیں موحد پر ڈالیں ، ٹی شرٹ اور جینز میں بال بکھیرے وہ عام سے حلیے میں بھی دل موہ لینے کی حد تک دلکش لگ رہا تھا۔

" مجھے بھی پوچھ لو کہ بس اس کی خدمتیں ہی کرتے رہنا ہے "

موحد نے مصنوعی خفگی سے تانیہ کو کہا جو موحد کی بات پر اسے زبان نکال کر منہ چڑاتے ہوئے ایک طرف چل دی ۔

" امی تھک گیا ہوں ---- بھائی کی شادی کروانی بہت مشکل ہے اس سے اچھا میں اپنی ہی دوسری کروا لیتا "

موحد نے کن اکھیوں سے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ، جو چائے کا سپ لیتے لیتے رک کر اب موحد کی طرف منہ کھولے خفگی سے گھور رہی تھی ۔

" شرم کر لے کچھ "

صالحہ بیگم نے اس کے شریر سے لہجے پر ہنستے ہوئے ڈپٹا جو ردا کے رد عمل پر محظوظ ہو رہا تھا

" ہاں تو دیکھیں نا خود وہ آرام فرما رہا ہے میں صبح سے کھپ رہا ہوں انتظامات میں "

موحد نے سر ہوا میں مار کر بچوں کی طرح شکوہ کیا تو ردا اور صالحہ اس کے انداز پر بے ساختہ مسکرا دیں

" تمھاری شادی پر وہ بھی ایسے ہی کھپ رہا تھا "

صالحہ بیگم نے خفگی سے پیشانی پر بل ڈالے موحد سے کہا اور پھر ردا کے آگے پڑے لوزامات کو ویسے ہی دھرے دیکھ کر ردا کی طرف متوجہ ہوئی ہیں

" ردا بیٹے اور لو نا صبح سے ٹھیک سے نہیں کھایا آپ نے کچھ بھی "

صالحہ بیگم نے شیریں لہجے میں فکر مندی ظاہر کی ، ردا نے بولنے کے لیے منہ کھولا

" امی وہ ڈائی بٹ پر ہے --- "

موحد نے شرارت سے بات اچک کر کہا ، جس پر ردا نے آنکھیں نکالیں جبکہ وہ تو ہر ہر پل سے لطف اندوز ہو رہا تھا ۔ وہ ایسے سب میں گھلی ملی اسے تسکین بخش رہی تھی ۔

"کوئی ضرورت نہیں ڈائی ٹ کرنے کی اتنی پیاری لگتی تھی پہلے بھی ، کتنی کمزور ہو گ ئی ہو اچھے سے کھاؤ پیو اس بدتمیز کی باتوں میں ہر گز مت آنا"

صالحہ بیگم نے غصے سے موحد کو گھورتے ہوئے ردا کو مشورہ دیا ، تانیہ نے پاس آ کر چائے کا کپ موحد کی طرف بڑھایا

"امی میں نے کب کہا ڈائی ٹ کرنے کو ، پوچھ لو اس سے سامنے بیٹھی ہے "

موحد نے تانیہ کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے ردا کی طرف اشارہ کیا ، جو گلال ہوتے گالوں سمیت بیٹھی تھی

"پتا ہے مجھے تیرا سارا کتنا تنگ کیا ہے تو نے میری بہو کو "

صالحہ بیگم نے غصے سے موحد کو جھاڑا تو ردا نے خوش ہو کر اثبات میں سر ہلایا ، اور پھر تانیہ کے بلانے پر صالحہ بیگم وہاں سے اٹھ کر کچن کی طرف چل دیں

" ابھی کہاں کیا ہے تنگ ابھی تو کرنا ہے -- "

موحد نے چائے کا سپ لیتے ہوئے معنی خیز جملا اچھالا جو صرف ردا کو سنائی دے کر اس کے گال کو گلال کر گیا وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ کو دبا کر رہ گ ئی موحد نے پاؤں آگے کیے اس کے پاؤں پر اپنے پاؤں سے ضرب لگائی تو وہ جو کہنی کرسی کے بازو پر ٹکائے بیٹھی تھی ہل کر رہ گ ئی ، چائے بمشکل چھلکنے سے بچی

" کیا ہے ---- "

مسکراہٹ دبائے خفگی سے موحد کو گھورا

" کچھ نہیں --- کیا اب ایسے بھی نہیں کر سکتا "

موحد نے پھر سے پاؤں پر ضرب لگائی ردا نے بمشکل چائے کے کپ کو سنبھالا

" مت کریں اب کیا تو چائے پھینک دوں گی گرم گرم "

ردا نے گھورتے ہوئے دھمکی دی جبکہ لب مسلسل مسکراہٹ دبا رہے تھے اور دھڑکنیں اس کی آنکھوں کے وار سہہ رہی تھیں

" میرے پاس بھی کپ ہے سمجھی "

موحد نے اپنے ہاتھ میں پکڑا کپ اوپر کرتے ہوئے دھمکی دی ۔

" سزا ختم کرو اب بس "

موحد نے پھر سے پاؤں پر ضرب لگاتے ہوئے رعب سے حکم دیا ، محبت سے اس کے سراپے کو آنکھوں سے دل میں اتارا

" کیوں ختم کروں بھئی ابھی تو چار ماہ دینی ہے سزا "

ردا نے گردن کو اکڑاتے ہوئے مصنوعی رعب میں ہی جواب دیا

" دماغ ٹھیک ہے تمھارا ---- ؟ "

موحد ایک دم سے آگے ہوا ، پیشانی پر فکرمندی کے شکن تھے اب دوری کہاں برداشت تھی اور وہ تھی کہ بدلے ختم کرنے پر آ ہی نہیں رہی تھی ۔

" جی بلکل ٹھیک ہے میرا دماغ اب آپ کا کرنا ہے ٹھیک "

ردا نے لاڈ سے شریر لہجے میں جواب دیا

" مطلب تم سیدھے طریقے سے ماننے والی ہو ہی نہیں "

موحد نے مصنوعی غصے سے گھورا اور پھر زور سے پاؤں پر ایک اور ضرب لگائی

نہیں --- مت کریں ایسے بھئی ماروں گی میں "

ردا نے چڑ کر مسکراہٹ دباتے ہوئے گھورتے ہوئے روکا جو بار بار پاؤں پر پاؤں مار رہا تھا ۔

" مارو --- نا کچھ تو کرو ---"

موحد نے بچوں جیسی صورت بنائے بچارگی سے التجا کی ردا اچانک امڈ آنے والی ہنسی کو روک نہیں پائی

" اچھا تو پھر کچھ بھی چلے گا ---"

ردا نے شرارت سے بھنویں چڑھائی ییں

" ہاں کچھ بھی ---"

موحد نے محبت سے جواب دیا اور پھر اس کے کپ میں پکڑے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا کپ بھی کچھ اس انداز میں سیدھا کیا کہ تم اگر چائے پھینکو گی تو میں بھی پھینکوں گا ۔ ردا نے چائے کا کپ میز پر رکھا موحد مسکرایا ،

"یہ لیں پھر ----"

ردا نے یکایک پانی سے بھرا جگ اٹھا کر موحد پر اچھال دیا پانی چھپاک کی آواز کے ساتھ موحد کو بھگو گیا اور ردا برق رفتاری سے ایک پل بھی وہاں رکے بنا وہاں سے بھاگی

" اب تم نہیں بچو گی میرے ہاتھ سے "

موحد ایک جھٹکے سے اٹھا ، شرٹ بال منہ سب سے پانی ٹپک رہا تھا گلاسز اتارے اور مسکراتے

ہوئے مڑا جہاں وہ زبان نکال کر منہ چڑاتے ہوئے اب کچن میں جا رہی تھی ۔

****

شادی ہال میں جگمگاتی روشنیاں اور چمکتے دمکتے چہرے والے لوگ گول میزوں کے گرد کرسیوں پر براجمان تھے ۔ سفید ، سرخ اور گلابی پھولوں سے سجی دیوار کے بلکل آگے بنے سیاہ گول سٹیج پر سرمد اور عرفہ بیٹھے مسکرا رہے تھے۔

آج ولیمے کی تقریب تھی اور عرفہ پیچ اور زنک ملاپ کے جوڑے میں سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس سرمد کے پہلو میں بیٹھی جچ رہی تھی ۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی طمانت تھی ۔

" ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ٹیسٹنگ ون ۔۔۔ٹو ۔۔ تھری ۔۔"

پورے ہال میں ایک دم سے آواز گونجی تو سب حیرت سے ارد گرد دیکھنے گئے ، ردا جو سرخ رنگ کے جوڑے میں کھل رہی تھی فوراً موحد کی آواز پر علیزہ سے بات کرتے ہوئے حیرت سے ماتھے پر بل ڈالے پلٹی ۔

" سب کی توجہ چاہیے تھوڑی دیر کے لیے پلیز ۔۔۔۔"

موحد مسکراتا ہوا ایک طرف سے نکل کر سٹیج کی طرف بڑھا سیاہ کورٹ کے نیچے سفید شرٹ پر سیاہ ٹائی لگائے ، بالوں کو بڑے انداز میں آگے سے ہلکا سا اٹھائے وہ اپنے دلکش انداز میں مائک ہاتھ میں تھامے مسکراتا ہوا اب بلکل سٹیج کے سامنے آ گیا تھا ۔ سب کی آنکھیں اب

اس پر مرکوز تھیں ۔

"جی تو ایوری ون ---- یہ سامنے سٹیج پر بیٹھا شخص جو آج اپنا سارا کھڑوس پن بالائے طاق رکھے ، پوری طرح باچھیں کھلائے اپنی حسین و جمیل بیوی کو بار بار تاڑ رہا ہے ، یہ میرا بھائی ہے "

موحد نے سینے پر ہاتھ رکھے تھوڑا سا جھکتے ہوئے سرمد کا تعارف کروایا، سب لوگ ایکدم سے ہنس پڑے ، عرفہ جھینپ گ ئی جبکہ سرمد گڑبڑا کر سیدھا ہوا کیونکہ وہ واقعی ہی بار بار عرفہ کو ہی دیکھ رہا تھا ۔

" بچپن سے ہی کھڑوس شخصیت کے مالک میرے اس بھائی نے میری رکھ کر بجائی ہے، تو آج ان کی شادی کے دن میں ان کی بجانے والا ہوں ، اجازت ہے بھائی "

موحد نے شرارت سے دائ یں آنکھ میچ کر سرمد کی طرف دیکھا جو خفیف سا قہقہ لگا کر سر اثبات میں ہلا گیا ۔ اور موحد فوراً مائ ک تھامے گھوم کر سیدھا ہوا ۔

"تو سنیں سب ان کے ظلم ، بچپن میں ابا اور امی سے جتنی مار میں نے کھائی ہے صرف اس ایک عدد کھڑوس بھائی کی وجہ سے کھائی ہے کیونکہ یہ خود تو سنجیدہ مزاج تھے ہی ساتھ ساتھ میری شرارتیں اور مزاق بھی ہضم نہیں کرتے تھے ، گلی میں زیادہ دیر دوستوں کے ساتھ کھیلنے پر ، کم نمبروں والا ٹیسٹ چھپانے پر ، تانیہ اور علیزہ کو مارنے پر غرض کے ہر مرحلے پر میری پھینٹی کی وجہ میرے یہ بھائی تھے "

موحد بڑے مزے سے مائک تھامے سٹیج کے آگے بول رہا تھا اور سب سرمد کے چہرے کے تاثرات اور موحد کے الفاظ سے لطف اندوز ہو رہے تھے ۔

" میں اکثر یہ سوچتا تھا یار یہ اتنے سنجیدہ اور سخت مزاج کیوں ہے --- یہ عام بچوں کی طرح ، عام لڑکوں کی طرح ہنسی مزاق اور کھیل کود کرنے والے کیوں نہیں ہیں ، نا خود کھیلتے ہیں اور نا میرا کھیلنا برداشت کرتے ہیں ، اللہ یہ کیسا بڑا بھائی دیا ہے مجھے "

موحد نے آبرؤ چڑھائے سرمد کی طرف محبت سے دیکھا

" لیکن ان سب باتوں کا جواب مجھے ابا کے اچانک ہمیں چھوڑ کے چلے جانے اور ہمیں ہمارے گھر سے نکالے جانے کے بعد ملا ------- کیونکہ اس سنجیدہ مزاج اور کھڑوس بھائی نے ابا کے بعد سے خود چھوٹی سی عمر سے ہی ابا کی سیٹ سنبھال لی اور ہم سب چھوٹے بھائی بہنوں کو گود لے لیا "

موحد کا لہجہ اور صورت یکایک سنجیدہ ہوئی تھی اور ساتھ ہی سب کے مسکراتے لب بھی اب سمٹ رہے تھے ۔

" اپنی پڑھائی کے ساتھ جاب شروع کی صرف مجھے اچھا پڑھانے کے لیے ، خود اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ دی آپی کی شادی کے لیے پیسے جمع کرنے تھے ، ایک جاب صبح اور ایک جاب شام ---- "

موحد لبوں پر اب اداس سی مسکراہٹ سجائے کہہ رہا تھا اور ہال میں اچانک آسودگی سا سما تھا ، سب کے مسکراتے چہروں کی آنکھیں اداس ہو گ ئی تھیں ۔

" مجھے پڑھایا اور پھر جب میں پڑھ کر گھر آیا تو مجھے نوکری نا ملنے پر گھر سے دور لاہور بھیج دیا ---- میری زندگی کہ ہر --- ہر فیصلے میں دخل دیا اتنا دخل دیا ،اتنا دخل دیا کہ اگر ابا ہوتے تو شائ د وہ بھی نا دیتے "

موحد نے آہستگی سے نم آنکھوں کو چھلکنے سے روکنے کے لیے سانس اندر کھینچا ، ہال میں ردا سمیت کتنے لوگوں کی آنکھیں نم ہو گ ئی تھیں ۔

" پر بھائی مجھے آج آپکے ہر دخل اور ہر فیصلے پر ناز ہے آپ میرے باپ جیسے بھائی ہیں ، محنتی ، خود کو بھول کر اپنوں سے محبت کرنے والے اسی لیے جب پھر مجھے یہ ملی ---- جو آج میرے کھڑوس سے بھائی کے ساتھ بیٹھی دانت نکال رہی ہے "

موحد نے جلدی سے آنکھوں کی نمی چھپائے شرارت سے عرفہ کی طرف اشارہ کیا ، عرفہ نے مسکراتے ہوئے مصنوعی گھورا ، سب نم آنکھوں سمیت مسکرا دیے

" اس چالاک سی لڑکی کو دیکھتے ہی بھائی کا خیال آیا مجھے ، یہ بھی بہت محنتی اور گھر بھر کی فکر میں اپنا آپ بھلائے بیٹھی تھی ، میں نے سوچا کیا ہی اچھا ہو جو مل جائ یں دو کھڑوس محنتی "

موحد نے ہاتھ اٹھا کر خود کو داد دینے جیسے انداز میں کہا تو ہال قہقوں سے گونج اٹھا ۔ موحد نے قدم آگے بڑھائے

" تو آج اس کھڑوس محنتی جوڑی کو میری دل سے مبارک باد قبول ہو ، آئی لو یو بھائی "

موحد اب بولتا ہوا سٹیج پر چڑھ آیا تھا ، سرمد نے اٹھ کر اسے خود سے بھینچ ڈالا تھا صالحہ بیگم ، ثانیہ ، علیزہ تانیہ رو رہی تھیں ۔ ردا نے پاس کھڑی علیزہ کو محبت سے اپنے ساتھ لگایا تھا اور اپنی آنکھوں کے نم کونوں کو انگلی کی پور میں چنا تھا ۔

" بھائی ---۔ سب سہی بولا نا ، جو کچھ آپ نے لکھ کے دیا تھا "

موحد نے بظاہر سرمد کے کان میں سرگوشی کی پر جان بوجھ کر مائیک میں بولا تو سب نم آنکھوں سمیت کھلکھلا کر ہنس پڑے موحد مائیک سٹیج پر رکھے اترنے کو تھا جب پاس کھڑے حماد نے اس کا ہاتھ تھام لیا ۔ حماد علیزہ کا شوہر تھا اور بہت خوش مزاج انسان تھا ۔

" موحد کدھر بھاگا جا رہا ہے رونق شونق لگا بھئی "

حماد نے شوخ سے لہجے میں کہا موحد نے گھور کر نفی میں سر ہلایا ، حماد سمیت پورا خاندان جانتا تھا موحد کی آواز بہت اچھی ہے ۔

" تقریر تو بہت سن لی موحد سے کیا خیال ہے اب اس کی آواز میں گانا ہو جائے "

حماد نے مائیک اٹھائے اونچی آواز میں کہا تو پورا ہال چیخوں سے گونج اٹھا ، ردا نے محبت بھری

نظروں سے موحد کو دیکھا

" نہیں نہیں ۔۔۔ بلکل نہیں ایسا کچھ نہیں ہونے والا یہاں "

موحد نے سر جھکائے نفی میں جنبش دیتے ہوئے مائک میں کہا اور خود اپنا آپ حماد کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا

" کیوں نہیں ہونے والا گا دے زیادہ نخرے مت کر "

سرمد نے سٹیج پر بیٹھے ہی رعب چلایا

" اتنے عرصے سے گایا نہیں سُر ہی نہیں ہیں یارررر"

موحد نے خجل ہوتے ہوئے اپنے نا گانے کی وضاحت دی ۔

"سُر مل جائیں گے وہ سامنے بھابھی کو دیکھ کر گا دے "

حماد نے شرارت سے سامنے کھڑی مسکراتی ردا کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ جو نفی میں سر ہلاتا ہی جا رہا تھا ردا کو دیکھ کر مبہوت سا ہوا جو شرمائے سے انداز میں گلابی گالوں سمیت مسکرا رہی تھی ۔ اس کا دلکش سراپا واقعی اسے گانے پر اکسا گیا تھا وہ آج بھی پچھلے دو دنوں کی طرح ہی غضب ڈھا رہی تھی ۔ موحد نے ایک دم سے حماد کے ہاتھ سے مائک تھاما جبکہ نگاہیں اب بھی ردا پر جمی تھیں ۔

" اوئے ہوئے کیا بات ہے جی ۔۔۔ "

www.classicurdumaterial.com

حماد نے ہاتھ اوپر اٹھائے تالی بجائی تھی اور پورا ھال سٹیوں اور چیخوں کی بازگشت سے گونج اٹھا تھا ۔

" مجھے نیند آتی نہیں ہے اکیلے ---- خوابوں میں آیا کرو ---"

موحد نے آنکھیں جھکا کر بول گنگنائے مدھر آواز ھال کے چاروں کونوں میں گونج اٹھی تھی ، جیسے ہی موحد کی نگاہیں اٹھیں ردا کی جھک گ ئی تھیں ۔

" نہیں چل سکوں گا تمھارے بنا میں ---- میرا تم سہارا بنو ----"

موحد اب گاتے ہوئے ردا کی طرف بڑھ رہا تھا ، جو اب مسکراتے ہوئے نگاہیں جھکائے کھڑی تھی ۔ اس کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی تو محبت بھری آنکھیں دل میں اتر رہی تھیں۔

" اک تمہیں چاہنے کا علاوہ ---- اور کچھ ہم سے ہو گا نہیں---"

موحد نے اس کے سامنے آکر بول گنگنائے تو وہ بمشکل پلکیں اٹھائے اسے ایک نگاہ ہی دیکھ سکی دل اس کی نگاہوں کی تاب نہیں لا رہا تھا

" بول دو نا ذرا ---دل میں جو ہے چھپا

----- میں کسی سے کہوں گا نہیں ----"

موحد نے ردا کے گرد گھوم کر اس کے سامنے آکر بول گنگنائے ، وہ یوں شرمائی سی ، سر سے پاؤں تلک اس کی محبت میں ڈوبی ہوئی تھی ۔

" بول دو نا ذرا ---دل میں جو ہے چھپا

----- میں کسی سے کہوں گا نہیں ----"

وہ اب گنگناتا ہوا سٹیج کی طرف واپس آ رہا تھا اور پھر مائی ک واپس میز پر رکھ دیا سب لوگ تالیاں پیٹ کر داد دے رہے تھے ۔ اور وہ اب کسی گلوکار کی طرح جھک جھک کر داد وصول کر رہا تھا ۔

مناہل جو ننھے ننھے ہاتھوں سے تالیاں بجا رہی تھی ، فوراً پاس کھڑے مہتاب کا ہاتھ کھینچ کر گویا ہوئی

" بابا آپ بھی گائیں نا ماموں کی طرح مما کے لیے سونگ "

مناہل نے مہتاب کا ہاتھ کھینچتے ہوئے ضد سے کی ، مہتاب نے فوراً گھور کر دیکھا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کو پچکارا

" نو بیٹا بابا کو نہیں آتا ہے ---"

مہتاب نے انگلی کھڑے کیے نفی میں گردن ہلائی مگر مناہل ان سنا کرتی سٹیج کی طرف بھاگی اور پتا تو تب چلا جب اس کی معصوم سی آواز مائی ک کے ذریعے ہال میں گونجی ۔

" بابا کو بھی گانا ہے میری مما کے لیے گانا آئیں بابا "

مناہل نے کی آواز پر سب لوگ قہقہ لگاتے ہوئے اب مہتاب کی طرف دیکھ رہے تھے جو اپنی

طرف بڑھتے موحد کو دیکھ کر زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا لیکن موحد اور حماد نے اس کی ایک بھی نہیں سنی اور زبردستی گھسیٹتے ہوئے سٹیج کے قریب لا کر مائک اس کو تھاما دیا۔ جبکہ لوگ اس منظر پر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

" موحد کی آواز کے بعد لگتا ہے آپ لوگ اپنا ٹیسٹ خراب کرنا چاہ رہے ہیں "

مہتاب نے خجل ہوتے ہوئے مائک میں کہا تو سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" چلیں میں گانا نہیں گاتا، لیکن ہاں اپنی وائف کے لیے ایک نظم پڑھ دیتا ہوں "

مہتاب نے خجل ہوتے ہوئے گانے کا اردہ ترک کیا، سب نے محبت سے ثانیہ کی طرف دیکھا جو گلال ہوئے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

" ارشاد۔۔ارشاد۔۔ مہتاب بھائی "

موحد نے ہوا میں ہاتھ اٹھایا، ثانیہ مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور قدم سٹیج کی طرف بڑھا دیے

" یہ بھی فخر ہے کہ کسی نے وفا کی
بن گیا میرا میرے زخموں کی دوا کی
بھلا ہی دیے مجھے اس نے دکھ سبھی
بن کے ملا ہے مجھ کو نعمت خدا کی "

مہتاب گھمبیر لہجے میں بڑی شائی ستگی سے ثانیہ کو نگاہوں کے حصار میں رکھے اشعار کہہ رہا تھا اور ثانیہ اب بلکل اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گ ئی تھی ۔

" گلاب بھی خوب ہے لیکن مجھے ہے پسند

مہک اس کے ہاتھوں کی حنا کی "

مہتاب نے ثانیہ کے ہاتھ کو تھام کر محبت بھرے لہجے میں شعر پڑھا ھال میں موجود منچلے سٹیاں بجانے لگے تھے ۔

" بن گیا جب سے وہ دل سے میرا

محبت کی ہر اک رسم اس نے ادا کی "

مہتاب نے جزب میں آخری شعر کہا سب لوگ اب تالیاں پیٹ رہے تھے مہتاب نے مسکراتے ہوئے مائی ک حماد کو پکڑایا اور ثانیہ کے قریب ہوا ، جو کچھ کہنا چاہ رہی تھی ۔

" گانا بھی گا دیتے تو "

ثانیہ نے ناک چڑھا کر لاڈ سے شکوہ کیا

" وہ رات کو تمہیں گھر جا کر سناؤں گا کیونکہ میری گانے کی آواز صرف تم ہی برداشت کر سکتی ہو "

مہتاب نے مسکراہٹ دبا کر شرارت سے اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ بھی ہنس پڑی

اور پھر مہتاب کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گ ئی ۔

****

ردا نے حیرت سے کار کی کھڑکی سے باہر دیکھا اور پھر ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے موحد کی طرف جو بڑے انہماک سے گاڑی کے سٹیرنگ پر ہاتھ جمائے ڈرائیو کر رہا تھا ۔ گاڑی میں امیجن ڈریگن کا بیلیور گونج رہا تھا جس پر موحد کی انگلیاں سٹیرنگ پر ٹپٹپا رہی تھیں ۔

وہ ولیمے کی تقریب کے بعد شادی ہال سے نکلے تھے اور موحد باقی سب گاڑیوں سے الگ ہو کر اب سنسان سی سڑک پر گاڑی دوڑا رہا تھا اور راستہ اتنا لمبا ہو چکا تھا جس سے ردا باخوبی اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ گھر تو ہرگز نہیں جا رہے ہیں ۔

" ہم یہ کہاں جا رہے ہیں موحد ؟ "

ردا نے حیرانگی سے بھنویں سکیڑے سوال کیا ، کانوں میں بھاری جھمکے کار کی رفتار پر ہلکے ہلکے ہلتے ہوئے سفید گردن سے ٹکرا رہے تھے ، چمکتی آنکھوں میں حیرت تھی ۔

" کیوں بتاؤں ---؟ "

موحد نے لبوں کو آپس میں ملائے مگن سے انداز میں ردا کی طرف بنا دیکھے جواب دیا ، اور پھر اونچی آواز میں گانے کے ساتھ سُر ملائے ۔

" کیا مطلب --- یہ گھر کا راستہ تو نہیں لگ رہا ہے ، بتا کیوں نہیں رہے کہاں جا رہے ہیں

ہم "

ردا نے ہاتھ اٹھائے سامنے اشارہ کرتے ہوئے پوچھا ، آنکھوں میں حیرت اب بھی قائم تھی رات کے بارہ بج رہے تھے اور یہ سڑک تھی بھی سنسان اور شہر سے دور کا علاقہ لگ رہا تھا ۔

" ہاں گھر نہیں جا رہے ہیں ، تمہیں بدلہ بدلہ کھیلنے کا بہت شوق ہے نا تو مجھے یاد آیا میرا ایک بہت پرانا بدلہ تو رہتا ہے ابھی کیوں نا اسے بھی نئے بدلے کے ساتھ جوڑ لیا جائے "

موحد نے سٹرینگ موڑتے ہوئے شرارت سے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" کیسا بدلہ --- ؟ "

ردا کی پیشانی پر تجسس کی لکیریں ابھریں ، موحد نے پھر شرارت سے دیکھ کر جواباً قہقہ لگایا ۔

" جانم ---- اغوا کر رہا ہوں تمہیں --- تم جو تین دن سے مہمانوں کی آڑ لے کر مجھ سے بچ رہی ہو نا آج بتاتا ہوں تمہیں "

موحد نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے دانت پیس کر مصنوعی سر کو زور سے ہوا میں مارا ، اور وہ اب موحد کی بات پر منہ کھولے آنکھوں کو حد درجہ سکوڑ چکی تھی ۔

گاڑی کسی فارم ہاؤ ئ س ٹائ پ جگہ پر رُکی تھی جہاں دونوں اطراف میں وسیع درختوں سے ڈھکے باغ تھے ، موحد گاڑی روکنے کے بعد اب گھوم کر اس کی طرف کا دروازہ کھولے کھڑا تھا

۔

" اترو نیچے ---- "

موحد نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا ، یہ اس کے دوست کا فارم ہاؤس تھا ۔

" یہ غلط بات ہے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے موحد "

ردا نے خفگی سے کہتے ہوئے ہاتھ پیچھے باندھ لیے

" نہیں ہوتے پتا ہے سب کو تم اپنے مزاجی خدا کے ساتھ ہو ، اٹھو گی اب کے اٹھا کر لے جاؤں اس دن کی طرح "

موحد نے شرارت سے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے تو وہ فوراً اس کے ہاتھ پر چپت لگاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر موحد کے ساتھ قدم ملاتی ہوئی چل دی ۔

" کس کا گھر ہے ؟ "

ردا نے گردن ارد گرد گھماتے ہوئے سوال کیا ، باغ اندھیرے میں ڈوبے تھے پر اس راہداری کے بلکل سامنے سفید پینٹ والا چھوٹا سا گھر روشن تھا ۔

" تمہارے دوست جتنا بڑا فارم ہاؤس تو نہیں ہے ، پر میرا بھی ایک دوست چیپڑ ہے جس کے پاس فارم ہاؤس ہے "

موحد نے شرارت سے اس کے کان کے قریب ہوتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر داخلی دروازے کا لاک چابی سے کھولا ۔ یہ سفید رنگ کا لکڑی کا خوبصورت دروازہ تھا ۔

"آؤ ۔۔۔۔۔ "

محبت سے ردا کو آگے آنے کا اشارہ کیا وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر مبہوت سی تھم گ ئی ، داخلی دروازہ کھلتے ہی یہ لابی تھی اور سامنے شائی دلاؤنج تھا پر اس کی حیران ہونے کی وجہ فرش پر بچھی گلاب کی پتیاں تھیں جو پوری لابی کیا لاؤنج تک کے فرش کو بھی ڈھکے ہوئے تھیں اور جگہ جگہ جلتی کینڈل اس خوبصورتی کو چار چاند لگارہی تھیں۔ میز کیا ، اوپن کچن کی شیلف کیا ، ہر جگہ گلاب کی پتیاں اور کینڈلز تھیں ۔

"یہ سب ۔۔۔۔۔ "

ردا کی حیرت زدہ سی سرگوشی گونجی ، یہ سب موحد کے دوستوں نے اس کے کہنے پر ترتیب دیا تھا ۔

" بدتمیزوں نے زیادہ ہی خرچہ کر دیا اتنا بھی نہیں کہا تھا میں نے "

موحد نے گردن کھجاتے ہوئے خود کلامی کی جس پر ردا نے پیچھے مڑ کر دیکھا

"کیا ۔۔۔؟ "

وہ انتہائی خوش لگ رہی تھی آنکھوں میں کینڈل کی طرح روشنیاں جگمگا رہی تھیں اور موحد کو اُسے یہی خوشی دینی تھی ۔

" کچھ نہیں اندر چلو "

موحد نے اس کا ہاتھ تھاما اور اب اس لے کر اندر داخل ہو چکا تھا اور وہ یونہی خوابوں کی سچائی پر حیرت کدہ سی اب اس کے ساتھ لاؤنج سے ملحقہ کمرے میں آ گ ئی تھی جہاں پورا کمرہ انتہائی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔

" اٹس بیو--- ٹی--- فل ---- "

ردا حیران سی ستائشی نگاہیں ارد گرد گھماتی تعریف کر رہی تھی اور موحد اس سارے دلکش منظر کو چھوڑ کر اس کے دلکش سراپے کو نگاہوں میں سمائے آگے بڑھا۔

سرخ فراک، میں بال سیدھے کمر پر پھیلائے دلکتی رنگت کے ساتھ وہ ہوش ربا لگ رہی تھی۔

" چلو بہت تعریف کر لی بہت اب ذرا فیلنگ لے آؤ اغوا ہوئی ہو تم "

شرارت سے پاس آکر تھوڑا سا جھکتے ہوئے کہا اور وہ جو مگن کمرے کو دیکھ رہی تھی موحد کے لہجے اور آنکھوں کے مخمور پن کو دیکھ کر جھینپ گ ئی۔

" کیا مطلب --- ؟ "

مسکراہٹ چھپائے دھڑکتے دل سے سمٹتے ہوئے پوچھا، ریڑھ کی ہڈی کی سنسناہٹ اپنا رنگ چہرے پر بکھیر رہی تھی۔

" مطلب یہ کہ یاد ہے نا سب کیسے باندھا ہوا تھا مجھے رسیوں سے "

موحد ہنوز مخمور نگاہوں سے دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا

www.classicurdumaterial.com

" تو کیا اب آپ اسی طرح باندھیں گے مجھے "

ردا نے قدم پیچھے کرتے ہوئے شرارت اور لاڈ سے پوچھا ، وہ جتنے قدم آگے آ رہا تھا وہ شرارت سے مسکاتی پیچھے جا رہی تھی ۔

" نہیں تو ---- "

موحد نے مبہم مسکراہٹ سجائے مخمور سے لہجے میں کہا ، قدم مزید آگے بڑھائے ۔

" پھر ---- ؟ "

ردا نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوال کیا ، اور اپنے بچاؤ کے لیے اردگرد نگاہ دوڑائی

" میں تو اپنے انداز میں بدلے لوں گا اور آج ایک نہیں سنوں گا "

موحد کی آنکھوں اور چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ کر وہ سمٹ کر رہ گئی پھر ایک دم سے اپنی جگہ سے بھاگی اور ایک طرف لگی میز پر پڑے گلدان نما سجاوٹی پیس کو اٹھایا

" اچھا ---- لے کر تو دکھائیں بدلے پھر ---"

شرارت سے گلدان کو اوپر کرتے ہوئے کہا

" یہ کیا بدتمیزی ہے رکھو اس کو نیچے "

موحد جو پوری طرح خمار میں ڈوبا ہوا تھا اس کی اس حرکت پر گڑبڑا کر کہا

"آپ ہاتھ تو لگائیں ذرا --- "

ردا نے مسکراہٹ دبائے شرارت سے کہا، موحد نے گھور کر دیکھا پھر ہنس دیا

" اچھا کیا لگتا ہے بچ جاؤ گی مجھ سے بھول ہے تمہاری ---"

موحد نے شرارت سے کہا اور پھر چھلانگ لگا کر بیڈ پھلانگتا اس تک پہنچ گیا، سب سے پہلے اس کی گلدان والی کلائی کو تھاما اور پھر اپنی گرفت میں لیتے ہوئے گلدان ایک طرف رکھا وہ مسلسل ہنستے ہوئے کراٹے آزما رہی تھی ۔

موحد نے ہر وار ناکام بناتے ہوئے پھر مکمل طور پر حصار میں لیا دنوں اب تیز تیز سانس لے رہے تھے اور ہنس رہے تھے ۔

" اتنا کافی ہے اب بس بدلے کا وقت شروع ہوا "

موحد نے کان کے قریب سرگوشی اور اس کی پلکیں گالوں پر کپکپا گئیں ۔

****

یہ Rida کا شاندار آفس تھا جہاں میز کے قریب کھڑا موحد ایک آدمی کا گریبان تھامے ہوا تھا اور وہ نادم سی صورت بنائے سر جھکائے مجرم کی طرح کھڑا تھا ۔

ردا کچھ دوری پر سینے پر ہاتھ باندھے ناک پھلائے کھڑی تھی ، ردا کو جو شخص موحد کی خبریں پہنچاتا تھا ردا نے آج اسکا فون نمبر ٹریس کرنے کے بعد اسے Rida سے کھوج نکالا تھا اور وہ اب موحد سے نوکری کی بھیک مانگ رہا تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

ردا اب بہت کم آفس آتی تھی کیونکہ موحد اور ملک جہانزیب نے بہت اچھے سے بزنس سنبھال لیا تھا اور وہ Rida کے نام سے ایک بوتیک کھول چکی تھی جہاں اب سلے ہوئے جوڑے ڈیزائن ہوتے تھے ۔

" صرف ردا کے کہنے پر تمہیں برداشت کروں گا آفس میں سمجھا ، اور اب اگر اسطرح کی حرکت کی کبھی تو ---"

موحد نے مکا تانا تو وہ جلدی سے گھبرا کر موحد کے آگے ہاتھ جوڑ چکا تھا ۔

" نہیں --- نہیں سر معاف کر دیں دوبارہ کبھی نہیں ہو گا ایسا کچھ بھی "

آدمی نے کانپتے لہجے میں گزارش کی ، موحد نے ایک جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا ۔ اور پھر اپنے کوٹ کو جھٹکا دے کر ردا کی طرف دیکھا جس نے آنکھیں بند کیے موحد کو پرسکون ہونے کا اشارہ کیا ۔

" ناؤ گٹ لاسٹ ----- "

موحد نے بازو لمبا کئے آدمی سے کہا جو سر جھکائے آفس سے باہر نکلا ، ابھی چند قدم کا فاصلہ ہی طے کیا تھا جب اسے عقب سے آواز سنائی دی ۔

"رکیں عقیل --- "

ردا اب مسکراتی ہوا اس کی طرف آ رہی تھی پھر اس کے پاس آ کر بیگ میں ہاتھ ڈالا اور خاکی

رنگ کا لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا

" یہ لو تمھارے کام کی رقم -- "

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا ، عقیل نے پیسوں سے بھرا لفافہ تھاما ، اور حیرت سے ردا کی طرف دیکھا

" میم برا نا مانیں تو ایک بات پوچھ سکتا ہوں "

عقیل نے بچارگی سے گزارش کی

" ہاں پوچھو "

ردا اب مصروف سے انداز میں کندھے پر لٹکا اپنا بیگ بند کر رہی تھی

" آپ نے کیوں مجھے ایسا جھوٹ بھولنے کے لیے کہا ، میں تو وہ نہیں ہوں جو موحد سر کی مخبری کرتا تھا "

عقیل حیرت سے بھنویں سکیڑے پوچھ رہا تھا ، ردا نے سر اوپر اٹھایا اور پھر مسکائی

" کیونکہ میں نہیں چاہتی وہ جاسوس پکڑا جائے کبھی "

ردا شرارت سے دائیں آنکھ کا کونا دبایا اور عقیل کے کھلے منہ سے بے نیازی برتتی سن گلاسز چڑھا کر آگے بڑھی لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی

****

موحد نے کوک کا سپ لیا اور پاس بیٹھی ردا کی طرف دیکھا ، جو کھانے میں مگن تھی اور اب تیسری دفعہ پلیٹ بھر رہی تھی ، وہ آج کھانا کھانے باہر آئے تھے ۔

" واہ ---- ردا --- ردا--- اس کو دیکھو کتنی سمارٹ ہے "

موحد نے ردا کے قریب ہو کر اسے ٹھوکا ، ردا نے چہرہ اوپر اٹھایا سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی ، دبلی پتلی خوبصورت

" ہاں اور یار بال تو دیکھو کتنے پیارے ہیں "

ردا نے بھی پرشوق نگاہیں جمائے تعریف میں موحد کا ساتھ دیا ، موحد نے گھور کر ردا کی طرف دیکھا

" شرم تو نہیں آتی ، مجال ہے جو اثر ہو تمہیں بجائے جلنے کے میرا ساتھ دے کر لڑکی کو تاڑ رہی ہو "

موحد نے خفگی سے کہا

" وہ اس لیے کہ مجھے پتا ہے آپ مجھے پمپ کر رہے ہیں کہ میں ڈائیٹ شروع کر دوں جو ابھی بلکل مجھے نہیں شروع کرنی ، عشال کے بعد بھی تو ہو گ ئی تھی نا سمارٹ اب اذان ابھی ایک سال کا ہی تو ہوا ہے "

ردا نے خفا سی صورت بنائے ہوا میں سر مارا جس پر موحد گھور کر رہ گیا ، وہ اب پھر کھانے

میں مگن ہو چکی تھی ۔

" اچھا اب ایسے طنزیہ دیکھنا چھوڑیں اور وہ دیکھیں عشال اور اذان زیادہ دور جا رہے ۔۔اٹھیں بچے سنبھالیں "

ردا نے موحد کے کندھے کو ہلاتے ہوئے کہا

" تم زیادہ چالاک نہیں بن رہی اس معاملے میں ۔۔۔ کل سارا دن میرا تھا آج تمھارا ہے بچے سنبھالنے کا دن "

موحد نے غصے سے گھور کر کہا ، ردا نے کوئی ملازمہ بچے سنبھالنے کے لیے نہیں رکھی تھی کیونکہ وہ کسی بھی بچی کو ملازمہ رکھنے کے حق میں نہیں تھی اس لیے وہ اپنے دونوں بچوں کی دیکھ بھال خود کرتی تھی پر جب بھی باہر آتے تھے ، تو باری ہوتی تھی بچے سنبھالنے کی

" موحد میں بہت تھک گ ئی ہوں جائی یں نا پلیز "

ردا نے بچوں جیسی صورت بنائے موحد کی طرف دیکھا

" ہاں کھا کھا کر تھک گ ئی ہو ، ایک تو یہ جو بلیک میل کرتی ہو نا ۔۔۔ جا رہا ہوں ٹھونسوں تم "

موحد منہ پھلائے اٹھا تو وہ پیار سے مسکرا دی

" عشال۔۔۔ اذان ۔۔۔ بیٹا۔۔۔ کم بیک۔۔۔مما سارا کھانا کھا جائی یں گی "

موحد اب بچوں کی طرف بڑھ گیا تھا اور ردا موحد کی طرف دیکھ رہی تھی ۔

میں ردا ملک جسے موحد جیسا ہمسفر ملا جس نے سارے دکھ سمیٹ لیے ، جو میرے ظاہر سے نہیں میرے دل سے میری روح سے محبت کرتا ہے ۔

لیکن دنیا میں ہر ردا میری طرح خوش قسمت نہیں ہوتی کاش ہر مرد موحد بن جائے تو جسمانی کمزوری اور دوسری کسی خامی کا شکار لڑکیاں آج تنہا نا ہوں ۔ پتا نہیں مرد ہم عورتوں کی ظاہری صورت کے بجائے ہمارے دلوں سے ہماری روح سے محبت کیوں نہیں کرتے ۔

کتنی ہی ردا ملک آج تنہا ہیں احساس کمتری کا شکار ہوئے اپنی زندگی کو بوجھ سمجھ رہی ہیں ، کاش ان سب کے لیے اللہ دنیا میں ایک ایک موحد عالمگیر بھیج دے اور اگر وہ نہیں ہے تو ان میں اتنی ہمت پیدا کر دے کہ اپنی اس خامی کو اپنی کمزوری نہیں اپنی طاقت بنا لیں ۔۔۔وہ نم آنکھوں کے کونے صاف کر رہی تھی موحد بچوں کی انگلیاں تھامے مسکراتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا

****

ختم شد